# تصانیفِ اقبال

کا

## تحقیقی و توضیحی مطالعہ

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

اقبال اکادمی پاکستان
۱۱۶ میکلوڈ روڈ، لاہور

# تصانیفِ اقبال

کا

## تحقیقی و توضیحی مُطالعہ

ڈاکٹر رفیع الدّین ہاشمی

اقبال اکادمی پاکستان

۱۱۶- میکلوڈ روڈ ۰ لاہور

(جملہ حقوق محفوظ)

ناشر : ڈاکٹر وحید قریشی
ڈائرکٹر اقبال اکادمی پاکستان
۱۱۶- میکلوڈ روڈ ، لاہور

طابع : میاں محمد یعقوب

مطبع : حمایت اسلام پریس لاہور

تعداد : ۱۱۰۰

طبع اول : ۹ نومبر ۱۹۸۲ء

قیمت : ۲۷ روپے

انتساب :

دادا مرحوم ، عالم شاہ

کے نام

# ترتیب


○ حرفِ آغاز

باب ۱ : اردو کلام کے مجموعے ۱

باب ۲ : فارسی کلام کے مجموعے ۵۹

باب ۳ : مکاتیب کے مجموعے ۱۹۹

باب ۴ : مستقل نثری تصانیف ۲۷۷

باب ۵ : متفرق نثری مجموعے ۳۲۹

باب ۶ : ملفوظات کے مجموعے ۳۸۹

باب ۷ : اقبال کی مرتبہ درسی کتابیں ۴۱۷

○ ضمیمے ۴۴۱

○ کتابیات ۴۶۹

○ اشاریہ ۴۷۹

# تفصیل ابواب

## (۱) اردو کلام کے مجموعے


**(الف) اردو میں شعرگوئی** ۲

**(ب) اردو کلام کے مجموعے**

- بانگِ درا ، ۳ ستمبر ۱۹۲۴ء ۲۱
- بالِ جبریل ، جنوری ۱۹۳۵ء ۲۸
- ضربِ کلیم ، جولائی ۱۹۳۶ء ۳۴
- ارمغانِ حجاز (حصۂ اردو) ، نومبر ۱۹۳۸ء ۳۷

**(ج) کلیاتِ اقبال ، اردو** ۴۱


## (۲) فارسی کلام کے مجموعے


**(الف) اقبال کی فارسی گوئی** ۶۱

**(ب) فارسی کلام کے مجموعے**

- اسرارِ خودی ، ۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء ۷۷
- رموزِ بے خودی ، ۱۰ اپریل ۱۹۱۸ء ۹۶
- اسرار و رموز (یکجا) ، ۱۹۲۳ء ۱۰۲
- پیامِ مشرق ، ۵ - ۹ مئی ۱۹۲۳ء ۱۲۹
- زبورِ عجم ، جون ۱۹۲۷ء ۱۴۶

○ جاوید نامہ ، فروری ۱۹۳۲ء ۱۵۴

○ مسافر ، ۱۹۳۴ء ۱۵۹

○ مثنوی پس چہ باید کرد
اے اقوامِ شرق } اکتوبر ۱۹۳۶ء ۱۶۲

○ مثنوی پس چہ باید کرد --- مع مسافر ، ۱۹۳۶ء ۱۶۴

○ ارمغانِ حجاز ، نومبر ۱۹۳۸ء ۱۶۷

**(ج) کلیاتِ اقبال ، فارسی** ۱۷۰

## (۳) مکاتیب کے مجموعے

**(الف) اقبال کی خطوط نویسی** ۱۹۹

**(ب) مکاتیب کے مجموعے**

○ شاد اقبال ، ۱۹۴۲ء ۲۱۰

○ اقبال نامہ ، اول ، ۱۹۴۴ء ۲۱۵

○ اقبال نامہ ، دوم ، ۱۹۵۱ء ۲۲۵

○ مکاتیب اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خاں ، ۱۹۵۴ء ۲۳۳

○ مکتوباتِ اقبال ، ستمبر ۱۹۵۷ء ۲۳۵

○ انوار اقبال ، مارچ ۱۹۶۷ء ۲۳۹

○ مکاتیب اقبال بنام گرامی ، اپریل ۱۹۶۹ء ۲۵۰

○ خطوطِ اقبال ، ۱۹۷۶ء ۲۵۲

○ خطوطِ اقبال بنام بیگم گرامی ، جنوری ۱۹۷۸ء ۲۵۷

○ *Letters of Iqbal to Jinnah* ، ۱۹۴۳ء ۲۵۸

○ *Iqbal's Letters to Attiya Begum* ، فروری ۱۹۴۷ء ۲۶۰

○ *Letters and Writings of Iqbal* ، نومبر ۱۹۶۷ء ۲۶۲

○ *Letters of Iqbal* ، ۱۹۷۸ء ۲۶۵

(ج) کلیاتِ مکاتیبِ اقبال ۲۷۱

## (۴) مستقل نثری تصانیف

(الف) اقبال کی نثر نویسی ۲۷۹

(ب) نثری تصانیف ۲۸۸

○ علم الاقتصاد ، ۱۹۰۴ء ۲۸۸

○ *The Development of Metaphysics in Persia* ، ۱۹۰۸ء ۳۰۱

○ *Six Lectures* ، ۱۹۳۰ء ۳۱۳

○ *The Reconstruction of Religious Thought in Islam* ، ۱۹۳۴ء ۳۱۹

(ج) نثری تصانیف کی تدوینِ نو ۳۲۴

## (۵) متفرق نثری مجموعے

(الف) اقبال کی مضمون نویسی ۳۳۱

(ب) نثری مجموعے

○ مضامینِ اقبال ، ۱۹۴۳ء ۳۳۵

○ مقالاتِ اقبال ، مئی ۱۹۶۳ء ۳۴۰

○ اقبال کے نثری افکار ، مارچ ۱۹۷۷ء ۳۴۸

○ گفتارِ اقبال ، جنوری ۱۹۶۹ء ۳۵۷

○ *Speeches and Statements of Iqbal* ، مارچ ۱۹۴۵ء ۳۶۲

○ *Speeches, Writings and Statements of Iqbal* ، ۱۹۷۷ء ۳۶۷

○ *Thoughts and Reflections of Iqbal* ، (ایس - اے واحد) مئی ۱۹۶۴ء ۳۷۰

○ *Speeches and Statements of Iqbal* ، (اے آر طارق) ۱۹۷۷ء ۳۷۴

○ *Mementos of Iqbal* ، ۱۹۷۵ء ۳۷۵

○ *Discourses of Iqbal* ، ۱۹۷۹ء ۳۷۷

○ *Stray Reflections* ، جون ۱۹۶۱ء ۳۴۶

**(ج) متفرق نثر پاروں کی تدوین** ۳۵۱

## (۶) ملفوظات کے مجموعے

**(الف) ملفوظاتِ اقبال** ۳۸۰

**(ب) ملفوظات کے مجموعے**

○ اقبال کے حضور ، جولائی ۱۹۷۱ء ۳۹۲

○ ملفوظاتِ اقبال ۳۹۸

○ اقبال کے چند جواہر ریزے ، ۱۹۴۷ء ۴۰۴

○ روزگار فقیر ، اول ، ۱۹۵۰ء ۴۰۶

○ روزگار فقیر ، دوم ، ۱۹۶۴ء ۴۰۹

**(ج) ملفوظات کی تدوینِ نو**

## (۷) اقبال کی مرتّبہ درسی کتابیں

**(الف) اقبال بحیثیت معلم** ۴۱۹

## (ب) درسی کتابیں


○ اردو کورس ، چھٹی جماعت کے لیے ۴۲۴
○ اردو کورس ، ساتویں جماعت کے لیے ۴۲۵
○ اردو کورس ، آٹھویں جماعت کے لیے ۴۲۶
○ اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے ۴۲۷
○ آئینۂ عجم ، ۱۹۲۷ء ۴۳۰
○ تاریخ ہند ، ۱۹۱۳ء ۴۳۳


## ★ عکسی نقول


۱- سرورق "بانگ درا" ، طبع اول ۲۳
۲- سرورق "اسرار خودی" ، طبع دوم ۸۵
۳- مکتوب بنام راغب احسن (مصغّر) ۲۲۹
۴- مکتوب بنام مولوی صالح محمد (جزوی ، مصغّر) ۲۲۹
۵- سرورق "علم الاقتصاد" ، طبع اول ۲۹۱
۶- *Development* کے دو نسخوں کے سرورق ۳۰۷
۷- سرورق "اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے" ۴۲۷
۸- The Muslim Community پر اقبال کا تعارفی شذرہ ۴۴۹


## ضمیمے


(۱) تصانیف اقبال کے کتابیاتی کوائف 1 تا 41
(۲) انگریزی اشارات بہ سلسلہ دیباچہ ۴۴۳
"پیام مشرق" (ایک غیر مطبوعہ تحریر)
(۳) The Muslim Community ۴۴۸
(ایک نایاب مضمون کا مکمل متن)

★ **کتابیات**

○ کتب ۴۶۹

○ رسائل و اخبارات ۴۷۵

○ مسودات اور قلمی بیاضیں ۴۷۶

○ غیر مطبوعہ خطوط اور یادداشتیں ۴۷۷

★ **اشاریہ** ۴۷۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرفِ آغاز

اردو ادب میں ، "اقبالیات" کی اصطلاح نسبتاً نئی ہے ۔ علامہ اقبال کے شعری اور نثری مجموعے ، ان کی شخصیت اور سوانح سے متعلق کتابیں ، ان کے فکری و فنی ارتقا ، ان کے سیاسی و مذہبی اور فلسفیانہ نظریات کے تحقیقی و تنقیدی مطالعے اور ان کی نظم و نثر کے توضیحی و تشریحی تجزیوں پر مبنی کتابیں ، انتخاباتِ نظم و نثر ، حتّٰی کہ رسائل و جرائد کے اقبال نمبر —— یہ سب "اقبالیات" کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں ۔

اس وسیع اور متنوع ذخیرے کو دو واضح حصوں میں تقسیم جا سکتا ہے :

۱۔ اقبال کی تصانیفِ نظم و نثر ۔

۲۔ اقبال کے بارے میں سوانحی ، تحقیقی ، تنقیدی اور تشریحی کتب و مقالات ۔

"اقبالیات" میں اول الذکر کی حیثیت بنیادی اور مؤخر الذکر کی نوعیت ثانوی ہے ۔ ثانوی نوعیت کی تحریریں بے حد و حساب ہیں اور ان کی مقدار روز افزوں ہے ، جبکہ اقبال کی اپنی تحریروں (Works by Iqbal) میں اضافہ ممکن نہیں ۔ آن کا کلامِ نظم و نثر ، بہ الفاظِ دیگر ، اقبال کا متن جتنا اور جیسا کچھ ہے ، "اقبالیات" کے بنیادی مآخذ کے طور پر باقی رہے گا ۔

زیرِ نظر مقالے میں ، "اقبالیات" کے اسی بنیادی مآخذ یعنی علامہ اقبال کی نظم و نثر کا تحقیقی اور توضیحی مطالعہ پیش کیا گیا ہے ۔ جس خاکے (Synopsis) کی بنیاد پر پنجاب یونیورسٹی نے اس موضوع پر تحقیق کی اجازت

دی تھی ، اس میں مقالے کی نوعیت اور حدودِ کار کا تعین کرتے ہوئے واضح کیا گیا تھا کہ : "یہ جائزہ تحقیقی ، تنقیدی اور توضیحی ہوگا - تصانیفِ اقبال پر بحیثیتِ کتاب تنقید بھی کی جائے گی ، مگر اقبال کی شاعری اور افکار پر تنقید ، مقالے کے دائرے میں شامل نہیں" ـــــ چنانچہ انھی حدود کے اندر رہتے ہوئے ، اس مقالے میں :

**اول :** جملہ شعری اور نثری مجموعوں کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کی گئی ہیں ، یعنی ہر مجموعے کا مختصر پس منظر ، اس کی ترتیب و تیاری ، کتابت و طباعت ، طبعِ اول کی تاریخ اشاعت ، اور مابعد اشاعتوں کی تفصیل - مزید برآں بعض منظومات ، اور نثر پاروں کی تاریخِ تحریر بھی متعین کی گئی ہے - "اقبالیات" کے جائزوں میں اس نوعیت کی کوئی مربوط تحقیقی کاوش موجود نہیں - اس مقالے میں بعض حقائق پہلی بار منظرِ عام پر آئے ہیں ، اور کئی امور ، جو "غلطی ہائے مضامیں" کی حیثیت اختیار کر چکے تھے ، ان کی تصحیح ہو گئی ہے -

**دوم :** متن کے تحقیقی مطالعے میں مختلف مجموعوں کی اولیں اشاعتوں کے بعد ، دوسرے اور تیسرے ایڈیشنوں میں کی جانے والی تراسیم ، محذوفات ، نیز ترتیبِ اشعار میں تقدیم و تاخیر کی تفصیل پیش کی گئی ہے - امید ہے اقبال کے دور بہ دور ذہنی ارتقا کو سمجھنے میں اس سے مدد ملے گی -

**سوم :** صحتِ متن پر خصوصی توجہ دیتے ہوئے ، ہر مجموعے کی اغلاطِ کتابت و املا کے ساتھ ساتھ اُن تصرفات کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے ، جو بعض مرتبین کے سہوِ نظر کے باعث ، اقبال کے شعری و نثری متن میں راہ پا گئے ہیں - راقم کے نزدیک اقبال کے اصل متن سے سرِ مو انحراف بھی روا نہیں ، کیونکہ متن سے انحراف کے بعد ، کی جانے والی تحقیق و تنقید : "تا ثریا می رود دیوار کج" کا نقشہ پیش کرے گی -

**چہارم :** اقبال کی بعض تحریروں کے بارے میں متعدد غلط فہمیاں مسلسل تکرار اور نقل در نقل کے سبب "مسلمہ حقائق" کی حیثیت اختیا کر گئی ہیں ، مثلاً یہ کہ :

(الف) "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" خطبۂ علی گڑھ بہ عنوان Islam as a Moral and Political Ideal کا اردو ترجمہ ہے ـــــ حالانکہ خطبۂ مذکورہ کا عنوان The Muslim Commumity ہے۔

(ب) "جنابِ رسالت مآبؐ کا ادبی تبصرہ" یا "رسولؐ، فنِ شعر کے مبصر کی حیثیت میں" ایک اردو مضمون ہے، جو علامہ اقبال سے درخواست کر کے لکھوایا گیا، حالانکہ اصل مضمون انگریزی میں تھا۔ اس کا عنوان تھا: Our Prophet's Criticism of Contemporary Arabian Poetry

(ج) لندن کے مجلہ: Sociological Review میں شائع شدہ مضمون کا عنوان Islam and Khilafat تھا ـــــ حالانکہ مضمون کا عنوان تھا: Political Thought in Islam۔

زیرِ نظر مقالے میں اس نوعیت کی متعدد غلط فہمیوں کی تصحیح کرتے ہوئے امکانی حد تک، اقبال کی بیشتر تحریروں کا صحیح سیاق و سباق واضح کیا گیا ہے۔

**پنجم**: اقبال کی متفرق تحریروں کی جستجو و تلاش اور جمع و ترتیب کے نتیجے میں اب تک لگ بھگ دو درجن چھوٹے بڑے اردو اور انگریزی مجموعے مدوّن کیے جا چکے ہیں۔ اس کے باوجود اقبال کی متعدد مطبوعہ تحریریں مرتبین کی نظروں سے اوجھل رہیں، اور کسی مجموعے میں شامل نہ ہو سکیں۔ علاوہ ازیں بعض تحریریں تاحال پردۂ اخفا میں تھیں، زیرِ نظر مقالے میں متعدد غیر مدوّن اور غیر مطبوعہ اشعار، خطوط اور متفرق تحریروں کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ اس طرح یہ مطالعہ، نظم و نثرِ اقبال کی تکمیل کی جانب مزید ایک قدم ہے۔

یہ وضاحت ضروری ہے کہ متروک کلام کے مجموعوں (باقیاتِ اقبال۔ سرودِ رفتہ۔ نوادرِ اقبال۔ تبرکاتِ اقبال۔ اصلاحاتِ اقبال) کو اس مطالعے میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس حصے کی تاریخی اہمیت سے انکار نہیں، مگر علامہ اقبال نے اسے اپنے مستقل متن سے خارج کر دیا تھا۔ البتہ نثر کی صورت مختلف ہے۔ مستقل نثری تصانیف سے قطع نظر، اقبال کی زندگی

میں آن کے کسی مجموعۂ نثر کی ترتیب و اشاعت کی نوبت نہیں آئی ، گویا انھیں اپنی نثر کے انتخاب کا موقع نہیں ملا ۔ اگر یہ مرحلہ پیش آتا ، تو ممکن تھا کہ وہ متروک منظومات کی طرح اپنی بعض نگارشاتِ نثر کو بھی انتخاب میں شامل نہ کرتے ، مگر ایسا نہیں ہوا —— اب ہمارے لیے نثرِ اقبال کے کسی بھی حصے کو "متروک" قرار دینا ممکن نہیں ، چنانچہ نثری آثار جس قدر بھی دستیاب ہو سکے ، بہ تمام و کمال ، زیرِ بحث آئے ہیں ۔

زیرِ نظر کاوش کا ایک ثمر وہ "دریافتیں" بھی ہیں ، جن کا مفصل تذکرہ مختلف ابواب میں اپنے محل پر دیکھا جا سکتا ہے ، تاہم چند اجمالی اشارے یہاں بھی نامناسب نہ ہوں گے :

(۱) اقبال کے ایک غیر مطبوعہ اور نایاب مضمون The Muslim Commumity کا اصل اور مکمل متن ، جسے اب تک معدوم تصور کیا جاتا تھا ۔ علامہ اقبال کے پاس بھی اس کی نقل محفوظ نہ تھی ۔ یہ ۱۹۱۰ء کا خطبۂ علی گڑھ ہے ۔ (۲۵ برس بعد علامہ اقبال نے خطبے کے تمہیدی شذرے میں ، یادداشت کی بنا پر غلطی سے ۱۹۱۱ء لکھ دیا ۔ ضمیمہ : ۳)

(۲) وہ انگریزی اشارات (Notes) جن کی بنیاد پر "پیامِ مشرق" کا دیباچہ لکھا گیا — (ضمیمہ : ۲)

(۳) حکیم احمد شجاع کے اشتراک سے ، علامہ اقبال کی مرتبہ ایک درسی کتاب : "آردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے" ، جس کا ذکر اقبال کے کسی تذکرے ، سوانح یا کتابیات میں نہیں ملتا ۔ اس کا تعارف ، آخری باب میں شامل ہے ۔

(۴) شعری مجموعوں اور نثری تصانیف کی اولیں اشاعتوں کا ، امکانی حد تک حتمی تعین ۔

(۵) "اسرارِ خودی"، "رموزِ بے خودی" ، "بانگِ درا" ، "پیامِ مشرق" اور *Reconstruction* کی پہلی اشاعتوں کے بعد ، دوسرے اور بعض صورتوں میں تیسرے ایڈیشنوں کے متن میں کی جانے والی ترامیم و محذوفات کی تفصیل —— "اسرار و رموز" کے ضمن میں ایک نا تمام سی تفصیل "سرودِ رفتہ" میں موجود ہے ، مگر "پیامِ مشرق" ، "بانگِ درا" اور *Reconstruction* کی ترامیم کی نشان دہی پہلی بار کی جا رہی ہے ۔

الغرض یہ مقالہ ، مطالعۂ نظم و نثرِ اقبال کو اصل اور مکمل تر شکل میں لانے کی پہلی تحقیقی کاوش ہے ، جس سے "اقبالیات" کے ضمن میں ایک مُحکم تر اساس مہیا ہو جانے کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اس مقالے کی مدد سے اقبال کے مکمل ذخیرۂ نظم و نثر کو تحقیق کی روشنی میں پوری صحت و جامعیت کے ساتھ مرتب و مدوّن کیا جا سکے گا ، اور اقبال کا مکمل اور معیاری متن سامنے آ جانے سے اقبالی تحقیق و تنقید کی سمت درست کرنے اور صحیح تر نتائج اخذ کرنے میں خاطر خواہ مدد مل سکے گی۔

اس مقالے کی تیاری و تکمیل استاذی ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کی نگرانی میں ہوئی۔ اُن کی تحقیقی نکتہ رسی نے بہت سے مشکل اور حل طلب مسائل کو آسان بنایا۔ فی الحقیقت یہ کام ان کی راہ نمائی اور تاکید و توجہ ہی سے پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ اقبالی بزرگوں بشیر احمد ڈار مرحوم ، شیخ محمد اشرف مرحوم ، سید نذیر نیازی مرحوم ، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ، محمد عبداللہ قریشی ، لطیف احمد شیروانی اور شیخ نیاز احمد صاحبان نے متعدد بالمشافہہ ملاقاتوں میں ، نیز بذریعہ مراسلت بعض قیمتی معلومات فراہم کیں۔ اسی طرح محترم ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ، ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا ، جناب مشفق خواجہ ، ڈاکٹر سید معین الرحمٰن ، ڈاکٹر آفتاب اصغر ، ڈاکٹر انور سدید ، ڈاکٹر سعید اختر درانی اور ڈاکٹر محمد ریاض صاحبان نے بھی مفید مشورے عطا کیے۔ بعض جرمن الفاظ و عبارات کی تفہیم محترم محمد کاظم صاحب کے ذریعے ممکن ہوئی۔ مختلف مراحل میں برادرم ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب کا ہمہ پہلو تعاون حاصل رہا۔

فراہمی کتب و لوازمہ میں علامہ اقبال میوزیم ، اقبال اکادمی لائبریری پشاور یونیورسٹی لائبریری اور ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان لائبریری کے علاوہ لاہور اور بیرونِ لاہور کی مختلف کالج لائبریریوں سے مدد ملی۔ خاص طور پر اول الذکر تین اداروں کے مسعود الحسن کھوکھر صاحب ، ڈاکٹر محمد معزالدین صاحب اور جمیل رضوی صاحب نے فراخ دلانہ تعاون کیا۔ بزرگوارم فضل حسین تبسم صاحب اور برادرم قاضی افضل حق قرشی نے بعض نادر نسخوں سے استفادے کی اجازت دی۔ بعض احباب خصوصاً ڈاکٹر معین الدین عقیل ، فاروق اختر نجیب ، عبدالجبار شاکر ، صابر کلوروی ، اختر راہی اور عبدالغنی فاروق نے تلاشِ کتب میں زحمت اٹھائی — آخری

مرحلے میں متفرق امور کی انجام دہی میں چودھری محمد ابراہیم صاحب، فاروق اعظم صاحب، عبداللہ شاہ، غلام نبی، ساجد شبیر اور فرحت بہن نے ہاتھ بٹایا۔ بعض دیگر اصحاب بھی براہ راست یا بالواسطہ اس کام کی تکمیل میں معاون ثابت ہوئے۔

اس مقالے کی طباعت نہایت قلیل عرصے میں مکمل ہوئی۔ اس ضمن میں ڈائرکٹر اقبال اکادمی کی خصوصی توجہ کے ساتھ ساتھ، اکادمی کے فرخ دانیال صاحب اور حمایت اسلام پریس کے منتظم میاں محمد یعقوب صاحب اور کمپوزیٹر محمد ابراہیم صاحب کی مساعی کو خاص دخل ہے۔ میں ان سب اصحاب اور اداروں کا تہ دل سے سپاس گذار ہوں۔ اللہ انھیں جزائے خیر دے۔

میرے دادا مرحوم نہایت نیک نفس اور متدیّن انسان تھے۔ ان کی شفقت و محبت کے ساتھ ساتھ، میں ان کی روحانیت سے بھی مستفیض ہوا۔ اس کتاب کا انتساب انھی کے نام ہے۔ خدا انھیں غریقِ رحمت کرے۔

رفیع الدین ہاشمی
شعبۂ اردو
یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

۴ نومبر ۱۹۸۲ء

# علامات و رموز

| | |
|---|---|
| *Speeches* (شیروانی) | Speeches, Writings and Statements of Iqbal. |
| *Speeches* (اول) | Speeches and Statements of Iqbal. (مرتبہ : شاملو ، ۱۹۴۵ء) |
| *Speeches* (دوم) | Speeches and Statements of Iqbal. (مرتبہ : شاملو ، ۱۹۴۸ء) |
| *Speeches* (طارق) | Speeches and Statements of Iqbal. (مرتبہ : اے ۔ آر طارق) |
| *Thoughts* | Thoughts and Reflections of Iqbal. |
| *Letters to Atiya* | Iqbal's Letters to Attiya Begum. |
| *Letters* | Letters and Writings of Iqbal. |
| *Development* | The Development of Metaphysics in Persia. |
| *Reconstruction* | The Reconstruction of Religious Thought in Islam. |
| مکاتیبِ اقبال بنام نیاز | مکاتیبِ اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خاں مرحوم |

## مترادفات

| | |
|---|---|
| قلابین | [ ] |
| لوازمہ | (مواد) Matter |
| تبادلۂ حروف | Transliteration |

۱

# اُردُو کلام کے مجمُوعے

# (۱) اُردو میں شعر گوئی

## —— آغاز و محرّکات

علّامہ اقبال کے آبا و اجداد کشمیری برہمن تھے، لیکن یہ حسنِ اتفاق معنی خیز ہے کہ اُن کا سلسلۂ نسب برہمنوں کی اس شاخ سے ملتا ہے، جس نے کشمیر کے ہر دل عزیز بادشاہ سلطان زین العابدین عرف بڈ شاہ (۱۴۲۱ء - ۱۴۶۹ء) کے دور میں فارسی سیکھی، اور اسلامی علوم کی طرف متوجّہ ہوئی۔ قدیم برہمن روایات سے اس "انحراف" کی وجہ سے کشمیری برہمنوں نے انھیں از راہِ تعریض و تحقیر "سپرو" (یعنی جو سب سے پہلے پڑھنا شروع کرے) کا لقب دیا۔[1]

بابا لولِ حج، سپرو خاندان میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ انھوں نے بابا نصر الدین کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو کر فقر و درویشی اختیار کی اور کشمیر کے مشہور مشائخ میں شمار ہوئے۔[2] فقر و درویشی اور روحانیت کا یہ رنگ، اقبال کے متعدد اجداد کے ہاں موجود تھا۔ اُن کے ایک جدّ، شیخ محمد رمضان نے فارسی تصوف پر متعدّد کتابیں تالیف کیں[3]۔ اقبال کے والد شیخ نور محمد طبعاً تصوّف سے لگاو رکھتے تھے۔ وہ آوان شریف (ضلع گجرات، پنجاب) کے ایک بزرگ قاضی سلطان محمود (وفات: ۱۹۱۹ء) سے بیعت تھے۔ اقبال سنِ شعور کو پہنچے تو انھیں بھی قاضی صاحب سے بیعت کرا دیا[4]۔ صوفیہ اور اولیا سے اقبال کو ہمیشہ ایک گونہ عقیدت رہی۔

---

۱ - ملاحظہ کیجیے :-
(الف) انوارِ اقبال : ص ۷۶ -
(ب) ادبیاتِ فارسی میں ہندوؤں کا حصہ : ص ۱۰، ۲۳۴ -
۲ - صحیفہ، اقبال نمبر، اوّل، اکتوبر ۱۹۷۳ء : ص ۴ -
۳ - تاریخ اقوامِ کشمیر : ص ۳۲۳ -
۴ - آئینہ، اپریل ۱۹۶۵ء : ص ۴۴ -

وہ مختلف اوقات میں حضرت نظام الدین اولیاء اور مجدّد الف ثانیؒ کے مقابر پر حاضر ہوتے رہے۔

تصوف اور روحانیت کا ، انسان کے احساساتِ لطیف سے قریبی تعلق ہے ، چنانچہ اقبال کے آبا و اجداد کا تصوف ، ان کی روحانیت اور فقر ، اقبال کی ذات میں اعلیٰ جذبات اور لطیف احساسات کی صورت میں متشکل ہوا۔ شیخ نور محمد نے باقاعدہ تعلیم نہیں پائی تھی ، مگر صوفیہ اور علما کی صحبت نے ان کی طبیعت میں ایک نکھار اور جلا پیدا کر دی تھی۔ عربی ، فارسی اور دینی علوم کے فاضلِ اجلّ علّامہ سیّد میر حسن سے ان کی گہری دوستی تھی شیخ نور محمد اردو اور فارسی کی کتابیں پڑھ لیتے تھے ، کلامِ اقبال بھی ان کے زیرِ مطالعہ رہتا ، شعر سے انھیں فطری رغبت تھی اور کبھی کبھار خود بھی شعر کہہ لیا کرتے تھے[1]۔

اقبال کو لڑکپن ہی سے شعر و شاعری سے طبعی مناسبت تھی۔ ان کی موزونِ طبعی کے بارے میں شیخ عطا محمد کی اہلیہ راوی ہیں کہ وہ رات کے وقت بازار سے منظوم قصّے لا کر گھر میں لحن سے سنایا کرتے تھے۔ اکثر اوقات قصّہ پڑھتے پڑھتے اپنی طرف سے بھی کوئی فقرہ (مصرع) اس میں جڑ دیتے۔ ان کا یہ پیوند ایسا خوبصورت اور پُر اثر ہوتا کہ سب لوگ بے ساختہ داد دیتے۔ خیال رہے کہ اس وقت ان کی عمر بمشکل دس بارہ سال تھی[2]۔ اقبال کے لڑکپن کے دوست سیّد تقی شاہ کا بیان ہے کہ ایک بار ہم نے کبوتر خریدے تو اقبال نے اس خوشی میں 'تک بندی' کی تھی۔ سیّد تقی شاہ نے مندرجہ ذیل پانچ مصرعے نقل کیے ہیں :

دل میں آئی جو تقی کے ، تو کبوتر پالے
جمع لا لا کے کیے لال ، ہرے ، مٹیالے
ان میں ایسے ہیں جو ہیں پہروں کے اڑنے والے

---

۱۔ شیخ اعجاز احمد کا بیان ہے کہ والدۂ اقبال کی وفات پر انھوں نے دو نشستوں میں دس بارہ شعر قلمبند کرائے اور کوئی مصرع بھی وزن سے خارج نہ تھا (روزگار فقیر ، دوم : ص ۲۱۶)۔

۲۔ (الف) روایاتِ اقبال : ص ۳۹ - (ب) اقبال درونِ خانہ : ص ۱۰ -

اب یہ ہے حال کہ آنکھیں ہیں کہیں ، پانو کہیں
پانو کے نیچے ، نہ معلوم ، زمیں ہے کہ نہیں[1]

یہ بالکل موزوں مصرعے ہیں ، انھیں "'تک بندی" نہیں قرار دیا جا سکتا ۔ اس زمانے میں اقبال ، علامہ میر حسن کے حلقۂ تلامذہ میں شامل تھے ۔ ان کے متعدّد شاگرد راوی[2] ہیں کہ میر حسن کو دیوانِ حافظ ، مثنوی مولانا روم ، سکندر نامہ نظامی اور قصائدِ عرفی بے حد پسند تھے ۔ اردو ، فارسی ، عربی اور پنجابی کے ہزاروں شعر ان کے نوکِ زبان تھے ۔ بات بات پر شعر پڑھنے کی عادت تھی ۔ ان کے اندازِ تدریس میں یہ بات اہم تھی کہ عربی پڑھاتے تو موضوع کی مناسبت سے فارسی اور اردو اساتذہ کے اشعار اور پیر وارث شاہ کے اشعار سناتے ۔ اپنے شاگردوں میں اقبال پر ان کی خاص توجہ تھی ۔ میٹرک کے امتحان کے بعد تو ان کا بیشتر وقت شاہ صاحب کے ہاں گزرتا ، گھر جاتے ہوئے مطالعے کے لیے کتابیں لے جاتے — مختصر یہ کہ میرحسن کی شخصیت ، ان کی صحبت اور ان کا تلمّذ ، اقبال کے ادبی اور شعری ذوق کی نشو و نما کے لیے نہایت مفید ثابت ہوا ۔ ان کی طبعی موزوں گوئی نے ، جو ابتدا میں ، منظوم قصے پڑھ کر سنانے میں راہِ اظہار پاتی رہی ، اب باقاعدہ شعر گوئی کا راستہ اختیار کیا ۔ چنانچہ ابھی اسکول میں زیرِ تعلیم تھے کہ شعر و شاعری کرنے لگے[3] ۔ ابتدائی مشق کے دنوں میں انھوں نے بعض غزلوں پر علامہ میر حسن سے اصلاح لی[4] ۔

تخلیقِ شعر کے پُر اسرار اور پیچیدہ عمل کے بارے میں مختلف نظریات پیش کیے گئے ہیں ۔ اقبال کی شعر گوئی کے ضمن میں اس مکتبِ فکر کا نظریہ قرینِ صواب معلوم ہوتا ہے ، جس نے شاعر کو "تلمیذ الرّحمٰن" کہا ہے ۔ اقبال کے تخلیقی شعور میں شاعری کا وجدانی اور الہامی حوالہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے ۔ ان کے نزدیک فیضانِ الٰہی ایک آسمانی عطیہ ہے جس کی بنا پر "شاعرانہ طبیعت" رکھنے والا ایک شخص شعر کہنے پر

---

۱- الزبیر ، اقبال نمبر ۱۹۷۷ء ، نمبر ۲ : ص ۱۱ -
۲- روایاتِ اقبال : ص ۲۶ ، ۵۵ ، ۶۰ -
۳- دیباچہ بانگِ درا : ص ۱۰ -
۴- روایاتِ اقبال : ص ۱۳ -

مجبور ہوتا ہے۔

عوام میں اقبال کی مقبولیت و شہرت کا بڑا سبب آن کا اردو کلام تھا مگر ان کی ''شاعرانہ طبیعت'' اردو کی نسبت فارسی کی طرف زیادہ مائل رہی۔ ۱۹۳۲ء تک فارسی کے پانچ مجموعوں کے مقابلے میں اردو کا صرف ایک مجموعہ (بانگِ درا) شائع ہوا تھا۔ قدرتی طور پر اردو کلام کے دلدادگان کو شکایت پیدا ہوئی۔ جب ان سے کہا گیا کہ: ''فارسی میں لکھنا بجا، مگر اردو کا بھی تو آپ پر حق تھا'' — تو انھوں نے اپنی مجبوری ظاہر کرتے ہوئے کہا: ''It comes to me in Persian''[1]۔

نزولِ شعر کے موقع پر وہ خود کو ایک پُراسرار کیفیت کی گرفت میں محسوس کرتے۔ اس کا اندازہ ان کے بعض بیانات سے لگایا جا سکتا ہے:

(۱) ''جب مجھ پر شعر کہنے کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو مجھ پر بنے بنائے اور ڈھلے ڈھلائے شعر اُترنے لگتے ہیں اور میں انھیں بعینہٖ نقل کر لیتا ہوں۔ بارہا ایسا ہوا کہ میں نے ان اشعار میں کوئی ترمیم کرنا چاہی، لیکن میری ترمیم اصل اور ابتدائی نازل شدہ شعر کے مقابلے میں بالکل ہیچ نظر آئی اور میں نے شعر کو جُوں کا تُوں برقرار رکھا''[2]۔

(۲) ''شعری تجربے کے دوران میں، میں نے اکثر اسے (شعر کو) غور و فکر کے ذریعے سمجھنے اور گرفت میں لینے کی کوشش کی ہے، لیکن جیسے ہی میں اپنی کیفیت کا تجزیہ شروع کرتا ہوں، وہ روانی اور الہام کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے''[3]۔

اقبال پر نزولِ شعر سے متعلق متعدد روایات و واقعات مؤیّد ہیں کہ فیضانِ الٰہی، اقبال کے ہاں تخلیقِ شعر کا اہم ترین محرّک ہے۔

---

۱- روایت پروفیسر حمید احمد خاں: اقبال کی شخصیت اور شاعری، ص ۴۵۔

۲- ذکرِ اقبال: ص ۲۴۵۔

۳- روایت محمد دین تاثیر: ماہِ نو، اقبال نمبر ۱۹۷۰ء، ص ۱۴۴-۱۴۵۔

علامہ اقبال نے ایک بار احمد شجاع پاشا سے کہا تھا : "تم اور میری شاعری ہم عمر ہوا"۔ احمد شجاع نے اپنا سالِ ولادت ۱۳۱۲ھ بتایا ہے جو عیسوی سنہ ۱۸۹۴ء-۱۸۹۵ء کے مطابق ہے - اس اعتبار سے ۱۸۹۴ء کو اقبال کی شاعری کا سالِ آغاز قرار دینا چاہیے۔ لیکن سر عبدالقادر کا یہ بیان زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ ابھی اسکول میں پڑھتے تھے کہ کلامِ موزوں زبان سے نکلنے لگا[۲] - ۱۸۹۴ء میں تو میٹرک کا امتحان دے کر وہ اسکول سے رخصت ہو چکے تھے - گویا ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء کو ان کی شعر گوئی کا سالِ آغاز قرار دینا صحیح ہے - ۱۸۹۴ء میں ، اُن کے کلام میں اتنی پختگی آ چکی تھی کہ وہ ادبی رسالوں میں چھپنے لگے تھے - داغ سے اقبال کے سلسلۂ تلمّذ کا آغاز ۱۸۹۳ء میں ہوا[۳] - مگر ایک دو برس سے زیادہ

---

۱- خوں بہا : ص ۱۹۷ -
۲- بانگِ درا : ص ۱۰ -
۳- راقم نے ابتداءً اپنے مقالے میں لکھا تھا : "کوئی ایسی شہادت میسّر نہیں جس کی بنا پر حتمی تعیّن ہو سکے کہ داغ سے اقبال کا سلسلۂ تلمّذ کب شروع ہوا - البتہ اُن کی ۱۸۹۳ء کی ایک غزل (مطبوعہ : "زبان" دہلی ، نومبر ۱۸۹۳ء بہ حوالہ :"سرود رفتہ"۔ ص : ۱۴۳ - ۱۴۴) میں واضح طور پر داغ کا رنگ نمایاں ہے - اسی زمانے کی ایک اور غزل کا یہ مطلع :

گرم ہم پر کبھی ہوتا ہے جو وہ بت ، اقبال
حضرتِ داغ کے اشعار سنا دیتے ہیں

بھی اقبال پر داغ کے براہِ راست اثرات (اور ایک اعتبار سے اُن کے تلمذ کے اعتراف) کو ظاہر کرتا ہے -" (ص : ۶ -)——— مگر بعد میں راقم کو سر عبدالقادر کی ایک شہادت مل گئی - وہ اپنے مضمون "اقبال" (مطبوعہ : "خدنگِ نظر" ، مئی ۱۹۰۲ء) میں لکھتے ہیں : "امتحان انٹرنس پاس کرنے کے بعد اقبال نے جناب نواب فصیح الملک نواب مرزا خاں صاحب داغ دہلوی ، استاد حضور نظام دکن خلدّ اللہ ملکہ ، سے بذریعہ خط و کتابت تلمّذ کی ٹھہرائی - - - جس سال حضرتِ

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

جاری نہیں رہا - اقبال علمِ عروض اور متعلقہ علوم پر عبور حاصل کر چکے تھے - چنانچہ داغ نے بہت جلد کہہ دیا کہ کلام میں اصلاح کی گنجایش بہت کم ہے[1] - اس طرح آن سے تلمذ کا سلسلہ ختم ہو گیا - اس وقت وہ انٹرمیڈیٹ میں زیر تعلیم تھے - داغ ایسے استاذِ فن کی یہ حوصلہ افزائی ، اقبال جیسے نوخیز شاعر کے لیے ایک غیر معمولی بات تھی ، جس نے انھیں اپنے فن پر زیادہ اعتماد بخشا -

۱۸۹۵ء میں لاہور پہنچ کر ، اقبال گورنمنٹ کالج میں بی - اے میں داخل ہوئے - پہلے کچھ عرصہ اندرون بھاٹی گیٹ مقیم رہے پھر کالج کے کواڈرینگل (حال اقبال) ہوسٹل کے کمرہ نمبر ۱ میں آٹھ آئے اور ۱۸۹۹ء تک ، جب انھوں نے ایم - اے فلسفہ کیا ، یہیں قیام کیا - ہوسٹل کا یہ چار سالہ قیام ، آن کی زندگی میں خاص اہمیت رکھتا ہے - ان کا کمرہ ، بہت جلد شعری و ادبی ذوق رکھنے والے طلبہ کی توجہ اور مجلس آرائی کا مرکز بن گیا - اقبال کے بعض دوست ، شاعر ہونے کے ساتھ نقدِ شعر کا عمدہ ذوق بھی رکھتے تھے - غلام بھیک نیرنگ کو اقبال کی ذات میں "مستقبل کا غالب" نظر آیا اور انھوں نے کلامِ اقبال کو جمع و محفوظ کرنا شروع کر دیا - اقبال کے مذاقِ سخن کے ارتقا میں ہوسٹل کی بے تکلفانہ شعری و ادبی محفلوں[2] کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا - چند ماہ کے اندر وہ بعض دوستوں کے اصرار پر ، لاہور کی ادبی محفلوں اور مشاعروں میں شریک ہونے لگے ، جہاں بعض نامور شعرا اور ادب دوست اصحاب جمع

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

داغ سے اصلاح لینے کا سلسلہ شروع ہوا ، اسی سال اقبال کی زندگی میں ایک اور واقعہ پیش آیا - - - یعنی آن کی شادی ہو گئی -" (بہ حوالہ : "اقبال جادوگرِ ہندی نژاد" : ص ۱۴۰) - اقبال نے انٹرنس کا امتحان ۱۸۹۳ء میں پاس کیا اور اسی برس آن کی شادی ہوئی - اس طرح داغ سے تلمذ کا سال (۱۸۹۳ء) حتمی طور پر متعین ہو جاتا ہے -

۱ - سر عبدالقادر : بانگِ درا ، ص ۱۱ -

۲ - تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے : غلام بھیک نیرنگ کا مضمون : مجلہ "اقبال" ، اکتوبر ۱۹۵۷ء -

ہوتے تھے -

اقبال لاہور آئے تو اسی برس حکیم شجاع الدّین محمد نے "اردو بزمِ مشاعرہ" کی بنیاد رکھی - دسمبر ۱۸۹۵ء میں منعقدہ ، بزم کے دوسرے مشاعرے میں اقبال پہلی بار شریک[1] ہوئے اور اپنی غزل پر دادِ سخن پائی - اگرچہ اس وقت تک ، بیسیوں غزلیں کہنے کے بعد ، اُن کے اندر اپنی شاعرانہ صلاحیتوں پر اعتماد پیدا ہو چکا تھا - تاہم سیالکوٹ سے لاہور آنے کے بعد کسی پبلک مشاعرے میں یہ ان کی اوّلین شرکت تھی[2] - اس میں مرزا ارشد گورگانی ایسے استاذِ فن نے اُن کے اس شعر :

موتی سمجھ کے شانِ کریمی نے چُن لیے
قطرے جو تھے مرے عرقِ انفعال کے

کو بے حد سراہا - اس حوصلہ افزائی سے اقبال ، شعر گوئی میں اور زیادہ پُر اعتماد ہو گئے -

اس زمانے میں لاہور کی اہم ترین "اردو بزمِ مشاعرہ" کے علاوہ بعض چھوٹی انجمنیں بھی قائم تھیں - حکیم شجاع الدین محمد کے انتقال (۱۸۹۶ء) پر دوسری انجمنیں زیادہ سر گرم ہو گئیں - اقبال ان انجمنوں کے مشاعروں میں شریک ہونے لگے تھے - ان میں کم و بیش ایک سو سامعین جمع ہو جاتے یہ سب تعلیم یافتہ اور باذوق حضرات ہوتے تھے[3] - ان پبلک مشاعروں کو

---

۱- حکیم احمد شجاع نے "خوں بہا" (ص : ۱۹۶) میں اپنے سنہ ولادت (۱۸۹۳ء) کا واقعہ قرار دیا ہے (مگر اُن کی ایک اور، بعد کی، تحریر سے اس کی تردید ہوتی ہے (دیکھیے : نقوش نمبر ۱۰۸ ، ستمبر ۱۹۶۷ء ص ۱۰) -

۲- محمد عبداللہ قریشی کا یہ بیان محلِّ نظر ہے کہ : "اقبال پہلے پہل ۱۸۹۶ء کے کسی مشاعرے میں شریک ہوئے -" (مجلّہ "اقبال" ، اکتوبر ۱۹۵۴ء ، ص ۴۰) جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ، اقبال نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۸۹۵ء میں بازار حکیماں کے دوسرے "اردو بزم مشاعرہ" میں شرکت کی (بحوالہ نقوش نمبر ۱۰۸ ، ستمبر ۱۹۶۷ء ، ص ۱۰) -

۳- روایاتِ اقبال : ص ۱۶۱ -

اقبال کی شعر گوئی میں بہت دخل ہے۔ ان میں سے "انجمنِ اتحاد" کے مشاعروں کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ ان میں، ۱۸۹۸ء کے لگ بھگ، مختلف موضوعات و عنوانات پر نظم گوئی کا سلسلہ جاری ہوا اور اقبال کی بعض نظمیں مثلاً ہمالہ، دردِ عشق، موجِ دریا، انسان اور بزمِ قدرت وغیرہ "مشاعرۂ اتحاد" ہی کے زیر اثر لکھی گئیں۔ ان مشاعروں میں اقبال کے علاوہ بعض ایسے شعرا بھی شریک ہوتے تھے، جو کسی زمانے میں انجمن پنجاب کے مشاعروں میں شریک ہو کر متعدد منظومات پڑھ چکے تھے۔ مشاعرۂ اتحاد پر انجمنِ پنجاب کے اثرات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۰۲ء میں انجمن کی نشأۃِ ثانیہ کے موقع پر اسے "مرحوم انجمن پنجاب سے زیادہ بارونق" کر دینے کا عزم ظاہر کیا گیا[1]۔

اس دور میں لاہور کی شعری محفلوں میں میر ناظم حسین لکھنوی اور مرزا ارشد گورگانی کے شاگردوں اور مدّاحوں کے درمیان معاصرانہ چشمک جاری تھی۔ انجمن اتحاد کے مشاعروں میں بھی اس کے مظاہرے دیکھنے میں آتے تھے[2]۔ اگرچہ مرزا داغ سے سلسلۂ تلمذ کے حوالے سے اقبال، لکھنؤ کی نسبت دہلی سے زیادہ قریب تھے[3]۔ تاہم انھوں نے یہ کہ کر:

---

۱۔ مجلّہ "اقبال"، اکتوبر ۱۹۵۵ء: ص ۷۷ تا ۸۰۔

۲۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:
محمد عبداللہ قریشی کا مضمون: "حیاتِ اقبال کی گم شدہ کڑیاں" (لاہور کے مشاعرے اور اقبال) قسط دوم، مجلہ "اقبال" اکتوبر ۱۹۵۵ء: ص ۷۲ - ۹۷۔

۳۔ لاہور میں، مرزا ارشد گورگانی، دبستانِ دہلی کے سرگروہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ لاہور آنے پر اقبال کو ارشد سے تلمذ ہوا، مگر کچھ دنوں بعد داغ کے باقاعدہ شاگرد ہو گئے لالہ سری رام، عبدالقادر سروری، محمد عبداللہ قریشی اور بعض دیگر مؤرخینِ ادب بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں۔ مگر ارشد سے تلمذ کی کوئی معاصر شہادت دستیاب نہیں۔ ڈاکٹر وحید قریشی

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

اقبال لکھنؤ سے، نہ دلی سے ہے غرض
ہم تو اسیر ہیں خمِ زلفِ کمال کے

خود کو دونوں گروہوں کی نوک جھونک سے علیحدہ رکھا اور یہ ایک نیک فال تھی ۔ اگر وہ اس چشمک میں شامل ہو جاتے تو لکھنویت اور دہلویت کی لسانی محاذ آرائی میں ، خدشہ تھا کہ مستقبل میں ان کے شعری امکانات کو ضعف پہنچتا ۔

"اردو بزمِ مشاعرہ" کا سلسلہ ختم ہوا تو حکیم شہباز دین کی بیٹھک میں ہر روز شام کو متعدد با ذوق اصحابِ فکر و نظر ، ادبا و شعرا اور اساتذہ و علما جمع ہونے لگے ۔ اقبال ہمیشہ سے اس نوع کی مجالس کے دلدادہ تھے ، اس لیے وہ باقاعدگی کے ساتھ بازار حکیماں کی ان نشستوں میں شریک ہوتے ۔ ان محفلوں میں حکیم امین الدین ، حکیم شہباز دین ، سر عبدالقادر ، سر شہاب الدین ، خواجہ رحیم بخش ، خواجہ کریم بخش ، خواجہ امیر بخش ، خلیفہ نظام الدین ، شیخ گلاب دین ، مولوی احمد دین ، مولانا عبدالحکیم کلانوروی ، مولوی محمد حسن جالندھری ، مفتی محمد عبداللہ ٹونکی ، فقیر سید افتخار الدین ، خان احمد حسین خاں ، منشی محمد دین فوق ، مولانا اصغر علی روحی اور سید محمد شاہ وکیل شامل ہوتے تھے ۔ حکیم امین الدین نہایت باذوق انسان اور متبحّر عالم تھے۔ حکیم شہباز دین خود شاعر تھے اور اپنی علم دوستی اور ادب نوازی کے سبب ، انھوں نے "شورِ محشر" کی اشاعت برقرار رکھی ۔ سر عبدالقادر خوش ذوق ادیب تھے ، بعد میں "مخزن" کے ذریعے انھوں نے اردو زبان و ادب کی ناقابل فراموش خدمات انجام دیں ۔ سر شہاب الدین کا مسدس حالی کا منظوم پنجابی ترجمہ بہت مقبول ہوا ۔ بخش برادران کے ِلٹّلی لاج (واقع محلہ تھڑیاں بھابڑیاں ، بازار حکیماں) میں

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

نے اس مسئلے پر مفصل بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ داغ سے اصلاح لینے کی پابندی ۱۸۹۳ء میں یعنی لاہور آنے سے قبل ہی ، جاتی رہی تھی اس لیے لاہور پہنچ کر ارشد گورگانی سے تلمذ کی بات درست نہیں ۔ ("ولادتِ اقبال کے سلسلے کی ایک تائیدی دلیل". "راوی" اقبال نمبر اپریل ۱۹۷۳ء : ص ۸۳) ۔

عرصۂ دراز تک علمی مجالس جمتی رہیں ۔ ولایت سے واپسی پر اقبال بھی کئی برس تک ان میں شریک ہوئے[۱] ۔ مولوی احمد دین وکیل نے "سرگذشتِ الفاظ" اور بعد ازاں ، اقبال کی شاعری پر پہلی کتاب "اقبال" بھی لکھی ۔ خان احمد حسین خاں ، لاہور کی ادبی دنیا کی اہم شخصیت تھے۔ "شورِ محشر" اور بعد ازاں "شبابِ اردو" کے مدیر رہے ۔ مولانا محمد حسن ، مولانا عبدالحکیم کلانوری اور مفتی عبداللہ ٹونکی اپنے دور کے جیّد علما اور قابل اساتذہ تھے ۔ مفتی صاحب کے ناتواں جسم میں " علم و فضل کا اتنا ذخیرہ تھا کہ کوزے میں دریا بند ہونے کی مثل ان پر صادق آتی ہے[۲] "۔ مولانا عبدالحکیم کلانوری ، "قواعدِ فارسی کے علاوہ عروض ، صنائع بدائع اور اِملا کے خصائص پر کئی رسالوں کے مصنف تھے ۔ شام کی مجلسوں میں ان کے مخاطب زیادہ تر اقبال ہوتے اور شعر و شاعری کے ادبی محاسن پر گفتگو کرتے[۳] ۔" شرکائے محافل بقیہ اصحاب بھی علمی و ادبی اعتبار سے قابلِ لحاظ حیثیت کے مالک تھے۔ اقبال کے ذوقِ شعر کی تربیت میں ان ادبی صحبتوں کے اثرات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا — متذکرہ بالا اصحاب کے بارے میں حکیم احمد شجاع لکھتے ہیں کہ اس زمانے میں اقبال اپنا کلام پہلے ان بزرگوں کو سناتے اور پھر اسے کسی مجلسِ عام میں پڑھتے ۔ نالۂ یتیم ، ہلال عید اور تصویر درد جیسی معروف نظمیں ، انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں سنانے سے پہلے ، انھی لوگوں کے سامنے پڑھی گئیں[۴] ۔

۱۸۹۹ء میں ایم ۔ اے کا امتحان پاس کر کے اقبال نے تعلیمی زندگی کو خیرباد کہا اور ہوسٹل چھوڑ دیا ۔ حسنِ اتفاق سے انھی دنوں (اپریل میں) آن کے مشفق استاد پروفیسر آرنلڈ نے اوریئنٹل کالج لاہور کے قائم مقام پرنسپل کا منصب سنبھالا ۔ چند روز بعد ۱۳ مئی کو اسی کالج

---

۱ ۔ اقبال ریویو ، جنوری ۱۹۶۹ء : ص ۴۵ ۔
۲ ۔ نقوش ، اقبال نمبر دوم ، دسمبر ۱۹۷۷ء : ص ۵۵۸ ۔
۳ ۔ نقوش ، نمبر ۱۰۸ ، ستمبر ۱۹۶۷ء : ص ۱۲ ۔
۴ ۔ خوں بہا : ص ۱۹۹ ۔ ۲۰۰ ۔

میں میکلوڈ عریبک ریڈر کی حیثیت سے اقبال کا تقرر ہو گیا[۱]۔ زندگی کے اس مرحلے پر آن کا حلقۂ احباب اور بھی وسیع ہو گیا۔

اقبال کے جن دوستوں کا پہلے ذکر آ چکا ہے، ان کے علاوہ منشی محبوب عالم، نادر کاکوروی اور منشی سراج الدین بھی ان کے حلقۂ احباب میں اہمیت رکھتے تھے۔ سوامی رام تیرتھ سے کالج کے زمانے ہی سے آن کی دوستی تھی۔ اقبال نے آن سے سنسکرت پڑھی، اور بعد میں اسی واسطے سے ہندی اور ہندستانی فلسفوں کا مطالعہ کیا۔

ان کی شعر گوئی نے، جو ہوسٹل میں دوستوں کی بزم آرائیوں اور بازار حکیماں کی شعری محفلوں تک محدود تھی، اب اپنے اظہار کے لیے نئے آفق کی طرف قدم بڑھائے۔ ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۵ء تک چھ برسوں میں، اقبال کی شاعری کو دو واسطوں سے، پبلک کے سامنے متعارف ہو کر، فروغ ملا۔ اول: انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے۔ دوم: رسالہ "مخزن"۔

ایک شاعر کی حیثیت سے اس وقت تک اقبال، عوام الناس میں معروف نہیں ہوئے تھے۔ بیسویں صدی کی پہلی چوتھائی میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے اسٹیج سے انہوں نے متعدد نظمیں پڑھیں مگر ابتدا میں کارپردازانِ انجمن بھی ان کی شاعرانہ حیثیت اور ان کی شاعری کی قدر و منزلت سے ناواقف تھے۔ انجمن کے پندرھویں سالانہ جلسے (۲۴ فروری ۱۹۰۰ء)[۲] میں پہلی بار اقبال نے "نالۂ یتیم" سنائی۔ صدرِ اجلاس ڈپٹی نذیر احمد دہلوی نے اس کاوش کو ان الفاظ میں سراہا:

> "میں نے ان کانوں سے انیس اور دبیر کے مرثیے سنے مگر جس پایہ کی نظم آج سننے میں آئی، اور جو اثر اس نے میرے دل پر کیا، وہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا[۳]۔"

---

۱۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار: Journal of Research، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جولائی ۱۹۷۷ء تا جنوری ۱۹۷۸ء: ص ۸۶-۸۷۔

۲۔ عبدالمجید سالک (ذکر اقبال: ص ۱۸) اور ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی (اقبال کی صحبت میں: ص ۲۳) نے لکھا ہے کہ "نالۂ یتیم" ۱۸۹۹ء کے سالانہ جلسے میں پڑھی گئی مگر یہ درست نہیں ہے۔

۳۔ اقبال اور انجمن حمایت اسلام: ص ۷۰۔

یہ واقعہ اقبال کی ملک گیر شہرت کے لیے نقطۂ آغاز ثابت ہوا۔ آیندہ کئی برسوں تک انھوں نے انجمن کے سالانہ جلسوں میں منظومات سنا کر عوام و خواص سے بے پناہ خراج تحسین پایا۔ اس کی ایک صورت تو یہ ہوتی تھی کہ سامعین، اقبال کی نظمیں سن کر دل کھول کر چندہ دیتے۔ دوسرے یہ کہ وہ ہر جلسے کے موقع پر، منظومات اقبال کے مطبوعہ نسخوں اور غیر مطبوعہ نقول کو گراں قدر رقوم کے عوض نہایت پُرجوش طریقے سے ہاتھوں ہاتھ لیتے۔ جن اکابر سے اقبال کو ان کے کلام پر داد ملی، ان میں ڈپٹی نذیر احمد، مولانا حالی، مولانا شبلی، خواجہ حسن نظامی اور سر محمد ذوالفقار علی خان کے نام نمایاں ہیں۔ ۲۳ فروری ۱۹۰۲ء کو صدر اجلاس میاں نظام الدین سب جج راولپنڈی نے اقبال کو "ملکُ الشعرا" قرار دیا[۱]۔ یوں انجمن کے جلسوں کے ذریعے اقبال کی شہرت کا دائرہ وسیع ہوتا گیا۔

انجمن حمایتِ اسلام لاہور، پنجاب کے مسلمانوں کا تعلیمی اور ملّی ادارہ تھا، لہٰذا اس کے پلیٹ فارم سے رسمی اور روایتی شاعری کے برعکس قومی اور ملّی منظومات ہی پیش کی جاتی تھیں۔ اقبال بھی ملّی شاعری کی طرف متوجہ ہوتے گئے۔ انھوں نے انجمن کے سالانہ جلسوں میں جو نظمیں پڑھیں ان میں نالۂ یتیم (۱۹۰۰ء) یتیم کا خطاب ہلال عید سے (۱۹۰۱ء)، اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب سے (۱۹۰۲ء) ابرِ گوہربار یا فریادِ ملت، (۱۹۰۳ء) تصویرِ درد (۱۹۰۴ء) شکوہ (۱۹۱۱ء) شمع و شاعر (۱۹۱۲ء) خضرِ راہ (۱۹۲۲ء) طلوعِ اسلام (۱۹۲۳ء) قومی، ملّی اور اسلامی موضوعات سے متعلق ہیں۔ اس نوع کی نظم نگاری میں زیادہ تر انجمن کے تقاضوں اور اقبال کے ملّی جذبات و احساسات کو دخل تھا۔ غزل کی رسمی شاعری کو خیرباد کہہ کر ایک نئی روش اختیار کرنا، اقبال کی ایک اجتہادی کاوش تھی۔

یوں تو اقبال کی متعدد غزلیں، اخبارات و جرائد میں چھپ چکی تھیں مگر مخزن کے پہلے شمارے (اپریل ۱۹۰۱ء) میں "ہمالہ" کی اشاعت سے "نئے انداز کی نظموں اور غزلوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہو گیا[۲]"۔ "ہمالہ" کی اشاعت نوخیز شاعر کی شعر گوئی کی شاندار تمہید ثابت ہوئی۔ انگریزی

---

۱۔ روئداد سترھواں سالانہ جلسہ انجمن حمایت اسلام: ص ۲۰۰۔

۲۔ اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ: ج ۳، ص ۹۔

شعر و ادب کے مطالعے کا سلسلہ ، دوران تعلیم شروع ہوا تھا ، اب گورنمنٹ کالج میں انگریزی کے ایڈیشنل پروفیسر مقرر ہوئے تو اس مطالعے میں وسعت اور عمق پیدا ہوا ، جس نے اُن کی شاعری پر بہ اعتبار خیالات اور بہ اعتبار فن ، دونوں طرح گہرا اثر ڈالا - اس دور کی متعدد نظمیں کسی نہ کسی حیثیت میں بعض مغربی شعرا مثلاً ٹینی سن، لانگ فیلو، ایمرسن اور ولیم کوپر وغیرہ سے ماخوذ ہیں[1] - "بانگ درا" کی بہت سی نظموں پر ، "ماخوذ" کی صراحت موجود نہیں مگر تشبیہوں ، استعاروں اور تراکیب کے علاوہ اپنے اسلوب فکر و بیان کے لحاظ سے بھی ، یہ انگریزی شاعری سے متاثر معلوم ہوتی ہیں - یورپی شعرا سے اقبال کی اثر پذیری کا اندازہ ان کے اس اعتراف سے لگایا جا سکتا ہے :

> Wordsworth "saved me from atheism in my student days."[2]

اسی لیے مظاہر فطرت کو اقبال کے دور اول کی شاعری میں خاص اہمیت حاصل ہے[3] - وہ "مخزن" کے مستقل لکھنے والوں میں سے تھے اور انھوں نے سر عبدالقادر سے مستقلاً "نئے رنگ کی نظمیں" لکھ دینے کا وعدہ کیا تھا - مغربی ادب کے مطالعے ، اور "مخزن" کے مقاصد و مزاج کے پیش نظر، انھوں نے مغربی شعرا سے اثرات قبول کیے، تاہم مشرقیت کی روح، اقبال کے ہاں ہمیشہ غالب رہی -

منشی محمد دین فوق ، اقبال کے عزیز دوست تھے - وہ بھی اپنے اخبار

---

۱ - اقبال کے ذاتی ذخیرۂ کتب میں ، جو بعد میں اسلامیہ کالج لاہور کو منتقل کر دیا گیا ، ورڈزورتھ ، ٹینی سن ، براؤننگ ، شیلے ، تھامس گرے وغیرہ کے شعری مجموعے موجود تھے، ان میں سے بیشتر انیسویں صدی کے مطبوعہ ہیں - قرین قیاس ہے کہ دوران تعلیم و تدریس ، یہ سب اُن کے زیر مطالعہ رہے ہوں گے -

۲ - Stray Reflections : ص ۵۴ -

۳ - مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو : ڈاکٹر وزیر آغا کا مضمون "اقبال ، فطرت پرستی کی ایک مثال" مشمولہ : "نظم جدید کی کروٹیں" ، ص ۳۱ تا ۴۰ -

"پنجۂ فولاد" کے لیے اقبال سے تازہ کلام کی فرمایش کرنے لگے۔ حقِ دوستی کے ساتھ ، "پنجۂ فولاد" کے حلقۂ اشاعت میں وسعت کا خیال بھی فوق کے ذہن میں موجود ہوگا ۔ بعض دیگر پرچے بھی تازہ کلام حاصل کرنے کے لیے کوشاں ہوئے ۔ اقبال سب کی فرمایشوں کی تعمیل سے قاصر تھے ، تاہم ان کا تازہ کلام "مخزن" میں اکثر و بیشتر اور "پنجۂ فولاد" میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتا تھا ۔ "مخزن" میں کلام اقبال کے ساتھ اکثر سر عبدالقادر کے تعارفی نوٹ بھی شامل ہوتے ۔ اس طرح "مخزن" نے اقبال کو ایک جدید نظم گو کی حیثیت سے متعارف کرانے میں مؤثر کردار ادا کیا ۔ یوں انجمن پنجاب کی جدید شاعری کی تحریک کو ، اقبال کی نظم گوئی سے ، ایک بہتر سطح پر فروغ نصیب ہوا ، کیونکہ منظوماتِ اقبال اپنی فکری عمق اور جمالیاتی حسن کی بدولت انجمنِ پنجاب کی قدیم منظومات سے نسبتاً زیادہ معیاری اور جاندار تھیں ۔ بہرحال انجمن حمایت اسلام کے عوامی سٹیج اور "مخزن" کی ادبی حیثیت نے اقبال کو شہرتِ دوام عطا کی ۔

ستمبر ١٩٠٥ء میں اقبال اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ چلے گئے۔ شعر گوئی کے سلسلے میں اس دور کا سب سے اہم واقعہ یہ ہے کہ سر عبدالقادر کی مخلصانہ کوششوں اور آرنلڈ کے دانش مندانہ فیصلے نے اقبال کو مجبور کیا کہ وہ اپنا ترکِ شعر کا "مصمّم ارادہ"[1] تبدیل کر دیں ۔ اس زمانے میں یورپ کی فضا اور تہذیبی و ثقافتی اقدار کے براہ راست اور قریبی مطالعے نے اقبال کو ایک ذہنی انقلاب سے دوچار کیا ۔ اس انقلاب کا اہم ترین پہلو ، ان کے قوم پرستانہ خیالات میں تبدیلی تھا ۔ یہ تبدیلی "مغرب کی بہیمانہ زندگی اور قوم و نسل کی بنیاد پر جنگ و جدل کے خلاف ردِ عمل"[2] کی مرہونِ منّت تھی ۔ معاشرتی اور مجلسی سطح پر نیا یورپی معاشرہ ، کیمبرج کا علمی ماحول ، ہائیڈل برگ کی بے تکلف مجالس ، جرمن فلسفی خواتین اور عطیہ بیگم سے علمی مباحث ، اقبال کے قلب و ذہن پر مثبت طور پر اثرانداز ہوئے ۔ یورپ کے خوبصورت قدرتی مناظر نے ان کی طبیعت پر نہایت خوشگوار اثر ڈالا ۔ اس دور کی نظمیں تعداد میں زیادہ نہیں ، مگر قیامِ یورپ کے اثرات

---

١- بانگِ درا : ص ١٥ -

٢- پاکستان کی نظریاتی بنیادیں : ص ٤٣ -

سے ان نظموں میں ، اقبال کی طبیعت کے مفکّرانہ اور فلسفیانہ رُخ کی جھلکیاں ملتی ہیں ۔

۱۹۰۸ء میں یورپ سے واپسی پر، چندے توقّف کے بعد ، اقبال نے لاہور میں وکالت شروع کی ۔ اس مصروفیت سے بہت کم وقت بچتا تھا ۔ انجمن کشمیری مسلمانان کے جنرل سیکرٹری[1] کی حیثیت سے بھی انھیں کچھ فرائض انجام دینے پڑتے ۔ تاہم ان کی طبیعت پر قیام یورپ کا ردِ عمل ، اس دور میں سامنے آیا اور وہ کسی قدر افسردگی ، حرماں نصیبی ، روحانی اضطراب اور احساسِ تنہائی کی کیفیات سے دوچار ہوئے ۔ یہ کیفیات بھی اقبال کے لیے تخلیقِ شعر کا محرّک ثابت ہوئیں ۔ یہ اقبال کی بھرپور شخصیت کا اعجاز تھا کہ ان کی طبیعت نے عملاً کوئی منفی رخ اختیار نہیں کیا ۔ اُن کا خاصا وقت بے تکلف دوستوں کے ساتھ مجلس آرائی میں بسر ہوتا ۔ زیادہ تر مجلس آرائی ِلٹّلی لاج ، اندرون بھاٹی دروازہ میں ہوتی ، جس میں اقبال کے اکثر احباب شریک ہوتے اور اقبال اُن سے دادِ کلام وصول کرتے[2]۔ ِلٹّلی لاج کی محفلوں کے علاوہ اقبال کے متعدد دوست ، اُن کے مکان واقع ، انارکلی، پر بھی آیا کرتے ۔ برّ صغیر کے مختلف علاقوں سے انھیں بکثرت فرمایشیں موصول ہوتیں مگر وہ انھیں پورا کرنے سے قاصر تھے ۔ البتہ انجمن حمایت اسلام کے جلسوں میں نظم گوئی کا جو سلسلہ ، یورپ جانے پر منقطع ہو گیا تھا ، دوبارہ شروع ہوا اور انجمن کے اسٹیج سے ۱۹۱۰ء میں "شکوہ" اور ۱۹۱۲ء میں "شمع و شاعر" پڑھی گئیں ۔

اس دور میں ، اقبال اپنے احباب میں مولانا گرامی سے سب سے زیادہ متاثر ہوئے ۔ اپنے عادات و اطوار کے اعتبار سے وہ اقبال کے ہم مزاج واقع ہوئے تھے ۔ جب لاہور آتے تو مستقلاً اقبال کے ہاں قیام کرتے ۔ شب و روز دونوں میں علمی گفتگو رہتی ، شعری رموز و نکات پر بحث ہوتی ، ایک دوسرے کے اشعار نقد و انتقاد کی کسوٹی پر پرکھے جاتے ، باہمی شعر گوئی اور مباحثوں کی ان نشستوں میں اقبال اور گرامی کئی کئی روز

---

۱- اقبال اور انجمنِ کشمیری مسلمانان : ادبی دنیا اقبال نمبر، دور ششم ، شمارہ ۲۴ : ص ۱۹۹ ۔

۲- اقبال ریویو ، جنوری ۱۹۶۹ء : ص ۳۸ ۔

منہمک رہتے — مختصر یہ کہ گرامی کی شخصیت اور صحبت ، اقبال کی شعری تخلیق اور ان کے شاعرانہ ارتقا میں اہمیت رکھتی ہے - یہی وہ زمانہ تھا جب وہ اپنی معرکہ آرا فارسی تصانیف "پیام مشرق" ، "زبورِ عجم" اور "جاوید نامہ" کی تالیف و ترتیب میں مشغول تھے۔ اس زمانے میں اقبال نے سید سلیمان ندوی ، مولانا حبیب الرحمٰن شیروانی اور عبدالماجد دریابادی سے بھی مشورہ[۱] کیا لیکن زبان و محاورے کی باریکیوں اور شعری غوامض کے سلسلے میں وہ ، گرامی کی رائے کو زیادہ صائب سمجھتے تھے[۲]۔

اب اقبال کی شاعری اس مرحلے تک آ پہنچی تھی کہ انھیں کسی حوصلہ افزائی یا داد و تحسین کی ضرورت نہ تھی - ایک شاعر کی حیثیت سے وہ شہرت و عزت کی ہر تمنا سے بے نیاز ہو چکے تھے - ترنم سے پڑھنا تقریباً ترک کر چکے تھے - شعر سنانے کی فرمایش عموماً ٹال دیتے۔ اس دور میں ، اُن کے ہاں بڑے تواتر اور تسلسل کے ساتھ یہ اظہار ملتا ہے کہ میں شاعر ہوں اور نہ مجھے فنِ شاعری سے کوئی دلچسپی ہے - وہ مذہبی اور اخلاق مقاصد کو اوّلین اہمیت دینے لگے اور شاعری ثانوی حیثیت اختیار کر گئی - قارئین کے خیالات میں انقلاب پیدا کرنا ، اقبال کی سخن گوئی کا مقصد ٹھہرا - نسبتاً بعد کے دور میں ، اُن کے کلام میں شاعرانہ تخیّل اور رنگینیٔ بیان کی کمی کا شکوہ کیا گیا ، تو فرمایا :

> "جو پیغام میں دنیا کو دینا چاہتا ہوں ، وہ اب میرے لیے بالکل واضح ہو گیا ہے - میں عربی شاعری کی روش پر بالکل صاف صاف اور سیدھی سیدھی بات کہہ رہا ہوں[۳] -"

---

۱- اقبال نامہ ، اول : صفحات ۵ ، ۸۶ تا ۹۷ ، ۱۰۱ ، ۱۰۳ تا ۱۰۹ ، ۱۲۷ ، ۲۳۶ -

۲- اقبال خود اس امر کے معترف تھے - گرامی سے مشوروں کے بارے میں تفصیلی بحث ملاحظہ کیجیے : مکاتیبِ اقبال بنام گرامی : ص ۷۱ تا ۸۱ -

۳- روایت غلام رسول مہر : اقبال کی شخصیت اور شاعری : ص ۷۶ -

مطلق شعر گوئی کو انھوں نے اپنے لیے ایک "تہمت"[۱] قرار دیا ۔ اب اقبال کے لیے سب سے بڑا محرّک شعر وہ سوز و ساز ، پیچ و تاب ، دردمندی اور سب سے بڑھ کے وہ جذبۂ اضطراب تھا ، جس سے اقبال کا دل و دماغ ، خصوصاً عمر کے آخری برسوں میں ، مستقلاً دوچار رہا ۔ بقول حکیم احمد شجاع :

> "ان کے چہرے پر اکثر فکر و تردد کے آثار نظر آتے تھے ، اور کبھی کبھی ، ان آثار میں اس درد و کرب کی گہری لکیریں بھی دکھائی دینے لگی تھیں ، جنھیں وہ اپنے صبر و ضبط سے اپنے ہم نشینوں پر ظاہر نہ کرنا چاہتے تھے[۲] ۔"

اقبال کے "دنوں کی تپش" اور "شبوں کے گداز" کی غرض و غایت اسی ایک نکتے پر مرکوز ہو گئی تھی کہ نئی نسل کے ذہنوں کو اُن انقلاب انگیز خیالات سے منوّر کیا جائے ، جو اُن کی شاعری کی اساس ہے ۔ دوست احباب کے ساتھ محفل آرائی اب بھی ہوتی تھی ، ان محفلوں میں شعر و شاعری کے علاوہ علمی و ادبی ، سیاسی و معاشرتی مسائل زیرِ بحث آتے اور ظریفانہ خوش گپیاں ہوتیں مگر اپنے وسیع حلقۂ احباب ، تمام تر شہرت و مقبولیت اور غیر معمولی عزت و اکرام کے باوجود ، ایک احساسِ تنہائی نے اُنھیں ہمیشہ ہی ، خصوصاً عمر کے آخری برسوں میں بے چین رکھا ۔ "ارمغانِ حجاز" میں یہ تاثر زیادہ شدت کے ساتھ موجود ہے ۔ یہ ملی احساس ، سوز و اضطراب اور احساسِ تنہائی ، اقبال کے آخری دور میں اُن کی شعر گوئی کا ایک اہم محرّک رہا ۔

اپنے ہم عصروں میں اقبال کو ، اکبر کے طرزِ احساس نے متأثر

---

۱ - زبورِ عجم میں ہے :

نہ بینی خیر ، ازاں مردِ فرو دست
کہ برمن تہمتِ شعر و سخن بست (ص ۱۴۶)

۲- نقوش ، نمبر ۱۰۸ ، ستمبر ۱۹۶۷ء : ص ۲۰ ۔

کیا! - اپنے خطوط میں وہ ذہنی اور فکری طور پر اکبر الہ آبادی کے ساتھ حد درجہ قریب و ہم آہنگ نظر آتے ہیں - کسی اور ہم عصر کے ساتھ اقبال کی ایسی فکری یک جہتی و یگانگت نظر نہیں آتی - ابتدائی دور میں ایک مختصر عرصے کے لیے انھوں نے اکبر کے اسلوب کا تتبع کیا ، مگر اسے موزوں نہ پا کر جلد ترک کر دیا - تاہم اقبال کی شاعری ، اکبر ہی کے ندرتِ فکر کا ایک سنجیدہ اور نسبتاً عمیق نقش ہے — حالی کی درد مندی اور مقصدیت نے بھی اقبال کو متاثر کیا تاہم حالی کی افسردگی اور کسی قدر مایوسی کے برعکس، اقبال کے ہاں روحانی لہجہ غالب ہے - اس طرح یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ مغرب کے خلاف ایک مثبت ردِ عمل اور اسلامی نشاۃِ ثانیہ کی آرزو ، زندگی کے ہر دور میں ، اقبال کی شعر گوئی کا سب سے بڑا محرّک رہی -

تخلیقِ شعر کے محرّکات اور شعر گوئی کا جو پس منظر، اوپر کی سطور میں بیان کیا گیا ہے ، ان محرکات اور اس پس منظر میں اقبال کی شاعری جس طرح ارتقا پذیر ہوئی ، اس کے نتیجے میں اردو کلام کے تین مکمل (بانگِ درا ، بالِ جبریل اور ضربِ کلیم) اور ایک نصف شعری مجموعہ (ارمغانِ حجاز) تیار ہوا - آیندہ صفحات میں ان اردو مجموعوں کی ترتیب و تدوین ، طباعت و اشاعت اور صحتِ متن کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے گا -

---

۱- ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں : "اکبر کا کلام معجز رقم بھی اقبال کے لیے محرّکِ فکر (inspiration) کا کام دیتا تھا" مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے : اکبر اور اقبال ، ص ۷ تا ۵۸ -

# (ب) آردو کلام کے مجموعے

## بانگِ درا

گذشتہ صفحات میں ذکر آ چکا ہے کہ انجمن حمایت اسلام کے جلسوں اور "مخزن" کے ذریعے اقبال کی شاعرانہ شہرت ، خوش بو بن کر برِصغیر میں پھیلی - اس کے نتیجے میں شائقین ، اپنے اپنے طور پر ، ان کا کلام جمع کرنے لگے[1] - متعدد اصحاب کو اشاعتِ کلام کا خیال پیدا ہوا ، مگر حقوقِ اشاعت کے معاملے میں اقبال خاصا سخت نقطۂ نظر رکھتے تھے[2] - اس کی متعدد وجوہ تھیں - ایک تو یہ کہ بقولِ اقبال: "لوگ تجارتی اغراض کو ملحوظ رکھتے ہیں اور اس بات کی مطلق پروا نہیں کرتے کہ شعر غلط چھپا ہے یا صحیح ؟"[3] — دوسرے یہ کہ علامہ اقبال اپنے کلام کی مکرر اشاعت سے پہلے اس پر نظرِ ثانی ضروری سمجھتے تھے- تیسرے یہ کہ ان کی گذر اوقات کا ایک اہم ذریعہ کتابوں کی رائلٹی تھا — خصوصاً

---

۱- ملاحظہ کیجیے :
(الف) باقیاتِ اقبال ، طبع اول : ص ۵ ، ۷ -
(ب) روزگارِ فقیر ، دوم : ص ۲۱۵ -
(ج) نقشِ اقبال (عبدالوحید معینی) : ص ۷۰ -

۲- محمد دین فوق کو ایک بار لکھا : "اگر کوئی میرا کلام میری اجازت کے بغیر چھاپے تو اس پر دعویٰ کر دیا جائے" (انوارِ اقبال : ص ۶۳) عبدالمجید سالک نے بلا اجازت اقبال کی نظم شائع کی تو انھیں قانونی نوٹس بھیج دیا (یارانِ کہن : ص ۳۲-۳۳) مزید برآں شیخ اعجاز احمد کے دوست مشتاق صاحب کو آردو کلام کا مجموعہ شائع کرنے کی اجازت نہیں ملی (روزگارِ فقیر، دوم : ص ۲۱۸) -

۳- انوارِ اقبال : ص ۶۳ -

آخری سالوں میں[1] — اس لیے ہر کہ و مہ کو اشاعت کلام کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی ۔

ترتیبِ اشعار کا خیال ۱۹۰۳ء ہی سے ان کے ذہن میں موجود تھا[2] ، مگر جلد ولایت چلے گئے ۔ واپسی پر تدریسی اور قانونی مشاغل ، پھر "اسرارِ خودی" اور بعد ازاں "رموزِ بے خودی" کی ترتیب میں مصروف رہے ۔ اس عرصے میں اُردو کلام کی اشاعت کے لیے اقبال کے احباب اور شائقین کا اصرار جاری رہا ۔ عطیہ فیضی کے نام ۷ اپریل ۱۹۱۰ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں :

> "I have been receiving letters from various parts of the country to bring out my poems in book form."[3]

تاہم ایک عرصے تک ترتیبِ کلام کے سلسلے میں عملی پیش رفت نہ ہو سکی ۔ یہ امر بھی ، کسی حد تک ، باعثِ تاخیر ہوا کہ اُردو کلام کی مقدار کم تھی[4] — ۱۹۲۱ء میں اقبال سنجیدگی سے اُردو کلام کی ترتیب کی طرف متوجہ ہوئے ۔ مسودے کی تدوین میں چودھری محمد حسین نے بہت ہاتھ بٹایا ۔[5] اور فروری ۱۹۲۴ء میں مسودہ کاتب کے حوالے کر دیا گیا ۔[6]

---

۱۔ ۱۷-۱۹۱۶ء سے وفات تک ، اقبال کو جو مجموعی آمدنی ہوئی ، اس کے تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ وکالت کے بعد ، ان کا سب سے بڑا ذریعۂ آمدنی کتابوں کی رائلٹی تھا ۔ یہ رقم (-/۶۲۹۶۷ روپے) وکالت سے آمدنی کی رقم کے نصف سے کسی قدر زائد ہے ۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے : صفدر محمود کا مضمون "علامہ اقبال کا گوشوارۂ آمدنی" : صحیفہ اقبال نمبر ، حصہ اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ء : ص ۱۳ تا ۵۱) ۔

۲۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۲۱ ۔

۳۔ Letters to Atiya : ص ۶۸ ۔

۴۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۲۱ ۔

۵۔ اقبال کی صحبت میں : ص ۱۲۹ ۔

۶۔ مکاتیبِ اقبال بنام نیاز : ص ۴۹ ۔

# بانگِ درا

## اقبال

([illegible])

(جملہ حقوق مع حقِ ترجمہ محفوظ)

متنِ کلام کی کتابت تو جولائی میں مکمل ہو گئی ، مگر دیباچے کی کتابت اور طباعتِ کتاب میں کئی ہفتے صرف ہو گئے[1] ——— بالآخر ۳ ستمبر ۱۹۲۴ء[2] کو "بانگِ درا" کا پہلا ایڈیشن[3] منظرِ عام پر آیا - یہاں یہ وضاحت نامناسب نہ ہوگی کہ فقیر سیّد وحید الدین نے Iqbal in Pictures میں بانگِ درا کے سرورق کا ایک عکس دیا ہے اور اس کے نیچے لکھا ہے : Title page of First Edition of 'Bang-i-Dara' - یہ بات درست نہیں ہے - اس غلط فہمی کے ازالے کے لیے ہم طبع اول کا عکسِ سرورق دے رہے ہیں (دیکھیے بالمقابل صفحہ) -

"بانگِ درا" کی تدوین کے موقع پر ، اقبال کے پاس اپنا کلام محفوظ و موجود نہیں تھا[4] کیونکہ ریکارڈ رکھنا ، اُن کے لیے خاصا مشکل تھا - مطبوعہ کلام کے علاوہ بہت سا غیر مطبوعہ کلام ، اُن کے احباب اور شائقین کے پاس تھا[5] - چنانچہ احباب کی بیاضوں سے مدد لی گئی - "بانگِ درا" کی اشاعت سے پہلے مولوی احمد دین کی تصنیف "اقبال" چھپ کر آ گئی تھی - جس میں اردو کلام کا معتدبہ حصہ شامل تھا - اقبال نے اسے پسند نہیں کیا

---

۱- کتابِ مذکور : ص ۵۰ -

۲- میاں نظام الدین کو پیش کردہ نسخے پر "محمد اقبال ۳ ستمبر ۱۹۲۴ء" درج ہے (بحوالہ : اوراقِ گم گشتہ : ص ۱۳۸) -

۳- پہلے ایڈیشن کی پرنٹ لائن میں "اشاعتِ اول" کے الفاظ درج نہیں اس لیے بظاہر معلوم نہیں ہوتا کہ یہ نسخہ ، پہلے ایڈیشن کا ہے ——— اس کا کاغذ ، وقت کے ساتھ خستہ ہو چکا ہے اور تہ کرنے سے ٹوٹ جاتا ہے - اس کے اندر واٹر مارک میں یہ عبارت نظر آتی ہے : Rose Brand - Manufactured by Allah Diya and Sons, Lahore and Delhi - طبع اول کے کتابیاتی کوائف کے لیے ملاحظہ کیجیے : ضمیمہ نمبر ۱ -

۴- (الف) خطوطِ اقبال : ص ۱۲۹ -
(ب) مکاتیبِ اقبال بنام نیاز : ص ۸ -

۵- (الف) باقیاتِ اقبال ، طبع اول : ص ۵ -
(ب) روزگارِ فقیر ، دوم : ص ۲۱۵ -

چنانچہ احمد دین صاحب نے کتاب ضائع کر دی - ۱۹۲۴ء میں حیدر آباد دکن سے مولوی عبدالرزاق راشد نے "کلیّاتِ اقبال" شائع کی - اس بلا اجازت اور غیر قانونی اشاعت کے خلاف قانونی چارہ جوئی آسان نہ تھی کیونکہ دکن میں برطانوی قانونِ تحفظِ اشاعت لاگو نہ ہوتا تھا - بالآخر سر اکبر حیدری کے توسط سے کتاب کی فروخت، دکن تک محدود کر دی گئی -[۱]

"بانگِ درا" کی بیشتر نظمیں اور غزلیں، اخبارات و رسائل میں شائع ہو چکی تھیں - نظموں کے ابتدائی متن سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال نے ترتیب کتاب کے وقت خاصی ترمیم و تنسیخ سے کام لیا - کئی مصرعوں اور اشعار کو بہتر بنایا - متعدّد بند خارج کیے اور بعض نئے بندوں کا اضافہ کیا[۲] - ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کوئی نظم و غزل "بانگِ درا" میں شامل نہیں کی - زیادہ تر ترمیم و اصلاح ۱۹۰۸ء تک کے کلام میں کی گئی - اپنے تیسرے دور کے کلام میں اقبال نے نسبتاً کم ترمیم کی ہے - ترمیم و اصلاح کا یہ سلسلہ انھوں نے "بانگِ درا" کی ترتیب سے پہلے ہی شروع کردیا تھا - "شکوہ" مطبوعہ مرغوب ایجنسی لاہور کے نسخے کا متن، اِس نظم کے اوّلین متن سے مختلف ہے - سرورق پر وضاحت درج ہے کہ یہ نسخہ "مصنّف موصوف کی نظرثانی" کے بعد چھاپا گیا ہے - اس میں دو تین مقامات ایسے ہیں، جہاں اقبال نے "بانگِ درا" مرتب کرتے وقت پھر ترمیم کی - —— یہ سب ترامیم و اصلاحات، اقبال کے تنقیدی شعور اور انتخابی ذہن پر دلالت کرتی ہیں[۳] -

---

۱- تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے:
(الف) انوارِ اقبال: ص ۳۱-۳۲ -
(ب) کلیاتِ اقبال کی سرگذشت از عبدالواحد معینی، مشمولہ: نقشِ اقبال: ص ۶۵-۸۴ -

۲- مفصل مطالعے کے لیے دیکھیے: "اصلاحاتِ اقبال" از محمد بشیرالحق دسنوی -

۳- "بانگِ درا" مرتب کرتے وقت اقبال نے اپنے کلام میں جو ترمیم و تنسیخ کی ہے، اس کے پیشِ نظر سر عبدالقادر کی یہ رائے کتنی عجیب لگتی ہے کہ: "علامہ نے غالب کی طرح اشاعت کے لیے اپنے کلام کا انتخاب نہیں کیا تھا" - (باقیاتِ اقبال، طبع اول: ص ۷) -

پہلے ایڈیشن کے سرورق پر ـــــ "جملہ حقوق مع حق ترجمہ محفوظ" ـــــ کے الفاظ درج ہیں ۔ "کلیاتِ اقبال" (دکن) کے قضیے کے پس منظر میں یہ الفاظ اہم ہیں ـــــ دیباچہ ، سر عبدالقادر نے لکھا کیونکہ "بانگِ درا" کی دیباچہ نویسی کے لیے ، اقبال انھی کو سب سے زیادہ موزوں سمجھتے تھے[۱] اور یہ بات ۱۹۱۰ء ہی سے ان کے ذہن میں موجود تھی[۲] ـــ اشاعتِ اول میں کتابت یا املا کی متعدد اغلاط موجود ہیں ۔ مثلاً :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵۴ | ۳ | مزرعہ | مزرعِ |
| ۷۸ | ۸ | ستم کیلئے | ستم کے ، لیے |
| ۱۳۱ | ۷ | خجستہ کام | خجستہ گام |
| ۱۴۰ | ۷ | سعدی | سعدیؔ |
| ۱۸۴ | ۷ | کیلئے دل تو نے | کے ، لیے دل تو نے |
| ۱۸۸ | ۵ | آئینے | آئنے |
| ۱۸۹ | ۳ | آئینے | آئنے |
| ۲۴۶ | ۵ | زبان | زباں |
| ۲۷۷ | ۴ | دیبانتواں یافت | دیبانتواں بافت |

دوسری بار "بانگِ درا" کو خطِ نسخ میں چھاپنے کی تجویز ہوئی ۔ ڈاکٹر ذاکر حسین نے ۱۹۲۵ء میں برلن سے "دیوانِ غالب" کا منقش ایڈیشن شائع کرنے کے بعد "بانگِ درا" کا ایسا ہی نسخہ چھاپنے کا ارادہ ظاہر کیا ، مگر اقبال کا ذوق ، نستعلیق کو نسخ پر قربان کرنے لیے تیار نہ تھا ، اس لیے یہ تجویز روبہ عمل نہ آ سکی[۳] ۔ دو برس بعد ، ستمبر ۱۹۲۶ء

---

۱- روایت عاشق حسین بٹالوی : چند یادیں ، چند تأثرات : ص ۷۴ ۔

۲- عطیہ بیگم کے نام ۷ اپریل ۱۹۱۰ء کے خط میں اس امر کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے ۔

۳- مکتوباتِ اقبال : ص ۴ ۔

میں ، دوسرا ایڈیشن نستعلیق ہی میں شائع ہوا[1] - اس میں مندرجہ ذیل مقامات پر ترامیم کے سوا ، اقبال نے کسی حذف و اضافے کی ضرورت محسوس نہیں کی :

| صفحہ | سطر | اشاعت اول | اشاعت دوم |
| --- | --- | --- | --- |
| ۶۷ | ۴ | تری ظلمت میں ، تمیں روشن چراغاں... | تری تاریک راتوں میں چراغاں... |
| ۹۰ | ۱ | یعنی یہ لیلی وہاں بے پردہ... | لیلیٔ معنی وہاں بے پردہ... |
| ۹۱ | ۱ | آہ ، اے بیتُ الحرام مذہبِ اہلِ سخن | اے جہاں آباد ، اے سرمایۂ بزمِ سخن |
| ۹۱ | ۲ | یعنی خالی داغ سے... | آہ ، خالی داغ سے... |
| ۱۰۳ | ۳ | پہنے سونے کی قبا... | پہنے سیاہی قبا... |
| ۲۱۴ | ۱۲ | نگہتِ خوابیدہ... | نکہتِ خوابیدہ... |
| ۲۷۴ | ۱۰ | مگرفطرت تری رخشندہ اور .. | مگر فطرت تری افتندہ اور... |

متنِ کلام میں ص ۲۴۶ کی غلطی کی اصلاح ہو گئی ہے ، باقی تمام اغلاطِ کتابت جوں کی توں موجود ہیں - مزید برآں مندرجہ ذیل نئی غلطیاں بھی رو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۵۱ | ۳ | قمریِ شمشادِ | قمریٔ شمشادِ |
| ۶۶ | ۳ | مصبیت | مصیبت |
| ۲۷۶ | ۱۰ | حمعیت | جمعیتِ |

تیسرا ایڈیشن چار سال کے وقفے سے ۱۹۳۰ء میں شائع ہوا - اس بار اقبال نے متن میں کسی تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کی —— صرف دیباچے میں ، علامہ میر حسن کے بارے میں ، حاشیے میں اس عبارت کا اضافہ

---

۱- اس ایڈیشن میں دیباچے کے بعد اور متن کتاب سے پہلے، علامہ اقبال کی ایک تصویر بھی لگائی گئی ہے - پہلے ایڈیشن کے برعکس اس ایڈیشن کا کاغذ مضبوط اور پایدار ہے - کتابیاتی کوائف کے لیے ضمیمہ نمبر ۱ ملاحظہ کیجیے -

کیا گیا ہے : "۲۵ ستمبر ۱۹۲۹ء کو حضرت کا وصال ہو گیا ہے" ---
اشاعتِ سوم کے سلسلے میں سب سے زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ اس میں ، اشاعتِ دوم کی ترمیمات کو نظر انداز کر دیا گیا ۔ متن کے بغور مطالعے سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تیسرے ایڈیشن کی کتابت کے لیے خوش نویس کو ، دوسرے ایڈیشن کے بجائے پہلے ہی ایڈیشن کا نسخہ دے دیا گیا اور اسے جوں کا توں کتابت کرا کے چھاپ دیا گیا ۔ دوسرے ایڈیشن میں اقبال نے جو ترامیم کی تھیں ، نہ معلوم تیسرے ایڈیشن کی تیاری اور طباعت کے موقع پر ، وہ اُن کے ذہن سے کیوں محو ہو گئیں ۔ بہرحال اشاعتِ دوم کی متذکرہ بالا آٹھ ترامیم ، اشاعتِ سوم میں نظر نہیں آتیں ۔ پہلے اور دوسرے ایڈیشن کی بیشتر اغلاطِ کتابت بھی بدستور موجود ہیں ۔ ص ۱۳۱ کی غلطی درست کر دی گئی ہے ، مگر تین نئی اغلاط رونما ہو گئی ہیں ۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵۵ | ٦ | ٹپکتی ہوں | پٹکتی ہوں |
| ۸۹ | ۱۰ | جہان آباد | جہاں آباد |
| ۲۷۷ | ۳ | خرمانتواں بافت | خرمانتواں یافت |

علامہ اقبال کی وفات کے بعد اُن کے شعری مجموعوں کی اشاعت و طباعت چودھری محمد حسین ایم ۔ اے کی زیر نگرانی ہونے لگی ۔ چنانچہ "بانگِ درا" کا چوتھا ایڈیشن جون ۱۹۳۹ء میں چودھری صاحب کی نگرانی میں شائع ہوا ۔ یہ ایڈیشن اس اعتبار سے اہم ہے کہ اسی ایڈیشن کی پلیٹیں محفوظ کر لی گئیں[1] ۔ اور "کلیات اقبال" (فروری ۱۹۷۳ء) کی اشاعت سے پہلے "بانگِ درا" کے تمام ایڈیشن انھی پلیٹوں سے چھاپے گئے ۔

خوش قسمتی سے اشاعتِ چہارم میں دوسری اشاعت کا متن اختیار کیا گیا ۔ چنانچہ تیسری اشاعت کے موقع پر ، جو آٹھ ترامیم نظر انداز ہو گئی

---

۱۔ اس لحاظ سے ڈاکٹر جاوید اقبال کا یہ بیان کہ : "کلام اقبال کے اب تک جتنے ایڈیشن شائع ہوئے ، وہ سب کے سب انہیں پلیٹوں سے طبع ہوتے رہے ہیں ، جنھیں حضرت علامہ مرحوم نے خود اپنی نگرانی میں تیار کروایا تھا" (دیباچہ کلیاتِ اقبال : صفحہ ۵) غلط فہمی پر مبنی ہے ۔

تھیں ، چوتھے ایڈیشن میں ، آن کی بنیاد پر ، متن صحیح صورت میں شائع ہوا —— سوائے ایک مقام کے ، جہاں اشاعتِ دوم کی ترمیم (تری افشندہ اور...) کو اختیار نہیں کیا گیا بلکہ پہلے ایڈیشن ہی کے متن (تری رخشندہ اور .) کو رہنے دیا گیا — خدا جانے کیوں ؟ — اس ایڈیشن میں صفحات ۵۴ ، ۵۵ ، ۷۸ ، ۱۸۴ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ اور ۲۴۶ کی غلطیاں بدستور موجود ہیں ۔ صفحہ ۱۴۰ اور ۲۷۷ کی اغلاط درست کردی گئی ہیں مگر صفحہ ۱۰۲ پر ایک نئی غلطی رو پذیر ہو گئی ہے ۔

سطر : ۳ غلط : ہفتاد دو ملت صحیح : ہفتاد و دو ملت

بعد کی اشاعتوں میں اسی چوتھے ایڈیشن کی پلیٹوں کو حسب ضرورت سنگ سازی کے بعد ، استعمال کیا جاتا رہا ۔ ۱۹۳۹ء سے ۱۹۷۲ء تک "بانگِ درا" کوئی انتیس مرتبہ چھپی[1] ۔ جس میں ۱۹۴۹ء تک کی اشاعتیں ، چودھری محمد حسین صاحب کی نگرانی میں ہوئیں ، مگر اغلاطِ کتابت کی طرف کسی نے توجہ نہیں دی ، چنانچہ صفحات : ۷۸ ، ۱۰۲ ، ۱۸۴ ، ۱۸۸ ، ۱۸۹ اور ۲۴۶ کی محولہ بالا اغلاط ، بعد کے ایڈیشنوں میں بھی بدستور موجود ہیں ۔ البتہ دلچسپ بات یہ ہے کہ بعض اوقات کسی سنگ ساز نے بزعمِ خویش ، کتابت کی کوئی غلطی درست کرنے کی کوشش کی ہے ، چنانچہ صفحہ ۲۸۳ پر "آئنۂ عارض" (صحیح) کو "آئینۂ عارض" (غلط) بنا دیا گیا — غالباً محض اس قیاس کی بنیاد پر کہ ، اس نظم میں پانچ سات جگہ "آئینہ" ہے تو یہاں بھی "آئنہ" کے بجائے "آئینہ" ہونا چاہیے ۔

## بالِ جبریل

"بانگِ درا" کی اشاعت (۱۹۲۴ء) کے بعد ، مسلسل کئی برس تک ، اقبال کی زیادہ تر توجہ فارسی کی طرف رہی[2] ۔ اس دوران میں "بانگِ درا"

---

۱- بعد کی اشاعتوں کے کتابیاتی کوائف کے لیے ملاحظہ کیجیے : ضمیمہ نمبر ۱ ۔

۲- یکے بعد دیگرے فارسی کے چار شعری مجموعے شائع ہوئے :

(۱) زبورِ عجم : ۱۹۲۷ء ۔

(۲) جاوید نامہ : ۱۹۳۲ء ۔

(۳) مسافر : ۱۹۳۴ء ۔

(۴) مثنوی پس چہ باید کرد... : ۱۹۳۶ء ۔

بار بار کثیر تعداد[1] میں اشاعت پذیر ہو کر اردو قارئین کے لیے تسکینِ ذوق کا سامان فراہم کرتی رہی ، تاہم شائقین ، نئے مجموعے کی اشاعت کے لیے مسلسل مُصر اور منتظر رہے[2] ۔ اسی اصرار کے پیشِ نظر اقبال نے نیا اردو مجموعہ مرتب کر لیا ـــــ قبل ازیں ۱۹۲۹ء میں "پیام مشرق" کا تیسرا ایڈیشن مطبع جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی میں طبع ہوا تھا ۔ اب جامعہ والے نیا اردو شعری مجموعہ بھی چھاپنا چاہتے تھے ۔ اقبال اس پر رضامند تھے ۔ انھوں نے سید نذیر نیازی صاحب کو اختیار[3] دیا کہ وہ ناشر سے معاملہ طے کر لیں ۔ اس اثنا میں ۹ ستمبر ۱۹۳۴ء کو اردو مجموعے کی کتابت شروع ہو گئی ۔

نئے اردو مجموعے کا نام "نشانِ منزل"[4] تجویز ہوا اور مسودے کے سرورق پر بھی یہی نام لکھا گیا مگر بعد میں اقبال نے محسوس کیا کہ "بالِ جبریل" زیادہ موزوں ہے ، چنانچہ انھوں نے مسودے پر "نشانِ منزل" کو قلم زد کرکے "بالِ جبریل" لکھ دیا[5] ـــ اشاعت کے سلسلے میں جامعہ ملّیہ سے تو معاملہ طے نہ ہوسکا ، البتہ تاج کمپنی لاہور سے معاہدہ ہو گیا ۔ پہلے خیال تھا کہ مجموعہ ۱۹۳۴ء ہی میں چھپ جائے گا ، اس لیے مسودے کی پرنٹ لائن میں "اشاعت اول: ۱۹۳۴ء" کے الفاظ ملتے ہیں ، مگر عملاً کتاب ، جنوری ۱۹۳۵ء میں تیار ہو کر منظرِ عام پر آئی ۔ تعدادِ اشاعت کے بارے میں مسودے میں اقبال کی تحریر میں "پانچ ہزار" کے الفاظ درج ہیں ، پھر کسی نے پانچ کے گرد ، دائرہ بنا کر تین لکھ دیا[6] ، مگر جیسا کہ طبع اول پر صراحت موجود ہے ، کتاب دس ہزار کی تعداد میں چھاپی گئی ۔

"بانگِ درا" کے برعکس "بالِ جبریل" ، بغیر کسی تمہید کے شائع

---

۱- پہلی تین اشاعتوں کے نسخوں کی تعداد : اٹھارہ ہزار ۔
۲- مکتوباتِ اقبال : ص ۱۶۳ ، ۱۸۷ ۔
۳- کتابِ مذکور : ص ۱۵۳ ، ۱۸۷ ۔
۴- کتابِ مذکور : ص ۱۸۷ ۔
۵- ۶- ملاحظہ کیجیے : سرورق قلمی مسودہ "بالِ جبریل" نمبر A/M-1977-88 مخزونہ اقبال میوزیم ، لاہور ۔

ہوئی۔ غالباً اقبال نے محسوس کیا کہ ان کی شاعری، فکر و فن کے اس معیار و مرحلے تک پہنچ چکی ہے کہ اب نئے مجموعے کے آغاز میں کسی پس منظر، تعارف یا توضیح کی ضرورت نہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ "بالِ جبریل" کے بعد کے کسی بھی شعری مجموعے میں کوئی نثری دیباچہ یا تمہید موجود نہیں۔

پہلے ایڈیشن کی کتابت خاص اہتمام سے کرائی گئی۔ تاہم اس میں کتابت کی مندرجہ ذیل اغلاط نظر آتی ہیں:

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۸ | ۹ | خذف | خزف |
| ۱۹ | ۳ | لا اِلٰہ | لَآ اِلٰہ |
| ۲۷ | ۳ | میرے | مرے |
| ۳۳ | ۶ | نو برگ | تو برگ |
| ۳۳ | ۱۱ | قرآن | قرآں |
| ۴۱ | ۸ | فرقان | فرقاں |
| ۵۴ | ۳ | رو رو ہو کے | رو رو کے |
| ۶۸ | ۱۱ | لَا اِلٰہ | لَآ اِلٰہ |
| ۶۹ | ۵ | لا اِلٰہ الّا اللہ | لَآ اِلٰہ اِلَّا اللہ |
| ۹۴ | ۴ | آئینہ | آئنہ |
| ۹۹ | ۷ | لَا اِلٰہ | لَآ اِلٰہ |
| ۱۱۱ | ۲ | لَا اِلٰہ | لَآ اِلٰہ |
| ۱۳۴ | ۹ | دین | دیں |
| ۲۰۹ | حاشیہ | غفران و لزومات | غفران |

صفحہ ۳۷ پر پہلی غزل کے تمہیدی نوٹ میں اقبال نے لکھا ہے:
"نومبر ۱۹۳۳ء میں مصنف کو حکیم سنائی غزنویؒ کے مزارِ مقدس کی

زیارت نصیب ہوئی''— حالانکہ یہ واقعہ ۳۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء کا ہے[1]۔ انھوں نے یادداشت سے کام لیتے ہوئے نومبر لکھ دیا۔ صفحہ ۲۰۹ پر متنِ کلام میں ضرورتِ شعری کے تحت اقبال نے ''لزوسات'' باندھا اور حاشیے میں بھی یہی لکھ دیا[2]۔

''بالِ جبریل''، اقبال کا پہلا مجموعہ تھا، جو دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ ان کی ملک گیر شہرت اور پہلے اردو مجموعے ''بانگِ درا'' کی متعدد اشاعتوں کے پیشِ نظر، ''بالِ جبریل'' کے پہلے ہی ایڈیشن کی کثیر تعداد میں اشاعت، نامناسب فیصلہ نہ تھا۔ اشاعتِ اوّل کی فروخت کے سلسلے میں اہم بات یہ ہوئی کہ شیخ مبارک علی کے بجائے یہ کتاب تاج کمپنی کو دی گئی۔ غالباً شرح کمیشن میں تفاوت کے سبب ایسا ہوا مگر تاج کمپنی سے معاملات خوش اسلوبی سے نہ چل سکے[3]۔ چند ماہ بھی نہ گزرے تھے کہ اقبال نے نذیر نیازی کو لکھ دیا کہ آن کے دوست، آیندہ کتابوں کے سول ایجنٹ بن سکتے ہیں[4]۔ گویا علّامہ، تاج کمپنی سے معاملہ طے کر کے مطمئن نہ تھے۔

اقبال کی زندگی میں، ''بالِ جبریل'' کا یہی ایڈیشن شائع ہوسکا۔ دوسرا

---

۱- سیر افغانستان: ص ۱۱۶-۱۲۹۔

۲- ظ۔ انصاری کا گمان ہے کہ اقبال نے مُعرّی کا مطالعہ انگریزی یا جرمن میں کیا ہوگا اور اس طرح کتاب کے نام کے صحیح تلفّظ اور املا (لزومیّات) سے نا آشنا رہے ہوں گے (اقبال کی تلاش میں: ص ۱۱۵) — یہ گمان ایک بے بنیاد قیاس آرائی ہے۔ اقبال نے عربی زبان و ادب کا وسیع مطالعہ کیا تھا اور ممکن نہیں کہ لزومیّات کے کے صحیح تلفّظ سے ناواقف ہوں۔

۳- راقم کے استفسار پر نذیر نیازی صاحب، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی اور شیخ نیاز احمد صاحب نے بتایا کہ غالباً بالِ جبریل کے سول ایجنٹ نے مطبع سے ساز باز کر کے، کتاب زیادہ تعداد میں چھپوا لی تھی اور یہی امر خرابیِ تعلقات کا سبب بنا۔ واللہ اعلم بالصّواب۔

۴- مکتوباتِ اقبال: ص ۲۱۹۔

ایڈیشن ، ان کی وفات کے بعد مئی ۱۹۴۱ء میں چودھری محمد حسین کی نگرانی میں شائع ہوا ۔ اس کی کتابت نسبتاً جلی ہے — طبع دوم میں اشاعتِ اول کے صفحات ۸ ، ۳۳ ، ۴۱ ، ۵۴ ، ۸۹ ، ۱۳۴ اور ۲۰۹ کی اغلاط درست کردی گئیں ، مگر صفحات ۱۹ ، ۲۷ ، ۶۸ ، ۶۹ ، ۹۴ ، ۹۹ اور ۱۱۱ کی اغلاط بدستور موجود ہیں ۔ مزید برآں اس ایڈیشن میں کچھ نئی غلطیاں بھی رُو پذیر ہو گئی ہیں ۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۷ | ۳ | ۵۳۳ | ۶۳۳ |
| ۱۱۰ | ۲ | وقط | فقط |
| ۱۳۱ | ۲ | دینوب | دینوب |
| ۱۳۶ | حاشیہ | ورطبہ کا | قرطبہ کا |
| ۱۴۱ | ۳ | ولیکں | ولیکن |
| ۱۵۵ | ۶ | علمِ تخیل | علم ، تخیل |
| ۱۶۹ | ۱ | آسہالوں | آسہانوں |

پہلے ایڈیشن کی طرح ، اس ایڈیشن میں بھی رموزِ اوقاف اور اعراب کا اہتمام نہیں کیا گیا ۔ صفحہ ۱۳۷ پر نظم کے تمہیدی نوٹ میں "ہسپانیہ کے ایک اور حکمران" کے الفاظ کو "ہسپانیہ کے ایک حکمران" سے تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ راقم کے نزدیک یہ تبدیلی درست نہیں ہے ۔ معتمد ، ہسپانیہ (ہی کے ایک خطے اشبیلیہ) کا حکمران تھا ۔ ہسپانیہ کے "ایک اور حکمران" (یوسف بن تاشفین) نے ہسپانیہ کا اقتدار حاصل کرنے کے بعد معتمد کو محبوس کر دیا تھا ۔ اگر یہاں سے "اور" نکال دیا جائے تو مفہوم یہ نکلتا ہے کہ معتمد (ہسپانیہ کے کسی خطے کا نہیں بلکہ) کوئی غیر ہسپانوی بادشاہ تھا ، جسے "ہسپانیہ کے ایک حکمران" نے قید کر دیا تھا ۔ تمہیدی نوٹ میں متذکرہ تبدیلی ، علامہ اقبال کی وفات کے بعد، اشاعت کا اہتمام کرنے والوں نے اپنی صوابدید پر کی ۔ غالباً چودھری محمد حسین نے — بہرحال یہ تبدیلی درست نہیں ہے ۔

دوسرے ایڈیشن کی پلیٹیں محفوظ کر لی گئیں اور آٹھویں ایڈیشن (جون ۱۹۵۱ء) تک "بالِ جبریل" ، انھی پلیٹوں سے طبع کی جاتی رہی ۔

سنگ سازی میں کوتاہی کے سبب ، بعد کے ایڈیشنوں میں کہیں کہیں نقطے اُڑ گئے اور اغلاط رُو پذیر ہو گئی ہیں ۔ مثلاً طبع ہفتم میں :

| صحیح | غلط | سطر | صفحہ |
|---|---|---|---|
| بلند | بلىد | ۳ | ۶۹ |
| نہ ہو | نہ سو | ۶ | ۷۲ |
| ولیکن | ولیکں | ۳ | ۱۴۱ |

نویں ایڈیشن (نومبر ۱۹۵۴ء) کی کتابت از سرِ نو کرائی گئی ۔ صفحات کی تعداد ، عنوانات اور کتابتِ متن کے انداز میں دوسرا ایڈیشن ہی پیشِ نظر رہا ، البتہ قلم قدرے جلی ہے ۔ یہ کتابت ابنِ پروین رقم کی ہے ۔ اس میں رموزِ اوقاف کی خامیاں بھی ہیں ، مگر مجموعی طور پر ، پہلے اور دوسرے ایڈیشن کے مقابلے میں ، زیرِ نظر ایڈیشن میں رموزِ اوقاف اور اِعراب کا بہتر اہتمام کیا گیا ہے ۔ دوسرے ایڈیشن میں ، کتابت کی جو اغلاط موجود تھیں ، زیرِ نظر ایڈیشن میں صفحات ۶۹ ، ۱۱۰ ، ۱۳۱ ، ۱۳۶ ، ۱۴۱ اور ۱۶۹ کی غلطیات درست کر دی گئی ہیں مگر صفحات ۱۹ ، ۲۷ ، ۳۷ ، ۶۸ ، ۹۴ ، ۹۹ ، ۱۱۱ اور ۱۵۵ کی اغلاط بدستور موجود ہیں ۔ اس ایڈیشن میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط رُو پذیر ہو گئی ہیں :

| صحیح | غلط | سطر | صفحہ |
|---|---|---|---|
| یسٓیں | یسٓں | ۸ | ۴۱ |
| لَآ اِلٰہْ | لا اِلٰہ | ۹ | ۵۰ |
| مرگ، حیاتِ بے شرف | مرگِ حیات بے شرف | ۹ | ۶۰ |
| لَآ اِلٰہْ | لَا اِلٰہ | ۱۰ | ۸۰ |
| غَزالی | غِزالی | ۲ | ۸۳ |
| اَرِنیْ | اَرَنیْ | ۱ | ۹۱ |
| عرقناک | غرقناک | ۴ | ۱۰۱ |
| آئنہ | آئینۂ | ۶ | ۱۱۱ |
| تزلزل | تزلّزل | ۵ | ۱۴۷ |
| طیلساں | طبلساں | ۹ | ۱۵۱ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۵۹ | ۶ | اقوال | اقول |
| ۱۸۰ | ۳ | راز و زبوں | زار و زبوں |
| ۱۸۶ | ۷ | فایتِ | غایتِ |
| ۲۱۷ | ۹ | خواہی از | خواہی ار |

اس ایڈیشن میں بعض علامات کا اضافہ کیا گیا اور بعض میں تصرّف — کئی لفظوں کا املا بدل دیا گیا ہے ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | دوسرا ایڈیشن | نواں ایڈیشن |
|---|---|---|---|
| ۸۲ | حاشیہ | نطشہ | نیٹشا |
| ۸۳ | ۸ | اسد اللّٰہی | اسدؓ اللّٰہی |
| ۹۳ | ۴ | حسینؓ | حسینؑ |
| ۹۳ | ۱۱ | حیدر کرّار | حیدرؑ کرّار |
| ۱۰۳ | ۱۱ | خلیلاں | خلیلاںؑ |
| ۱۵۲ | ۱۱ | حسینؓ | حسینؑ |
| ۱۵۴ | ۱۰ | جنید و بایزید | جنیدؒ و بایزیدؒ |
| ۱۶۲ | ۲ | سوفے | صوفے |

یہ اہتمام ، کتابت کی ، نسبتاً بہتر صورت کو ظاہر کرتا ہے ، مگر حسین اور حیدر پر رضؓ کی علامت کو ؑ سے تبدیل کرنا ، راقم کے نزدیک درست نہیں - یہ ایک طرح کی تحریف ہے جس کا حق ، نہ تو کاتب کو ہے ، اور نہ ناشر کو — اس ایڈیشن کی پلیٹوں کو محفوظ کر کے ۱۹۷۲ء تک انھی سے کام لیا جاتا رہا - حتیٰ کہ ۱۹۷۳ء میں "بالِ جبریل" کا تیسواں ایڈیشن ، کلیات (۱۹۷۳ء) والی کتابت سے شائع کیا گیا اور تاحال کتاب ، انھی پلیٹوں سے چھپ رہی ہے -

## ضربِ کلیم

"بالِ جبریل" کی اشاعت (جنوری ۱۹۳۵ء) کے چند ماہ بعد ہی ، اس قدر اردو کلام جمع ہو گیا کہ علامہ اقبال نے "صورِ اسرافیل" کے نام سے تیسرے اردو مجموعے کی تیاری شروع کر دی - ۱۹۳۶ء کے اوائل میں مجموعہ مرتب ہوا ، تو موضوع کی مناسبت سے اسے "صورِ اسرافیل" کی بجائے

"ضربِ کلیم" کا نام دیا گیا - پہلے خیال تھا کہ مجموعہ اپریل ۱۹۳۶ء میں شائع ہو جائے گا[۱] ، مگر عملاً جولائی کے آخری دنوں میں ایسا ممکن ہو سکا[۲] - یہ اقبال کا پہلا مجموعہ ہے جس کے سرورق پر انھوں نے کتاب کے نام اور موضوع کی وضاحت کے لیے توضیحی الفاظ ("اعلانِ جنگ دورِ حاضر کے خلاف") درج کیے بلکہ ایک قطعے سے اس کی مزید تشریح بھی کی -

"ضربِ کلیم" کی اشاعتِ اوّل پر ، طباعت کا ماہ و سال درج نہیں ہے - اس کی کتابت "بالِ جبریل" کے پہلے ایڈیشن کی طرح قدرے خفی ہے - ایک علیحدہ کاغذ پر مندرجہ ذیل "غلط نامہ" چھاپ کر اُسے فہرستِ مضامین سے پہلے ، اندونی سرورق کی پشت پر چسپاں کیا گیا ہے :

| صفحہ | غلط | صحیح |
|---|---|---|
| ۲ | نہ ہو سکے گا | ہو نہ سکے گا |
| ۴۴ | مرحلہ | راحلہ |
| ۴۵ | کمال و جنوں | کمالِ جنوں |
| ۶۴ | تیرا | ترا |
| ۸۲ | نشایش | کشا کش |
| ۹۴ | سے | ہے |
| ۱۱۹ | یوے | بوئے |
| ۱۲۱ | مرزا | میرزا |
| ۱۲۲ | سجد | سجدہ |
| ۱۲۳ | نی | نئی |
| ۱۳۵ | تشنگیٔ و کام دہن | تشنگیٔ کام و دہن |

مگر پہلے ایڈیشن میں ، کتابت کی مزید بہت سی اغلاط بھی موجود ہیں - مثلاً :

---

۱- اقبال نامہ ، دوم : ص ۹۹ -

۲- خطوطِ اقبال : ص ۲۶۲ -

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۰ | ۱۱ | شعلہ ہے تیرے | شعلہ ہے ترے |
| ۱۱ | ۳ | زبو علی رض چند | زبوعلی چند |
| ۱۳ | ۱۲ | مکاں | مکان |
| ۴۸ | ۵ | موسی | موسیٰ |
| ۵۵ | ۱ | جینوا | جنیوا |
| ۸۸ | ۶ | شہبازی | شاہبازی |
| ۹۱ | ۱۰ | آئینہِ | آئنہٗ |
| ۱۰۳ | ۶ | تیری | تری |
| ۱۱۷ | ۱۰ | دنا | دنیا |
| ۱۱۹ | ۹ | ایں | این |
| ۱۲۷ | ۹ | بأئینہ | بآئینہ |
| ۱۳۵ | ۳ | کلیم اللہی | کلیم اللّٰہی |
| ۱۷۱ | ۲ | ہندوستاں | ہندستاں |
| ۱۷۷ | ۷ | ید اللہی | یداللّٰہی |
| ۱۷۹ | ۱۱ | یقین | یقیں |

اس ایڈیشن پر خوش نویس کا نام درج نہیں ، مگر اسلوبِ کتابت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتابت پروین رقم کے بجائے کسی اور خوش نویس نے کی - اس کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ :

(الف) بعض الفاظ کے املا میں پہلی بار صحت کا خیال رکھا گیا ہے مثلاً: فقیہ (ص ۱۸) کُہ (ص ۴۸)- پروین رقم بالالتزام "فقیہہ" اور "کہہ" لکھتے تھے، حتیٰ کہ "ضربِ کلیم" کے دوسرے ایڈیشن میں انھوں نے ان الفاظ کی پھر سے غلط کتابت کردی -

(ب) عربی متن (آیات و تراکیب وغیرہ) کی کتابت نستعلیق میں ہے - پروین رقم ، عربی متن ہمیشہ نسخ میں لکھتے ہیں -

(ج) اس ایڈیشن میں بڑی تعداد میں کتابت کی اغلاط ملتی ہیں - پروین رقم کے کتابت شدہ ،کسی ایڈیشن میں اغلاط کی اتنی کثرت نہیں -

دوسرے ایڈیشن جنوری ۱۹۴۱ء کی از سرِ نو کتابت کرائی گئی۔ کتاب پر خوش نویس کا نام درج نہیں مگر واضح طور پر یہ کتابت پروین رقم کی ہے۔ صفحات کی تعداد اور منظومات کے آغاز و اختتام میں پہلے ایڈیشن کے صفحات نمبر کا تتبع کیا گیا ہے۔ اس ایڈیشن کی تیاری اور طباعت چودھری محمد حسین کی نگرانی میں عمل میں آئی۔ پہلے ایڈیشن کی اکثر اغلاط درست کر دی گئیں، تاہم صفحات ۵۵، ۹۱، ۱۰۳، ۱۳۵، ۱۷۱ اور ۱۷۷ کی اغلاط بدستور موجود ہیں۔ مزید برآں ایک نئی غلطی بھی نظر آتی ہے:

ص: ۲۷ سطر: ۵ غلط: گذاری صحیح: گدازی

کتابت نسبتاً جلی ہے — اسی ایڈیشن کی پلیٹیں محفوظ کر کے بعد کے ایڈیشن چھاپے جاتے رہے۔ صفحہ ۲۷ کی غلطی کی صحت نہیں ہو سکی۔ ص ۱۱۵ پر ایک نقطہ اڑ جانے سے مزید ایک غلطی نمودار ہو گئی:

غلط: چشمِ تماشایہ صحیح: چشمِ تماشا پہ

سترھواں ایڈیشن (اگست ۱۹۷۳ء) کلیات والی کتابت سے چھاپا گیا اور بعد ازاں یہی سلسلہ جاری ہے۔

## ارمغانِ حجاز (حصہ اردو)

"ضربِ کلیم" ۱۹۳۶ء کے وسط میں شائع ہوئی اور اپریل ۱۹۳۸ء میں علامہ اقبال کا انتقال ہو گیا۔ وفات سے قبل، انھیں اپنے پونے دو برس کے کلام کو مرتب کر کے شائع کرنے کا موقع نہیں ملا۔ مقدارِ کلام بھی اتنی نہ تھی کہ ایک مکمل مجموعہ مرتب ہوتا۔ وفات کے بعد فارسی اور اردو غیر مدوّن کلام جمع کر کے نومبر ۱۹۳۸ء میں "ارمغانِ حجاز" کے نام سے چھاپ دیا گیا —— اقبال کی وفات کے بعد ان کے شعری مجموعے چودھری محمد حسین کی زیرِ نگرانی شائع ہونے لگے تھے۔ اس لیے "ارمغانِ حجاز" کی ترتیب و تدوین بھی انھوں نے انجام دی اور کتابت بھی انھی کی نگرانی میں ہوئی۔

اقبال کو اتنی سہلت نہیں ملی کہ وہ "ارمغانِ حجاز" کا مسودہ کتابت

کے لیے تیار کرتے ، اس لیے یہ کتاب کسی کے نام بھی معنون نہیں کی گئی۔ انتساب کے سلسلے میں شیخ عطا اللہ لکھتے ہیں :

> "اقبال نے اپنی کتاب "ارمغانِ حجاز" بھی نواب صاحب [بھوپال] ہی کی نذر کرنے کا ارادہ کر لیا تھا ، جس کی اطلاع انھوں نے سر سید راس مسعود کو دی تھی۔ سر راس مسعود ، اقبال سے پہلے فوت ہو گئے اور ارمغانِ حجاز ، اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوئی۔ اس طرح اقبال کی اس خواہش و وعدہ کا ، جو اب ایک گونہ وصیت کا حکم رکھتا ہے ، کسی کو علم نہ ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ اُمید ہے اقبال کی اس خواہش کی تعمیل کی جائے گی۔"[1]

اس کی تعمیل نہیں ہو سکی اور ہوتی بھی کیسے ؟ —— شیخ عطا اللہ نے اقبال کی اس خواہش کا کوئی حوالہ نہیں دیا —— اقبال نے جو بات راس مسعود سے کہی ، شیخ عطا اللہ کو کس ذریعے سے اس کی اطلاع ملی ؟

نواب بھوپال کے بارے میں اقبال نے کئی جگہ جذباتِ ممنونیت کا اظہار کیا ہے ، اس لیے اس امکان کو قطعی طور پر تو رد نہیں کیا جا سکتا کہ وہ "ارمغانِ حجاز" ، نواب صاحب بھوپال کے نام معنون کرنا چاہتے ہوں ، تاہم کسی واضح شہادت کی عدم موجودگی میں ، اسے اقبال کی "وصیت" قرار نہیں دیا جا سکتا ، جس پر عمل درآمد کی توقع رکھی جائے۔ "ضربِ کلیم" کا انتساب بھی نواب بھوپال کے نام ہے ، اور یہ کچھ عجیب سا لگتا ہے کہ ایک کے بعد ، دوسرا مجموعۂ کلام بھی انھی سے منسوب کر دیا جائے۔

"ارمغانِ حجاز" کا تقریباً دو تہائی حصہ فارسی کلام پر مشتمل ہے۔ فی الوقت ہمارے پیشِ نظر صفحہ ۲۰۱ سے ۲۸۰ تک کا صرف اردو حصہ ہے۔

"ارمغانِ حجاز" کا پہلا ایڈیشن، جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، نومبر ۱۹۳۸ء

---

۱- اقبال نامہ ، اول : ص "غ"

میں شائع ہوا - کتابت پروین رقم کی ہے اور اقبال کے شعری مجموعوں کی نسبت قدرے جلی ہے اور زیادہ احتیاط اور اہتمام سے کی گئی ہے ، اسی لیے اس حصے میں کتابت کی صرف ایک غلطی ملتی ہے :

ص : ۲۵۲ غلط : شیح حرم صحیح : شیخِ حرم

دوسرے ایڈیشن (اگست ۱۹۴۴ء) کے موقع پر غالباً پہلے ایڈیشن کی ساری پلیٹیں محفوظ نہ رہ سکیں اس لیے بعض حصوں کی کتابت از سر نو کرائی گئی - آخری کاپی (ص ۲۷۳-۲۸۰) کی کتابت پہلے ہی ایڈیشن کے مطابق ہے - باقی اردو حصے کی ساری کتابت نئی ہے - دوسرے ایڈیشن میں کتابت کا سابقہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے ، اس میں بھی کتابت کی کوئی غلطی نہیں ملتی - بعد کے تمام ایڈیشنوں میں اسی دوسرے ایڈیشن کی پلیٹیں استعمال کی گئیں - البتہ آخری کاپی (ص ۲۷۳ - ۲۸۰) کی جو پلیٹ پہلے ایڈیشن سے محفوظ چلی آ رہی تھی ، وہ تیسرے ایڈیشن کے موقع پر ضائع ہو گئی ، اور اسے از سر نو کتابت کرایا گیا - یوں تیسرے ایڈیشن (نومبر ۱۹۴۶ء[1]) سے اردو حصے کی کتابت نئی ہو گئی ——— پہلے ایڈیشن کی پہلی کاپی :

| | |
|---|---|
| ایک صفحہ | اندرونی سرورق کتاب |
| ایک صفحہ | طبع اور تعداد اشاعت |
| چار صفحے (الف - ب - ج - د) | فہرست مضامین |
| دو صفحے | خالی |

پر مشتمل تھی - غالباً اس کی پلیٹ محفوظ نہ رہ سکی - اشاعت دوم کے موقع پر اس کی از سر نو کتابت کا تردد نہیں کیا گیا ، چنانچہ بعد کے تمام ایڈیشن ، متنِ اشعار (حضورِ حق) سے شروع ہوتے ہیں - اس افسوس ناک خامی کی طرف اشاعتِ کلامِ اقبال کے مہتمم چودھری محمد حسین ، اور نہ کسی

---

۱- راقم کو ''ارمغان حجاز'' کا کوئی ایسا نسخہ نہیں ملا ، جس پر طبع سوم کی صراحت موجود ہو - البتہ ایک ایڈیشن ایسا دستیاب ہوا ، جس پر سال طباعت اور نہ مطبع کا اندراج ہے - میں نے اسے ہی تیسرا ایڈیشن تصور کیا ہے -

اور کی توجہ گئی ۔

صفحہ ۲۷۸ پر "حسین احمد" کے زیر عنوان تین اشعار کا ایک فارسی قطعہ ہے ، جس کے بارے میں علامہ اقبال کے بعض قریبی ساتھیوں (خواجہ عبدالوحید اور ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی) کا خیال ہے کہ اگر "ارمغانِ حجاز" خود مرتب فرماتے ، تو یہ قطعہ شامل نہ کرتے[1] ، جب کہ بعض دیگر اصحاب کی رائے اس کے برعکس ہے ۔ متذکرہ فارسی قطعے کی ، کتاب کے فارسی حصے کے بجائے اردو حصے کے آخر میں شمولیت سے مترشح ہوتا ہے کہ چودھری محمد حسین بھی ، اس معاملے میں پہلے تو متردد رہے ہوں گے، لیکن بعد میں ، بالآخر میں قطعے کو شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا ۔

---

۱۔ متذکرہ قطعے کے بارے میں خواجہ عبدالوحید لکھتے ہیں : "میرا خیال ہے کہ: "ارمغانِ حجاز" اگر حضرت علامہ علیہ الرّحمہ کی زندگی میں چھپتی تو یہ نظم اس میں شامل نہ ہوتی۔" (اقبال ریویو ، جنوری ۱۹۶۹ء : ص ۶۷) ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کا خیال ہے کہ : "اسے شائع کر کے اچھا نہیں کیا ۔ نظریہ اچھا ہے سوائے اس کے کہ حسین احمد کا نام آیا ہے" (راقم الحروف سے ایک گفتگو ۔ ۹ جون ۱۹۷۹ء) ۔

# (ج) کلیاتِ اقبال ، اردو

کلامِ اقبال کی نئی کتابت کا جواز پیش کرتے ہوئے ، ڈاکٹر جاوید اقبال ، "کلیاتِ اقبال" (لاہور ، ۱۹۷۳ء) کے آغاز میں "اعتذار" کے کے زیر عنوان لکھتے ہیں :

> "کلامِ اقبال کے اب تک جتنے ایڈیشن شائع ہوئے ، وہ سب کے سب انھی پلیٹوں سے طبع ہوتے رہے ، جنھیں حضرت علامہ مرحوم نے خود اپنی نگرانی میں تیار کروایا تھا ۔ اس لحاظ سے یہ پلیٹیں حضرتِ علامہ کے دوسرے تبرکات کی طرح ، عزت و حرمت کا مقام رکھتی ہیں ۔ اگرچہ کثرتِ استعمال کے باعث ان کی حالت ابتر ہو گئی ہے ۔ انھیں ترک کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا ۔ ہر دفعہ انھیں سنگ سازی کے غازے سے مزیّن کرکے کام لیا جاتا رہا ۔ لیکن اب ان کی حالت یہ ہو گئی ہے کہ سنگ سازی بھی انھیں اس قابل نہیں بنا سکتی کہ مزید طباعت کے لیے استعمال کی جا سکیں ، اس لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ از سرِ نو کتابت کروا کے نئی پلیٹیں تیار کی جائیں "۔[1]

یہ بیان صحت طلب ہے ۔

جہاں تک اردو مجموعوں کا تعلق ہے ۔ اقبال کی زندگی میں :

(۱) "بانگِ درا" کے تین ایڈیشن (۱۹۲۴ء ، ۱۹۲۶ء ، اور ۱۹۳۰ء میں) شائع ہوئے ۔ چوتھے ایڈیشن کی اشاعت علامہ کی وفات کے ، سال بھر بعد ، جون ۱۹۳۹ء میں ہوئی ۔ لازماً اس کی کتابت اُن کی وفات سے بعد کی ہے اور اسی کتابت کی پلیٹوں کو محفوظ کرکے ، بعد کے ایڈیشن چھاپے

---

۱- کلیاتِ اقبال : ص ۵ ۔

جاتے رہے - کلیات کی اولیں اشاعت سے قبل ، "بانگِ درا" کا ۲۹ واں ایڈیشن چھپا ، اس کی کتابت جون ۱۹۳۹ء ہی کی ہے - ظاہر ہے اس کتابت کو ، اور نہ اس سے تیار شدہ "بانگِ درا" کی پلیٹوں کو ، اقبال کے "تبرک" میں شمار کیا جا سکتا ہے -

(۲) "بالِ جبریل" کا صرف پہلا ایڈیشن (جنوری ۱۹۳۵ء) علامہ اقبال کی زندگی میں شائع ہوا - نئی کتابت سے دوسرے ایڈیشن (مئی ۱۹۴۱ء) کی جو پلیٹیں تیار ہوئیں، وہ آٹھویں ایڈیشن (جون ۱۹۵۱ء) تک استعمال ہوتی رہیں - نویں ایڈیشن (نومبر ۱۹۵۴ء) کے لیے پھر نئی کتابت کرائی گئی - کلیات کی اولیں اشاعت سے قبل ، "بالِ جبریل" کا ۱۸ واں ایڈیشن (اپریل ۱۹۷۲ء) نومبر ۱۹۵۴ء کی پلیٹوں سے طبع ہوا -

(۳) "ضربِ کلیم" کا بھی صرف ایک ایڈیشن (جولائی ۱۹۳۶ء) علامہ کی زندگی میں چھپا - نئی کتابت سے دوسرے ایڈیشن (۱۹۴۱ء) کی تیار شدہ پلیٹیں ، کلیات کی اشاعت تک زیر استعمال رہیں - ظاہر ہے یہ پلیٹیں "علامہ نے خود اپنی نگرانی میں تیار" نہیں کرائی تھیں -

(۴) "ارمغانِ حجاز" کی کتابت و طباعت تو حضرتِ علامہ کی وفات کے بعد ہوئی -

لہٰذا اقبال کی زندگی میں شائع شدہ اُن کے کسی اُردو مجموعے کے کسی ایڈیشن کی پلیٹیں محفوظ نہ رہ سکیں - اس لیے ان معدوم "متبّرک پلیٹوں" کی عزت و حُرمت کی بات محض مبالغہ ہے اور فروری ۱۹۷۳ء سے پہلے، محض اس وجہ سے ، ان پلیٹوں کو ترک نہ کرنے کا جواز نہیں بنتا - اس کے باوجود ، کلامِ اقبال کی نئی کتابت ، نسبتاً خوبصورت طباعت اور ایک جدید معیاری اشاعت کا ، نہ صرف کامل جواز موجود تھا ، بلکہ اس کی اشد ضرورت بھی تھی -

اقبال کے اُردو اور فارسی شعری مجموعوں کی ، کلیات کی شکل میں اشاعت سے متعلق ، شیخ نیاز احمد راوی ہیں :

> "اس سلسلے میں متعدد صاحبُ الرائے اصحاب سے رائے لی گئی - ان میں مولانا غلام رسول مہر ، پروفیسر حمید احمد خاں ، مولانا حامد علی خاں ، ڈاکٹر جاوید اقبال

اور مرزا ہادی علی بیگ وامق ترابی وغیرہ شامل ہیں ۔
ان سب اصحاب کے اجلاس ہمارے گھر منعقد ہوتے اور
مختلف مسائل زیر بحث آتے ۔ ۔ ۔ ۔ متعدد امور طے ہوئے
۔ ۔ ۔ املا کے مسئلے پر بڑی بحث ہوئی ۔ آخر یہ طے پایا
کہ کسی لفظ کا جو املا ، علامہ صاحب نے لکھا ،
اُسے برقرار رکھا جائے ، البتہ مرحوم حمید احمد خاں کے
اصرار پر لفظ "آذر" جہاں بھی آیا ، اُسے "آزر" میں
تبدیل کر دیا گیا ۔ باقی فیصلہ یہی تھا کہ املا ،
جیسے ہے ، ویسے ہی رہنے دیا جائے ۔"[1]

ڈاکٹر جاوید اقبال نے کتابت کے سلسلے میں مولانا مہر کی رہنمائی اور بعض مقامات کی تصحیح میں اُن کے تعاون کا ذکر کیا ہے ۔[2]

اس میں شبہ نہیں کہ کلیات کی اشاعت کے لیے خاصا اہتمام کیا گیا اور بہ شکلِ موجودہ ، کتابت کی حسن کاری ، طباعت کی پاکیزگی اور نفاست کے لحاظ سے اسے ، ایک معیاری ایڈیشن کہا جا سکتا ہے ۔ تاہم متن کی صحت ، ترتیب و تدوین اور املا کے اعتبار سے چند امور توجہ طلب ہیں :

(۱) "بانگِ درا" اور "بالِ جبریل" کا مسطر بارہ سطری ، "ضربِ کلیم" کا چودہ سطری اور "ارمغانِ حجاز" کا دس سطری تھا ۔ کلیات کے لیے سولہ سطری (یکساں) مسطر اختیار کیا گیا ۔ اس طرح ایک صفحے پر زیادہ اشعار کی گنجایش پیدا ہو گئی اور چاروں مجموعوں کے کل ۸۳۶ صفحات کے مقابلے میں سارا اُردو کلام ، کلیات کے ۴۷۶ صفحات میں سمٹ گیا ، مگر اس سے کئی ایک نقائص پیدا ہو گئے ۔ مثلاً :

(الف) مختلف ایڈیشنوں کے صفحات کی یکسانیت ختم ہو گئی ۔ مثال کے طور پر "بانگِ درا" میں نظم "شمع و شاعر" صفحہ ۲۰۱ سے شروع ہوتی ہے ، مگر کلیات میں صفحہ ۱۸۳ سے ۔ "بالِ جبریل" میں نظم "ہسپانیہ" صفحہ ۱۴۰ پر ہے تو کلیات میں ،

---

۱۔ راقم الحروف سے گفتگو ۔ لاہور ، یکم جولائی ۱۹۷۹ء

۲۔ کلیاتِ اقبال : صفحہ "و"

"بالِ جبریل" کے صفحہ ۱۰۳ - ۱۰۴ پر — کلیات کی اشاعت سے پہلے، نظم یا اشعار کا حوالہ دیتے وقت، کتاب کے ایڈیشن کی نشاندہی ضروری نہ تھی، مگر اب حوالے میں ایڈیشن اور سالِ اشاعت کا التزام ضروری ہو گیا۔

(ب) "بالِ جبریل" کے متعدد قطعات، بعض منظومات اور غزلیات کے آخر میں درج تھے، کلیات میں انھیں ایک نئے عنوان "رباعیات" کے تحت جمع کر دیا گیا ہے۔ اس طرح ترتیبِ کلام بدل گئی ہے۔ ترتیبِ کلیات کی مشاورتی کمیٹی نے علامہ کے املا کو جوں کا توں برقرار رکھنے پر اتفاق کیا، مگر ترتیبِ کلام میں یہ تبدیلی کیسے گوارا کر لی؟ یوں بھی یہ "رباعیات" نہیں، قطعات ہیں۔

(۲) کلیات (ص: ۳۷۲) میں "بال جبریل" کی تمام رباعیات جمع کر کے ان پر "رباعیات" کا باقاعدہ عنوان قائم کیا گیا ہے۔ یہ بات قابلِ اعتراض ہے۔ جب کلیات کی مشاورتی کمیٹی نے متنِ کلام کے بارے میں طے کیا تھا کہ: "جیسے ہے، ویسے ہی رہنے دیا جائے"، تو پھر ایک نیا عنوان قائم کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

(۳) کلیات میں "ضربِ کلیم" کے سرورق (ص: ۴۶۳) پر کتاب کا ضمنی عنوان —— "یعنی اعلانِ جنگ، دورِ حاضر کے خلاف ——" اور یہ اشعار موجود نہیں ہیں:

نہیں مقام کی خوگر طبیعتِ آزاد
ہوائے سیر، مثالِ نسیم پیدا کر
ہزار چشمہ، ترے سنگِ راہ سے پھوٹے
خودی میں ڈوب کے ضربِ کلیم پیدا کر

ضمنی عنوان اور اشعار، کتاب کے صرف بیرونی سرورق پر درج تھے۔ کلیات کی کتابت میں اندرونی سرورق سے کتابت شروع کی گئی، اس لیے بیرونی سرورق کے اندراجات، نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

(۴) کلیات کی مشاورتی کمیٹی، اور نہ ہی مولانا مہر کی توجہ اس امر کی طرف گئی کہ "بالِ جبریل" اور "ارمغانِ حجاز" کے آغاز میں، منظومات، غزلیات اور قطعات وغیرہ کی فہرست موجود نہیں۔ کلیات میں

"فہرست مضامین" مرتب کر کے شامل کرنا مشکل نہ تھا ، مگر یہ فرو گذاشت بدستور موجود رہی - فہرست کی عدم موجودگی سے کسی خاص نظم یا غزل کی تلاش میں خاصی دقت پیش آتی ہے -

(۵) کلیات میں ، متن کی صحت کے بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں : "بار بار کی سنگ سازی کے باعث کی کچھ غلطیاں روپذیر ہو گئی تھیں ، جنھیں اولین نسخوں سے مقابلہ کرکے درست کیا گیا -"[۱] انھوں نے بعض مقامات کی تصحیح کے ضمن میں ، مولانا مہر کی رہنمائی کا بھی ذکر کیا ہے - شیخ نیاز احمد کے مطابق : "کلیات کی کتابت کی تصحیح وغیرہ مہر صاحب نے کی اور صادق علی دلادری نے بھی اس میں ہاتھ بٹایا"[۲] ، چنانچہ کلیات سے پہلے کے ایڈیشنوں کی مندرجہ ذیل اغلاط کی اصلاح ہو گئی ہے -

| | صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|
| بانگِ درا | ی | ۸ | دیدمجے | ۱۳ | ۱۳ | دیدمجیے |
| | ۵۴ | ۴ | مزرعہٗ | ۶۱ | ۱۱ | مزرعِ |
| | ۵۵ | ۶ | ٹپکتی | ۶۲ | ۱۱ | پٹکتی |
| | ۷۲ | ۷ | بیّابانِ | ۷۵ | ۱۳ | بیابانِ |
| | ۷۸ | ۸ | ستم کیلئے | ۸۰ | ۱۰ | ستم کے ، لیے |
| | ۹۰ | ۱ | لیلٰی معنی | ۸۹ | ۹ | لیلیِ معنی |
| | ۱۸۹ | ۳ | آئینے | ۱۷۲ | ۷ | آئنے |
| | ۱۹۹ | ۹ | سر گزشتِ | ۱۸۱ | ۷ | سر گذشتِ |
| | ۲۱۴ | ۱۲ | نکہتِ | ۱۹۴ | ۶ | نکہتِ |
| | ۲۴۶ | ۵ | زبان | ۲۲۰ | ۳ | زباں |
| | ۲۷۴ | ۱۰ | رخشندہ | ۲۴۳ | ۸ | افتندہ |
| | ۲۸۳ | ۳ | آئینہٗ | ۱۵۱ | ۳ | آئنہٗ |

---

۱- حوالہٗ مذکور -

۲- راقم الحروف سے گفتگو : لاہور ، یکم جولائی ۱۹۷۹ء -

| | صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|
| بال جبریل | ۸ | ۹ | خذف | ۲۹۹ | ۹ | خزف |
| | ۳۷ | ۳ | ۵۳۳ | ۳۱۴ | ۲ | ۱۹۳۳ء |
| | ۶۰ | ۹ | مرگِ حیات بے شرف | ۳۳۱ | ۱۳ | مرگ، حیاتِ بے شرف |
| | ۹۱ | ۱ | ارنیٰ | ۳۵۴ | ۷ | اَرِنِی |
| | ۹۴ | ۷ | آئینہ | ۳۵۵ | ۱۴ | آئنہ |
| | ۱۰۱ | ۴ | غرقناک | ۳۶۱ | ۱۵ | عرقناک |
| | ۱۱۱ | ۶ | آئینۂ | ۳۶۹ | ۱۵ | آئنۂ |
| | ۱۴۷ | ۵ | تزلّزل | ۴۰۰ | ۹ | تزلزل |
| | ۱۵۱ | ۹ | طبلساں | ۴۰۳ | ۹ | طیلساں |
| | ۱۵۹ | ۷ | قال و اقوال | ۴۰۹ | ۱۳ | قال و اقول |
| | ۱۸۰ | ۳ | راز و زبوں | ۴۲۶ | ۳ | زار و زبوں |
| | ۱۸۶ | ۷ | فایتِ | ۴۳۱ | ۵ | غایتِ |
| | ۲۱۷ | ۹ | از | ۴۵۶ | ۵ | ار |
| ضربِ کلیم | ۵۵ | ۱ | جینوا | ۵۲۰ | ۳ | جنیوا |
| | ۹۱ | ۱۰ | آئینۂ | ۵۵۵ | ۱۲ | آئنۂ |
| | ۱۳۵ | ۳ | کلیم اللّٰہی | ۵۹۶ | ۵ | کلیم اللّٰہی |

اوپر ہم نے ، ڈاکٹر جاوید اقبال کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ متن کی تصحیح کے سلسلے میں ، کلیات کو : ”اولیں نسخوں سے مقابلہ کرکے درست کیا گیا“ ـــــ اولیں نسخوں سے موازنے میں کوئی ہرج نہیں ، مگر انھیں معیار بنانا اس لیے غلط ہے کہ اُن میں بھی ، کثیر تعداد میں کتابت اور املا کی اغلاط موجود ہیں ۔ اس کے سوا ، اقبال نے اپنی کتابوں کے پہلے ایڈیشنوں میں ترامیم بھی کیں ۔ یوں بھی اصولِ تحقیق کی رُو سے ، اگر مصنف کی زندگی میں کسی کتاب کے متعدد ایڈیشن چھپے ہوں تو ، پہلے نہیں بلکہ آخری ایڈیشن کے متن کو معیاری تسلیم کیا جائے گا ۔ بہر حال اس قدر احتیاط کے باوجود کلیات میں مندرجہ ذیل غلطیاں موجود ہیں :

| | صفحہ | سطر | صحیح | کلیات کا صفحہ | سطر | غلط |
|---|---|---|---|---|---|---|
| بانگِ درا | ط | ۴ | خط و کتابت | ۱۲ | ۱۸ | خط و کمابت |
| | ۵۹ | ۸ | پڑتی ہو | ۶۵ | ۱۲ | پڑتی ہے |
| | ۲۲۶ | ۱ | مسلماں | ۲۰۳ | ۴ | مسلمان |
| بالِ جبریل | ۱۵ | ۴ | غمزۂ | ۳۰۳ | ۵ | غمرۂ |
| | ۴۷ | ۵ | فقیہ | ۳۲۲ | ۲ | فقیہہ |
| | ۶۲ | ۴ | جدا ہو | ۳۳۲ | ۱۴ | جدا ہوں |
| | ۷۹ | ۳ | بے ذوق نمود زندگی ، موت | ۳۴۵ | ۱۰ | بے ذوقِ نمودِ زندگی ، موت |
| | ۸۶ | ۱۱ | چمن | ۳۵۱ | ۷ | چُمن |
| | ۹۵ | ۱ | میری | ۳۵۷ | ۵ | مری |
| | ۱۳۳ | ۱ | مبین | ۳۹۰ | ۵ | مبن |
| | ۱۳۵ | ۴ | لذتِ تجدید | ۳۹۱ | ۱۶ | لذتِ تجدیدہ |
| | ۲۰۹ | ۱۰ | ابوالعلا معرّی عربی زبان کا مشہور شاعر | ۴۴۸ | | [کلیات میں یہ الفاظ محذوف ہیں] |
| ضربِ کلیم | ۳ | ۵ | تجھ پہ | ۴۷۳ | ۵ | تجھ پر |
| | ۱۳ | ۱۱ | نگیں | ۴۸۳ | ۸ | نگین |
| | ۵۷ | ۷ | بدخشان | ۵۲۲ | ۷ | بدخشاں |
| | ۸۷ | ۵ | فقر کی تمامی | ۵۵۰ | ۲ | فقر کی غلامی |
| | ۱۰۳ | ۶ | مسلماں | ۵۶۷ | ۶ | مسلمان |
| | ۱۲۲ | ۴ | جمال و زیبائی | ۵۸۵ | ۱۰ | جمالِ زیبائی |
| ارمغانِ حجاز | | | | | | |
| | ۲۱۳ | ۵ | تمنّاؤں | ۶۷۴ | ۵ | تمنّاوں |

متن ، املا اور کتابت کی مندرجہ بالا نئی اغلاط کے علاوہ، کلیات میں بعض پرانی اغلاط کی صحت نہیں ہو سکی ۔ بعض غلطیاں جوں کی توں برقرار رہیں یا آن میں ایسی تبدیلی کی گئی کہ غلطی کی صورت بدل گئی ، مگر غلطی دور نہیں ہو سکی ۔ مثلاً :

| صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح صورت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| بانگِ درا | | | | | | |
| ۱۰۲ | ۳ | ہفتاد دوملت | ۹۹ | ۱۳ | ہفتاد دوملت | ہفتاد و دوملت |
| ۱۸۸ | ۵ | آئینے | ۱۸۱ | ۹ | آئینے | آئنے |
| بالِ جبریل | | | | | | |
| ۲۷ | ۳ | میرے کام | ۳۰۹ | ۳ | میرے کام | مرے کام |
| ۵۰ | ۸ | لا اِلٰہ | ۳۲۴ | ۵ | لا اِلٰہ | لَا اِلٰہ |
| ۱۵۵ | ۶ | علمِ نخیلِ بے رطب | ۴۰۶ | ۲ | علمِ نخیل بے رطب | علم ، نخیلِ بے رطب |
| ۲۱۰ | ۶ | سینما | ۴۵۰ | ۲ | سینما | سنیما |
| ضربِ کلیم | | | | | | |
| ۱۱۵ | ۱۰ | چشمِ تماشایہ | ۵۷۹ | ۵ | چشمِ تماشایہ | چشمِ تماشا پہ |
| ۱۴۹ | ۶ | جینوا | ۶۰۹ | ۸ | جینوا | جنیوا |

اوپر کی سطور میں جن امور کی نشان دہی کی گئی ہے ، ان میں سے بیشتر کا تعلق تدوین اور اغلاطِ کتابت سے ہے - حقیقت تو یہ ہے کہ بہت سی اغلاطِ کتابت ، محض املا اور لفظوں کی لکھاوٹ میں غلط نگاری کا کرشمہ ہیں -

کلیاتِ اقبال کے اس جائزے میں املا کا مسئلہ بھی توجہ طلب ہے -

بیشتر ترقی یافتہ زبانوں کے برعکس ، اردو املا کی حتمی صورت متعین نہیں ہو سکی - اس حقیقت سے انکار کرنا مشکل ہے کہ عملاً اردو املا ابھی تک بے ضابطگی اور انتشار کا آغاز ہے - بہت سے الفاظ کا غلط املا رائج ہے ، متعدد لفظوں کی ایک سے زائد لکھاوٹیں چل رہی ہیں اور اعراب و توقیف نگاری کا تو خیر ، ذکر ہی کیا —— نامور اہلِ قلم کی تحریریں بھی ان عیوب سے مبرا نہیں - کاتبوں کو کھلی چھٹی ہے کہ املا میں وہ اپنی صواب دید کا آزادانہ استعمال کریں اور مصنفین کی اسی فراخ دلی اور صحتِ املا سے لاپروائی کے سبب ، اردو املا ابھی تک غلط نگاری کی گمراہی سے نجات نہیں پا سکی -

زبان و بیان اور روزمّرہ و محاورہ کے علاوہ ، اساتذہ کا کلام ، اس اعتبار سے بھی بطورِ مثال و استناد پیش کیا جاتا ہے کہ اُن کے ہاں کسی خاص لفظ کا املا کیا ہے ؟ ہرچند کہ بعض حالتوں میں اسے سو فی صد صحیح شکل قرار دینا درست نہیں ہوتا ، تاہم اس سے صحتِ املا میں بہت مدد ملتی ہے ۔ اسی لیے اساتذہ کے کلام کی تدوین و کتابت میں صحتِ املا پر توجہ دینا نہایت ضروری ہے ۔ یہ کام مشکل ضرور ہے مگر اُردو زبان کی ترقی ، اُردو زبان کی سائنٹی ِفک صورت متعین کرنے اور بحیثیتِ مجموعی اُردو کے مستقبل کے نقطہ٘ نظر سے ، مشکل پسندی کے اس خار زار سے گریز ، دانش مندانہ طرزِ عمل نہ ہوگا ۔

علامہ اقبال کے دور میں اُردو املا سیّال حالت میں تھا ۔ متعدد الفاظ کی قدیم املائی صورتیں رائج تھیں ، البتہ بعض الفاظ ، صورت بدل کر نئی شکل اختیار کر چکے تھے ۔ بعض ہم عصر شعرا و اُدبا کی طرح اقبال کے ہاں بھی ، املا میں بے ضابطگی اور بے قاعدگی کی مثالیں ملتی ہیں ۔ انھوں نے اپنے کلام کی کتابت کے لیے عبد المجید پروین رقم کا انتخاب کیا جو اپنے دور کے بہترین کاتبوں[۱] میں سے تھے ، مگر کلامِ اقبال کا متن، صحتِ املا کے نقطہ٘ نظر سے بے توجہی کا شکار رہا ، کیونکہ زمانے کی عام روش یہی تھی ۔ پروین رقم کے کتابت شدہ سارے مجموعوں میں املائی انتشار نظر آتا ہے ۔ اِن ، پرانے ایڈیشنوں میں تو ، املا کی غلط نگاری سے صرفِ نظر کیا جا سکتا ہے ، مگر افسوس ناک بات یہ ہے کہ کلیاتِ اقبال (لاہور ، ۱۹۷۳ء) بھی ، جس کی "جدید کتابت و طباعت" خوش خطی اور ظاہری حسن کاری کا اعلیٰ نمونہ ہے اور غالباً اسی لیے ڈاکٹر جاوید اقبال نے اسے "شاعرِ مشرق کے کلام کے شایانِ شان" قرار دیا ہے ، صحتِ املا

---

۱- اقبال ایک خط میں لکھتے ہیں : "عبدالمجید کاتب بھی ، میرے نزدیک لاہور میں سب سے بہتر ہے"۔ خطوطِ اقبال بنام بیگم گرامی : ص ۶۱ - تاہم علامہ سے منسوب یہ قول بے بنیاد ہے کہ : "پروین رقم میرے اشعار کی کتابت نہیں کریں گے تو میں شاعری ترک کردوں گا"۔ روزنامہ جنگ لاہور، یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء : ص ۲۳)-

کے لحاظ سے ناقص ہے - فوٹو آفسٹ کے ذریعے طبع شدہ یہ ایڈیشن ، ایک مثالی اور معیاری نسخے کی حیثیت سے پیش اور رائج کیا گیا ہے[1] اور آیندہ برس ہا برس تک ، اسے حوالے کا نسخہ تصور کیا جائے گا - اس لیے اس نسخے میں صحتِ املا کا خصوصی اہتمام ضروری تھا - اس کے لیے جو دیدہ ریزی اور کاوش مطلوب تھی ، کلیات کے صفحات اس سے خالی نظر آتے ہیں اور یہ سب اس کے باوجود ہے کہ :

(الف) تصحیح کے لیے ڈاکٹر جاوید اقبال نے خاصی سر گردانی کی -

(ب) صحت و تصحیح کا کام مولانا غلام رسول مہر کی نگرانی اور رہنمائی میں انجام پایا -

(ج) املا کے مسئلے پر مشاورتی کمیٹی (جس میں مولانا مہر ، پروفیسر حمید احمد خاں ، مولانا حامد علی خاں ، مرزا ہادی علی بیگ وامق اور ڈاکٹر جاوید اقبال شامل تھے) نے خوب غور و خوض کیا -

راقم کے خیال میں مشاورتی کمیٹی نے کلامِ اقبال میں ، املا کے مسئلے اور اس کی نزاکت کو محسوس نہیں کیا - یہ تو ذکر آ چکا ہے کہ کلیات (۱۹۷۳ء) کے املا میں مشاورتی کمیٹی کے اس فیصلے کہ : مختلف الفاظ کا املا "جیسے ہے ، ویسے ہی رہنے دیا جائے" کی پابندی نہیں کی گئی ، بلکہ املا میں متعدد تصرّفات کیے گئے ہیں - بیشتر تصرّفات سے املا کی صورت درست اور بہتر ہو گئی ہے مگر بعض املائی تصرّفات کے نتیجے میں صحیح املا کو غلط بنا دیا گیا ہے یا املا کی بہتر صورت کو ترک کر دیا گیا ہے - مثلاً :

ص : ۳۴ سطر : ۸۲ مجکو

---

۱- ۱۹۷۵ء میں علی گڑھ (بھارت) سے ، زیر بحث کلیات پر مبنی ، ایک ایڈیشن شائع کیا گیا ہے ــــ اُن جملہ خوبیوں اور خامیوں کے ساتھ ، جو کلیات میں موجود ہیں ، مگر اس کی ایک مزید خوبی یہ ہے کہ ہر صفحے کے اوپر متعلقہ کتاب (بانگِ درا ، بالِ جبریل ، ارمغان حجاز وغیرہ) کا نام بھی درج کیا گیا ہے -

| | | | |
|---|---|---|---|
| صفحہ : ۱۳۱ | سطر : ۱۴ | | ناپائداری |
| ۳۲۲ | ۲ | | فقیہہ |
| ۳۲۸ | ۶ | | پابرکاب |

ان الفاظ کی صحیح لکھاوٹ یوں ہونی چاہیے : مجھ کو ۔ ناپایداری ۔ فقیہ ۔ پابہ رکاب ۔

"مقامِ املا" سے "آسان گزرنے" کے نتیجے میں کئی خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں ۔ اس ضمن میں چند پہلو لائقِ توجہ ہیں ۔

(۱) مرتبین نے تصرّفِ املا کے سلسلے میں کوئی قاعدہ کلیہ وضع نہیں کیا اور مروّجہ ضابطوں کی پابندی کی ہے ، جس سے کاتب اور نگران کی بے احتیاطی (یا بے خبری ؟) ظاہر ہوتی ہے ۔ اس کے نتیجے میں املا میں یکسانیت پیدا نہیں ہو سکی ۔ مثلاً :

(الف) دروازہ کو دروازے بنایا گیا ، مگر ذرہ کو ذرے (کلیات : ص ۱۱۱) نہیں بنایا گیا ۔ اسی طرح ستارہ کو ستارے (کلیات : ص ۳۸ ۔) میں تبدیل کردیا گیا ، مگر سینہ بدستور سینہ ہے (کلیات : ص ۲۷۸) اور "قافلہ" ، بدستور "قافلہ" (کلیات : ص ۳۵۶) حالانکہ یہاں ذرے ، سینے اور قافلے کا محل تھا ۔

(ب) "مجکو" کو "مجھ کو" (کلیات : ص ۱۳۹) میں بدل دیا گیا اور کہیں اس کے برعکس (کلیات : ص ۴۳) "ناپائدار" کو "ناپایدار" (کلیات : ص ۹) بنایا گیا لیکن اس کے برعکس "ناپایداری" کو "ناپائداری" (کلیات : ص ۲۳۱) میں تبدیل کیا گیا ۔ "ندہی" کو "نہ دہی" (کلیات ، ص ۳۱۲) اور "بخرے" کو "بہ خرے" (کلیات ، ص : ۳۱۲) میں تبدیل کیا گیا مگر کہیں اس کے برعکس "پا بہ رکاب" کو "پا برکاب" (کلیات : ص ۳۲۸) کر دیا گیا ۔

(ج) ایک ہی لفظ یا ایک جیسے الفاظ کے دو مختلف املائی نمونے ملتے ہیں ۔ مثلاً : بے باک (ص : ۳۲۵) اور بیباک (ص : ۳۵۷ ٹھیرو (ص : ۲۹) اور ٹھہر کر (ص : ۳۲) ڈھونڈھ (ص : ۱۰۴) اور ڈھونڈ (ص : ۱۰۷) ۔

(د) انجمن ترقی اردو کی اصلاحِ رسمِ خط کمیٹی نے تجویز کیا تھا کہ: ''فارسی لفظ بہ ، نہ ، چہ ، کہ ، بے وغیرہ جو خود فارسی میں بھی کبھی دوسرے لفظ سے ملا کر اور کبھی الگ لکھے جاتے ہیں ، اردو عبارت میں الگ لکھے جائیں۔''[1] اس کی روشنی میں کلیات کے الفاظ مثلاً: بیباک (ص : ۳۵۷) بیمطلب (ص : ۲۵) ہمنشیں (ص : ۳۴۷) ہمکنار (ص : ۲۹۹) اور نقشبند (ص : ۶۸۱) وغیرہ کو بے باک ، بے مطلب ، ہم نشیں ، بے کنار اور نقش بند وغیرہ لکھنا چاہیے۔

(۲) ''سینکڑوں'' میں تصرّف کرکے نون غنہ اڑا دیا گیا ہے۔ یہ تصحیح درست ہے۔ اب کلیات میں یہ لفظ ہر جگہ یوں ہے: ''سیکڑوں'' — اصولِ کتابت کی رُو سے اس میں ''ی'' کے بعد ایک شوشہ قطعی زائد ہے۔ اس کا صحیح املا یوں ہونا چاہیے: سیکڑوں —— املا کے سلسلے میں آج ہم بعض باتوں کو معمولی سمجھ کر نظرانداز کر دیتے ہیں ، مگر کل متن اقبال کی یہ صورت سند مانی جائے گی ، اس لیے اس میں ایک شوشے کا بھی فرق نہیں ہونا چاہیے۔

(۳) رموزِ اوقاف اور اِعراب ، صحتِ املا میں اہمیّت رکھتے ہیں۔ کلیات میں ، کسی حد تک ، اِعراب و توقیف نگاری کا اہتمام کیا گیا ہے ، مگر کلیات کو ایک معیاری نسخہ اسی وقت قرار دیا جا سکتا ہے ، جب اِعراب و اوقاف کا پورا اہتمام کیا جائے۔ صحتِ تلفظ سے غفلت اور عمومی علمی معیار کے تنزل کے پیشِ نظر ، بعض مقامات پر اعراب نگاری ناگزیر ہے۔ چند مثالیں:

| صفحہ | سطر | کلیات کا املا | مطلوبہ صورت |
|---|---|---|---|
| ۲۶۸ | ۱ | بر گستواں | بَر گُستواں |
| ۳۳۱ | ۱۳ | حیات بے شرف | حیاتِ بے شرف |
| ۳۳۲ | ۲ | درخت طور | درختِ طور |
| ۳۸۵ | ۱ | قرطبہ | قُرطُبہ |
| ۳۹۳ | ۱ | صورت شمشیر | صورتِ شمشیر |
| ۳۹۳ | ۲ | جوھر زماں | جو ، ہر زماں |

---

۱- رسالہ اردو ، جنوری ۱۹۴۴ء۔

(۴) معروف طریقہ ہے کہ اسماے معرفہ (اشخاص ـ مقامات اور کتب وغیرہ) کے اوپر لکیر (ـــــ) لگائی جاتی ہے اور شعرا کے تخلص پر یہ علامت (ــ) بناتے ہیں ـ کلیات اس سلسلے میں شدید تضاد اور انتشار کا شکار ہے ـ تخلص کی علامت ، شعرا کے ساتھ ساتھ حکمرانوں ، کتابوں ، مقامات ، بعض اکابر کے ناموں حتیٰ کہ بعض الفاظ (ص ۹۹) پر بھی بنا دی گئی ہے ـ مگر اس "اصول" کی پوری طرح پابندی بھی نہیں کی گئی ـ بعض مقامات پر شعرا کے نام تخلص کی علامت سے محروم ہیں اور کہیں تخلص پر لکیر (ــــ) لگا دی گئی ہے ـ مناسب تھا کہ یکساں طریقہ اختیار کیا جاتا ـ

(۵) بعض مقامات پر اسماے معرفہ جلی قلم سے لکھے گئے ہیں (صفحات : ۶۲۸ ، ۶۳۹ ، ۶۴۱ ، ۶۶۶) مگر بیشتر مقامات پر ان کے لیے عام قلم استعمال کیا گیا ہے ـ اسماے معرفہ عام قلم ہی سے لکھنا مناسب ہے البتہ ان پر ایک لکیر بنا دی جائے ـ اس طرح : یورپ ـ سکندر ـ دلی ـ کشاف ـ

(۶) بہت سے الفاظ کے املا میں ہاے مخلوط اور ہاے ملفوظ کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا حالانکہ قدیم طرزِ نگارش کے برعکس، اب ہاے مخلوط اور ہاے ملفوظ میں واضح امتیاز کو ایک مسلمہ قاعدے کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے ـ کلیات میں ایسے الفاظ : ھلا دو ، مھرووفا ، ھراول ، شھر کو اسی طرح لکھنا چاہیے : ہلا دو ، مہر و وفا ، ہراول ، شہر ـ

کلیات کے آخر میں اٹھارہ صفحات کا ایک اشاریہ بھی شامل ہے ـ کسی بھی اہم نثری یا شعری مجموعے میں اشاریے کی ضرورت و افادیت محتاجِ بیان نہیں ، بلکہ اب تو ہر کتاب کے ساتھ اشاریہ ناگزیر ہوتا جا رہا ہے ، مگر اشاریے کی غایت کیا ہونی چاہیے ؟ اس کے مقاصد کیا ہوں ؟ اور اسے کن اصولوں اور ضوابط کی روشنی میں مرتب کیا جائے ؟ تاکہ وہ حقیقی معنوں میں باعثِ افادیت ہو سکے ـــ ان امور کے تعین کے بغیر، کوئی بھی اشاریہ ، نہ تو عام قارئین اور نہ تحقیق کرنے والوں کے لیے سودمند ہو سکتا ہے ـ

افسوس ہے کہ کلیات کا زیر مطالعہ اشاریہ کئی اعتبار سے سخت ناقص ہے اور اشاریے کی افادیت و معنویت کو پورا کرنے سے قاصر ہے ـ اس

کی بنیادی خامی یہ ہے کہ اس میں خاصی رواداری، بے احتیاطی اور سرسری پن سے کام لیا گیا ہے۔ بحیثیت مجموعی یہ، صحت و استناد اور تحقیق و تدقیق کے کم سے کم مطلوبہ معیار سے بھی فروتر ہے۔ بعض مقامات پر تو مرتب، تدبر و بصیرت کی معمولی صلاحیت سے بھی عاری نظر آتا ہے۔ چند پہلو ملاحظہ کیجیے[1]۔

(الف) "خزفِ چینِ لبِ ساحل" (کلیات: ص ۱۰۷) سے ملک چین کا حوالہ اخذ کیا گیا ہے۔

"خونِ اسرائیل آ جاتا ہے آخر جوش میں" (ص ۲۶۱) سے ملک اسرائیل کا حوالہ اخذ کیا گیا ہے۔

"درِ خیبر (ص ۱۶۵) اور "بڑھ کے خیبر سے ہے یہ معرکۂ دین و وطن" (ص ۳۵۶) سے "درۂ خیبر" کا حوالہ اخذ کیا گیا ہے۔

(ب) "حیراں ہے بو علی، کہ میں آیا کہاں سے ہوں" (ص ۴۴۰) کا حوالہ بو علی سینا کے بجائے بوعلی قلندر کے تحت دیا گیا ہے۔

لفظ جاوید (۴۹۷ بمعنی ہمیشہ) کا حوالہ جاوید اقبال کے تحت درج کیا گیا ہے۔

ترکانِ عثمانی (ص ۳۵۲) کا حوالہ حضرت عثمانؓ کے تحت درج کیا گیا ہے۔

(ج) کلیات: ص ۶۹۷ پر عنوان "اماکن" کے ساتھ قوسین میں لفظ "ممالک" لکھا گیا ہے۔ اماکن سے محض ممالک مراد لینا بالکل نیا لغت ہے اور یہ بات مزید تعجب کا باعث ہے کہ مرتب نے دریاوں (راوی، گنگا، جیحون، فرات، ڈینیوب،

---

۱- اشاریۂ کلیات کے اس جائزے میں پروفیسر محمد یونس حسرت کے تحقیقی مضمون "اشاریہ ہائے کلام اقبال" (برگِ گل، اقبال نمبر ۱۹۷۷ء: ص ۴۲۰-۴۴۱) سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔

اضم ، ہمالہ) شہروں (جدہ ، پیرس ، کوفہ ، مدینہ ، قرطبہ ، علی گڑھ) عمارات (ریاض منزل ، شیش محل) اور تعلیمی اداروں (کیمبرج یونیورسٹی ، گورنمنٹ کالج لاہور) کے حوالے بھی "ممالک" کی ذیل میں درج کیے ہیں -

قرطبہ کے تحت ، شہر قرطبہ اور مسجد قرطبہ کے حوالے یک جا درج کیے گئے ہیں -

المانی اور وزیری کو شخصیات کے تحت درج کیا گیا ہے حالانکہ المانی ، جرمنی یا جرمن باشندہ کا مترادف ہے اور وزیری ایک قبیلے کا نام ہے -

دلی کے زیادہ تر حوالے دلی کے تحت مگر چند "ایک جہاں آباد" کے تحت درج کیے گئے ہیں -

(د) اشاریہ نگار نے بعض اسما کے ساتھ ، اُن کی حیثیت یا مقام و مرتبے کی صراحت کے لیے ، واوین میں توضیحی الفاظ لکھ دیے ہیں - مثلاً :

(۱) بہزاد (بت پرست)

(۲) سٹنڈل (انگریز)

(۳) قیصر (شہر کا نام)

(۴) نیٹشا (جرمنی کا مشہور شاعر و فلسفی)

یہ توضیحات ، اشاریہ نگار کے فرائض میں شامل نہیں ——— پھر اُن میں سے بعض وضاحتیں (نمبر ۱ اور نمبر ۳) غلط ہیں ——— اس کے برعکس جہاں وضاحت مطلوب تھی (مثلاً قرطبہ : شہر یا مسجد ——— شالا مار : باغ یا محلہ اور علاقہ) وہاں توضیح نہیں کی گئی -

(ہ) ایسے دو یا دو سے زائد اسما کو (جو ایک ہی شخص ، مقام ، چیز یا کیفیت کو ظاہر کرتے ہیں ، مثلاً موسٰی ، کلیم ——— حسین ، شبیر ——— فردوس ، جنت ، بہشت ——— مومن ، مسلمان ——— شاہین ، شہباز ——— آفتاب ، سورج ——— وغیرہ) جمع کر دیا گیا ہے - یہ درست نہیں ہے - ہر نام کے حوالے

۱۰۵۰۸

الگ الگ ہونے چاہییں ۔ البتہ آخر میں متقابل حوالوں (cross references) کا بھی ذکر ہونا چاہیے۔ مثلاً : موسٰی کے تحت متعلقہ صفحات کے نمبر دے کر آخر میں لکھا جائے : مزید دیکھیے "کلیم" ـــــ اسی طرح کلیم کے تحت صفحات کے نمبر دے کر آخر میں لکھا جائے : مزید دیکھیے : "موسٰی" ۔

بظاہر ملتے جلتے الفاظ کے حوالوں کو یک جا کر دیا گیا ہے ، حالانکہ ان کی نوعیت ایک دوسرے سے مختلف ہے ۔ ان میں سے بعض اسمائے معرفہ ، بعض اسمائے ذات ، بعض اسمائے ظرفِ مکاں ، بعض اسمائے کیفیت اور بعض اسمائے جمع ہیں ۔ مثلاً : جہانگیر، جہانگیری ـــــ چنگیز، چنگیزی ـــــ ترک ، ترکی ـــــ غلام ، غلامی ـــــ شام ، شامی ـــــ عشق ، عاشقی ـــــ وطن ، وطنیت ـــــ بُت ، بُت کدہ ـــــ سرمایہ ، سرمایہ دار ـــــ تصوف ، صوفی ـــــ سلطنت ، ملک ، ملوکیت ، حکومت ـــــ اس طرح کے حوالے الگ الگ درج ہونے چاہییں کیونکہ ان میں سے بعض شخصیات کے تحت آئیں گے جیسے : جہانگیر چنگیز ۔ بعض موضوعات کے تحت آئیں گے جیسے : تصوف ، چنگیزی ، ملوکیت ، وطنیت اور بعض اماکن کے تحت جیسے : شام ، ترکی ۔

( و ) متعدد اہم شخصیات کے نام ، عنوان کی فہرست میں شامل نہیں کیے گئے ۔ مثلاً : سلیم (عثمانی فرمانروا ۔ کلیات : ص ۵۰۳) رام (ص ۷۷ ۔ نظم کا موضوع ہی رام کی شخصیت ہے ـــــ اشارے میں رام کے ساتھ واوین میں رام چندر جی بھی لکھنا چاہیے) غنی (ص ۱۸۰ ـــــ واوین میں کاشمیری کی صراحت کرنی چاہیے ۔) شعیب (ص ۵۲۷) ۔

مرتب نے صرف ظاہری الفاظ کو پیشِ نظر رکھا ہے ۔ مفہوم یا معنی پر غور نہیں کیا ۔ مدیر مخزن (ص ۱۳٦) عرب کے معمار (۱۳٦) پیرِ کنعاں (۱۸۰) کلیمِ بے تجلّی اور مسیحِ بے صلیب (ص ٦۵۰) کوہ کن (ص ٦۷) پر غور کرکے یہ حوالے علی الترتیب شیخ عبدالقادر ، آنحضورؐ ، حضرت یعقوب ، کارل مارکس اور فرہاد کے تحت ، اس صراحت کے ساتھ درج کرنا چاہیے تھا کہ یہ اشارات ، متذکرہ شخصیات کے لیے ہیں ۔

بعض عنوانات ، اشاریے میں موجود ہیں مگر ان کے کئی حوالے چھوٹ گئے ہیں مثلاً : خودی : ص ۳۵۱ ، ۵۹۴ ، ۶۲۸ ——— خضر : ص ۱۰۷ ——— اسرافیل : ص ۳۳۰ ، ۵۹۵ ——— ترک : ۱۸۲ ——— قیامت : ص ۵۲۲ ——— کُے : ص ۵۷۷ ——— نرگس : ص ۶۴ ، ۶۸ ، ۱۰۲ ، ۱۷۹ ، ۲۱۶ ، ۴۱۴ ——— جہاد : ص ۲۱۴ -

بعض اسما و الفاظ کے ساتھ ایسے صفحات نمبر درج کیے گیے ہیں ، جن پر ان کا نام و نشان موجود نہیں مثلاً : کلیم : ۴۳۱ ، ۶۲۱ ——— روم : ۱۶۲ ——— حجاز : ۶۳۵ ——— خودی : ۳۰۲ ، ۳۴۹ ، ۴۴۳ ، ۶۳۶ ، ۶۸۰ ——— چشتی : ۹۶ -

(ز) زیرِ مطالعہ اشاریے کا تیسرا حصہ بہ عنوان "موضوع" سب سے زیادہ ناقص ہے - مرتب نے بعض موضوعات منتخب کر لیے ہیں اور بعض چھوڑ دیے ہیں - اس ترک و اختیار کا معیار محض مرتب کی صواب دید ہے - ایک طرف تو "سلامِ مغرب" اور "وزڈم آف دی ایسٹ" جیسے موضوع (جو در حقیقت موضوع کہلانے کے مستحق نہیں) قائم کیے گئے ہیں - دوسری طرف بے خودی ، زمانہ ، قلندر ، فطرت ، جنوں ، جلال اور جمال ایسے اہم موضوعات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ——— اس حصے میں اقبال کے شعری مجموعوں کے حوالے دیے گئے ہیں ، حالانکہ متعلقہ صفحات پر ان کا ذکر بہ حیثیت "کتاب" آیا ہے ، نہ کہ بہ حیثیت "موضوع" ——— "بانگِ درا کے تحت درج شدہ چھ حوالوں میں سے پانچ حوالے (ص : ۵۳ ، ۱۲۵ ، ۱۵۹ ، ۱۷۰ ، ۲۰۶) قطعی غلط ہیں ، کیونکہ ان کا تعلق کتاب "بانگِ درا" کے بجائے "بانگِ درا" کے لغوی معنی "گھنٹی کی آواز" کے ہے -

مختصر یہ کہ اشاریہ' کلیات ، مختلف النوع نقائص اور خامیوں سے پُر ہے - اس کے عیوب کا پلڑا، افادیت کے پہلو سے زیادہ وزنی ہے - اس اشاریے کی صحت و تصیح کی نسبت ، ایک نیا اشاریہ مرتب کرنا ، زیادہ آسان ہوگا ——— افسوس ناک بات یہ ہے کہ یہ اشاریہ گذشتہ کئی برس سے کلیات کے ساتھ چھپ رہا ہے ، مگر کسی کو (بہ شمول ناشر ، سول ایجنٹ ،

مرتب اور علماے اقبالیات) یہ احساس نہیں کہ بیرونِ ملک ہمارے علمی اور تحقیقی معیار کی کیا بھد اڑ رہی ہے۔

ہمارے خیال میں اس اشاریے کو فی الفور، کلیات سے الگ کر دینا چاہیے۔ "کلیاتِ اقبال" کی اشاریہ سازی کے لیے محض فنی تکنیک سے واقفیت کافی نہیں، اس کے لیے اقبالیات کے علم کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی بصیرت بھی درکار ہے —— یہ کام علماے اقبالیات کی نگرانی میں ہونا چاہیے، جو اشاریے کے مقاصد کے تعیّن کے ساتھ، اس کا پورا نقشہ خصوصاً موضوعات کی فہرست، مرتب کرکے یہ کام کسی تجربہ کار اور سلیقہ مند اشاریہ نگار کے سپرد کریں۔

کلیات کے اس مختصر سے جائزے[۱] سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ کلیات میں املا اور اس سے متعلق جملہ پہلوؤں کا مسئلہ انتشار اور تضادات کا شکار ہے۔ ادبی اور فنی لحاظ سے کلامِ اقبال کو استناد کا درجہ حاصل ہے (اور وقت گزرنے کے ساتھ، اقبال کی سند مستحکم ہوتی جائے گی)۔ علامہ اقبال سے عقیدت و تقدیس اور ان کے کلام کی دل کشی کے سبب، ان کے اشعار، اردو کے عام قاری کے وردِ زبان ہیں۔ آیندہ، کلام اقبال کے جتنے بھی نسخے چھپیں گے، ان میں، کاوش و محنت سے مرتب کیا جانے والا زیرِ بحث نسخۂ کلیات، نمونے کا کام دے گا اور اسی کی تقلید کی جائے گی (جیسے ہندوستان میں کلیات کا فوٹو ایڈیشن شائع کیا گیا ہے) اس لیے نہایت ضروری ہے کہ اُن تمام امور کو، جن کی نشان دہی اوپر کی سطور میں کی جا چکی ہے، سنجیدگی سے زیرِ غور لا کر تدوین و املا کے حتمی قواعد و اصول مرتب و منضبط کیے جائیں، اور ان کی روشنی میں علماے اقبالیات کا ایک بورڈ، کلیات اردو کا ایک مستند اور صحیح نسخہ تیار کرے، جسے معیاری نسخہ قرار دے کر رائج کیا جائے اور باقی تمام نسخے متروک قرار دے دیے جائیں۔

---

۱- یہاں صرف اردو کلیات پیشِ نظر رہا ہے۔ اردو اور فارسی املا کے بیش تر مسائل تو مشترک ہیں، بعض مخصوص فارسی الفاظ کے املا سے متعلق امور پر بحث، آیندہ ابواب میں کی جائے گی۔

(۲)

# فارسی کلام کے مجموعے

# (۱) اقبال کی فارسی گوئی

قبل ازیں یہ ذکر آ چکا ہے کہ اقبال کی عمومی شہرت کی بنیاد ، ان کی اردو شاعری تھی ، تاہم بحیثیت مجموعی ان کی شاعری پر نظر ڈالیں ، تو کمیّت و کیفیت ، دونوں اعتبار سے اقبال کا فارسی کلام ، ان کے اردو کلام پر حاوی ہے[1] -

اقبال کی شاعری کا آغاز اردو میں ہوا ، مگر چند ہی سال بعد ، ان کے ہاں فارسی میں شعر گوئی کا رجحان اس قدر ترقی کر گیا کہ ۱۹۲۴ء تک ، اردو کے ایک مجموعے (بانگِ درا) کے مقابلے میں فارسی کی چھ کتابیں (اسرارِ خودی ، رموزِ بے خودی ، پیامِ مشرق ، زبورِ عجم ، جاوید نامہ اور مسافر) شائع ہو چکی تھیں - فارسی ، نہ تو اقبال کی مادری زبان تھی ، اور نہ ملکی زبان ، اس کے باوجود فارسی گوئی کی طرف اُن کے غیر معمولی میلان کی وجوہ کیا ہیں ؟ ان کی فارسی گوئی کا آغاز کب ہوا ؟ اور پھر ان کے اس شغف اور میلان میں کیوں کر اضافہ ہوتا گیا ؟ ——— یہ امور کسی قدر بحث طلب ہیں -

شیخ عبدالقادر کا بیان[2] ہے کہ قیامِ انگلستان کے زمانے میں ایک بار ، کچھ دوستوں نے اقبال سے فارسی اشعار سنانے کی فرمایش کی - اقبال نے معذرت کی کہ انھوں نے ایک آدھ شعر کے سوا ، کبھی فارسی میں کچھ کہنے کی کوشش نہیں کی ، مگر یہی بات ، اقبال کے لیے فارسی گوئی کا محرّک بنی ، اور انھوں نے مجلس سے واپس آ کر لیٹے لیٹے دو فارسی غزلیں کہہ ڈالیں - شیخ عبدالقادر نے اس واقعے سے جو نتیجہ ("اقبال کی فارسی گوئی کی ابتدا") اخذ کیا ہے ، وہ کسی اعتبار سے بھی صائب نہیں ہے ——— اقبال کی یہ بات کہ : انھوں نے ایک آدھ شعر کے سوا کبھی فارسی میں

---

۱- اقبال سب کے لیے : ص ۴۰۰ -

۲- دیباچہ ، بانگِ درا : ص ۱۶ -

شعر کہنے کی کوشش نہیں کی ، محض ان کا تکلف اور انکسار تھا - انگلستان میں قیام کے زمانے تک ، ان کے فارسی اشعار میں سے کم از کم ایک سو ہنوز محفوظ[1] ہیں - درحقیقت ان کی فارسی گوئی کے نقطۂ آغاز کا حتمی تعین آسان نہیں ہے -

اقبال کی فارسی گوئی میں ، بہت سے امور کو دخل ہے :

اقبال نے ابتدائی تعلیم روایتی طرز کی قدیم درس گاہوں میں حاصل کی تھی - ان کا زیادہ وقت مولوی میر حسن کے مکتب میں گزرا ، جو مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی کے بقول : "عربی فارسی زبان دانی"[2] کی درس گاہ تھی - میر حسن فارسی کے جیّد عالم تھے اور فارسی شعر و ادب کا رچا ہوا ذوق رکھتے تھے - ان کے ایک شاگرد ڈاکٹر جمشید علی راٹھور کا بیان ہے کہ : ذاتی طور پر انھیں خواجہ حافظ کا دیوان ، مولانا روم کی مثنوی ، نظامی کا سکندر نامہ اور عرفی کے قصائد زیادہ پسند تھے[3] - انھیں ہزاروں اشعار نوکِ زبان تھے ، بات بات پر شعر پڑھتے اور دوران تدریس برمحل اشعار سناتے[4] - مکتب اور سکول کے اوقات کے بعد بھی ، اقبال کا زیادہ تر وقت میر حسن کی صحبت میں گذرتا تھا ، جنھوں نے اقبال کی طبیعت میں فارسی شاعری کا ذوق پختہ کر دیا - اقبال ان سے اکتسابِ فیض کے معترف ہیں[5] -

اقبال کے بچپن کے ایک دوست "دینو" کا بیان ہے :

---

۱- اقبال اور فارسی شعرا : ص ۱۵ -

۲- روایاتِ اقبال : ص ۱۹۳ -

۳- کتابِ مذکور : ص ۵۵ -

۴- کتابِ مذکور : ص ۶۰ -

۵- شاطر مدراسی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں : مولوی سید میر حسن "بڑے بزرگ عالم اور شعر فہم ہیں - میں نے انھی سے اکتسابِ فیض کیا ہے" (خطوطِ اقبال : ص ۷۳ -)

"اقبال کو فارسی زبان سے بہت دلچسپی تھی - بارہ سال کی عمر میں اس نے گلستان و بوستان نہ صرف ازبر کر لی تھیں ، بلکہ وہ ہمیں اپنی قوتِ حافظہ کی بدولت فارسی کی ان دونوں کتابوں سے سبق پڑھایا کرتا تھا - - - اقبال ہمیں اردو اور فارسی کی نظمیں جھوم جھوم کر سنایا کرتا تھا"[۱] -

اس ماحول میں ، اقبال نے فارسی میں مہارت پیدا کرنے کے لیے سخت محنت کی - ان کا اپنا بیان ہے :

"لوگوں کو تعجب ہوتا ہے کہ اقبال کو فارسی کیوں کر آ گئی ، جب کہ اس نے اسکول یا کالج میں یہ زبان نہیں پڑھی ؟ انھیں یہ معلوم نہیں کہ میں نے فارسی زبان کی تحصیل کے لیے اسکول کے زمانے میں ہی کس قدر محنت اٹھائی اور کتنے اساتذہ سے استفادہ کیا"[۲] -

اقبال کے ابتدائی اشعار ہی میں اس محنت کے آثار موجود ہیں - دورِ طالب علمی کی نظم "فلاحِ قوم" (۱۸۹۶ء) میں فارسیت کے ابتدائی آثار نظر آتے ہیں - "نالۂ یتیم" (۱۹۰۰ء) ، "یتیم کا خطاب ، ہلال عید سے" (۱۹۰۱ء) اور "اشکِ خوں" (۱۹۱۱ء)[۳] میں یہ اثر زیادہ گہرا ہو گیا ہے - سر عبدالقادر کو جنوری ۱۹۰۱ء کی نظم "ہمالہ" کے جن دو نمایاں پہلوؤں کا احساس ہوا ، ان میں سے ایک اہم پہلو، نظم کی "فارسی بندشیں"[۴] تھا - ان اردو نظموں میں متعدد فارسی مصرعے اور بعض جگہ پورے کے پورے فارسی شعر در آئے ہیں - اوائل ۱۹۰۲ء کی نظم "اسلامیہ کالج کا خطاب مسلمانوں سے" میں واضح طور پر احساس ہوتا ہے کہ اقبال کے ہاں فارسی گوئی کا رجحان تیزی سے ترقی کر رہا ہے - اس نظم کے ہر بند کا

---

۱- امروز ، ۲۲ اپریل ۱۹۵۰ء -

۲- روایت : اسد ملتانی ، اقبال نامہ ، اول ، ص ۳۴۳ -

۳- چاروں نظموں کا متن ملاحظہ کیجیے : "سرودِ رفتہ" صفحات نمبر علی الترتیب ۸ ، ۹ ، ۱۸ اور ۱۸۳ -

۴- دیباچہ ، بانگِ درا : ص ۱۳ -

آخری شعر ، اور گیارہ اشعار پر مشتمل آخری پورا بند فارسی میں ہے - اسی زمانے کی ، منشی سراج الدین کو مرسلہ ، ۲۳ اشعار کی ایک نظم[1] کے سولہ اشعار فارسی میں ہیں ، اور بقیہ سات اردو اشعار پر بھی فارسیت کا غلبہ ہے - کچھ یوں محسوس ہوتا ہے کہ چھ اشعار لکھنے کے بعد ، اردو ، اظہارِ خیال و جذبات میں مانع ہوئی ، لہٰذا ساتویں شعر میں شاعر نے قافیہ بدل کر "فارسی میں نغمہ خواں"[2] ہونے کا اعلان کیا ، اس کے بعد اردو کی نسبت فارسی میں زیادہ "شرحِ صدر" کے ساتھ اظہارِ جذبات کیا گیا ہے -

اگرچہ اقبال کی شہرت کا باعث ان کی اُردو منظومات تھیں ، تاہم فارسی کلام کے دلدادگان بھی موجود تھے ، چنانچہ ۳۴ اشعار کی فارسی نظم "سپاس جناب امیر" شائع کرتے ہوئے "مخزن" (جنوری ۱۹۰۵ء) نے اقبال کے فارسی کلام کے لیے "احباب کے تقاضوں" اور "احباب کے اصرار" کا ذکر کیا - انگلستان جانے سے پہلے کی دیگر متعدد اردو نظموں میں اِکا دُکا فارسی اشعار، مصرعے، فارسی بندشیں اور ترکیبیں ، اور بحیثیت مجموعی پختہ فارسی رنگ موجود ہے - ہمارا خیال ہے کہ فارسی کی طرف اس میلان میں، مولانا گرامی سے ملاقاتوں اور آن کی صحبتوں کے اثرات بہت اہمیت رکھتے ہیں - ۱۹۰۳ء میں اقبال کے ہاں گرامی کے قیام کی شہادت موجود ہے[4] ، ممکن ہے تعلقات اور بھی قدیم ہوں ، اور مجلس آرائی ہوتی ہو -

قیامِ انگلستان کے دوران میں ، اپنے مقالے[5] کے سلسلے میں انھوں نے

---

۱- اقبال نامہ ، اول : ص ۱۶ تا ۱۹ -

۲- ع : ہوں بہ تبدیلِ قوافی ، فارسی میں نغمہ خواں

۳- "مخزن" کا نوٹ : "ذیل کی نظم درج کر کے آج ہم ان احباب کے تقاضوں سے سبک دوش ہوتے ہیں ، جو پروفیسر اقبال صاحب کے فارسی کلام کے لیے اکثر دفعہ اشتیاق ظاہر کیا کرتے ہیں - فارسی نظمیں عموماً مخزن میں درج نہیں ہوتیں ، تاہم احباب کے اصرار سے ہم اسے ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں" - (ص ۴۷)

۴- اقبال نامہ ، اول : ص ۹ -

۵- *Development*

جو کتب بینی کی ، اس سے اقبال کا فارسی ذوق اور بھی پختہ ہو گیا[1] ۔

عطیہ بیگم کو مُرسلہ ، ایک فارسی غزل[2] سے مترشّح ہے کہ وہ فارسی میں شعر گوئی کرنے لگے تھے ، تاہم یہ ضرور ہے کہ ابھی شعوری طور پر اور سنجیدگی کے ساتھ وہ فارسی گوئی کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے اور اسی لیے انھوں نے احباب کے سامنے فارسی اشعار سے معذوری ظاہر کی[3] ، مگر ذرا سی توجہ سے انھوں نے فارسی میں دو غزلیں کہہ ڈالیں اور فارسی گوئی کے لیے ان کے اندر اعتماد بڑھا ۔ یورپ سے واپسی پر ، کبھی کبھار ہوشیار پور میں ، فارسی کے قادرالکلام شاعر ، مولانا گرامی سے شعر گوئی کی صحبتیں برپا ہوتی تھیں ۔ سر عبدالقادر کی محولہ مجلسِ اقبال کے بعد ، یہ دوسرا موقع تھا کہ اقبال کے دل میں فارسی شعر گوئی کی خواہش پیدا ہوئی ۔ عبدالعزیز مالواڈہ کا بیان ہے کہ ایک مشاعرے کے اختتام پر ، جس میں مولانا گرامی نے فارسی اور اقبال نے اردو اشعار سنائے تھے :
"مجھے ڈاکٹر صاحب نے کہا : بھئی سنو ، میں چاہتا ہوں کہ میں فارسی میں شعر کہنے شروع کر دوں ۔"[4] سید میر حسن ایسے فارسی کے جیّد عالم سے اقبال کے تلمذ ، فارسی کلاسیکی ادب کی باقاعدہ تحصیل اور پھر یورپ میں عربی اور فارسی کے قدیم علومِ تصوف و فلسفہ کے مطالعے کے پس منظر میں ، فارسی گوئی کی طرف اقبال کی رغبت کو ان کی شعر گوئی کے ارتقا کی ایک کڑی سمجھنا چاہیے ۔ میاں عبدالعزیز مالواڈہ کہتے ہیں :

> "آخر یہ طے ہوا کہ آیندہ ڈاکٹر صاحب فارسی میں کہہ کر میرے پاس بھیج دیا کریں گے ، اور میں اس کلام

---

۱- دیباچہ ، بانگِ درا : ص ۱٦ -

۲- اس غزل کا پہلا شعر ہے :

اے گل زخارِ آرزو آزاد چو رسیدۂ
تو ہم ز خاکِ ایں چمن مانندِ ما دمیدۂ

(Letters to Atiya : ص ۱۳)

۳- دیباچہ ، بانگِ درا : ص ۱٦ -

۴- نقوش ، اقبال نمبر ۲ : ص ٦۲۱ -

کو گرامی صاحب کی اصلاح کے بعد ، ان کو واپس
کر دیا کروں گا ۔ ۔ ۔ اس طرح تین مرتبہ اقبال کے
کلام پر گرامی صاحب نے جو اصلاح دی ، وہ میں نے
ڈاکٹر صاحب کو لاہور واپس کر دی ۔ پہلی دفعہ ۔ ۔ ۔
گرامی صاحب نے کہا تھا : بھئی ، یہ فارسی میں بھی
خوب کہیے گا ۔ دوسری دفعہ کہنے لگے : بہت عمدہ ۔
تیسری دفعہ انھوں نے کہا : آپ ان کو لکھیں کہ اب
میرے پاس وہ اپنا کلام نہ بھیجیں ، خود ہی نظر ثانی
کر لیا کریں"[1] ۔

اسی زمانے (۱۱ - ۱۹۱۰ء) میں علامہ اقبال نے "اسرار خودی" لکھنا شروع کی[2] ۔۔۔ "اسرار خودی" کے دور (۱۹۱۰ - ۱۹۱۵ء) میں اردو گوئی کا سلسلہ بھی جاری رہا ، مگر اس میں فارسی کا اثر بہت نمایاں ہے ۔ فارسی اشعار ، فارسی شاعروں کے مصرعوں اور شعروں پر تضمینوں کا تناسب بڑھتا گیا ۔ ایک طرف "اسرار خودی" میں ، وہ حافظ "صہبا گسار" سے بچنے کی تلقین کر رہے تھے ،[3] مگر دوسری طرف اردو منظومات میں کسی بھی دوسرے فارسی شاعر کے مقابلے میں حافظ کے شعروں اور مصرعوں پر نسبتاً زیادہ تضمینیں کر رہے تھے ۔ شاید اس لیے ، کہ کئی سال پہلے ، قیام انگلستان کے دوران ہی میں ، اقبال ، روح حافظ کو اپنی شعری شخصیت میں حلول کرتا[4] محسوس کر چکے تھے ۔

---

۱- نقوش ، اقبال نمبر ۲ : ص ۶۲۱ - ۶۲۲ -

۲- گفتار اقبال : ص ۲۵۰ -

۳- ہوشیار از حافظ صہبا گسار
جامش از زہر اجل سرمایہ دار
(اسرار خودی : طبع اول ، ص ۶۶) -

۴- *Letters to Atiya* : ص ۱۵ - ڈاکٹر یوسف حسین خاں کو خلیفہ عبدالحکیم کے ایک مبہم بیان (فکر اقبال : ص ۳۷۴) سے یہ تسامح ہوا کہ اقبال نے یہ بات خلیفہ صاحب سے کہی تھی - (حافظ اور اقبال : ص ۱۲) - درحقیقت یہ بات اقبال نے ایک ملاقات کے دوران میں ، عطیہ بیگم سے کہی تھی - دیکھیے حوالہ مذکور -

اقبال کے اسبابِ فارسی گوئی کے ضمن میں ، متذکرہ بالا امور کے علاوہ ، اس امر کو بھی نمایاں دخل ہے ، کہ "تنگنائے اردو" ، ان کے افکار و جذبات کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی - ایک بار ، اس سوال کے جواب میں کہ : "فارسی میں لکھنے کا خیال آپ کو کس طرح آیا" ؟ کہنے لگے : "میں نے دیکھا تھا کہ فارسی میں میرے خیالات اچھی طرح ادا ہو سکتے ہیں"[1] - پھر یہ شہادت بھی موجود ہے کہ "اسرارِ خودی" پہلے پہل اردو میں لکھنی شروع کی تھی ، مگر دلی مطالب ظاہر کرنے میں مشکل پیش آئی ، اس لیے فارسی اختیار کی[2] - اقبال کی عمومی شہرت اردو شاعر کی تھی - غالباً اس احساس کے تحت ، کہ ان کی اولیں شعری کتاب فارسی میں دیکھ کر ، شائقین متعجب ہوں گے ، اقبال نے اپنی فارسی گوئی کی یہ توجیہ پش کی :

طرزِ گفتارِ دری شیریں تر است

اس شیرینی کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ دقیق خیالات کے اظہار کے لیے ، اردو کی نسبت ، فارسی کا سرمایۂ الفاظ کہیں زیادہ ہے ، اور بقولِ اقبال : "فارسی میں کئی فقرے اور جملے سانچے میں ڈھلے ہوئے ایسے ملتے ہیں ، جن کے مطابق اردو میں فقرے ڈھالنے آسان نہیں -"[3] یہ بات اگرچہ اقبال نے "اسرارِ خودی" کی تکمیل پر گرامی کو لکھی تھی کہ : "فارسی کی طرف زیادہ میلان ہوتا جاتا ہے ، اور وجہ یہ ہے کہ دل کا بخار اردو میں نکال نہیں سکتا"[4] ، تاہم کئی سال پہلے بھی ، یہ بات اسی قدر صحیح تھی -

ادائے خیالات کی سہولت کے علاوہ ، فارسی کے وسیع حلقۂ اثر کا خیال بھی ، اقبال کے ذہن میں تھا ، کیونکہ برصغیر کے علاوہ بھی یہ "دنیا کے بہت سے حصوں میں سمجھی جاتی تھی -"[5]

---

۱- آثارِ اقبال : ص ۵۰ -
۲- انوارِ اقبال : ص ۱۵٦ -
۳- آثارِ اقبال : ص ۵۰ -
۴- مکاتیبِ اقبال بنام گرامی : ص ۹۹ -
۵- دیباچہ ، بانگِ درا : ص ١٦ -

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ عبدالعزیز مالواڈہ کے توسط سے، اقبال نے مولانا گرامی کو فارسی اشعار دکھائے۔ اس "مشورۂ سخن" نے آگے چل کر باہمی استفادہ و اکتساب کی نسبتاً وسیع صورت اختیار کرلی۔ گرامی، جب بھی لاہور آتے تو اقبال کے ہاں قیام رہتا، شعر گوئی ہوتی اور شعری رموز و نکات پر بحث و مباحثہ بھی۔ اقبال، مولانا گرامی کی فارسی دانی اور قادرالکلامی کے قائل تھے، اور اسی لیے خطوں میں بھی انھیں بار بار اپنے کلام پر تبصرہ و تنقید کی دعوت دیتے[1]۔ گرامی کے نام ۱۳ جولائی ۱۹۱۴ء کے خط میں اقبال "اسرارِ خودی" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "یہ مثنوی بالکل نئی ہے، لیکن آپ سے ملاقات ہو تو آپ کو اس کے اشعار سناؤں۔ مجھے یقین ہے، آپ اسے سن کر خوش ہوں گے۔ کہیے، ادھر آنے کا کب تک قصد ہے؟ میں ایک عرصہ سے آپ کا منتظر ہوں۔ خدا را جلد آئیے، سب سے بڑا کام یہ ہے کہ آ کر میری مثنوی سنیے اور اس میں مشورہ دیجیے۔"[2]

اپنی منظومات اور شعری تصانیف کو آخری شکل دیتے ہوئے، اقبال نے گرامی کے علاوہ بعض دوسرے اہلِ علم معاصرین مثلاً سید سلیمان ندوی[3] اور حبیب الرحمٰن خان شیروانی[4] کے مشوروں اور تنقیدوں سے بھی فائدہ اٹھایا، تاہم ان کا اپنا مطالعہ نہایت وسیع اور تنقیدی شعور بہت پختہ تھا۔ مختلف الفاظ و محاورات اور تراکیب کے استعمال اور ان کی تحقیق کے سلسلے میں قدیم اساتذہ کے کلام یا لغت سے استشہاد کرتے۔ لغت میں بالعموم "بہارِ عجم" کی سند مدّ ِنظر رہتی۔[5]

---

۱- مکاتیب اقبال بنام گرامی: ص ۱۲۷، ۱۹۴، ۱۹۹ وغیرہ۔
۲- کتاب مذکور: ص ۹۸۔
۳- اقبال نامہ، اول: ص ۸۵۔
۴- کتابِ مذکور: ص ۷۔
۵- کتابِ مذکور: ص ۸۹ تا ۹۷۔

اقبال نے فارسی شعر و ادب کے وسیع مطالعے سے ، جو ہمہ گیر اثرات قبول کیے ، اس کے نتیجے میں تقریباً ستّر کے قریب شعرا ، ان کے کلام میں مذکور ملتے ہیں[۱] - مزید برآں فارسی شاعری کے مصرعوں اور شعروں پر تضمینوں ، تراجم اور دیگر تأثرات قبول کرنے کے لحاظ سے ، اقبال تمام اردو شعرا میں سرِفہرست ہیں -[۲] فارسی شاعری سے اقبال کی ہمہ گیر اثر پذیری میں حافظ اور رومی کے نام سب سے نمایاں ہیں -

"اسرارِ خودی" میں اقبال نے حافظ پر شدید تنقید کی تھی : "کیونکہ ان کی شاعری نے مسلمانوں کے انحطاط میں ، بطور ایک عنصر کے ، کام کیا ہے"[۳] ، مگر فنی اعتبار سے وہ حافظ کو بلند پایہ شاعر سمجھتے تھے[۴]- اور خود ان کے شاعرانہ سحر کے اسیر تھے - "اسرار خودی" (طبع اول) میں انھوں نے "ہوشیار از حافظِ صہبا گسار" سے آغاز کرتے ہوئے ، حافظ پر جو کڑی تنقید کی ، اس میں بھی وہ حافظ کے پیرایۂ بیان کے جادو سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے - ان کا یہ مصرع : "از دو جام آشفتہ شد دستارِ او" حافظ کے مندرجہ ذیل شعر سے ماخوذ[۵] ہے :

صوفیٔ سر خوش ازیں دست کہ کج کرد کلاہ
بدو جامِ دگر آشفتہ شود دستارش

اقبال کے فارسی کلام پر مجموعی حیثیت سے نظر ڈالیں ، تو یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ حافظ کے حسنِ بیان ، حسنِ اختراع ، حسنِ ترکیب اور حسنِ آہنگ، کا اثر علامہ اقبال پر تمام عمر رہا[۶] - ڈاکٹر یوسف حسین خاں لکھتے ہیں :

"اگرچہ شروع میں اقبال نے حافظ پر تنقید کی تھی ، لیکن بعد میں اس نے محسوس کیا کہ اپنی مقصدیت کو مؤثر

---

۱- اقبال اور فارسی شعرا : ص ۲۲ -
۲- کتابِ مذکور : ص ۴۰
۳- مقالات اقبال : ص ۱۷۳ -
۴- کتاب مذکور : ص ۱۶۶ -
۵- حافظ اور اقبال : ص ۱۳ -
۶- علامہ اقبال کی فارسی غزل : ص ۷ -

> بنانے کے لیے حافظ کا پیرایۂ بیان اختیار کرنا ضروری ہے ، چنانچہ اس نے حافظ کے طرز و اسلوب کا شعوری طور پر تتبع کیا ۔"[1]

تتبّع شعوری ہو یا غیرشعوری ، یہ امر مسلّم ہے کہ اقبال نے سبکِ ہندی کو نظر انداز کر کے ، تقلیدِ حافظ میں ، سبکِ عراقی کی پیروی اختیار کی ، اور ان کے اسلوب و فن پر حافظ کے اثرات سے انکار ممکن نہیں ۔ اقبال شعرِ حافظ کے فکری پہلو کو مسلمانوں کے لیے ضررساں سمجھنے کے باوجود ، ایک اعلیٰ درجے کے شاعر کی حیثیت سے ، ان کی عظمت کے معترف اور ان کی تعریف میں رطب اللسان رہے[2] —— "پیامِ مشرق" اور "زبورِ عجم" کی دو درجن سے زائد ہم طرح اور ہم زمین غزلوں ، اور مجموعی طور پر اقبال کی غزلوں میں حافظ کے رنگ و آہنگ ، ان کے رموز و علائم اور ان کے استعاروں اور کنایوں کو دیکھیں تو اقبال کی اس بات میں کچھ زیادہ مبالغہ محسوس نہیں ہوتا کہ :

> تیری مینائے سخن میں ہے شرابِ شیراز

خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں : "اقبال کی فارسی غزلیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو دیوانِ حافظ میں داخل کر دیا جائے تو پڑھنے والے حافظ کے کلام سے اس کا امتیاز نہ کر سکیں گے ۔"[3] اس بات کو مبالغہ سمجھیں ، تب بھی پروفیسر محمد منور کے مطابق ، علامہ اقبال کے درجنوں اشعار کے ضمن میں ایسا کہنا بالکل درست ہوگا ۔[4]

فن ، اسلوب اور شاعرانہ پہلو سے قطعِ نظر ، فکری اعتبار سے اقبال

---

۱۔ حافظ اور اقبال : ص ۷ ۔
۲۔ ملاحظہ کیجیے :
(الف) مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۱۸۰ ۔
(ب) مقالات اقبال : ص ۱۷۳ ۔
(ج) *Stray Reflections* : ص ۱۱۹ ۔
۳۔ فکر اقبال : ص ۳۷۴ ۔
۴۔ علامہ اقبال کی فارسی غزل : ص ۷۶ ۔

پر سب سے زیادہ اثر پیر روم کا ہے - یہ ذکر آ چکا ہے کہ رومی کی مثنوی ، علامہ میر حسن کی تین پسندیدہ کتابوں میں شامل تھی - رومی سے اقبال کے فکری تعلق میں میر حسن کا تلمذ ایک بنیادی عنصر ہے - ایک وقت ایسا بھی آیا کہ انھوں نے اپنا مطالعہ قرآن اور مثنوی[1] تک محدود کر لیا - مثنوی میں بھی انھیں قرآنی مطالب نظر آتے تھے :

کو بہ حرفِ پہلوی قرآں نوشت

جب وہ حیات و کائنات کی پیچیدہ گتھیوں کی نقاب کشائی کرتے ہیں تو اسرارِ حیات کے انکشاف کا سہرا اپنے مرشد ، رومی کے سر باندھتے ہیں :

ازو آموختم اسرارِ جاں من

"جاوید نامہ" میں ان کا سفر ، رومی ہی کی راہ نمائی میں طے ہوتا ہے ، اور آخر میں جاوید کو بھی ان کی یہی نصیحت ہے کہ :

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز تا خدا بخشد ترا سوز و گداز[2]

سید وزیر الحسن عابدی کی یہ رائے ، کسی قدر مبالغہ آمیز معلوم ہوتی ہے :

"قرآن و حدیث کے معانیِ عالیہ بھی اقبال نے بنیادی طور پر ، رومی ہی کے توسط سے لیے ہیں ، بلکہ حکمتِ مغرب میں بھی انھیں جہاں کہیں کوئی نکتہ ایسا ملتا ہے ، جو ضالہ مومن کے تحت نظر آتا ہے ، اُسے وہ رومی کی تصدیق و تائید سے قبول کرتے ہیں -"[3]

تاہم اس میں شبہ نہیں کہ اقبال ، مرشدِ معنوی کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے - خطبات میں لکھتے ہیں :

---

۱- اقبال نامہ ، دوم : ص ۲۷ - ۲۸ -
۲- جاوید نامہ : ص ۲۰۸ -
۳- اقبال کے شعری مآخذ ، مثنوی رومی میں : ص ۱۶ - ۱۷ -

"The world of today needs a Rumi to create an attitude of hope and to kindle the fire of enthusiasm for life.[1]

بعد ازاں یہ استفادہ ، ذہنی اور فکری حدوں سے بڑھ کر ، فنّی اثر پذیری تک پھیل گیا ۔ "گلشن راز جدید" کے سوا ، اقبال کی تمام مثنویاں ، مثنوی معنوی کی بحر میں ہیں ۔ "پیام مشرق" میں حافظ کے اثرات غالب ہیں مگر "زبور عجم" میں رومی کی گونج نسبتاً قوی ہے ۔ اقبال کی ان ہم زمین اور ہم طرح غزلوں کے علاوہ ، جو رومی کی غزلوں کے تتبع میں کہی گئیں ، "پیام مشرق" اور "زبور عجم" میں رومی کے لب و لہجے سے مماثل غزلوں کی تعداد بھی خاصی ہے ۔ اقبال نے ، رومی کے زیر اثر ہی سادہ بیانی اور تمثیلی انداز اختیار کیا ۔ شعرائے سبک ہندی کی ریزہ کاری اور پیچیدگی کے برعکس ، اقبال اپنے صریح اور روشن اسلوب کی وجہ سے رومی سے قریب تر ہیں ۔[2] اقبال کی فارسی گوئی کا شاہکار "جاوید نامہ" مثنوی معنوی کا رنگ و روپ رکھتا ہے ۔[3] یہ کتاب اقبال کے اپنے الفاظ میں : "مثنوی مولانا روم کی طرز پر لکھی گئی ہے" ۔[4]

اقبال کی فارسی گوئی پر حافظ اور رومی کے اثرات کو بنیادی اہمیت حاصل ہے ۔ ویسے ان کے ہاں نظیری ، بیدل ، غالب ، عرفی ، بابا فغانی ، امیر خسرو ، بابا طاہر عریاں ، جامی ، عطار ، سعدی اور بہت سے دوسرے شعرا کے فکر و اسلوب کی جھلکیاں ، کسی نہ کسی شکل میں مل جاتی ہیں ۔ فارسی گو شعرا کے ساتھ اقبال کے شاعرانہ ارتباط کے ضمن میں ستر سے بھی زائد شعرا کی فہرست مرتب ہوتی ہے[5] ۔

---

۱۔ *Reconstruction* : ص ۲۱ ۔
۲۔ "محمد اقبال" : ص ۲۸ ۔
۳۔ اقبال ، سب کے لیے : ص ۴۵۲ ۔
۴۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۲۱۶ ۔
۵۔ مفصل مطالعے کے لیے ملاحظہ کیجیے :
(الف) علامہ اقبال کی فارسی غزل از پروفیسر محمد منور ۔
(ب) اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ از عبدالشکور احسن ۔
(ج) اقبال اور فارسی شعرا از ڈاکٹر محمد ریاض ۔

اقبال نے اپنی فارسی گوئی کے ابتدائی دور میں فارسی شاعری کی کلاسیکی روایات کا تتبّع کیا ، اور اس میں بھی ان کی توجہ مثنوی اور غزل کی نسبتاً مقبولِ عام اصناف کی طرف رہی - "اسرار و رموز" اور "پیامِ مشرق" کا ایک حصہ ، ہیئت اور اسلوب ، دونوں اعتبار سے خالصتاً کلاسیکی شاعری میں شمار ہوگا ـــــ مگر معاً بعد اقبال کی جدت و جولانیِ طبع نے ہیئت و اسلوب کے نئے تجربات کا آغاز کیا - "پیامِ مشرق" کی متعدد نظمیں مثلاً فصلِ بہار ، سرودِ انجم ، کرمکِ شب تاب ، حُدی (نغمۂ ساربانِ حجاز) اور شبنم ، ہیئتی تجربوں کے اعتبار سے ان کے ابداعی ذہن کی عکاس ہیں - "نغمۂ بعل" (جاوید نامہ) صوت و آہنگ کا ایک نیا تجربہ ہے - یہ سلسلہ "زبورِ عجم" میں بھی جاری ہے ـــــ اقبال مغربی ادب سے بھی گہری واقفیت رکھتے تھے - ممکن ہے ، ان تجربات کا ذہنی پس منظر اقبال کا مغربی ادبیات کا وسیع مطالعہ ہو - ایرانیوں کے لیے یہ ابداعات بہرحال نئے تھے - ڈاکٹر عبدالشکور احسن لکھتے ہیں :

> "ایران کی جدید شاعری میں ہیئت کے نئے نئے تجربے ہوئے ہیں ، مگر ان کا زمانہ عام طور پر "پیام مشرق" اور "زبورِ عجم" کی طباعت سے بعد کا ہے -"[1]

"زبور عجم" بظاہر غزلوں کا مجموعہ ہے ، مگر اس میں بھی اقبال کی طبعی جدت ، اور اختراعی ذہن نے ایک نیا رنگ دکھایا ہے - وہ روایتی غزل کی طرح بالعموم مقطع نہیں لکھتے -[2] انھوں نے متعدد نئی تراکیب تخلیق کیں - روایتی غزل کے متداول الفاظ کے معانی میں توسیع کے ساتھ انھیں نئے مفاہیم بھی عطا کیے - "پرانے اشارے کو نئے مشارٌ الیہ سے ہمکنار کیا اور پرانی رمز کو نیا مرموز دیا - ساتھ ہی کچھ نئی اشاریت بھی اختراع کی - کچھ مضمون پرانے ہی رہے ، مگر اظہار کا پیرایہ نیا ہو گیا"[3] - بعض نئے اسما و اماکن مثلاً فرامرز ، جہاں دوست اور مرغدین وغیرہ اقبال کی جودتِ طبع پر دلالت کرتے ہیں - پروفیسر آربری ، علامہ

---

۱ - اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ : ص ۳۸۹ -
۲- مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۱۶۴ -
۳- علامہ اقبال کی فارسی غزل : ص ۱۲۳ -

اقبال کی فارسی شاعری کے انھی پہلوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

> Iqbal accepted the ghazal as he found it, with all its age-long rigidity of form and matter; and with the true touch of genius, he took it one stage forward. While remaining abs lutely true to b th pattern and image, he gave the form a new meaning by making it express his individual message. The ghazal had been put to a variety of derived uses by the old masters; the panegyrists had taken the love-motive and directed it to the patron-flattery; the mystics had used the language of human passion to express their devotion to God. Now for the first time the ancient form was made to clothe the body of a new philosophy.[1]

یہ اس لیے ممکن ہو سکا تھا کہ فارسی علوم اور شعر و ادب سے کسب و اکتساب کے جس سلسلے کا آغاز ، سیالکوٹ میں مولوی غلام حسن صاحب کے مکتب سے ہوا تھا ، وہ سکول اور کالج کی متعلمی ، اورینٹل کالج کی معلمی ، قیامِ یورپ اور پھر اقبال کی پیشہ ورانہ اور روز مرہ مصروفیات کے ایام میں بھی جاری رہا ، بلکہ روز بروز اس کی حدود وسعت پذیر ہوتی رہیں ، حتیٰ کہ ان کی قادرالکلامی اور مہارتِ زبان ، نہ صرف اپنوں کے لیے باعثِ فخر[2] ثابت ہوئی ، بلکہ اہلِ ایران بھی اس پر متعجب ہوئے ۔ غلام حسین صالحی علامی لکھتے ہیں :

> "زبانِ اصلیِ او پارسی نبودہ تا چہ حد در تعبیرِ معانی و تشبیہات و استعارات لطیف استادی و مہارت از خود نشان دادہ است کہ گوئی زبان مادری او پارسی است ۔"[3]

---

۱- دیباچہ : *Persian Psalms*

۲- حافظ اور اقبال : ص ۳۵ ۔

۳- یک چمنِ گل : ص ۱۳ - ۱۴ ۔

حقیقت یہ ہے کہ فارسی شاعری میں اقبال کی نئی آواز منفرد اور ممتاز ہے ۔ سادگی و سادہ بیانی اور کلاسیکی روایات کی پاسداری کے باوجود ، ان کے بے باک انقلابی لہجے ، تخیل کی رنگینی اور جولانی ، فکری اور اسلوبی ابداعات ، لفظی اور تراکیبی اختراعات ، غنائیت اور ڈرامائیت نے شعرِ اقبال کو ، فارسی شاعری کی تاریخ میں ایک ایسا مقام عطا کیا ہے کہ انھیں روایتی انداز کے اسانی اور شعری دبستانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مخصوص و منسلک نہیں کر سکتے ۔ ایران کے معروف اہلِ علم و دانش ڈاکٹر حسین خطیبی کا خیال ہے کہ :

"این شاعر سبکی مخصوص بہ خود داشت کہ شاید مناسب باشد ، آن را بہ نامِ شاعر سبکِ اقبال بخوانیم[۱] ۔"

کسی شاعر کے لیے ایک غیر زبان میں اظہارِ بیان کی ایسی قدرت و مہارت بہم پہنچا لینا ، کہ اہلِ زبان کو بھی اعتراف کرتے ہی بنے ، ایک غیر معمولی بات ہے ، اور نہ صرف فارسی ادب کی تاریخ ، بلکہ عالمی ادبیات میں بھی یہ ایک نادر مثال ہے ۔

آیندہ صفحات میں ہم اقبال کے فارسی مجموعوں کی مختلف اشاعتوں پر تحقیقی نظر ڈالیں گے ۔

---

۱- رومیِ عصر : ص ۱۵۵ ۔

# (ب) فارسی کلام کے مجموعے

## اسرارِ خودی

عطیہ بیگم کے نام ۷ جولائی ۱۹۱۱ء کے مکتوب میں ، علامہ اقبال رقم طراز ہیں :

> Father has asked me to write a Masnavi, in Persian after Bu Ali Qalandar's and in spite of the difficulty of the task, I have undertaken to do so.[1]

مگر محض اتنی سی بات مثنوی کا محرّک نہ تھی ۔ سہ سالہ قیامِ یورپ[۲] ، سلطنت عثمانیہ کا بکھرتا ہوا شیرازہ ، ملتِ اسلامیہ کا عمومی زوال و انحطاط ، اور ان سب کے نتیجے میں وہ ذہنی کرب و اضطراب ، جو کسی حد تک "شکوہ" اور "شمع و شاعر" جیسی نظموں اور اس زمانے کے خطوط (بطورِ خاص مکاتیب بنام اکبر الہ آبادی[۳]) میں ظاہر ہوا ، "اسرارِ خودی" کا اصل محرک ہے ۔ والدِ اقبال کی تجویز کو البتہ فوری محرک قرار دیا جا سکتا ہے ، ورنہ مہاراجہ کشن پرشاد شاد کے نام ایک خط میں علامہ اقبال بتاتے ہیں کہ انھوں نے مثنوی از خود نہیں لکھی ، بلکہ انھیں "اس کو لکھنے کی ہدایت ہوئی ہے "[۴] ـــــ یہ اشارہ ہے اس امر کی جانب کہ انھیں ، مثنوی لکھنے پر قدرت نے مامور کیا ہے ـــــ اقبال

---

۱۔ *Letters to Atiya* : ص ۷۳ ۔

۲۔ وحید احمد کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں : "حقیقت یہ ہے کہ یورپ کی آب و ہوا نے مجھے مسلمان کر دیا ۔" انوارِ اقبال : ص ۱۷۶ ۔

۳۔ اقبال نامہ ، دوم : ص ۴۳ تا ۷۷ ۔

۴۔ صحیفہ ، اقبال نمبر ، اول ۱۹۷۳ء : ص ۱۶۸ ۔

نے "اسرارِ خودی" کا آغاز کب کیا ؟ اس کی اولین اور قدیم ترین شہادت عطیہ بیگم کے نام اقبال کے متذکرہ بالا مکتوب (مورخہ : ۷ جولائی ۱۹۱۱ء) میں موجود ہے ۔ اس خط میں انھوں نے "اسرارِ خودی" کے چند اشعار درج کیے ہیں ۔ ان میں سے ایک شعر جوں کا توں ، اور دو اشعار کسی قدر ترمیم کے ساتھ ، مثنوی کے ابتدائی حصے میں موجود ہیں ۔ مکتوب بنام عطیہ بیگم کا جو اقتباس اوپر نقل کیا گیا ہے ، اس کے آخری جملے :

I have undertaken to do so.

سے مترشح ہوتا ہے کہ آغازِ کار کو کچھ زیادہ دن نہ گزرے تھے ، عین ممکن ہے آغاز ، جون ، جولائی میں ہوا ہو ۔ ۷ جولائی ۱۹۱۱ء سے پہلے کی کسی تحریر یا خط میں مثنوی کا تذکرہ نہیں ملتا ۔ بنابریں یہ بات یقینی معلوم ہوتی ہے ، کہ اگر ہم کچھ پیچھے بھی چلیں تو ، مثنوی کا آغاز ۱۹۱۱ء کے نصف اول میں ہوا ہوگا[1] ۔ غالباً ابتدائی حصہ لکھنے کے بعد ، مثنوی نویسی کا سلسلہ تعطل کا شکار ہو گیا ، اور ڈیڑھ دو سال کے وقفے کے بعد ، وہ ازسرِنو مثنوی کی طرف متوجہ ہوئے ۔ مولانا گرامی کو ۱۳ جولائی ۱۹۱۴ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں : "گذشتہ سال ایک مثنوی ، فارسی میں لکھنی شروع کی تھی"[2] ۔ یہاں "شروع کرنے" سے ، یہی مراد لینا چاہیے کہ ۱۹۱۳ء میں اقبال ، ازسرِنو مثنوی کی طرف متوجہ ہوئے ۔ چنانچہ اس

---

۱- ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں : "اس کے آغاز کا ماہ و سال ہمیں معلوم نہیں ، مگر قرائن بتاتے ہیں کہ پہلی جنگ عظیم کے شروع ہونے سے قبل ، اس کا آغاز ہو چکا تھا" (اقبال اور فارسی شعرا : ص ۳۹) مہینے کا تعین نہ سہی ، سال کا تعین تو یقینی طور پر ممکن ہے ——— اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا یہ بیان بھی درست نہیں کہ : "۱۹۱۳ء سے اقبال "اسرارِ خودی" کی تحریر میں مصروف تھے ۔" (سرگذشتِ اقبال : ص ۱۲۴) ۔

۲- مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۹۸ ۔ غالباً اسی بنا پر ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کو متذکرہ بالا تسامح ہوا ۔

کا زیادہ تر حصہ ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۴ء میں لکھا گیا ۔[1] مثنوی کی تکمیل اکتوبر یا نومبر ۱۹۱۴ء میں ہوئی[2] ۔

تکمیل کے معاً بعد، ۹ نومبر کو والدۂ اقبال کی رحلت کا حادثہ پیش آیا - پھر دسمبر میں مختار بیگم سے عقدِ (ثالث) کی مصروفیات رہیں ۔ علاوہ ازیں ، یہ امر بھی سببِ تعویق ہوا کہ اشاعت سے قبل وہ مثنوی سے ہر طرح "مطمئن"[3] ہونے کے لیے ، مولانا گرامی سے مشورے کے خواہاں تھے ۔[4] غالباً ان ایام میں مولانا گرامی لاہور نہ آ سکے ۔ خواجہ عزیز لکھنوی کو بھی مثنوی دکھانا چاہتے تھے ، مگر لکھنؤ نہ جا سکے ۔[5]

"اسرارِ خودی" کی اشاعت (۱۹۱۵ء) سے قبل ، اس کے کئی حصے ، مختلف جرائد میں شائع ہوتے رہے[6] ۔ ان میں سے بہت سے اشعار کا متن ،

---

۱- اقبال نامہ ، اول : ص ۲۲ ۔

۲- ۲۳ نومبر ۱۹۱۳ء کو شاد کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں : "گذشتہ چھ ماہ سے دل کی حالت نہایت بے اطمینانی کی ہے ، کوئی شعر نہیں لکھ سکا ، ورنہ ضرور آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ۔ ہاں فارسی مثنوی ختم ہو گئی ہے ۔" (صحیفہ ، اقبال نمبر ، اول ، ۱۹۷۳ء : ص ۱۳۲) یہاں "شعر" سے مراد ، مثنوی کے علاوہ دیگر اُردو اور فارسی شاعری ہے ، ورنہ "گذشتہ ششماہی" میں مثنوی نویسی یقیناً جاری رہی ہو گی ۔

۳- صحیفہ ، اقبال نمبر ، اول ، ۱۹۷۳ء : ص ۱۳۲ ۔

۴- مکاتیبِ اقبال بنامِ گرامی : ص ۹۸ - ۹۹ ۔

۵- کتابِ مذکور: ص ۱۰۵ ۔

۶- ملاحظہ کیجیے :

(الف) ہفت روزہ توحید ، میرٹھ ، یکم اگست ۱۹۱۳ء ۔

(ب) *Letters to Atiya* : ص ۷۳ ۔

(ج) مولانا گرامی کو ایک خط میں اقبال نے مثنوی کے ابتدائی اشعار لکھ بھیجے تھے ۔ ملاحظہ کیجیے : مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۱۰۵ ۔

طبع اول سے خاصا مختلف ہے ، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال مثنوی پر نظر ثانی کرتے ہوئے خود اپنے اشعار کی اصلاح کرتے رہے ۔ مولانا گرامی سے خط کتابت کے ذریعے ، مشورہ بھی ہوتا رہا ۔[۱] نظرثانی اور ترمیم و اصلاح کا یہ سلسلہ فروری ۱۹۱۵ء[۲] تک جاری رہا —— اقبال نے مثنوی کا مسودہ کئی بار تیار کرایا ۔ مثنوی میں بار بار ، اور بکثرت کی جانے والی تراسیم کا کچھ اندازہ ، "اسرار خودی" کے ان تین قلمی نسخوں اور مسودوں سے کیا جا سکتا ہے ، جو اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ہیں ۔[۳] مثنوی کا نام ابھی طے نہ ہوا تھا ۔ شیخ عبدالقادر نے متعدد نام : اسرار حیات پیام مشرق ، پیام نو اور آئین نو تجویز کیے ۔ نام کے سلسلے میں اقبال نے خواجہ حسن نظامی کو بھی طبع آزمائی کی دعوت دی ۔[۴] بالآخر یہ اولین شعری تصنیف "اسرار خودی" کے نام سے موسوم ہوئی ۔ غالباً یہ نام ، مثنوی کے اس مصرعے سے اخذ کیا گیا :

---

۱۔ مکاتیب اقبال بنام گرامی : ۱۰۵ ۔

۲۔ اقبال نامہ ، دوم : ص ۳۶۸ ۔

۳۔ اسرار خودی کے ان قلمی نسخوں اور مسودوں کی تفصیل اس طرح ہے :

(۱) نمبر A/M - 1977 - 198 ۔ یہ سب سے پہلا مسودہ معلوم ہوتا ہے ۔ خاصی کانٹ چھانٹ کی گئی ہے ۔ اس میں بہت سے متروک اشعار اور ترمیم شدہ اشعار بھی موجود ہیں ۔ "ڈیڈیکیشن" کے زیر عنوان صرف پندرہ اشعار درج ہیں ۔

(۲) نمبر A/M - 1977-203 - یہ نسخہ کسی خوش نویس نے لکھا ہے ۔ پھر اس میں اقبال نے تراسیم و اضافے کیے ہیں ۔ متروک اشعار تو کم ہیں ، مگر ترمیم شدہ اور اضافہ شدہ اشعار کی تعداد خاصی ہے ۔ یہ طبع اول کی ایک ابتدائی صورت معلوم ہوتی ہے ۔

(۳) تیسرے مسودے پر حوالہ نمبر درج نہیں ۔ کل ۱۰۶ صفحات ہیں ۔ اس مسودے میں بھی خاصی کانٹ چھانٹ کی گئی ہے —— ڈیڈی کیشن کے ساتھ یہ وضاحت درج ہے : "با اجازت جناب ممدوح" ——

۴۔ اقبال نامہ ، دوم : ص ۳۶۸ ۔

ہر چہ مے بینی ز اسرارِ خودی است[1]

آیندہ چند ماہ کتابت ، کاپیوں کی تصحیح اور طباعت وغیرہ کے مراحل میں گزرے ، اور ۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء[2] کو "اسرارِ خودی" کی اولیں اشاعت عمل میں آئی ۔

پیشہ ورانہ مصروفیت اور مخصوص افتادِ طبع کی بنا پر ، مثنوی کی کتابت و طباعت کے ہفت خواں طے کرنا ، بذاتِ خود اقبال کے لیے بہت مشکل تھا ، چنانچہ یہ کام حکیم فقیر محمد چشتی نظامی کی نگرانی اور اہتمام میں انجام پایا[3] ، بلکہ اس کے اخراجات بھی حکیم صاحب نے برداشت کیے ۔[4] اس خدشے کے پیشِ نظر کہ ، ممکن ہے مثنوی میں زیادہ لوگ دلچسپی نہ لیں ، ارادتاً[5] اسے پانچ سو[6] کی قلیل تعداد میں چھپوایا گیا ۔ منشی فضل الٰہی مرغوب رقم کی کتابت قدرے جلی ہے ۔ مسطر چھ سطری ہے اور سائز ۱۲ × ۱۵ س م ، دیباچے کے صفحات نمبر کا شمار الف سے ل تک کیا گیا ۔ صفحہ نمبر ۱ سے متنِ اشعار کا آغاز ہوتا ہے ۔ دو رنگا سرورق ،

---

۱- اسرار و رموز : ص ۱۲ ۔

۲- شاد کے نام ۹ ستمبر ۱۹۱۵ء کے مکتوبِ اقبال میں مثنوی کا کوئی ذکر نہیں ، پھر اس خط کے جواب کا انتظار کیے بغیر چوتھے روز (۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء کو) اقبال ایک اور خط لکھتے ہوئے ، شاد کو مثنوی ارسال کرنے کا ذکر کرتے ہیں ۔ گویا یہ خط محض اسی لیے لکھا کہ مثنوی اسی روز مطبع سے تیار ہو کر آئی ۔ اگر کتاب ۱۰ یا ۱۱ ستمبر کو تیار ہو جاتی تو ظاہر ہے ۱۰ یا ۱۱ ستمبر کو خط لکھتے ۔ اس بنا پر ہم نے تاریخ اشاعت ۱۲ ستمبر متعین کی ہے ۔ اس کی تائید ، اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ، طبع اول کے اس مجلد نسخے سے ہوتی ہے ، جس پر اقبال کے دستخط مع تاریخ (۱۵ ستمبر ۱۹۱۵ء) ثبت ہیں —— غالباً دو تین روز کتاب کے مجلد ہونے میں لگے ۔

۳- ذکرِ اقبال : ص ۸۵ ۔

۴- انجمن : ص ۴۷ ۔

۵- انوارِ اقبال : ص ۶۵ - ۶۶ ۔

۶- سرِورق اسرارِ خودی : طبع اول ۔

کاپیوں سے الگ چھاپا گیا - پھول اور پتیوں کی بیل والے حاشیے (Border) کا رنگ سرخ ہے ، جبکہ سرورق کی عبارت سبز رنگ میں ہے - سب سے آخری صفحے (آخری سرورق) پر یہ عبارت درج ہے :

## اطلاع

(بموجب ایکٹ ۱۹۱۴ء کاپی رائٹ مجریہ فروری ۱۹۱۴ء)

مثنوی ہٰذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں - للہذا کوئی صاحب قصدِ طبع نہ کریں -

**مصنف**

"اسرارِ خودی" اگرچہ اس زمانے کے عام اشاعتی معیار کے مطابق تھی ، تاہم اقبال ، مثنوی کے معیارِ طباعت سے کچھ زیادہ مطمئن نہ تھے-[1]

طبع اول میں املا اور کتابت کی مندرجہ ذیل اغلاط موجود ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| سرورق | آخری | طبع کردید | طبع گردید |
| ج | ۱۰ | مسحق | مستحق |
| ۱۰ | ۲ | پے | پۓ |
| ۱۶ | ۲ | نگہت | نکہت |
| ۱۶ | ۴ | بیروں | بیروں |
| ۲۰ | ۴ | حیاتِ تعینات | حیات و تعینات |
| ۲۲ | ۴ | شیرین | شیریں |
| ۲۲ | ۵ | مصرع اول : پروانہا | پروانہ ہا |
| ۲۲ | ۵ | مصرعِ ثانی : پروانہا | پروانہ ہا |
| ۲۶ | ۱ | جلوہا | جلوہ ہا |
| ۲۶ | ۲ | تاب نمو | تابِ نمو |
| ۲۸ | ٦ | موسی | موسیٰ |

---

۱- صحیفہ ، اقبال نمبر ، اول ۱۹۷۳ء : ص ۱۵۳ -

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵٦ | ۲ | ماؤ او | ماو او |
| ۵٦ | ۴ | از حویش | از خویش |
| ۵٦ | ۵ | خون آشام | خون آشام |
| ۵٦ | ٦ | نحس | نحسٍ |
| ۵۸ | ۱ | ضعیفاں ۔ خسراں | ضعیفان ۔ خسران |
| ۷۸ | ۱ | دولتِ | دولت |
| ۷۸ | ۲ | ماوطیں | ماء وطین |
| ۷۸ | ۳ | لا اِلٰہ | لا اِلَہ |
| ۷۹ | ٦ | ہجرت آموز وطن | ہجرت آموز و وطن |
| ۸۱ | ۱ | الٰہی | الہی |
| ۸۱ | ۳ | لایبلی | لاابالی |
| ۱۱۴ | ۴ | صحراؤ دشت | صحرا و دشت |
| ۱۱۵ | ۴ | آذر | آزر |
| ۱۱٦ | ۵ | ازرم ست | از رم است |
| ۱۱۹ | ۱ | طلاطم | تلاطم |
| ۱۳۰ | ۱ | آ گہؑ | آگہی |
| ۱۳۲ | ۴ | نغمہائے | نغمہ ہائے |
| ۱۴۳ | ۵ | جاوید نیسب | جاوید نیست |
| ۱۴۸ | ٦ | بالاؤ | بالا و |
| ۱۵۵ | ۲ | ایں و آں | این و آں |
| ۱۵۵ | ۵ | آذرش | آزرش |

افلاطون اور حافظ پر اقبال نے جو تنقید کی تھی ، اس پر بہت سے لوگ معترض ہوئے ۔ اخبارات و جرائد میں مباحثہ شروع ہو گیا ۔ اقبال نے بھی اپنے موقف کی وضاحت کے لیے متعدد مضامین لکھے ۔ "اسرارِ خودی"

کے رد میں متعدد مثنویاں[1] لکھی گئیں - اقبال کو اپنے مسلک کی صحت پر شبہ[2] نہ تھا ، بایں ہمہ کچھ تو رفعِ شر کی خاطر ، اور کچھ والدِ ماجد کا دل رکھنے کے لیے[3] ، انھوں نے "اسرارِ خودی" کے بعض حصے حذف کرنے کا فیصلہ کر لیا[4] -

مثنوی کا پہلا ایڈیشن ، ایک سال سے بھی کم عرصے میں ختم ہو گیا[5] ، کیونکہ اول تو مثنوی صرف پانچ سو کی تعداد میں چھاپی گئی تھی ، دوسرے یہ بھی زیادہ تر ، احباب میں تقسیم ہو گئی -[6] چنانچہ فوراً ہی دوسرے ایڈیشن کی تیاری شروع ہو گئی[7]- اپریل ۱۹۱۸ء میں یہ تیاری

---

۱- "اسرار خودی" کے رد میں لکھی جانے والی بعض مثنویاں یہ ہیں :

(الف) "رازِ بے خودی" از خان بہادر پیرزادہ مظفر احمد فضلی قریشی صدیقی نقشبندی آفاقی ، ناشر : فضل حسین مطبع بلالی دہلی ، ۱۹۱۸ء ، ص : ۱۶ + ۱۱۲ -

(ب) "لسان الغیب" از مولانا حکیم فیروز الدین احمد طغرائی امرتسری ، ناشر : منشی مولا بخش کشتہ ، امرتسر ، س - ن ، ص ۳۱ -

(ج) فارسی مثنوی از میاں ملک محمد قادری ٹھیکیدار ، جہلم بحوالہ : صحیفہ ، اقبال نمبر ، اول ۱۹۷۳ء : ص ۲۴۳ — ۲۴۵ -

(د) "مثنوی سرّ الاسرار" از ڈاکٹر معین الدین جمیل : مطبوعہ کراچی ، ۱۹۶۲ء : ص ۸۴ + ۹۴ + ۱۸۲ -

۲- اقبال کے ممدوح علما : ص ۱۱۲ -

۳- روزگارِ فقیر ، دوم : ص ۱۶۴ -

۴- تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے : محمد عبداللہ قریشی کا مضمون : "معرکۂ اسرارِ خودی" : مجلہ "اقبال" ، اکتوبر ۱۹۵۳ء اور اپریل ۱۹۵۴ء -

۵- انوارِ اقبال : ص ۶۵ -

۶- خطوطِ اقبال : ص ۱۲۹ -

۷- نیاز الدین خاں کے نام ۱۱ ستمبر ۱۹۱۶ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں : "پہلے حصے کی دوسری ایڈیشن کا کاغذ کل خرید کیا ہے" : مکاتیب اقبال بنام نیاز : ص ۵ -

# مثنوی

# اسرارِ خودی

یعنی

## حقائقِ حیاتِ فردیہ

از

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال ایم۔اے۔ بیرسٹر ایٹ لا لاہور

بفرمائش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری گیٹ لاہور

در یونین سٹیم پریس لاہور طبع شد

(تعداد ایک ہزار)

جاری تھی[1]۔ تاہم اس کی اشاعت ۱۹۱۸ء کے نصف آخر میں[2] عمل میں آئی۔

طبع دوم کے مندرجاتِ سرورق میں بھی ترمیم کی گئی ہے۔ کتاب کے نام کے ساتھ "یعنی حقائق حیاتِ فردیہ" کے الفاظ بڑھا دیے گئے ہیں۔ (اس سرورق کی تصویر سامنے کے صفحے پر ملاحظہ کیجیے)۔

اس ایڈیشن کا سب سے اہم پہلو وہ محذوفات و اضافات ہیں، جو علامہ اقبال نے "اسرارِ خودی" پر تبصروں اور تنقیدوں کی روشنی میں کیے۔ بعض تراسیم بھی کی گئیں، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

**(الف) محذوفات:**

(۱) سرورق: پیشانی پر مندرج آیت قرآنی: اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃ

(۲) بارہ صفحات کا دیباچہ[3]۔

(۳) پیش کش بحضور سر سید علی امام کے انیس[4] اشعار میں سے گیارہ اشعار (نمبر ۶ تا ۱۶)۔

(۴) ایک شعر:

روحِ نو می جوید اجسامِ کہن
کمتر از قُم نیست اعجازِ سخن[5]

(اسرارِ خودی، طبع اول: ص ۱۷)

---

۱- اقبال نامہ، اول: ص ۸۰۔

۲- اکبر الہ آبادی کے نام ایک خط (اقبال نامہ، اول: ص ۵۳ - ۵۷) سے اندازہ ہوتا ہے کہ دوسرا ایڈیشن ۱۱ جون ۱۹۱۸ء تک نہ چھپا تھا۔

۳- یہ دیباچہ مقالاتِ اقبال (ص: ۱۵۳ - ۱۵۹) اور روزگارِ فقیر دوم (ص: ۴۴ - ۵۲) میں شامل ہے۔ "مقالاتِ اقبال" کے متن میں متعدد اغلاط موجود ہیں۔

۴- انیس اشعار کا متن ملاحظہ کیجیے: "سرودِ رفتہ" (ص: ۶۸ - ۶۹) مرتبینِ "سرودِ رفتہ" کی یہ بات درست نہیں کہ یہ سب انیس اشعار دوسرے ایڈیشن میں حذف کر دیے گئے۔ عبدالمجید سالک بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں (ذکرِ اقبال: ص ۹۵)۔

۵- مولانا مہر کی مرتب کردہ فہرست "حذف شدہ اشعار" (سرودِ رفتہ: ص ۲۵۴) میں یہ شعر، نیز ایک اور شعر (زندگی محکم ز... ص ۸۶) شامل ہونے سے رہ گیا ہے۔

(۵) ایک شعر :

زندگی محکم ز ایقاظِ خودی است
کاہد از خوابِ خودی نیروے زیست

(طبع اول : ص ۲۷)

(۶) حافظ کے بارے میں[1] ۳۵ اشعار ، پہلا شعر یہ ہے :

ہوشیار از حافظِ صہبا گسار
جامش از زہرِ اجل سرمایہ دار

(طبع اول : ص ۶۶-۷۲)

(۷) چار اشعار :

(۱) صورتِ منصور اگر خود بیں شوی
ہمچو حق بالا تر از آئیں شوی
(۲) سوزِ مضمون دفترِ منصور سوخت
جلوہ رقصید و متاعِ طور سوخت
(۳) رفت از تن روحِ گردوں تا زِ آو
از اجل بیگانہ ماند آوازِ آو
(۴) نعرہ اش در لب چوگویائی ندید
سر بروں از قطرۂ خونش کشید

(طبع اول : ص ۱۰۶-۱۰۷)

(۸) ایک شعر :

پختگیہا جُست و خود آگاہ شد
زینتِ پہلوے بیت اللہ شد

(طبع اول : ص ۱۱۱)

**(ب) اضافات :**

(۱) سرورق کی پیشانی پر "۷۸۶" -

(۲) سرورق پر "مثنوی اسرارِ خودی" کے الفاظ کے بعد "یعنی حقائق حیاتِ فردیہ" -

---

۱- متن کے لیے ملاحظہ کیجیے :
(الف) سرودِ رفتہ : ص ۷۰ - ۷۲ -
(ب) انوارِ اقبال : ص ۳۱۴ - ۳۱۶ -

(۳) طبع دوم کا نیا دیباچہ[1] -

(۴) رومی کے تین اشعار :
دی شیخ با چراغ - - - (طبع دوم : ص ۲) کلیات اقبال فارسی : ص ۴) -

(۵) آغازِ مثنوی سے قبل ، تسمیہ سے اوپر کی سطر میں : "ھُوَ" (طبع دوم : ص ۵)

(۶) نظیری کا شعر :
نیست در خشک و تر - - - (طبع دوم : ص ۵ ، کلیات : ص ۵)

(۷) گیارہ اشعار :
از شعر نمبر ۱ : بود نقشِ ہستیم - - -
تا شعر نمبر ۲ : قطرہ تاہم پایہٴ - - - (طبع دوم : ص ۱۵-۱۶ ، کلیات : ص ۱۰ - ۱۱) -

(۸) ایک شعر :
چون خودی آرد - - - (طبع دوم : ص ۲۳ ، کلیات : ص ۱۵)

(۹) مکمل باب بہ عنوان : "در حقیقتِ شعر و اصلاحِ ادبیاتِ اسلامیہ" مع حواشی (طبع دوم : ص ۵۵ - ۶۴ ، کلیات : ص ۳۴ - ۳۹) -

(۱۰) پانچ اشعار - از شعر نمبر ۱ : گر نہ سازد - - - تا شعر نمبر ۵ : در جہان نتوان - - - (طبع دوم : ص ۸۱ ، کلیات : ص ۴۹)

(۱۱) مولانا روم کا ایک شعر بہ تغیر الفاظ مع حاشیہ : در درونم سنگ - - - (طبع دوم : ص ۱۰۱ ، کلیات : ص ۶۱)

(۱۲) ایک شعر مع حاشیہ :
تا کجا در روز و شب - - - (طبع دوم : ص ۱۲۲ ، کلیات : ص ۷۲) -

---

۱- مقالاتِ اقبال (ص : ۱۹۳) میں منقول ہے، مگر اس میں متعدد اغلاط موجود ہیں -

(۱۳) ایک شعر :
کوہ آتش خیز کن ۔ ۔ ۔ (طبع دوم: ص ۱۲۹ ، کلیات : ص ۷٦)

(۱۴) ایک شعر :
باز مارا برہہاں ۔ ۔ ۔ (طبع دوم : ص ۱۲۹ ، کلیات : ص ۷٦)

(۱۵) جملہ حواشی سوائے دو مقامات کے :

—— (۱) (طبع دوم : ص ۹۷ ، کلیات : ص ۴۸ ، حاشیہ نمبر ۱)

—— (۲) (طبع دوم ص ۱۱۲ ، کلیات : ص ٦۷ ، حاشیہ نمبر ۱)

(۱٦) آخری صفحے پر کاپی رائٹ سے متعلق "اعلان" کے آخر میں ، مصنف کے دستخط بہ حروف انگریزی مع "بیرسٹرایٹ لاء لاہور" ۔

## (ج) ترامیم :

دوسرے ایڈیشن میں کئی طرح کی ترامیم کی گئی ہیں :

(۱) مولانا غلام رسول مہر نے "سرودِ رفتہ" (ص : ۲۴۸ - ۲۵۳) میں بہت سے ایسے مقامات کی نشان دہی کی ہے ، جہاں اقبال نے "اسرارِ خودی" کے طبع دوم میں ترامیم کیں ، تاہم ترامیم کی خاصی تعداد مہر صاحب سے نظر انداز ہو گئی ۔ پھر مہر صاحب کے ترامیم نامے میں طبع دوم اور طبع سوم کی ترامیم مخلوط ہو گئی ہیں اور اس میں متعدد اغلاط بھی ہیں —— (آیندہ سطور میں حسبِ موقع ان کی نشان دہی کی جائے گی) ذیل وہ تمام اشعار و مصاریع درج کیے جاتے ہیں ، جن میں ، طبعِ دوم کے موقع پر اصلاح کی گئی ۔ علامت "م" سے مراد وہ ترامیم ہیں جن کی نشان دہی مہر صاحب کر چکے ہیں ۔

| ترمیم نمبر | صفحہ کلیات | صفحہ | اسرار خودی ، طبع اول | صفحہ | اسرار خودی ، طبع دوم | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۹ | ۱۴ | شمع شبخون ریخت بر پروانہ ام | ۱۲ | شمع سوزاں تاخت بر پروانہ ام | |
| ۲ | | | بادہ یورش کرد بر پیمانہ ام | | بادہ شبخون ریخت بر پیمانہ ام | |
| ۳ | ۱۴ | ۲۵ ع | جنبش از ساوام گیرد جام مے | ۲۱ ع | گردش از ما وام گیرد جام مے | |
| ۴ | ۱۴ | ۲۵ ع | شکوہ سنجِ یورشِ دریا شود | ۲۲ ع | شکوہ سنجِ جوششِ دریا شود[1] | (م) |
| ۵ | ۱۴ | ۲۶ ع | سبزہ چوں تابِ نمو از خویش یافت | ۲۲ ع | سبزہ چوں تابِ دمید ازخویش یافت | (م) |
| ٦ | ۱٦ | ۳۰ | نے گرفت از نیستاں آئینِ خویش | ۲۵ | نے بروں از نیستاں آباد شد | (م) |
| ۷ | | | نغمہ زد از لذتِ تعیینِ خویش | | نغمہ از زندانِ او آزاد شد | (م) |
| ۸ | ۱٦ | ۳۰ ع | چیست رازِ اختراعاتِ علوم | ۲٦ | چیست رازِ تازگیہائے علوم | (م) |
| ۹ | ۱۹ | ۳۵ ع | از حسینانِ جہاں محبوب تر | ۲۹ ع | خوش تر و زیبا تر و محبوب تر | |
| ۱۰ | ۲۰ | ۳۸ ع | چوں نبی دختر چہ را بے پردہ دید | ۳۱ | دخترک را چوں نبی بے پردہ دید | (م) |
| ۱۱ | ۲۱ | ۴۰ ع | در تپیدِ متصل آرامِ من | ۳۳ ع | در تپیدِ دمبدم آرامِ من | (م) |
| ۱۲ | | ۴۳ | جملہ اسقامِ تو از ناداری است | ۳٦ | خستگیہائے تو از ناداری است | (م) |
| ۱۳ | ۲۳ | | اصلِ علت ہا ہمیں بیماری است | | اصلِ دردِ تو ہمیں بیماری است | (م) |
| ۱۴ | ۲٦ | ۵۰ ع | غرق اندر قلزمِ افکارِ خویش | ۴۱ ع | غوطہ زن اندریمِ افکارِ خویش | (م) |

۱- حاشیہ صفحہ نمبر ۹۲ پر ملاحظہ کیجیے -

| ترمیم نمبر | صفحہ کلیات | صفحہ | اسرار خودی ، طبع اول | صفحہ | اسرار خودی ، طبع دوم | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۵ | ۲۶ | ۵۱ ع | نامۂ آں صوفیٔ حق دستگاہ | ۴۳ ع | نامۂ آں بندۂ حق دستگاہ | |
| ۱۶ | ۲۹ | ۵۶ ع | رنگِ سبعیّت پذیرد گوسفند | ۴۶ ع | خوئے گرگی[2] آفریند گوسفند | (م) |
| ۱۸ | ۳۰ | ۵۸ ع | تازِ فیضِ نیّرے تاباں شوی | ۴۸ ع | تارِ نورِ آفتابے بر خوری | (م) |
| ۱۹ | ۳۰ | ۵۹ | قومِ شیراز فتحِ پیہم خستہ بود | ۴۹ | خیل شیراز سخت کوشی خستہ بود | (م) |
| ۲۰ | | | دل بذوقِ استراحت بستہ بود | | دل بذوقِ تن پرستی بستہ بود | (م) |
| ۲۱ | ۳۱ | ۵۹ | آمدش ایں وعظِ خواب آور پسند | ۴۹ | آمدش ایں پندِ خواب آور پسند | (م) |
| ۲۲ | | | گشت مسحور[3] از کلامِ گوسفند | | خورد از خامی فسونِ گوسفند | (م) |
| ۲۳ | ۴۱ | ۷۵ ع | رقص پیرا در رگِ او خونِ او | ۶۷ ع | بر جہد اندر رگِ او خونِ او | |
| ۲۴ | ۴۱ | ۷۶ ع | از حدودِ زندگی بیروں مرو | ۶۸ ع | از حدودِ مصطفیٰ بیروں مرو | |
| ۲۵ | ۴۶ | ۸۴ ع | پس بآلامِ جہاں سازیم ما | ۷۶ ع | پس بہ سوزِ ایں جہاں سازیم ما | (م) |
| ۲۶ | ۴۷ | ۸۸ ع | در ریاضِ او چو بو آوارہ ام | ۷۷ ع | در خیابانش چو بو آوارہ ام | |
| ۲۷ | ۴۸ | ۸۹ ع | دیدہ اعمیٰ گوشِ ناشنوا ازو | ۷۸ ع | چشم کور و گوشِ ناشنوا ازو | (م) |
| ۲۸ | ۴۸ | ۹۰ | در جہاں ہر فتح از کرّاری است | ۷۹ | مردِ کشور گیر از کرّاری است | (م) |
| ۲۹ | | | آبروئے مرد از خودداری است | | گوہرش را آبرو خود داری است | (م) |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۰ | ۴۹ | ۹۲ | در عمل مخفی است مضمونِ حیات | ۸۰ | در عمل پوشیدہ مضمونِ حیات | (م) |
| ۳۱ | | | ذوقِ تخلیق است قانونِ حیات | ۸۱ | لذتِ تخلیق قانونِ حیات | (م) |
| ۳۲ | ۴۹ | ۹۳ ع | ہمتش را از مہاتِ عظیم | ۸۲ ع | زورِ خود را از مہاتِ عظیم | |
| ۳۳ | ۵۰ | ۹۵ | مدعی گر صاحبِ قوت بود | ۸۴ | مدعی گر مایہ دار از قوت است | (م) |
| ۳۴ | | | دعویش مستغنی از حجّت بود | | دعویِ او بے نیاز از حجّت است | (م) |
| ۳۵ | ۵۲ | ۹۸ ع | قلزمے در قطرۂ مضمر کنم | ۸۶ ع | گلشنے در غنچۂ مضمر کنم | (م) |
| ۳۶ | ۵۸ | ۱۱۲ ع | غوطہ خوارِ قلزم بود و عدم | ۹۶ ع | سر فرو اندریمِ بود و عدم | (م) |
| ۳۷ | ۶۰ | ۱۱۶ ع | صد شرار از سینۂ خارا برید | ۱۰۰ ع | ہم چو بحرِ آتش از کیں بردمید | (م) |
| ۳۸ | ۶۱ | ۱۱۹ | از تو قلزم سائل طوفاں شود | ۱۰۲ | از تو قلزم گریۂ طوفاں کند | (م) |
| ۳۹ | | | شکوہ سنجِ تنگیٔ داماں شود | | شکوہ ہا از تنگیٔ داماں کند | (م) |
| ۴۰ | ۶۷ | ۱۳۲ ع | التہاب دل خسِ ادراک سوخت | ۱۱۳ ع | آتشِ دل خرمنِ ادراک سوخت | |
| ۴۱ | ۶۹ | ۱۳۶ ع | شعلہ ہائے او مثالِ ژالہ سرد | ۱۱۶ ع | شعلۂ دارد مثالِ ژالہ سرد | |
| ۴۲ | ۷۴ | ۱۴۶ | عصرِ نو کز جلوہ ہا آراست است | ۱۲۴ | عصرِ نو از جلوہ ہا آراستہ | |
| ۴۳ | | | از غبارِ پائے ما برخاست است | | از غبارِ پائے ما برخاستہ | |
| ۴۴ | ۷۶ | ۱۴۹ ع | ما پریشاں چوں ہجومِ اختریم | ۱۲۸ ع | ما پریشاں در جہاں چوں اختریم | |
| ۴۵ | ۷۷ | ۱۵۲ | آفتاب از فیضِ او گردوں مقام | ۱۳۰ | آفتاب از سوزِ او گردوں مقام | (م) |
| ۴۶ | | | برقہا محوِ طوافِ او مدام | | برقہا اندر طوافِ او مدام | (م) |
| ۴۷ | ۷۸ | ۱۵۴ ع | در ہجومِ عالمے تنہا ستم | ۱۳۲ ع | درمیانِ محفلے تنہا ستم | (م) |

۲ ، ۳ - حواشی صفحہ ۹۲ پر ملاحظہ کیجیے -

(۲) بعض مقامات پر ترتیب اشعار و مصاریع میں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے :

(الف) طبع اول (ص : ۲۴) میں یہ شعر :

خیزد انگیز ۔ ۔ ۔ (کلیات : ص ۱۳)

اس بند کا آخری شعر تھا ۔ طبع دوم (ص : ۲۰) میں اسے موجودہ جگہ لایا گیا ۔

(ب) دو اشعار[۱] :

آرزو را در دلِ خود ۔ ۔ ۔

اور : آرزو جانِ جہاں ۔ ۔ ۔ (کلیات : ص ۱۶)

طبع اول (ص : ۳۲) میں اس باب کے آخری شعر تھے ، طبع دوم (ص : ۳۴) میں انھیں ، باب کا شعر نمبر ۳ اور نمبر ۴ بنا دیا گیا ۔

---

صفحہ ۸۹ اور ۹۰ کے حواشی :-

۱- مہر صاحب نے اسے تیسرے ایڈیشن کی اصلاح بتایا ہے (سرودِ رفتہ : ص ۲۴۸ ۔ حاشیہ نمبر ۳) حالاں کہ یہ دوسرے ایڈیشن کی ترمیم ہے ۔ مزید برآں مہر صاحب کے مطابق پہلے ایڈیشن میں لفظ "جوشش" تھا ، جسے دوسرے ایڈیشن میں "یورش" بنا دیا گیا ، مگر اصل صورت اس کے برعکس ہے ، جیسا کہ ہم نے اوپر نشان دہی کی ہے ۔

۲- مہر صاحب نے اس لفظ کو "گرمی" لکھا ہے (سرودِ رفتہ : ص ۲۵۱) جو درست نہیں ۔

۳- مہر صاحب نے اس لفظ کو "محور" لکھا ہے (سرودِ رفتہ : ص ۱۵۱) جو درست نہیں ۔

---

۱- مہر صاحب ان اشعار کے بارے میں لکھتے ہیں : "یہ شعر دوسرے ایڈیشن کے وقت تازہ کہے گئے ، پہلے میں موجود نہ تھے" (سرودِ رفتہ : ص ۲۴۹ ، حاشیہ نمبر ۱) یہاں مہر صاحب کو سہو ہوا ہے ۔ یہ دونوں اشعار طبع اول میں بھی موجود ہیں (ص : ۳۲) طبع دوم میں انھیں پیچھے لے جایا گیا ہے ۔

(ج) طبع اول (ص : ۹۸) میں اس شعر :

خاکِ پنجاب از دمِ او زنده گشت　　　صبحِ ما از سحرِ او تابنده گشت
(کلیات : ص ۵۲)

کے مصرعوں کی ترتیب ، موجودہ صورت کے برعکس تھی - طبعِ دوم (ص : ۸۶) میں یہ ترتیب قائم کی گئی -

(۳) طبعِ اول (ص : ٦۲) میں ایک عنوان کی ابتدائی صورت یہ تھی :

دربیان اینکہ افلاطونِ یونانی و حافظ شیرازی کہ تصوف و ادبیات اقوامِ اسلامیہ از تخیلات ایشان اثرِ عظیم پذیرفتہ بر مسلکِ گوسفندی رفتہ اند و از ایشان احتراز واجب است -

طبع دوم (ص : ۵۱) میں اسے موجودہ صورت دی گئی (کلیات ص : ۳۲)
طبع اول میں کتابت کی متعدد اغلاط موجود تھیں - طبع دوم میں ، سرورق کی عبارت میں ترمیم ہو گئی - دیباچہ بھی حذف کر دیا گیا - طبع اول کی باقی اغلاط میں سے مندرجہ ذیل کی تصحیح ہو گئی :

| صفحہ | سطر | طبع اول (غلط) | صفحہ | سطر | طبع دوم (صحیح) |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰ | ۲ | پے | ۹ | ۲ | بے |
| ۱۲ | ۲ | دبدۂ | ۱۰ | ٦ | دیدۂ |
| ۱٦ | ۴ | یروں | ۱۳ | ۸ | بیروں |
| ۲۲ | ۴ | شیرین | ۱۹ | ۷ | شیریں |
| ۲۲ | ۵ | پروانہا | ۱۹ | ۸ | پروانہ ہا |
| ۲٦ | ۱ | جلوہا | ۲۲ | ۳ | جلوہ ہا |
| ۲۸ | ٦ | مُوسی | ۲۴ | ۸ | موسیِ |
| ۵٦ | ۴ | از حویش | ۴٦ | ٦ | از خویش |
| ۵۸ | ۱ | خسراں | ۴۷ | ۷ | خسران |
| ۱۱٦ | ۵ | رم ست | ۹۹ | ۸ | رم است |
| ۱۴۳ | ۵ | نیسب | ۱۲۲ | ٦ | نیست |
| ۱۵۵ | ۲ | ایں و آں | ۱۳۳ | ۱ | این و آن |

تاہم طبع اول کی مندرجہ ذیل اغلاط طبع دوم میں بھی بدستور موجود ہیں :

| صفحہ | سطر | طبع اول (غلط) | صفحہ | سطر | طبع دوم (غلط) |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶ | ۲ | نگہتِ | ۱۳ | ۱۶ | نگہتِ |
| ۵۶ | ۲ | ماؤ او | ۴۶ | ۴ | ماؤ او |
| ۵۶ | ۵ | خون آشام | ۴۶ | ۷ | خون آشام |
| ۵۶ | ۶ | نحس | ۴۶ | ۸ | نحس |
| ۵۸ | ۱ | ضعیفاں | ۴۷ | ۷ | ضعیفاں |
| ۷۸ | ۱ | دولتِ | ۶۹ | ۲ | دولتِ |
| ۷۸ | ۲ | ماؤطیں | ۶۹ | ۳ | ماؤطیں |
| ۷۸ | ۳ | لا اِلہ | ۶۹ | ۴ | لا اِلہ |
| ۷۹ | ۶ | ہجرت آموز وطن | ۷۰ | ۵ | ہجرت آموز وطن |
| ۸۱ | ۱ | آلہی | ۷۱ | ۵ | آلہی |
| ۸۱ | ۳ | لایبلی | ۷۲ | ۱ | لایبلی |
| ۱۱۴ | ۴ | صحراؤ دشت | ۹۸ | ۲ | صحراؤ دشت |
| ۱۱۵ | ۴ | آذر | ۹۸ | ۸ | آذر |
| ۱۱۹ | ۱ | طلاطم | ۱۰۲ | ۱ | طلاطم |
| ۱۳۰ | ۱ | آگہٗ | ۱۱۱ | ۵ | آگۂ |
| ۱۳۲ | ۴ | نغمہائے | ۱۱۳ | ۷ | نغمہائے |
| ۱۴۸ | ۶ | بالاؤ | ۱۲۷ | ۶ | بالاؤ |
| ۱۵۵ | ۵ | آذرش | ۱۳۳ | ۴ | آذرش |

اس دوسرے ایڈیشن میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط بھی رو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲ | ۳ | خداؤ رستم | خدا و رستم |
| ۱۶ | ۶ | نہ | نشہ |
| ۱۷ | ۸ | خردہ | خردۂ |
| ۲۴ | ۶ | جانِ جہاں | جانِ جہان |
| ۲۵ | ۲ | پروار | پرواز |
| ۲۵ | ۵ | نفی | نفیِ |
| ۳۲ | ۳ | زنداں | زندانِ |
| ۳۶ | ۶ | کردں | کردن |
| ۶۴ | ۲ | خوبکر پاس | خوبہ کرپاس |
| ۶۷ | ۲ | زنداں گُل | زندانِ گُل |
| ۷۰ | حاشیہ | الصلوۃ تنہلی عن الفحشاء | ان الصلوۃ تنہیٰ عن الفحشاء |
| ۷۱ | حاشیہ | تنالوالبر | تنالوا البرّ |
| ۷۲ | ۲ | حکمراں | حکمران |
| ۷۲ | حاشیہ | لاییلی | لاابالی |
| ۷۹ | ۶ | چیں | چین |
| ۸۱ | ۵ | ترکیبِ تو | ترکیبِ نو |
| ۸۷ | ۷ | ماء وطین | ماء وطیں |
| ۹۵ | ۵ | مستیز | مستنیر |
| ۹۸ | ۱ | بر خاک | با خاک |
| ۹۸ | ۸ | ابراہیم رض | ابراہیمؑ |
| ۱۱۴ | حاشیہ نمبر ۱ | اولہ | اولا |
| ۱۱۶ | ۴ | حُسِ | حسّ |
| ۱۳۲ | ۳ | شبِ یارا | شبِ یلدا |

اسرارِ خودی کا تیسرا ایڈیشن ، رموزِ بےخودی کے دوسرے ایڈیشن کے ساتھ ملا کر "اسرار و رموز" (یکجا) کی صورت میں شائع ہوا —— اس لیے اس کا ذکر آگے چل کر "اسرار و رموز" (ہر دو یکجا) کے طبع اول کے جائزے میں ہوگا ۔

# رموزِ بے خودی

"اسرارِ خودی" کی تکمیل (اکتوبر، نومبر ۱۹۱۴ء) اور بعد ازاں اس کی اشاعت (۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ء) ہی کے زمانے سے، اقبال کو حصہ دوم لکھنے کا خیال تھا[۱]، بلکہ اس کے موضوعات و مضامین ان کے ذہن میں موجود تھے[۲]۔ اقبال سے منسوب عاشق حسین بٹالوی کا یہ قول کہ: —— "اسرارِ خودی" پر عبدالرحمٰن بجنوری کا مضمون پڑھ کر مجھے احساس ہوا کہ "رموزِ بے خودی" کا لکھا جانا بے حد ضروری ہے"۔[۳] اس لیے غلط ہے کہ بجنوری نے صرف مثنوی "اسرارِ خودی" پر نہیں، بلکہ ''Iqbal—His Persian Masnavis'' کے زیر عنوان دونوں مثنویوں پر بحث کی تھی، اور یہ مضمون "رموزِ بے خودی" کی اشاعت (۱۰ اپریل ۱۹۱۸ء) کے تین ماہ بعد جولائی ۱۹۱۸ء کے رسالہ East and West میں شائع ہوا تھا۔[۴]

درحقیقت "رموزِ بے خودی" کوئی نیا منصوبہ نہ تھا، بلکہ "اسرارِ خودی" ہی کی توسیع تھی اور اسی کا تسلسلِ خیال، اسی لیے اقبال نے احباب کے نام خطوط میں جہاں بھی "رموزِ بے خودی" کا ذکر کیا، اسے "اسرارِ خودی" کا حصہ دوم قرار دیا۔[۵]

———

۱۔ صحیفہ، اقبال نمبر، اول، ۱۹۷۳ء: ص ۱۵۳۔

۲۔ اقبال نامہ، اول: ص ۲۳۔

۳۔ چند یادیں، چند تأثرات: ص ۴۷۔

۴۔ بجنوری کے مضمون کا متن ملاحظہ کیجیے: *Tributes to Iqbal*، مرتبہ محمد حنیف شاہد (ص: ۱۴۷ - ۱۵۵)۔

۵۔ ملاحظہ کیجیے:

(الف) شاد اقبال: ص ۳ اور ۴۸۔

(ب) اقبال نامہ، اول: ص ۲۳ اور ۷۹۔

(ج) اقبال نامہ، دوم: ص ۵۳۔

(د) صحیفہ، اقبال نمبر، اول ۱۹۷۳ء: ص ۱۵۳۔

"رموزِ بے خودی" کا آغاز ۱۹۱۵ء کے آخری ایام یا ۱۹۱۶ء کے ابتدائی دنوں میں ہوا۔ اکثر حصے ۱۹۱۶ء اور ۱۹۱۷ء میں لکھے گئے[۱]، اور تکمیل نومبر ۱۹۱۷ء میں ہوئی (۱۳ اور ۲۷ نومبر کے درمیان)۔ بعد ازاں قانونی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے سنسر کے محکمے کو دکھائی گئی - جو مسودہ سنسر کے لیے بھیجا گیا، وہ اقبال میوزیم، لاہور میں محفوظ ہے، اور اس کے ہر صفحے پر سنسر کرنے والے افسر کے مختلف دستخط (Initials) موجود ہیں۔ آخری صفحے پر پورے دستخط مع تاریخ درج ہیں۔[۲] Abdul Aziz[۳]
25.12.17

بظاہر یہی لگتا ہے کہ محکمہ سنسر نے کوئی شعر نہیں کاٹا۔ البتہ بعض اشعار، معلوم ہوتا ہے، بعد میں خود اقبال نے قلمزد کردیے۔ اگر سنسر والے کوئی شعر کاٹتے تو احباب کے نام خطوط میں، جہاں وہ مثنوی کی تحریر و تصنیف، تکمیل و اختتام اور کتابت و طباعت وغیرہ کے بارے میں تازہ ترین صورتِ حال کی اطلاع بہم پہنچاتے رہتے تھے، اشعار کے قلمزد ہو جانے کا ذکر بھی کرتے۔

مولانا گرامی نے بطور تقریظ چند اشعار لکھ بھیجے، مگر اقبال کے خیال[۴] میں یہ اشعار "رموزِ بے خودی" کی نسبت "اسرارِ خودی" کے لیے زیادہ مناسب تھے - توقع تھی کہ گرامی "رموزِ بے خودی" کے لیے نئی تقریظ لکھیں گے، اور اس کے لیے اقبال منتظر بھی رہے[۵] - مگر گرامی بر وقت تقریظ لکھ کر نہ بھیج سکے - اسی اثنا (دسمبر کے آخری ایام) میں

---

۱- جن دنوں میں اقبال "رموزِ بے خودی" لکھ رہے تھے، خط کتابت کے ذریعے مولانا گرامی سے برابر مشورہ لیتے رہے - ملاحظہ کیجیے: مکاتیب اقبال بنام گرامی: صفحات ۱۱۰، ۱۱۳، ۱۱۶، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۳، ۱۲۵، ۱۲۶ اور ۱۳۱ -

۲- ملاحظہ کیجیے: مسودہ "رموزِ بے خودی": نمبر A/M 1977-199 مخزونہ اقبال میوزیم لاہور۔

۳- عبدالعزیز، پریس برانچ میں Officer-in-charge تھے۔

۴- مکاتیب اقبال بنام گرامی: ص ۱۳۶ -

۵- مکاتیب اقبال بنام نیاز: ص ۱۱ -

مثنوی کتابت کے لیے دے دی گئی - تقریباً تین ماہ کتابت و طباعت کے مراحل میں گزر گئے ، حتیٰ کہ اپریل ۱۹۱۸ء کے پہلے عشرے میں کتاب چھپ کر تیار ہو گئی[۱] - اور اپریل کے وسط میں ، احباب کو اس کے نسخے روانہ کیے گئے -

"رموز بے خودی" کی اولیں اشاعت کا اہتمام بھی حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی نے کیا - سرورق اور آخری صفحے کی بیل کا ڈیزائن بھی وہی ہے ، تاہم "رموز بے خودی" کی بیل سرخ رنگ میں طبع کی گئی ہے - سرورق پر مثنوی کا پورا نام اس طرح درج ہے :

**"مثنوی رموز بے خودی یعنی اسرار حیات ملیہ اسلامیہ"[۲]**

آخری صفحے پر ، سرخ بیل کے اندر یہ عبارت موجود ہے -

## اطلاع

بموجب ایکٹ ۱۹۱۴ء کاپی رائٹ مجریہ فروری ۱۹۱۴ء مثنوی ہٰذا کے جملہ حقوق محفوظ ہیں -

(مصنف)

دیباچے کے چودہ سطری مسطر کے دو صفحات پر صفحہ نمبر کا شمار نہیں کیا گیا - اگلے چھ صفحات (پیش کش بحضور ملت اسلامیہ) کو الف ب ج د ہ و سے شمار کیا گیا ہے - مثنوی صفحہ نمبر ۱ سے شروع ہو کر صفحہ نمبر ۱۳۹ پر ختم ہوتی ہے - بالکل آخری صفحہ خالی ہے - یہ علامہ اقبال کی پہلی کتاب ہے ، جسے پروین رقم نے کتابت کیا -

طبع اول میں کتابت اور املا کی مندرجہ ذیل اغلاط موجود ہیں -

---

۱- شاد اقبال : ص ۸۲ -

۲- "رموز بے خودی" طبع اول کے سرورق کا عکس *Iqbal in Pictures* میں شامل ہے -

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| دیباچہ ص ۱ | ۵ | اقوام کے حیات | اقوام کی حیات |
| ,, ص ۲ | ۴ | مضبوط | مضبوط |
| ,, ,, | ۵ | دوتوں | دونوں |
| ۵ | ۳ | یا حیّ و | یا حیّ |
| ۹ | ۵ | پار ہائے | پارہ ہائے |
| ۱۲ | ۸ [حاشیہ] | الرّحمٰن | الرحمٰنِ |
| ۱۴ | ۶ | اندیشہا | اندیشہ ہا |
| ۱۸ | ۳ | چشمہائے | چشمہ ہائے |
| ۱۸ | ۶ | صدیقؓ را صدیقؓ | صدیقؓ را صدیق |
| ۲۹ | حاشیہ | کا التّلیث | کا لتّلیث |
| ۳۱ | ۸ | خداست | خدا است |
| ۳۴ | ۳ | حیلہ جوی | حیلہ جو |
| ۳۸ | حاشیہ نمبر ۲ | یَأْمُرُکُمْ | یَأْمُرُ |
| ۴۱ | ۷ | هُوَ اللهُ | هُوَ الله |
| ۴۴ | ۵ | تازہ ار تکبیر | تازہ از تکبیر |

۴۸ حاشیہ آیہ شریفہ کا صحیح متن یہ ہے: اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِینَ بَدَّلُوا نِعْمَتَ اللهِ کُفْراً وَّاَحَلُّوا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۙ جَهَنَّمَ یَصْلَوْنَهَا ط وَ بِئْسَ الْقَرَارُ ط

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵۹ | ۷ | رحمةٌ اللّعالمین | رحمةٌ لِلّعالمین |
| ۶۱ | حاشیہ نمبر ۱ | فَتَقَطَّعُوْا.. زُبْراً ط | فَتَقَطَّعُوآ.. زُبُراً ط |
| | حاشیہ نمبر ۲ | الداخِ.. مکرا | الدّاعِ.. نُکُرٍ |
| ۶۳ | ۶ | رازیؒ | رازی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۸۷ | حاشیہ نمبر ۱ | لتکونو | لتکونوا |
| | حاشیہ نمبر ۳ | وساضّل | ماضّل |
| ۹۸ | ۲ | خویشتن ماز | خویشتن باز |
| ۱۰۳ | حاشیہ نمبر ۱ | لباسکم | لباسٌ لّکُم |
| ۱۱۴ | حاشیہ نمبر ۱ | | |

غلط :- كَانَ اَبُوْبَكْرٌ صَدِّيقٌ مِنَ النَّبِيِّ مَكَانَ
الْوزِيْرُ فَكَانَ يَشَاوِرُهٗ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِهٖ
وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِيْ الاِسْلَامِ وَثَانِيَهٗ فِيْ
الغَارِ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِيْ الْعَرِيْشِ يَوْمَ
بَدْرٍ وكَانَ ثَانِيَهٗ فِيْ القَبْرِ وَلَمْ يَكُنْ
رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقدم
عليه اَحَدًا ط (قول سعيد ابن مسيب)

صحیح :- كَانَ اَبُوْ بَكْرِ نِالصِّدِّيقُ مِنَ النَّبِيِّ
مَكَانَ الْوَزِيْرِ فَكَانَ يُشَاوِرُهٗ فِيْ جَمِيْعِ
اُمُوْرِهٖ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي الاِسلَامِ و ثَانِيَهٗ
فِي الغَارِ وَكَانَ ثَانِيَهٗ فِي القَرِيْشِ يَوْمَ
بَدْرٍ وكَانَ ثَانِيَهٗ فِي القَبْرِ وَلَمْ يَكُنْ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| | | | رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ |
| | | | یُقَدِّمُ عَلَیْہِ اَحَدًا ط |
| | | | (قول سعید ابن مسیب) |
| ۱۱۶ | ٦ | باللّٰہ | بہ اللّٰہ |
| ۱۲۱ | ۸ | مازاغُ الْبَصَرِ | مَازَاغَ الْبَصَرُ |
| ۱۲۸ | حاشیہ | غلط : لَا تَحْزَنُو وَلَا تَہِنُوْا اَنْتُمْ الْاَعْلَوْن | |
| | | صحیح : وَلَاتَہِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ | |
| ۱۳۲ | ۸ | مناب | منات |
| ۱۳۳ | ۸ | نگہتے | نکہتے |
| ۱۳۷ | ۳ | آذر | آزر |

"رموزِ بے خودی" کا ایک شعر اس طرح ہے :

اہلِ حق را رمزِ توحید ازبراست — دراٰتیِ الرحمٰن عبداً مضمراست

(طبع اول : ص ۱۲)

مصرع ثانی میں عربی ترکیب ، قرآن پاک (سورہ مریم : ۹۳) سے ماخوذ ہے ، مگر اقبال نے یہ تصرّف کیا ہے کہ لفظ "اتیِ" باندھا ہے کیونکہ "اتیِ" وزن پر پورا نہیں اترتا ، لیکن اس سے یہ لفظ بے معنی ہو کر رہ گیا ، یہ شعر کی اہم خامی ہے ۔ اقبال نے "رموزِ بے خودی" کے طبع دوم (اسرار و رموز یکجا ، اول ۱۹۲۳ء) میں بہت سی ترامیم کیں ، مگر تعجب ہے کہ اس اہم فرو گذاشت پر انھیں تنبہ نہیں ہو سکا ، جس کے نتیجے میں ایک اہم غلطی باقی رہ گئی ۔

"رموزِ بے خودی" کی اشاعت کے بعد ، علامہ اقبال اس کا تیسرا حصہ بھی لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے ۔[۱] ایک بار انھوں نے اس کے آغاز کی

---

۱۔ اقبال نامہ ، دوم : ص ۷۵ ۔

خبر دیتے ہوئے بتایا کہ "یہ ایک قسم کی نئی منطق الطیر ہوگی[1]، اور اس کا نام انھوں نے "حیاتِ مستقبلۂ اسلامیہ"[2] تجویز کیا تھا، مگر یہ موعودہ مثنوی کبھی طبع ہو کر منصۂ شہود پر نہ آ سکی، ممکن ہے اس کے کچھ اشعار لکھ کر تلف کر دیے گئے ہوں۔

"رموزِ بے خودی" کا دوسرا ایڈیشن بطور "اسرار و رموز" (ہر دو یکجا) طبع اول شائع ہوا۔

## اسرار و رموز

"اسرارِ خودی" کا دوسرا ایڈیشن اور "رموزِ بے خودی" کا پہلا ایڈیشن ختم ہونے پر دونوں مثنویوں کے نئے ایڈیشنوں کی اشاعت کا مسئلہ در پیش ہوا، تو علامہ اقبال نے دونوں کی یکجا اشاعت کا فیصلہ کیا۔ اس موقع پر انھوں نے دونوں مثنویوں پر نظر ثانی کر کے بعض اشعار میں ترامیم کیں، اور کئی اشعار کا اضافہ بھی کیا۔

"اسرار و رموز" (یکجا) کے طبع اول پر سالِ اشاعت درج نہیں، تاہم اس کی اشاعت کا سال ۱۹۲۳ء[3] ہے۔ یہ "اسرارِ خودی" کی اشاعت سوم اور "رموزِ بے خودی" کی اشاعت دوم ہے۔

---

۱۔ مکاتیب اقبال بنام گرامی: ص ۱۲۴۔
۲۔ شاد اقبال: ص ۹۷۔
۳۔ اس دور کی بعض کتابوں کے کوائف اس طرح ہیں:

| کتاب | | پرنٹ لائن |
|---|---|---|
| پیامِ مشرق | طبع اول ۱۹۲۳ء | در مطبع کریمی واقع لاہور باہتمام میر امیر بخش طبع گردید |
| اسرار و رموز، یکجا | | " " " |
| بانگِ درا، طبع اول ۱۹۲۴ء | | کریمی پریس لاہور نزد کوتوالی قدیم باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپی۔ |

(بقیہ حاشیہ آیندہ صفحے پر)

سرورق کے صفحہ نمبر ۳ پر چند سطری مختصر دیباچہ ہے - یہ دیباچہ علامہ اقبال کے کسی نثری مجموعے میں شامل نہیں ، اس لیے اسے یہاں نقل کیا جاتا ہے :

## دیباچہ

اس ایڈیشن میں ناظرین کی سہولت کے لیے دونوں مثنویاں یعنی اسرار خودی اور رموزِ بے خودی یکجا شائع کی جاتی ہیں - معولی لفظی ترمیم کے علاوہ مطالب کی مزید تشریح کے لیے بعض جگہ اشعار کا بھی اضافہ ہے ، جن کی

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

پیامِ مشرق ، طبع دوم ۱۹۲۴ء میر امیر بخش صاحب مرحوم کے کریمی پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ پرنٹر چھپی

"پیامِ مشرق" ، طبع اول اور "اسرار و رموز" یکجا کی پرنٹ لائن ایک ہی ہے - "پیامِ مشرق" طبع اول ۱۹۲۳ء میں شائع ہوئی ، اس اعتبار سے قرینِ قیاس ہے کہ "اسرار و رموز" بھی اسی سال ۱۹۲۳ء میں چھپی ہوگی ، کیونکہ اگر یہ اگلے برس (۱۹۲۴ء) میں چھپتی تو اس کی پرنٹ لائن بھی "بانگِ درا" طبع اول اور "پیام مشرق طبع دوم" کی پرنٹ لائن کے مطابق ہوتی —— غالباً میر امیر بخش ۱۹۲۳ء کے آخر یا ۱۹۲۴ء کے آغاز میں (پیامِ مشرق اول اور اسرار و رموز، یکجا کی اشاعت کے بعد) فوت ہو گئے- اس لیے ۱۹۲۴ء میں شائع ہونے والی دونوں کتابوں کی پرنٹ لائن میں تبدیلی کر دی گئی —— (راقم نے میر امیر بخش کی تاریخ وفات معلوم کرنے کے لیے ان کے ورثا کا سراغ لگانے کی کوشش کی ، معلوم ہوا ، میر قدرت اللہ نے کریمی پریس عنایت اللہ صاحب کو فروخت کر دیا تھا - انھوں نے کچھ عرصے بعد پریس کا ساز و سامان بیچ دیا اور اس طرح کریمی پریس ختم ہو گیا - میر امیر بخش کے ورثا جس محلے میں رہائش پذیر تھے ، وہاں سے نقلِ مکانی کرکے نامعلوم جگہ چلے گئے -)

مجموعی تعداد سوا سو ہوگی ۔ ایک دو جگہ نئے عنوان بھی قائم کیے گئے ہیں ، مگر کتاب کی ترتیب میں کوئی فرق نہیں ۔

محمد اقبال

"اسرار و رموز" (یکجا) میں متعدد اشعار حذف کر دیے گئے ، کئی حصوں میں ترمیم کی گئی اور بعض اشعار کا اضافہ بھی ہوا ۔ تفصیل اس طرح ہے :

## (ا) محذوفات :

۱۔ اسرار خودی ، طبع دوم کے سرورق پر "مثنوی اسرار خودی" کا توضیحی عنوان : حقائق حیاتِ فردیہ"

۲۔ دیباچہ[1]

۳۔ پیش کش بحضور سر سید علی امام کے تمام اشعار ۔

۴۔ آغازِ مثنوی سے پہلے ، صفحے کی پیشانی پر لفظ : "ھُو"

۵۔ ص ۵۷ کا یہ شعر :

طرفہ افسونِ نقشِ او بر ما دمد خامہ اش کوہے بموئے میکشد

۶۔ ص ۱۳۴ پر حقوقِ اشاعت سے متعلق "اعلان" (اسے گذشتہ صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے)۔

## رموزِ بے خودی :

۷۔ ص الف کا یہ شعر :

اے بعشق دیگراں دل باختہ جلوہ ہائے خویش را نشناختہ

(م)

۸۔ ص ۴۲ کا یہ شعر :

---

۱۔ مقالات اقبال (ص ۱۹۳) ۔ میں منقول متن میں متعدد اغلاط موجود ہیں ۔

جانم از مظلومیٔ او مـی تپـد؍ اشک ِخون از دیدۂ دل می چکد (م)

۹- ص ۹۷ کے تین اشعار :

سیلئے از دست ِ مادر می خورد خـویشتن را بـاز در مـادر تند

مزد ِ رہشستن زما در گیرد او چوں گل از باد ِ سحر زر گیرد او

چشم او ہر لحظہ بر اشیافتد ازلبش ہردم سوالے می چکد (م)

۱۰- ص ۱۱۴ کے حاشیے میں مندرج سعید ابن مسیب کا ایک قول (یہ قول صفحہ : ۱۰۰ پر نقل کیا جا چکا ہے)۔

۱۱- ص ۱۸۶ کا یہ شعر :

تاباغت[2] رنگ ِ خویش انداخت است

احمرت را غیر اصفر ساخت است

۱۲- آخری صفحے پر حقوق ِ اشاعت سے متعلق "اعلان" (یہ عبارت گذشتہ صفحات میں نقل کی جا چکی ہے) ۔

**(ب) اضافات :**

۱- دیباچہ (گذشتہ صفحات میں نقل کیا جا چکا ہے) ۔

۲- "اسرار ِ خودی" میں باب "الـوقت سیف" کے پہلے بند کے بعد اٹھارہ اشعار کا ایک مکمل بند، جس کا سب سے پہلا شعر ہے :

نکتۂ می گویمت روشن چو دُر تا شناسی امتیاز عبد و حُر

اور آخری شعر :

نغمہٴ خاموش دارد ساز وقت غوطہ در دل زن کہ بینی راز ِ وقت

(کلیات : ص ۴۲ - ۴۷)

---

۱- اس شعر کے بارے میں مولانا مہر کی یہ وضاحت : "ایک مقام پر یہ شعر لکھا تھا، پھر قلم زدکر دیا" (سرود ِ رفتہ : ص ۲۵۶) مبہم ہے - انھوں نے اس شعر کو "ترمیم شدہ شکل" کے زیر عنوان درج کیا ہے، مگر یہ نہیں واضح کیا کہ اس کی ابتدائی صورت کیا تھی - حقیقت میں یہ شعر طبع اول میں موجود تھا، مگر "اسرار و رموز" (یکجا) سے حذف کر دیا گیا ۔

۲- مولانا مہر نے "بباغش" لکھا ہے (سرود رفتہ : ص ۲۵۸) مگر طبع اول میں "بباغت" ہے (طبع اول : ص ۱۲۰) ۔

۳- ص ۹۲ (رموزِ بے خودی) پر مولانا روم کا یہ شعر :
جہد کن در - - -　　　　(کلیات : ص ۸۰)
۴- ص ۱۱۱ کا عنوان :
"محاورہ تیر و شمشیر - - -　　　　(کلیات : ص ۹۷)
۵- ص ۱۱۹ - ۱۲۰ پر ایک نئے عنوان :
"در معنیٔ این کہ مقصود رسالتِ محمدیہ تشکیل و تاسیس حریت و مساوات و اخوتِ بنی نوعِ آدم است" کے تحت ابتدائی سولہ اشعار —— (کلیات : ص ۱۰۳ - ۱۰۴)
۶- اسرار و رموز : ص ۱۲۹ کا شعر نمبر ۴ (پیشِ پیغمبر - - -) شعر نمبر ۵ (در ثنایش - - -) ص ۱۳۰ کے گیارہ اشعار (از : آن مقامش - - - تا مسلم استی - - - ) اور ص ۱۳۱ کے دو اشعار (سی نگنجد - - - اور : دل بدست آور - - -) کل پندرہ اشعار (کلیات : ص ۱۱۲ - ۱۱۳) -
۷- ص ۱۲۹ ، ۱۳۰ کے حواشی　　　　(کلیات : ص ۱۱۲ - ۱۱۳)
۸- ص ۱۳۳ کا عنوان :
"در معنی این کہ وطن اساسِ ملت نیست" (کلیات: ص ۱۱۵) -
۹- ص ۱۴۳ - ۱۴۴ پر ایک نئے عنوان -
در معنیٔ این کہ در زمانۂ انحطاط تقلید از اجتہاد اولیٰتر است" کے تحت شعر نمبر ۲ (بزمِ اقوامِ کہن - - -) تا شعر ۱۶ (اے پریشاں محفل - - -) کل پندرہ اشعار - (کلیات : ص ۱۲۴ - ۱۲۵)
۱۰- ص ۱۵۲ پر دو اشعار :
شعر نمبر ۵ : مرشدِ رومی - - -
اور : شعر نمبر ۶ : مگسل از ختم الرسل - - - (کلیات : ص ۱۳۱ - ۱۳۲) -
۱۱- ص ۱۵۵ کا شعر نمبر ۲ : (گر نظر داری - - -) اور نمبر ۶ (فکرِ خامِ تو - - -) تا نمبر ۱۲ (سازِ خوابیدہ - - -) ص ۱۵۶ کا شعر نمبر ۱ (دمبدم مشکل - - -) کل نو، اشعار (کلیات : ص ۱۳۴)
۱۲ - ص ۱۶۷ کا آخری شعر : قطرۂ کز - - -
(کلیات : ص ۱۴۴)

۱۳- ص ۱۶۸ کا شعر نمبر ۱ : (چوں بدریا ---) نمبر۲ (چوں صبا ---) اور نمبر ۴ (حرف چوں طائر ---) (کلیات : ص ۱۴۴)

۱۴- ص ۱۶۸ کا حاشیہ نمبر ۱ (کلیات : ص ۱۴۴)

۱۵- ص ۱۸۷ کے آخری دو اشعار :

(۱) چوں نظر در پردہ ہائے ---

(۲) در جہاں مثل حباب --- (کلیات : ص ۱۶۱)

۱۶- ص ۱۹۰ کے دو اشعار :

(۱) امتِ او مثلِ او ---

(۲) نورِ حق را کس --- (کلیات : ص ۱۶۳)

## ج) ترامیم :

"اسرار و رموز" (یکجا) میں بعض اشعار و مصاریع کو ترمیم کے ذریعے ، نئی صورت دی گئی ۔ اس کی وضاحت ذیل کے گوشوارے سے ہوگی۔ جن ترامیم کی نشاندہی مولانا غلام رسول مہر نے کی ، ان کے سامنے علامت "م" درج ہے ۔

(گوشوارہ آیندہ صفحے پر)

| ترتیب نمبر | صفحہ کلیات | صفحہ | اسرار خودی، دوم | صفحہ | اسرار و رموز (یکجا) | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ٦ | ۷ | بے نیاز از گوشِ امروز آمدم | ۵ | نغمہ ام از زخمہ بے پرواستم | م |
| ۲ | | | من صدائے شاعرِ فرداستم | | من نوائے شاعرِ فرداستم | م |
| ۳ | ۱۰ | ۵ | ع در رگِ ما دورۂ خون دیدہ ام | ۱۰ | ع در رگِ ما گردشِ خون دیدہ ام | م |
| ۴ | ۱۳ | ۲۰ | خیزد ، انگیزد ، فتد ، تابد ، دمد | ۱۳ | خیزد ، انگیزد ، پرد ، تابد ، رمد[1] | |
| ۵ | | | سوزد ، افروزد ، خرامد ، پرزند | | سوزد ، افروزد ،کشد ، میرد ، دمد | م |
| ٦ | ۱۷ | ۲٦ | بینی و دست و دماغ و چشم و گوش | ۱۷ | ع دست و دندان و دماغ وچشم وگوش | م |
| ۷ | ۲۸ | ۴۵ | شیرہا از بیشہ سر بر زدند | ۳۰ | شیرہا از بیشہ بر بیرون زدند | م |
| ۸ | | | بر حصارِ گوسفنداں تاختند | | بر علف زارِ بزاں شبخوں زدند | م |
| ۹ | ۳۲ | ۵۱ | ع راہبِ اول فلاطونِ حکیم | ۳۴ | ع راہبِ دیرینہ افلاطوں حکیم[2] | م |
| ۱۰ | ۴۰ | ٦٦ | ع راکب و سامان و محمل مے برد | ۴۵ | ع مست زیرِ بار محمل می رود[3] | م |
| ۱۱ | ۴۵ | ۷۵ | ع طبعِ فطرت عمرہا در خوں تپد | ۵۱ | ع طبع مضموں بندِ فطرت خوں شود | م |
| ۱۲ | ٦۷ | ۱۱۳ | ع حرفِ ملا شمس را حدت فزود | ۷۵ | ع سوزِ شمس از گفتۂ ملا فزود | م |
| ۱۳ | ۷٦ | ۱۲۹ | ع باز مارا بر پہاں خدمت گزار | ۸۷ | ع باز مارا برپہاں خدمت گہار | |
| ۱۴ | ۸۱ | الف | اے ترا حق زبدۂ اقوام کرد | ۹۳ | اے ترا حق خاتمِ اقوام کرد | م |
| ۱۵ | | [رموز، اوّل] | ختم بر تو دورۂ ایام کرد | | بر تو ہر آغاز را انجام کرد | م |
| ۱٦ | ۸۲ | د | ع برگِ گل صبحم چو شبنم می چکد | ۹۵ | ع بر دلِ گرمم دما دم می چکد | م |

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۷ | ۸۴ | و | | تا ز خاکت لاله زارے بر دمد | ۹۶ | | تا ز خاکت لاله‌زار آید پدید | م |
| ۱۸ | | | | نغمه هائے خفته سر بیرون زند | | | از دمت باد بهار آید پدید | م |
| | ۸۶ | ۲ | | فرد و قوم آئینهٔ یک دیگراند | ۹۸ | | فرد و قوم آئینهٔ یک دیگراند | |
| ۱۹ | | | | هم خیال و هم نشین و همسر اند | | | سلک و گوهر کهکشان و اختراند | م |
| ۲۰ | ۸۷ | ۵ | ع | چون ز خلوت خویش را بیرون کشد | ۱۰۰ | ع | چون ز خلوت خویش را بیرون دهد | |
| ۲۱ | ۸۹ | ۸ | ع | کز فغانے نغمهٔ انشا کند | ۱۰۲ | ع | کو ز حرفے دفترے املا کند | م |
| ۲۲ | ۹۲ | ۱۳ | ع | پرده بند از شعلهٔ افکار ما | ۱۰۶ | ع | رشته اش شیرازهٔ افکار ما | م |
| ۲۳ | ۹۵ | ۱۹ | ع | قلب خویش از لَاتَخَفْ محکم کند | ۱۰۹ | ع | قلب او از لَاتَخَفْ محکم شود | م |
| ۲۴ | ۹۵ | ۱۹ | | حاشیه نمبر ۲ [۱، ۲] یٰموسیٰ لَاتَخَفْ اِنِّی لَایَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ | ۱۰۹ | | حاشیه نمبر ۳ قُلْ لَا [۳] تَخَفْ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلیٰ | |
| ۲۵ | ۹۹ | ۲۵ | | نعرهٔ زد شیرے از دامان دشت | ۱۱۴ | | شیر بر آمد پدید از طرف دشت | |
| ۲۶ | | | | دشت و در از هیبتش لرزنده گشت | | | از خروش او فلک لرزنده گشت | م |
| ۲۷ | ۱۰۲ | ۳۲ | ع | مسلم از مینائے حق صهبا کشد | ۱۱۸ | ع | دل ز غیر الله مسلمان بر کند | م |

۱، ۲، ۳، ۴ - حواشی صفحه ۱۱۲ پر ملاحظه کیجیے -

| ترمیم نمبر | صفحہ کلیات | صفحہ | | رموز بے خودی ، اول | صفحہ | | اسرار و رموز (یکجا) | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۸ | ۱۰۶ | ۳۵ | ع | نغمۂ عثمان رض نوائے بوذر رض است | ۱۲۲ | ع | نعرۂ حیدر رض نوائے بوذر رض است | |
| ۲۹ | | ۳۸ | ع | زندگی گیرد ز این قانون ثبات | ۱۲۴ | ع | زندگی گیرد باین قانون ثبات | |
| ۳۰ | ۱۱۶ | ۴۹ | ع | تا حکومت مسندِ مذہب گرفت | ۱۳۳ | ع | تا سیاست مسندِ مذہب گرفت | |
| ۳۱ | ۱۱۷ | ۵۲ | | غنچۂ از دستِ گلچیں خوں شود | ۱۳۵ | | غنچۂ از دستِ گلچیں خوں شود[۵] | |
| ۳۲ | | | | رختِ ہستی از چمن بیروں کشد | | | از چمن مانندِ بو بیروں رود | م |
| ۳۳ | ۱۲۱ | ۵۸ | ع | چوں پریشاں شد صدا غوغاستے | ۱۴۰ | ع | ضبط چوں رفت از صدا غوغاستے | م |
| ۳۴ | ۱۲۷ | ۶۶ | ع | از خیالِ صلح گردد بے خطر | ۱۴۷ | ع | بر گمانِ صلح گردد بے خطر | م |
| ۳۵ | ۱۲۷ | ۶۶ | ع | تاختن در کشورش آمد حرام[۶] | ۱۴۷ | ع | تاختن بر کشورش آمد حرام | |
| ۳۶ | ۱۲۸ | ۶۸ | ع | تربیت از حدّتِ صحرا گرفت | ۱۴۸ | ع | تربیت از گرمیٔ صحرا گرفت | م |
| ۳۷ | ۱۳۲ | ۷۵ | ع | حدّتے پیدا کن اندر خونِ خویش | ۱۵۳ | ع | کوکبی؟ می تاب بر گردونِ خویش | م |
| ۳۸ | ۱۳۳ | ۷۷ | | عنوان : مرکزِ مشہود میخواہد... | ۱۵۴ | | مرکزِ محسوس می خواہد --- | |
| ۳۹ | ۱۳۴ | ۷۷ | ع | شعلۂ او جامہ باف از دودِ خویش | ۱۵۵ | ع | شعلۂ او پردہ بند از دودِ خویش | م |
| ۴۰ | ۱۳۴ | ۷۸ | | آتشِ او دم بخویش اندر کشد | ۱۵۵ | | آتشِ او دم بخویش اندر کشید | م |

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۱ | | | | لالۂ گردد ز شاخے بردمد | | | لالہ گردید و ز شاخے بردسید | م |
| ۴۲ | ۱۳۷ | ۸۳ | ع | از خیالِ محملِ لیلاستے | ۱۶۰ | ع | سدعایش محملِ لیلاستے | م |
| ۴۳ | ۱۳۸ | ۸۵ | ع | استزاج امہات اندامِ اوست | ۱۶۱ | ع | ز امتزاج اسہات اندامِ اوست | م |
| ۴۴ | ۱۴۲ | ۹۲ | ع | حق جہاں را ورثۂ نیکاں شمرد | ۱۶۵ | ع | حق جہاں را قسمتِ نیکاں شمرد | م |
| ۴۵ | ۱۴۳ | ۹۴ | ع | حدّت از خورشیدِ عالمتاب گیر | ۱۶۷ | ع | تابش از خورشیدِ عالمتاب گیر | |
| ۴۶ | ۱۴۳ | ۹۴ | ع | تا قوی از حکمتِ اشیا شود | ۱۶۷ | ع | تا نصیب از حکمتِ اشیا برد | م |
| ۴۷ | ۱۴۶ | ۹۸ | ع | تا بسوے خویشتن باز آردش | ۱۷۰ | ع | باز سوے خویشتن می آردش | |
| ۴۸ | ۱۵۹ | ۱۱۸ | ع | ہیچ میدانی کہ ہارون الرّشید | ۱۸۴ | ع | قائدِ اسلامیاں ہاروں رشید | م |
| ۴۹ | ۱۶۰ | ۱۲۰ | ع | از خزانش خاکِ تو خاموش گشت | ۱۸۶ | ع | از نسیمش خاکِ تو خاموش گشت | |
| ۵۰ | ۱۶۷ | ۱۳۴ | | حاشیہ نمبر ۲...جس کو نبی کریم صلعم نے قصیدے کے صلے میں اپنی چادر... | ۱۹۵ | | --- جس نے عالمِ رویا میں نبی کریم کو اپنا مشہور قصیدہ (امن تذکر جیران بذی سلم الخ) سنایا ۔ حضور نے اس کے صلے میں خوش نصیب بصیری کو اپنی چادر --- | |
| ۵۱ | ۱۷۰ | ۱۳۸ | ع | تا کجا زنجیریٔ بت خانۂ | ۱۹۸ | ع | تا کجا زنّاریٔ بتخانۂ | |

۵، ۶، ۷ - حواشی صفحہ نمبر ۱۱۲ پر ملاحظہ کیجیے ۔

| صفحہ کلیات | صفحہ | رموزِ بے خودی، اول | صفحہ | اسرار و رموز (یکجا) |
|---|---|---|---|---|
| ۱۶۸ | ۱۳۶ | باب : "عرض حال مصنف..."طبع اول میں شروع سے آخر تک ایک مسلسل بند کی شکل میں تھا۔ | ۱۹۶ | اس شعر : رخت جاں تا در جہاں ... سے ، آخر تک کے حصے کو ایک الگ بند بنا دیا گیا ہے۔ |

---

صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۱ کے حواشی :

۱- مولانا مہر نے اس مصرعے کی ترمیم شدہ صورت بھی بعینہ، وہی لکھ دی ہے ، جو ابتدائی صورت تھی (سرودِ رفتہ : ص ۲۴۸) ۔

۲- یہ تبدیلی ، مولانا گرامی کے توجہ دلانے پر کی گئی (مکاتیبِ اقبال بنام گرامی : ص ۴۷) ۔

۳- مولانا مہر نے اس شعر کے مصرع دوم کو اس طرح لکھا ہے : ع پائے کوباں سوئے منزل مے برد ۔ (سرودِ رفتہ : ص ۲۵۰) مگر اسرارِ خودی" ، طبعِ اول (ص ۴۷) اور طبعِ دوم (ص ۶۶) دونوں میں "مے رود" ہے ۔

۴- قرآن پاک کا صحیح متن اس طرح ہے : قلنا لاتخف ... (سورہ طٰہٰ : ۶۸)

۵- مولانا مہر نے "خوں شد" لکھا ہے (سرودِ رفتہ : ص ۲۵۶) جو درست نہیں ہے ۔

۶- طبع اول کی اشاعت سے قبل اس مصرعے کی بالکل ابتدائی صورت یہ تھی : ع "ہست یورش بر دیارِ او حرام" (مکاتیب اقبال بنام گرامی: ص ۱۱۰) ۔

۷- مہر صاحب نے اسے "نشیمن" لکھا ہے (سرودِ رفتہ : ص ۲۵۹) ، جو درست نہیں ہے ۔

## (د) تقدیم و تاخیر

اسرار و رموز (یکجا) میں بعض مقامات پر ترتیب اشعار و مصاریع میں تقدیم و تاخیر کی گئی ہے۔

| صفحہ کلیات | صفحہ | اسرار خودی، دوم | صفحہ | اسرار و رموز (یکجا) |
|---|---|---|---|---|
| ۲۳ | ۳۷ | دو اشعار کی ترتیب<br>اس طرح تھی :<br>(۱) از سوال افلاس .<br>(۲) از سوال آشفتہ... | ۲۴ | ترتیب آلٹ دی گئی :<br>(۱) از سوال آشفتہ...<br>(۲) از سوال افلاس ـ ـ ـ |

| صفحہ | رموز بے خودی، اول | صفحہ | اسرار و رموز (یکجا) |
|---|---|---|---|
| ب | یہ شعر :<br>اے نظر بر حسنِ تر<br>ترتیب کے اعتبار سے اس<br>باب کا چھٹا شعر ہے۔ | ۹۳ | اس شعر کو باب کا تیسرا شعر<br>بنا دیا گیا ہے۔ |
| ۹ | اس شعر کی یہ صورت ہے :<br>گلستاں در دشت و در پیدا کند<br>تازہ اندازِ نظر پیدا کند | ۱۰۳ | مصرعوں کو آلٹ دیا گیا ہے :<br>تازہ اندازِ نظر پیدا کند<br>گلستاں در دشت و در پیدا کند |
| ۶۳ | اشعار کی ترتیب اس طرح تھی :<br>(۱) فکر شاں ریسد ..<br>(۲) عہدِ حاضر فتنہ... | ۱۴۳ | دوسرے شعر کو باب : "در<br>معنیٔ ایں کہ در زمانۂ<br>انحطاط .." کا اولیں شعر بنا<br>دیا گیا۔ |
| ۶۳-۶۴ | اشعار کی ترتیب یہ تھی :<br>(۱) اے کہ از اسرارِ دیں...<br>(۲) نقش بردل... | ۱۴۴ | دوسرے شعر کو اس باب کا<br>سترھواں شعر بنا دیا گیا۔ |

| صفحہ | رموز بے خودی، اول | صفحہ | اسرار و رموز (یکجا) |
|---|---|---|---|
| ٧٨ | اشعار کی ترتیب اس طرح تھی | ١٥٥ | دوسرے شعر کو باب "در معنی |
| | (۱) گرچہ مثلِ بُو... | | این کہ حیاتِ ملیہ مرکز..." |
| | (۲) آتشِ او دم بخویش... | | کا ساتواں شعر بنا دیا گیا۔ |
| ١٢٠ | اشعار کی ترتیب اس طرح تھی | ١٨٦ | پہلے شعر کو اس بند کا چوتھا |
| ١٢١ | (۱) از خزانش خاک تو... | | شعر بنا دیا گیا۔ |
| | (۲) علمِ غیرآموختی... | | |

"اسرار و رموز" (یکجا) کے زیر نظر پہلے ایڈیشن میں "اسرارِ خودی" (طبع دوم) اور "رموزِ بے خودی" (طبع اول) کی مندرجہ ذیل اغلاط درست کر دی گئی ہیں:

| اسرارِ خودی، دوم | | | اسرار و رموز (یکجا) | | |
|---|---|---|---|---|---|
| صفحہ | سطر | غلط | صفحہ | سطر | صحیح |
| ١٦ | ٦ | نہ | ١١ | ٢ | نُہ |
| ١٧ | ٨ | خرده | ١١ | ١٢ | خردۂ |
| ٢٤ | ٢ | جانِ جہاں | ١٦ | ٥ | جانِ جہانِ |
| ٢٥ | ٢ | پروار | ١٦ | ١٠ | پرواز |
| ٢٥ | ٥ | نفی | ١٧ | ١ | نفیِ |
| ٣٢ | ٣ | زنداں | ٢٨ | ٢ | زندانِ |
| ٣٦ | ٣ | ماؤ او | ٣١ | ٢ | ماو او |
| ٣٦ | ٦ | کردں | ٣١ | ٤ | کردن |
| | ٧ | خوں آشام | ٣١ | ٥ | خون آشام |
| ٣٧ | ٧ | ضعیفاں | ٣٢ | ٢ | ضعیفان |
| ٦٩ | ٢ | دولتِ | ٤٧ | ٢ | دولت |
| ٧٠ | حاشیہ نمبر ۱ | الصلوة تنہی عن الفحشاء | ٤٧ | حاشیہ نمبر ۱ | ان الصّلوٰة تنہٰی عن الفحشاء |
| ٧٠ | ٥ | ہجرت آموز وطن | ٤٨ | ٢ | ہجرت آموز و وطن |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۷۱ | ۵ | آلھی | ۴۸ | ۹ | الٰہی |
| ۷۲ | ۱ | لایبلی | ۴۹ | ۱ | لا یبلٰی |
| | حاشیہ | لایبلی۔ | ۴۹ | حاشیہ نمبر ۱ | لایبلٰی |
| ۷۹ | ۶ | چیں | ۵۴ | ۱ | چین |
| ۸۱ | ۵ | ترکیبِ تو | ۵۵ | ۳ | ترکیبِ نو |
| ۸۷ | ۷ | ساؤطیں | ۵۹ | ۴ | ماء وطیں |
| ۹۵ | ۵ | مستیز | ۶۴ | ۷ | مستنیر |
| ۹۸ | ۱ | بر خاک | ۶۶ | ۵ | باخاک |
| ۹۸ | ۸ | ابراہیمؓ | ۶۶ | ۱۲ | ابراہیمؑ |
| ۱۱۶ | ۴ | خس | ۷۷ | ۹ | حس |
| ۱۳۲ | ۳ | شبِ یارا | ۸۹ | ۷ | شبِ یلدا |

## رموزِ بے خودی ، اول — اسرار و رموز (یکجا)

| صفحہ | سطر | غلط | صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|
| دیباچہ ص ۱ | ۵ | اقوام کے حیات | | | دیباچہ حذف کر دیا گیا ہے۔ |
| دیباچہ ص ۲ | ۴ | مضبوط | | | |
| دیباچہ ص ۲ | ۵ | دوتوں | | | |
| ۵ | ۳ | یا حتّی و | ۹۵ | ۱۱ | یا حیّ |
| ۴۴ | ۵ | تازہ ار تکبیر | ۱۲۸ | ۱۰ | تازہ از تکبیر |
| ۶۱ | حاشیہ نمبر ۲ | الداخ۔ | ۱۴۲ | حاشیہ نمبر ۲ | الداع۔ |
| ۹۱ | ۲ | خویشتن ساز | ۱۷۰ | ۶ | مصرع میں لفظ ”باز“ کو ”سی“ سے تبدیل کردیا گیا۔ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۲۱ | ۸ | مازَاغ | ۱۸٦ | ۱۲ | مازاغَ |
| ۱۳۲ | ۸ | مناب | ۱۹۴ | ۹ | منات |

مگر مندرجہ ذیل اغلاط ، "اسرار و رموز" (یکجا) میں بدستور موجود ہیں ۔

## اسرارِ خودی ، دوم

| صفحہ | سطر | غلط |
|---|---|---|
| ۲ | | خداؤ رستم |
| ۱۳ | ٦ | نگہت |
| ۱۸ | ۲ | حیاتِ تعیّناتِ |
| ۳٦ | ۸ | نحس |
| ٦۴ | ۲ | خوبکہ پاس |
| ٦۷ | ۲ | زندان گل |
| ٦۹ | ۳ | ماؤ طیں |
| ٦۹ | ۴ | لا الہ |
| ۷۱ | حاشیہ | تنالو البرّ |
| ۷۲ | ۲ | حکمران |
| ۹۸ | ۲ | صحراؤ دشت |
| ۹۸ | ۸ | آذر |
| ۱۰۲ | ۱ | طلاطم |
| ۱۱۱ | ۵ | آ گہ ، |
| ۱۱۳ | ۷ | نغمہائے |

## اسرار و رموز (یکجا)

| صفحہ | سطر | غلط |
|---|---|---|
| ۲ | ۹ | خداؤ رستم |
| ۹ | ۲ | نگہت |
| ۱۲ | ۲ | حیاتِ تعیّناتِ |
| ۳۱ | ٦ | نحس |
| ۴۴ | ۱ | خوبکر پاسِ |
| ۴۵ | ۸ | زندان گلِ ، [مزید غلطی یہ کہ "ل" کو مکسور کر دیا ۔] |
| ۴۷ | ۳ | ماؤ طیں |
| ۴۷ | ۴ | لا الہ |
| ۴۸ | حاشیہ نمبر ۲ | تنالو البرّ |
| ۴۹ | ۲ | حکمران |
| ٦٦ | ٦ | صحراؤ دشت |
| ٦٦ | ۱۲ | آذر |
| ٦۸ | ۱۱ | طلاطم |
| ۷۴ | ۸ | آ گئی (یہ بھی غلط ہے) |
| ۷۵ | ۱۱ | نغمہائے |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۱۴ | حاشیہ نمبر ۱ | اولہ |
| ۱۲۷ | ۶ | بالاؤ |
| ۱۳۳ | ۴ | آذرش |

| | | |
|---|---|---|
| ۷۶ | حاشیہ نمبر ۱ | اولہ |
| ۸۶ | ۶ | بالاؤ |
| ۹۰ | ۴ | آدرش (یعنی اس لفظ میں غلطی کی صورت بدل گئی ہے۔ "آذرش" اور "آدرش" دونوں غلط ہیں - صحیح "آزرش" ہے) - |

## رموز بے خودی ، اول

| صفحہ | سطر | غلط |
|---|---|---|
| ۹ | ۵ | پار ہائے |
| ۱۲ | ۸ حاشیہ | الرحمٰنَ |
| ۱۳ | ۶ | اندیشہا |
| ۱۸ | ۳ | چشمہائے |
| | ۶ | صدیق رض را صدیق رض |
| ۲۹ | حاشیہ نمبر ۱ | کاالتثلیث |
| ۳۱ | ۸ | خداست |
| ۳۴ | ۳ | حیلہ جوی |
| ۳۸ | حاشیہ نمبر ۲ | یَأمُرُکُمْ |
| ۴۸ | حاشیہ | آیہ شریفہ کا متن غلط ہے - |

## اسرار و رموز (یکجا)

| صفحہ | سطر | غلط |
|---|---|---|
| ۱۰۳ | ۴ | پار ہائے |
| ۱۰۵ | حاشیہ | الرحمٰنَ |
| ۱۰۶ | ۱۱ | اندیشہا |
| ۱۰۸ | ۹ | چشمہائے |
| ۱۰۹ | ۳ | صدیق رض را صدیق رض |
| ۱۱۶ | حاشیہ نمبر ۲ | کاالتثلیث |
| ۱۱۸ | ۴ | خدامت |
| ۱۲۱ | ۸ | حیلہ جوئے (یہ بھی غلط ہے) |
| ۱۲۴ | حاشیہ نمبر ۲ | یَأمُرُکُمْ |
| ۱۳۳ | حاشیہ | آیہ شریفہ کا متن بدستور غلط ہے |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۵۹ | ۷ | رحمة اللعالمين | ۱۴۰ | ۱۱ | رحمة اللّٰلعالمين |
| ۶۱ | حاشیہ نمبر ۱ | فَتَقَطَّعُوٓا...زُبُرًا | ۱۴۲ | حاشیہ نمبر ۱ | بدستور غلط |
| | حاشیہ | نکرا | | حاشیہ | نکرا |
| ۶۳ | ۶ | رازیؒ | ۱۴۵ | ۳ | رازیؒ |
| ۸۷ | حاشیہ نمبر ۱ | لتکونو | ۱۶۲ | حاشیہ نمبر ۳ | لتکونو |
| ۸۷ | حاشیہ نمبر ۳ | وماضلّ | ۱۶۲ | حاشیہ نمبر ۳ | وماضلّ |
| ۱۰۳ | حاشیہ نمبر ۱ | لباسکم | ۱۷۳ | حاشیہ | لباسکم |
| ۱۱۶ | ۶ | باللهِ | ۱۸۳ | ۶ | باللهِ |
| ۱۲۱ | ۸ | اُلبَصَرِ | ۱۸۶ | ۱۲ | البَصَرَ [”ر“ پر زیر کی جگہ زبر بنائی گئی ہے مگر یہ بھی غلط ہے] |

”اسرار و رموز“ (یکجا) میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط رُوپذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۰ | ۱۲ | روی | رومی |
| ۱۶ | ۸ | موسٰی | موسیٰ |
| ۳۳ | ۳ | گوہر شبری | گوہر شیری |
| ۳۳ | ۶ | جوہر آیسنہ | جوہر آئینہ |
| ۳۳ | ۹ | دلہاؤ قنہا | دلہاو تنہا |
| ۳۳ | ۱۰ | فرود | فزود |
| ۳۷ | ۱۱ | نیزد | خیزد |
| ۴۰ | ۴ | خستہ و ما | خستۂ ما |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۵ | حاشیہ نمبر ۱ | حاشیے کا آخری حصہ "تلمیح ہے ، آیۂ قرآنی کی طرف"—— چھوٹ گیا ہے ۔ | |
| ۴۵ | ۵ | پدا | پیدا |
| ۵۳ | ۵ | رہزن | رہزن |
| ۹۰ | ۱ | ایں و آں | این و آں (دوسرے ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح کر دی گئی تھی ، مگر زیر نظر ایڈیشن میں یہ غلطی دوبارہ روپذیر ہو گئی ہے) ۔ |
| ۹۴ | ۲ | فرمود | فرسود |
| ۹۵ | ۸ | پاربنہ | پارینہ |
| ۹۸ | ۸ | ظاہرش ار قوم | ظاہرش از قوم |
| ۱۰۹ | ۱۱ | در گلت را خود | در گلت خود را |
| ۱۱۹ | ۵ | پاپاؤ سلطان | پاپا و سلطان |
| ۱۲۷ | ۱۱ | یزداں | یزداں |
| ۱۳۰ | حاشیہ | والآدم | و اٰدمؑ |
| ۱۴۴ | ۱۰ | قہستاں | کہستاں[1] |

۱- یہ لفظ اس شعر میں آیا ہے :

شاید از سیلِ قہستاں بر خوری — باز در آغوش طوفاں پروری

غلام رسول مہر نے "قہستاں" کو کاتب کی غلطی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ : "یہاں کہستاں ہونا چاہیے ، کیونکہ قہستان (خراساں)

(بقیہ حاشیہ آیندہ صفحے پر)

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۴۸ | ٦ | شترسوار | اشتر سوار |
| ۱۵۰ | ۱۰ | قدتنم | درتنم |
| ۱۵٦ | ۱۲ | سینۂ او | سینہ او |
| ۱٦۸ | حاشیہ نمبر ۲ | آدم | اُدم |
| ۱۷۰ | ۴ | بگذارش | بگذاردش |

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

کو سیل سے کوئی مناسبت نہیں ۔ (مطالب اسرار و رموز : ۲۳۰-۲۳۱) مولانا مہر کی اصلاح قابلِ توجہ ہے ، تاہم یہ غلطی کاتب کی نہیں ۔ یہ شعر پہلی بار "اسرار و رموز" (۱۹۲۳ء) میں شامل کیا گیا تھا ۔ اس میں اور بعد کے تمام ایڈیشنوں میں "قہستاں" ہے ۔ "کلیات اقبال" (لاہور ، ۱۹۷۳ء) کی کتابت مولانا مہر کی راہنمائی اور نگرانی میں ہوئی ، اس میں بھی "قہستاں" ہے ۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر سید عبداللہ کا خیال ہے کہ : "علامہ نے کہستاں کو قہستاں لکھ کر اپنے لہجے اور ذوق کی خارا پسندی کا ثبوت دیا ہے ۔" (مقدمہ : "مقالاتِ اقبال": ص ۱۴) درحقیقت یہاں "قہستاں" کا محل نہیں ، ۱۹۲۳ء میں پہلی بار "کہستاں" کے بجائے غلطی سے "قہستاں" چھپ گیا ۔ علامہ اقبال کی زندگی میں ۱۹۲۳ء میں مطبوعہ ، یہ "اسرار و رموز" کا آخری ایڈیشن تھا ، بعد میں اس لفظ کی تصحیح نہیں ہوسکی —— ممکن ہے ، خود علامہ اقبال نے مسودے میں "قہستاں" لکھا ہو، اور عجلت میں یہ بات ناممکن نہیں ۔ اگر ایسا ہے تب بھی یہ غلطی ایسی واضح ہے کہ اسے تبدیل کرنا ضروری ہے ، اسی لیے ہم نے اسے غلط قرار دیا ہے ۔

اسرار و رموز[1] کا دوسرا ایڈیشن (اسرار خودی ، طبع چہارم اور رموز بے خودی ، طبع سوم) نسبتاً بڑی تقطیع پر شائع ہوا - سرورق پر نمبر لگانے والی مشین سے سال اشاعت 1928 درج کیا گیا ہے[2] -

بالعموم ، شعری مجموعوں کی کتابت ، عبدالمجید پروین رقم کیا کرتے تھے ، مگر اس ایڈیشن کی کتابت "محمد حسن خوشنویس چوک متی لاہور" نے کی ہے - اسی زمانے میں مطبوعہ "زبور عجم" (۱۹۲۷ء) کی کتابت بھی ایک اور خوش نویس (محمد صدیق) نے کی - کسی غیر معمولی سبب سے ، کتابت پروین رقم کے بجائے محمد حسن اور محمد صدیق سے کرائی گئی - ممکن ہے ان ایام میں منشی عبدالمجید ، لاہور میں موجود نہ ہوں - "اسرار و رموز" کے اس ایڈیشن کا سائز (۱۹ × ۱۴ س م) سابقہ ایڈیشن سے قدرے بڑا ہے مگر بارہ سطری مسطر برقرار رکھا گیا ہے - مختلف ابواب کے آغاز و اختتام اور اشعار و حواشی کی ترتیب وغیرہ میں سابقہ ایڈیشن کا اتباع کیا گیا ہے - سرورق کی عبارت حسب سابق ہے ، مگر سرورق کے اندر ، سرورق کے صفحہ نمبر ۲ سے دیباچہ حذف کر دیا گیا ہے ، اور اس جگہ بار اشاعت کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے :

اسرار خودی : اشاعت چہارم
رموز بے خودی : اشاعت سوم

۱۹۲۸ء کے اس ایڈیشن میں طبع اول (یکجا ، ۱۹۲۳ء) کے صفحات نمبر $\frac{۹}{۲}$ ، (۹ سے مراد ہے صفحہ نمبر اور ۲ سے مراد ہے سطر نمبر)

---

۱- آیندہ سطور میں "اسرار و رموز" سے "اسرار و رموز یکجا" مراد لیا جائے گا -

۲- مختلف کتب خانوں میں اس ایڈیشن کے جو نسخے ، راقم الحروف کی نظر سے گزرے ، ان سب پر اسی طرح نمبر لگانے والی مشین سے سال اشاعت درج ہے - طباعت کے وقت سال اشاعت نہ لکھا جا سکا - اس لیے بعد میں یہ طریقہ اختیار کیا گیا -

۱۰/۱۲ ، ۳۳/۴ ، ۳۳/۶ ، ۳۳/۹ ، ۳۳/۱۰ ، ۳۷/۱۱ ، ۴۴/۱ ، ۴۵/۵ ،
۴۸/حاشیہ نمبر ۲ ، ۴۹/۲ ، ۵۳/۵ ، ۷۴/۸ ، ۷۷/۷ ، ۹۰/۱ ، ۹۴/۳ ،
۹۵/۸ ، ۹۸/۸ ، ۱۰۴/۹ ، ۱۰۶/۱۱ ، ۱۰۹/۳ ، ۱۰۹/۱۱ ،
۱۱۶/حاشیہ نمبر ۲ ، ۱۲۱/۸ ، ۱۴۲/حاشیہ نمبر ۱ ، ۱۴۲/حاشیہ نمبر ۲ ، ۱۴۸/۷ ،
۱۵۰/۱۰ ، ۱۵۶/۱۲ ، ۱۶۲/حاشیہ نمبر ۱ ، ۱۶۲/حاشیہ نمبر ۲ ، ۱۷۰/۴ ، ۱۸۶/۱۲
("ر" کی زبر ہٹا دی ہے ۔ اب اسے مضموم پڑھا جا سکتا ہے) ۱۹۱/حاشیہ نمبر ۱
۱۹۴/۹ ، ۱۹۵/۴ ، ۱۹۸/۱ کی اغلاط کی اصلاح ہو گئی ہے ۔

تاہم طبع اول (یکجا ، ۱۹۲۳ء) کے مندرجہ ذیل صفحات کی اغلاط (جن کی مفصل نشان دہی گذشتہ صفحات میں کی جا چکی ہے) ۱۹۲۸ء کے اس ایڈیشن میں بھی بدستور موجود ہیں :

۲/۴ ، ۱۲/۲ ، ۱۶/۷ (غلطی کی صورت بدل گئی ہے) ۳۱/۶ ، ۴۰/۴ ،
۴۵/۸ ، ۴۷/۳ ، ۴۷/۴ ، ۴۹/حاشیہ نمبر ۱ (حاشیے کا آخری حصہ: "آیۂ قرآنی کی طرف" چھوٹ گیا ہے) ۶۶/۶ ، ۶۶/۱۲ ، ۶۸/۱۱ ، ۷۵/۱۱ ، ۷۶/حاشیہ نمبر ۱
۸۶/۶ ، ۹۰/۴ (آذرش بھی غلط ہے) ۱۰۳/۴ ، ۱۰۵/۲ ، ۱۰۵/حاشیہ ، ۱۰۸/۹ ، ۱۱۸/۴ ، ۱۱۹/۵
۱۲۴/حاشیہ نمبر ۲ ، ۱۲۷/۱۱ ، ۱۳۰/حاشیہ ( و آدم بھی غلط ہے) ، ۱۳۳/حاشیہ
(آیۂ شریفہ کا یہ متن بھی غلط ہے) ۱۴۰/۱۱ (غلطی کی نوعیت بدل گئی ہے)

۱۴۲/حاشیہ نمبر ۱ ، ۱۴۴/۲ ، ۱۴۵/۳ ، ۱۶۸/حاشیہ نمبر ۲ ، ۱۷۳/حاشیہ ، ۱۸۳/۶ (یہ بھی غلط ہے) ۱۹۷/۱۰ ۔

"اسرار و رموز" کے اس ایڈیشن (۱۹۲۸ء) میں کچھ نئی اغلاط بھی رُو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵ | ۱۰ | پہلا مصرع : گزشت | گذشت |
| ۶ | ۲ | پئے | پے |
| ۱۶ | ۷ | موسئی | موسیٰ |
| ۲۳ | ۵ | عاشقی ؟ | عاشقی |
| ۲۴ | ۱۰ | بے تحلی | بے تجلّی |
| ۳۷ | ۹ | حسس | حسنِ |
| ۴۴ | حاشیہ | دورق | زورق |
| ۵۱ | ۵ | اسکان | امکاں |
| ۵۲ | ۲ | سوزیم | سازیم |
| ۶۱ | ۷ | گامِ دل | کامِ دل |
| ۶۷ | ۱۱ | نار و ساماںِ | ناز و سامانِ |
| ۷۵ | حاشیہ نمبر ۲ | جُنیدی | جُندی |
| ۷۵ | حاشیہ نمبر ۶ | گزار | گذار |
| ۸۱ | ۴ | مبل | مثلِ |
| ۸۱ | ۵ مصرع ۲ | شوی | شدی |
| ۸۳ | ۴ | نارِ حُر | تارِ حُر |
| ۱۲۷ | ۱۱ | تُعد | تعُدّ |
| ۱۵۱ | ۲ | رعنائے تو | رعنائے او |
| ۱۵۵ | ۱۱ | گرددش | گردشِ |
| ۱۶۶ | ۴ | پرست | پراست |
| ۱۷۰ | ۱ | ایں و آں | این و آں |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۷۱ | ۷ | بردارد اندازد ازو | بردارد و اندازد او |
| ۱۷۱ | ۷ | سرگزشت | سرگذشت |
| ۱۷۱ | ۹ | مصرع ثانی : سرگزشت | سرگذشت |
| ۱۷۱ | ۱۰ | سرگزشت | سرگذشت |

متذکرہ بالا ایڈیشن ، علامہ اقبال کی زندگی میں اشاعت پذیر ہونے والا ، "اسرار و رموز" کا آخری ایڈیشن تھا ۔ اگلا ایڈیشن بارہ برس کے وقفے سے ۱۹۴۰ء میں چھپا ۔ یہ "اسرار و رموز" (یکجا) کا تیسرا ایڈیشن تھا ۔ پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں سرورق کی پیشانی پر تسمیہ کے علامتی اعداد "۷۸۶" درج کیے گئے تھے ، اس ایڈیشن میں ، انھیں غالباً نادانستہ طور پر ، ترک کر دیا گیا ۔ اقبال کی وفات کے بعد ، شائع ہونے والا یہ پہلا ایڈیشن تھا ۔ اس پر حقوقِ اشاعت سے متعلق ، یہ جملہ پہلی بار درج کیا گیا : "جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال خلف الصدق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمتہ محفوظ ہیں ۔" قلم قدرے جلی ہے تاہم ابواب کے آغاز و اختتام اور اشعار و حواشی کی ترتیب وغیرہ میں سابقہ ایڈیشن (۱۹۲۸ء) ہی پیش نظر رہا ہے ۔

۱۹۴۰ء کے اس ایڈیشن میں ، طبع دوم (یکجا ، ۱۹۲۸ء) کی مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے :

صفحات :- ۶/۳ ، ۲۴/۱۰ ، ۳۷/۹ ، ۴۴/حاشیہ ، ۵۱/۵ ، ۶۱/۷ ، ۶۶/۶ ، ۶۷/۱۱ ، ۷۲/۱ ، ۷۵/۶ ، ۸۱/۴ ، ۸۱/۵ ، ۸۳/۴ ، ۱۱۹/۵ ، ۱۵۱/۲ ، ۱۷۰/۱ ، ۱۷۳/حاشیہ ، تاہم طبع دوم (یکجا ، ۱۹۲۸ء) کے مندرجہ ذیل صفحات کی اغلاط (جن کی مفصل نشان دہی گذشتہ صفحات میں کی جا چکی ہے) ۱۹۴۰ء کے اس ایڈیشن میں بھی بدستور موجود ہیں :

۲/۴ ، ۵/۱۰ ، ۱۲/۲ ، ۱۶/۷ ، ۲۳/۵ ، ۳۱/۶ ، ۴۰/۴ ، ۴۵/۸ ،
۴۷/۳ ، ۴۷/۴ ، ۴۹/حاشیہ نمبر ۱ ، ۵۲/۲ ، ۶۶/۱۲ ، ۶۸/۱۱ ، ۷۵/حاشیہ ،
۷۵/۱۱ ، ۷۶/حاشیہ نمبر ۱ ، ۸۱/۵ ، ۸۶/۶ ، ۹۰/۴ ، ۱۰۳/۴ ، ۱۰۵/۲ ،
۱۰۵/حاشیہ ، ۱۰۸/۹ ، ۱۱۸/۴ ، ۱۲۴/حاشیہ نمبر ۲ ، ۱۲۷/۱۱ ، (دو اغلاط)
۱۳۰/حاشیہ ، ۱۳۳/حاشیہ ، ۱۴۰/۱۱ ، ۱۴۵/۳ ، ۱۴۶/۴ ، ۱۵۵/۱۱ ، ۱۶۶/۴ ،
۱۶۸/حاشیہ نمبر ۲ ، ۱۷۱/۷ (دو اغلاط) ۱۷۱/۹ ، ۱۷۱/۱۰ ، ۱۹۷/۱۰ ۔

۱۹۸۰ء کے اس ایڈیشن میں چند نئی اغلاط رُو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۵ | ۹ | رختِ تازا | رخت باز |
| ۵ | ۱۰ | مصرع ثانی : گزشت | گذشت |
| ۹ | حاشیہ نمبر ۱ | لیلے | لیلٰے |
| ۷۵ | ۶ | گزار | گذار |
| ۷۶ | حاشیہ نمبر ۲ | حاشیے کا باقی حصہ [ لا اُحبُّ الاٰفِلیِنْ کی طرف ۱۲] غلطی سے حذف ہو گیا ہے ۔ | |
| ۱۱۱ | ۳ | خوف | خوف |
| ۱۱۸ | ۴ | لا نُحِبّی | لانبِیؐ |
| ۱۴۸ | ۳ | خوانَد | خوابد |
| ۱۵۶ | ۱۲ | سینہ او پروریم | سینہ او را پروریم |
| ۱۵۶ | ۱۲ | شیریں | شیرین |

---

۴۔ غلام رسول مہر ، مطالبِ اسرار و رموز : ص ۴۲ ۔

یہ اغلاط ، تعداد میں ، سابقہ اشاعتوں کے مقابلے میں خاصی کم ہیں ۔ جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خوش نویس اور نگرانِ اشاعت نے نسبتاً زیادہ تردد اور احتیاط سے کام لیا ۔

”اسرار و رموز“ کی اگلی اشاعت ۱۹۴۸ء میں عمل میں آئی ۔ یہ اسرارِ خودی اور رموزِ بےخودی کی چوتھی یکجا اشاعت تھی ۔ اس ایڈیشن میں سرورق کے الفاظ تبدیل کر دیے گئے ۔ اب اس کی صورت یہ ہے :

جملہ حقوق محفوظ

**اسرار و رموز**

اقبال

سرورق کے اندر کی پشت پر ، کتاب کے بارِ اشاعت سے متعلق مندرجہ ذیل کوائف درج ہیں :

| | | | |
|---|---|---|---|
| (زیر نگرانی چودھری محمد حسین ایم ۔ اے) | اسرار و رموز | (ہر دو یکجا) | بار دوئم ۱۹۴۰ء |
| | اسرار و رموز | (ہر دو یکجا) | بار سوئم ۱۹۴۸ء |
| | | | (پانچ ہزار) |

یہ معلومات درست نہیں ہیں ۔ ”اسرار و رموز“ (ہر دو یکجا) کی مختلف اشاعتوں کے بارے میں صحیح صورتِ حال اس طرح ہے :

| | | | |
|---|---|---|---|
| بار اول | ۱۹۲۳ء ، | اسرار خودی اشاعت سوم، | رموز بےخودی اشاعت دوم |
| بار دوم | ۱۹۲۸ء | ” ” چہارم | ” ” سوم |
| بار سوم | ۱۹۴۰ء | ” ” پنجم | ” ” چہارم |
| بار چہارم | ۱۹۴۸ء | ” ” ششم | ” ” پنجم |

اس ایڈیشن (۱۹۴۸ء) میں سابقہ ایڈیشن (۱۹۴۰ء) کی مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے ۔ صفحات : ۳۱/۶ ، ۴۰/۴ ، ۴۷/۳ ، ۷۵/۶ ، ۸۱/۵ ، ۱۰۵/۲ ، ۱۰۵/حاشیہ ، ۱۱۱/۳ ۔

تاہم مندرجہ ذیل صفحات کی اغلاط ، بدستور موجود ہیں :

۲/۴ ، ۵/۹ ، (مصرع اول اور مصرع ثانی) ۹/حاشیہ نمبر ۱ ، ۱۲/۲

۱۶/۷ ، ۲۳/۵ ، ۴۵/۸ ، ۴۷/۴ ، ۴۹/حاشیہ نمبر ۱ ، ۵۲/۲ ، ۶۶/۱۲ ،

۶۸/۱۱ ، ۷۵/۱۱ ، ۷۶/حاشیہ نمبر ۱ ، ۷۶/حاشیہ نمبر ۲ ، ۸۶/۶ ، ۹۰/۴ :

۱۰۳/۴ ، ۱۰۸/۹ ، ۱۱۸/۹ ، ۱۱۸/۴ ، (دو اغلاط) ۱۲۴/حاشیہ نمبر ۲

۱۲۷/۱۱ ، (دو اغلاط) ۱۳۰/حاشیہ ، ۱۳۳/حاشیہ نمبر ۱ ، ۱۴۰/۱۱ ، ۱۴۵/۳ ،

۱۴۸/۳ ، ۱۴۸/۱۱ ، ۱۵۵/۱۱ ، ۱۵۶/۱۲ ، (دو اغلاط) ۱۶۶/۴ ، ۱۶۸/حاشیہ نمبر ۲

۱۷۱/۷ (دو اغلاط) ۱۷۱/۹ ، ۱۷۱/۱۰ ، ۱۹۷/۱۰ ۔

اس ایڈیشن (۱۹۴۸ء) میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط رُو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴ | ۷ | حاشیہ نمبر ۱ محذوف ہو گیا ہے : | "راش گیری : نغمہ و سرور" |
| ۵ | ۱ | حاشیہ نمبر ۱ محذوف ہو گیا ہے : | "نامِ صبح" |
| ۹ | ۸ | حاشیہ نمبر ۱ محذوف ہو گیا ہے : | "طے : لیلیٰ کے قبیلے کا نام" |
| ۴۵ | ۳ | سرخود | سرخوش |
| ۵۰ | ۳ | عنا گیرد | عناں گیرد |
| ۵۵ | ۱۰ | کیں | کین |
| ۷۶ | ۱۱ | نکرگ | تگرگ |
| ۸۱ | ۹ | ایں و آں | این و آں |
| ۸۵ | حاشیہ نمبر ۱ | خَلَقٌ | خَلَقَ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۸۶ | ۸ | خاصعین | خاصعیں |
| ۸۶ | حاشیہ نمبر ۲ | تنـزّل ۔ آیہ | تنـزّل ۔ آیة |
| ۹۸ | ۲ | کہکشاں | کہکشان |
| ۱۲۰ | حاشیہ نمبر ۱ | اَتْقٰکُمْ | اَتْقٰکُمْ |
| ۱۲۲ | ۹ | صلح و کیں | صلح و کینِ |
| ۱۲۳ | ۸ | ناتواں | ناتوانِ |
| ۱۲۴ | ۵ | دعوے | دعوئے |
| ۱۲۹ | ۵ | مرز بوم | مرز و بوم |
| ۱۳۲ | ۷ | محفلس | محفلش |
| ۱۵۶ | ۱۲ | شیریں | شیرین |
| ۱۸۶ | ۱۲ | اَلْبَصَرَ | اَلْبَصَرُ |
| ۱۹۶ | ۹ | بخشندۂ | بخشیدۂ |

اس ایڈیشن کی پلیٹوں کو محفوظ کر لیا گیا اور ۱۹۷۱ء تک "اسرار و رموز" انھی پلیٹوں سے طبع کی جاتی رہی (ان ایڈیشوں کی کتابیاتی تفصیل ، ضمیمہ نمبر ۱ میں ملاحظہ کیجیے) ۔

چنانچہ ان سب ایڈیشنوں میں ، ۱۹۴۸ء کے ایڈیشن کی تمام اغلاط موجود ہیں ۔ البتہ بکثرت طباعت سے ، ان پلیٹوں میں خرابی کے سبب ، ان ایڈیشنوں میں کہیں کہیں نئی اغلاط رونما ہو گئی ہیں ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۷۹ | ۹ | اختبار | اعتبار |
| ۸۴ | ۳ | یبی | یبنی |
| ۸۷ | ۱۱ | کارش | کارمش |
| ۱۰۲ | ۱۱ | دفترے | دفترے |
| ۱۳۰ | ۴ | با است | با امتّ |

۱۹۷۲ء میں ، تمام شعری مجموعوں کی کتابت ازسرِنو کرائی گئی ، چنانچہ "اسرار و رموز" کے بعد کے ایڈیشن (۱۹۷۶ء اور ۱۹۷۹ء) اسی نئی کتابت (از محمود اللہ صدیقی) سے طبع کیے گئے ہیں - ان ایڈیشنوں کے محاسن و معائب پر، آیندہ صفحات میں "کلیاتِ اقبال" کے ضمن میں بحث ہوگی -

## پیامِ مشرق

علامہ اقبال "رموزِ بے خودی" کی تکمیل و طباعت (۱۰ اپریل ۱۹۱۸ء) اور معاً بعد "اسرارِ خودی" کے دوسرے ایڈیشن کی تیاری سے فارغ ہوئے تو فارسی گوئی کی طرف ان کا میلان زوروں پر تھا - اگرچہ گاہے گاہے ، وہ اردو میں بھی شعر کہہ لیتے تھے ، مگر "دل کا بخار"[1] نکالنے کے لیے اردو کے مقابلے میں فارسی کو زیادہ موزوں پاتے تھے - یوں تو "پیام مشرق" کی ایک غزل انھوں نے ۱۹۱۵ء[2] میں کہی تھی ، اور ممکن ہے ، بعض دیگر غزلیات اسی دور میں ، یا اس سے بھی پہلے کہی ہوں ، تاہم "پیامِ مشرق" کی طرف پوری توجہ ، انھوں نے "اسرارِ خودی ، طبع دوم کی تکمیل کے بعد ہی ، مبذول کی -

ابتدا میں ان کا خیال تھا کہ اردو اور فارسی منظومات کو ملا کر[3] ایک مجموعہ تیار کر لیا جائے (اکتوبر ۱۹۱۹ء) ، مگر بعد میں اردو کلام کو مجوّزہ مجموعے میں شامل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا - اس طرح دیوان فارسی کی ضخامت مجوّزہ مجموعے کے محض ایک تہائی کے برابر بنتی تھی[4] - تقریباً ساڑھے تین برس بعد ، ۱۹۲۳ء کے اوائل میں ، "پیامِ مشرق" کی اشاعت کا ڈول ڈالا گیا - - اقبال چاہتے تھے کہ ان کے ذہن میں جو مزید "چند ضروری" نظمیں موجود ہیں ، وہ بھی صفحۂ قرطاس پر منتقل ہو جائیں ، تب مجموعہ شائع کیا جائے ، مگر ان کے "والدِ مکرم کا اصرار

---

۱- مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۹۹ -
۲- کتابِ مذکور : ص ۹۹ تا ۱۰۰ -
۳- اقبال نامہ ، اول : ص ۱۰۷ -
۴- اقبال نامہ ، دوم : ص ۱۵۹ -

تھا کہ جتنا ہو چکا ہے ، اسے شائع کر دیا جائے ۔[1] چنانچہ فروری[2] ہی سے اشاعت کی تیاری شروع ہو گئی ، مارچ اور اپریل کتابت و طباعت کے مراحل[3] میں گزر گئے ۔ پہلے متنِ کتاب (یعنی لالہ طور سے آخر تک ، صفحہ نمبر ۱ تا نمبر ۲۰۰) کی کتابت ہوئی ، دیباچہ[4] اور پیش کش کے صفحات (الف تا ع) بعد میں لکھے گئے ۔[5]

مہاراجہ کشن پرشاد شاد کو ۱۸ مئی ۱۹۲۳ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں : "دو ہفتہ سے علیل ہوں ، حالتِ علالت میں "پیامِ مشرق" کی اشاعت ہوئی ، میں نے پبلشر کو ایک نسخہ ارسال کرنے کا پہلے ہی لکھ رکھا تھا ۔"[6] گویا کتاب ۴ مئی کے بعد کسی روز چھپ کر تیار ہوئی ۔ اس اثنا میں شاد کو کتاب مل چکی تھی ۔ انھوں نے اقبال کے نام ۱۴ مئی کے خط میں "پیام مشرق" کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا ۔ شاد کو یہ کتاب اگر دو روز بھی پہلے ملی ہو ، یعنی ۱۲ مئی کو ، تو لاہور

---

۱۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۴۳۳ [اس خط کا صحیح سالِ تحریر ۱۹۲۳ء ہے ۔]

۲۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۴۲۱ - ۴۲۲ ۔

۳۔ اس عرصے میں ، اقبال اپنے دوستوں کو "پیامِ مشرق" کے اشاعتی مراحل سے آگاہ کرتے رہے ۔ (مکاتیب اقبال بنام گرامی ۔ ص : ۲۲۷ — شاد اقبال : ص ۱۳۹) ۔

۴۔ اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ایک قلمی بیاض میں ، اقبال کی اپنی تحریر میں وہ ابتدائی نکات ملتے ہیں ، جس کی بنیاد پر انھوں نے پیامِ مشرق کا دیباچہ لکھا ۔ یہ نکات انگریزی میں ہیں ۔ علامہ اقبال کی اس غیر مطبوعہ تحریر کے لیے ملاحظہ کیجیے : ضمیمہ نمبر ۲ ۔

۵۔ انوارِ اقبال : ص ۱۷۲ ۔

۶۔ شاد اقبال : ص ۱۴۷ ۔

سے ۸ یا ۹ کو روانہ کی گئی ہوگی ۔ گویا کتاب ۵ سے ۹ مئی کے درمیان[۱]
کسی روز مطبع سے چھپ کر آئی ۔

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ "اسرارِ خودی" کے دوسرے ایڈیشن کی تکمیل و طباعت (۱۹۱۸ء) کے بعد ہی، اقبال "پیامِ مشرق" کی طرف یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہوئے ۔ گویا "پیامِ مشرق" کا زیادہ تر حصہ ۱۹۱۸ء اور ۱۹۲۲ء کے درمیان لکھا گیا ۔ اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ، اقبال کی قلمی بیاضوں سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے ۔ ان بیاضوں میں "پیامِ مشرق" کی متعدد منظومات کے ساتھ ان کا زمانۂ تحریر درج ہے ،[۲] مثلاً :

| | | | |
|---|---|---|---|
| پیامِ مشرق ، صفحہ : | ۲۵۹ | نظم بوے گل | ۱۹۱۸ء |
| | ۲۸٦ | شاہین و ماہی مئی | ۱۹۲۲ء |
| | ۳۲٦ | غزل (تیروسناں و خنجر ۔ ۔ ۔) جولائی | ۱۹۵۸ء |
| | ۳۵۷ | پیام وسط اپریل | ۱۹۱۹ء |

۱۔ اس اعتبار سے "پیامِ مشرق" کی تاریخِ اشاعت کے بارے میں مندرجہ ذیل بیانات تصحیح طلب ہیں :
(۱) محمد عبداللہ قریشی : "۱۹۲۲ء ۔ ۔ ۔ یہ سال پیامِ مشرق کی اشاعت کا ہے ۔" (مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ٦۹)
(۲) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار : "پیامِ مشرق اپریل ۱۹۲۳ء کے آخر میں شائع ہوئی ۔" (اقبال کا ذہنی ارتقاء : ص ۱۱۴) ۔
(۳) عبدالمجید سالک : "یکم مئی [۱۹۲۳ء] کو پیامِ مشرق شائع ہو گئی ۔" (ذکر اقبال : ص ۱۲۱ ) ۔
(۴) ڈاکٹر عبدالسلام خورشید : "یہ کتاب یکم مئی ۱۹۲۳ء کو منظرِ عام پر آئی ۔ (سرگذشتِ اقبال : ص ۱۸۳) ۔
۲۔ بعض اشارات سے کئی نظموں کے پس منظر پر بھی روشنی پڑتی ہے مثلاً : علامہ اقبال نے صفحہ ۳٦۵ کی نظم "فلسفہ و سیاست" کے پہلے شعر کے دوسرے مصرعے پر نشان بنا کر حاشیے میں انگریزی کا یہ جملہ درج کیا ہے :
"Bradley's defination of metaphysics which suggested this half verse."

رباعی نمبر ۱۴۸، تا نمبر ۱۵۱ کے ساتھ یہ نوٹ درج ہے: "رباعیاتِ بالا در نو بہار شملہ نوشتہ شد۔" مولانا سلیمان ندوی کے نام ۳ اگست ۱۹۲۲ء کے خط پر مقامِ تحریر "شملہ نو بہار" درج ہے۔ گویا یہ رباعیات اگست ۱۹۲۲ء میں لکھی گئیں۔

"پیامِ مشرق" کی کتابت عبدالمجید (پروین رقم) نے کی۔ متن کا مسطر بارہ سطری، اور دیباچے (صفحہ الف تا ح = ۸ صفحات) کا اکیس سطری ہے۔ رباعیات (لالۂ طور) کا مسطر آٹھ سطری (فی صفحہ: دو رباعیات ہے۔ سب سے بڑی خامی یہ نظر آتی ہے کہ آغاز میں فہرستِ مضامین نہیں دی گئی۔ مزید برآں اس میں مندرجہ ذیل اغلاط بھی موجود ہیں:

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ب | ۱۴ | افسانۂ | افسانہ |
| د | ۱۹ | بودن | بوڈن |
| ہ | ۲۰ | سوائے[1] | سوا |
| ۱۴ | ۳ | آذر | آزر |
| ۲۰ | ۲ | کلیساؤ | کلیساو |
| ۷۴ | ۷ | بنید | ببیند |
| ۸۵ | ۱۰ | آذرم | آزرم |
| ۸۹ | ۹ | نگہت | نکہت |
| ۱۰۳ | ۹ | کوہسار | کہسار |
| ۱۱۴ | ۸ | لالۂ خاک | لالہ ز خاک |
| ۱۱۷ | ۳ | مصرعۂ | مصرعِ |
| ۱۱۹ | ۵ | ِللہ | ِللہ |
| ۱۲۷ | ۹ | فقیہہ | فقیہ |
| ۱۳۰ | حاشیہ | دو بند | رو بند |

۱- ممکن ہے، واضح طور پر اسے "غلطی" تسلیم نہ کیا جائے مگر یہ "سوائے" کا محل بہر حال نہیں ہے۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۴۳ | ۸ | فقیہہ | فقیہ |
| ۱۴۳ | ۹ | بفتوۓ | بفتوی |
| ۱۵۸ | ۱ | زر | زد |
| ۱۶۳ | ۱۰ | درا | درآ |
| ۱۸۷ | ۴ | جام آورد | جام آمد |
| ۱۹۲ | ۱ | برد | برو |
| ۱۹۲ | ٦ | ظلّ ہماؤ | ظلّ ہماو |
| ۱۹۷ | ۱ | برناؤ پیر | برنا و پیر |

"پیام مشرق" منظر عام پر آتے ہی ، دو ہفتے کے اندر نصف کے قریب فروخت ہو گئی -[۱] اس غیر معمولی مقبولیت کے پیش نظر اقبال نے ۱۹۲۳ء کی تعطیلات گرما ہی میں دوسرا ایڈیشن مرتب کرنا شروع کر دیا (جس کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ : "غالباً جرمنی میں طبع ہوگی -")[۲] پہلا ایڈیشن دو فروری ۱۹۲۴ء تک ختم[۳] ہو گیا ، اس اثنا میں دوسرا ایڈیشن مرتب ہو کر کتابت ہو چکا تھا - چنانچہ فروری ۱۹۲۴ء ہی میں یہ ایڈیشن طباعت کے لیے پریس بھیج دیا گیا[۴] ، اور مارچ کے آخری ہفتے میں منظر عام پر آیا -[۵]

---

۱- مکاتیب اقبال بنام نیاز : ص ۴۵ -

۲- انوار اقبال : ص ۱۹۵ [ممکن ہے یہ خیال علامہ اقبال کو اس لیے آیا ہو کہ اسی زمانے میں ان کے اردو کلام کا مجموعہ ، سطبع کاویانی برلن سے چھاپنے کی تجویز سامنے آئی تھی - مکتوبات اقبال : ص ۴]

۳- اقبال نامہ ، دوم : ص ۱۶٦ -

۴- مکاتیب اقبال بنام نیاز : ص ۹۴ -

۵- اقبال نے میاں نظام الدین کو جو نسخہ ہدیہ کیا ، اس پر ۲۷ مارچ ۱۹۲۴ء کی تاریخ درج ہے (بحوالہ : اوراق گم گشتہ : ص ۱۳۹)

(بقیہ حاشیہ آیندہ صفحہ پر)

یہ ذکر آ چکا ہے کہ اصل منصوبے کے مطابق پہلے ایڈیشن میں کئی مزید منظومات بھی شامل ہونی تھیں ، مگر شیخ نور محمد کے اصرار پر ، کتاب ، اضافوں کے بغیر ہی ، جلد شائع کرنی پڑی ۔ اب دوسرے ایڈیشن میں ، اقبال نے اڑتالیس صفحات کا اضافہ کیا ۔ متعدد اشعار اور حواشی حذف کر دیے اور پہلے ایڈیشن پر تبصروں اور بعض احباب کے مشوروں کی روشنی میں کئی اشعار میں ترامیم بھی کیں ، جن کی تفصیل یہ ہے :

**(الف) محذوفات :**

(۱) طبع اول ، ص ۱۱۰ کی نظم "حکایت" (طبع دوم : ص ۱۴۶ - ۱۴۷ بہ عنوان "حکمتِ فرنگ" کے یہ دو اشعار :

بہ طرزِ نوی برکشد جاں ز تن    کہ خود را بخود زندہ داند بدن
خورد گر ادب پیک مرگ ازفرنگ    بہ تاراجِ جانہا شود تیز چنگ

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

["پیامِ مشرق کی فروخت کے بارے میں عبدالمجید سالک کے دو متضاد بیانات ملتے ہیں ۔ اول : پیامِ مشرق کا پہلا ایڈیشن آٹھ نو ماہ کی مدت میں ختم ہو گیا (ذکرِ اقبال ، ص ۱۲۳) ۔ دوم : بیگم گرامی کے نام ۱۵ فروری ۱۹۲۵ء کے خط میں لکھتے ہیں : "پیامِ مشرق" کا پہلا ایڈیشن جو ایک ہزار کی تعداد میں چھپا تھا، اب تک ختم نہیں ہوا ، حالانکہ سال ڈیڑھ سال کی مدّت ، اس کی طباعت پر گزر گئی" (خطوطِ اقبال بنام بیگم گرامی : ص ۶۴) یہ بیان درست نہیں ہے ۔ راقم کے خیال میں سالک کو اس غلط بیانی کی "ضرورت" اس لیے پیش آئی کہ بیگم گرامی ، دیوانِ گرامی کی مقبولیت اور فروخت کے بارے میں کسی غلط فہمی میں نہ رہیں] ۔

(۲) طبع اول ، ص ۱۱۹ کی نظم "لسان العصر اکبر مرحوم -"[1]

(۳) طبع اول ص ۱۵ کا قطعہ :

بگردون فکرِ تو دارد رسائی ولے از خویشتن نا آشنائی
یکے بر خود کشا چون دانہ چشمے کہ از زیرِ زمیں نخلے برآئی

(۴) صفحہ نمبر ۱۸ کے یہ اشعار (نمبر ۳۰) :

برہمن شیخ را روزے چہ خوش گفت زگل ریزد خدا نقشِ وجودم
ہمی دانم کہ ہمتائے ندارد زبودش بود می گردد نبودم
ولے از گِل تراشیدم مثالش بہائے عنصرِ خود را فزودم

(۵) صفحہ نمبر ۶۴ کی رباعی نمبر ۲۲ :

بگو اے چارہ گر ایں شعلہ چیست ،
کہ در خونم رواں مانند آب است

نگہ در جستجو ، جاں ناشکیب
خرد حیران و دل در پیچ و تاب است

(۶) صفحہ نمبر ۱٦۷ تا ۱٦۸ کی نظم "پیام" (کلیات : ص ۳۵۷) کے مندرجہ ذیل دو اشعار :

علمِ و حکمت اگرش خوئے سگی باز دہد
آدمی زادۂ دانا ز دواں خوار تر است

خوجہ را قیمتِ عیش است اگر مُزدِ غلام
بندہ آزاد تر و خواجہ گرفتار است

---

۱- سرودِ رفتہ (ص ۱۹۳) اور باقیاتِ اقبال (طبع سوم : ص ۲۳۹) میں یہ نظم موجود ہے مگر :

(الف) نظم کا عنوان "مرثیہ اکبر الہ آبادی" ہے -

(ب) یہ شعر جو طبع اول میں نظم کا تیسرا شعر تھا ، سوجود نہیں ہے :

گہے گریہ او چو ابرِ بہارے گہے خندۂ او چو تیغِ اصیلے

(ج) شعر نمبر ۵ میں "رُبایندۂ" کی جگہ "برافگندۂ" اور "بجانہا" کی جگہ "زمانہا" ہے -

(ے) مندرجہ ذیل حواشی :

طبع اول ، صفحہ نمبر ۱۱۰ : (۲) ہور - سورج (۳) غار - گیس
(کلیات : ص ۲۹۶ ، متعلق بہ سطر نمبر ۶)

صفحہ نمبر ۱۳۰ ۱- دو بند - نقاب -
(کلیات : ص ۳۱۵ ، متعلق بہ سطر نمبر ۱۲)

صفحہ نمبر ۱۴۸ : ۱- رہ و مقام موسیقی کی اصطلاحیں ہیں :
(کلیات : ص ۳۲۹ ، متعلق بہ سطر نمبر ۵)

صفحہ نمبر ۱۶۹ : ۱- گوئٹے کا ہم وطن و ہم عصر شاعر تھا -
(کلیات : ص ۲۹۸ ، متعلق بہ سطر نمبر ۶)

صفحہ نمبر ۱۷۷ : ۱- مشہور و معروف جرمن فلسفی -
(کلیات : ص ۳۷۱ ، متعلق بہ سطر نمبر ۱)

صفحہ نمبر ۱۷۸ : ۲- جرمن فلسفی ہیگل -
(کلیات : ص ۳۷۲ ، متعلق بہ سطر نمبر ۱)

صفحہ نمبر ۱۸۲ : ۱- مولانا جلال الدین رومی -
(کلیات : ص ۳۷۶ ، متعلق بہ سطر نمبر ۳)

**(ب) اضافات :**

(۱) طبع دوم میں دو صفحات کی "فہرست مطالب" (دونوں صفحات کا شمار نہیں کیا گیا) -

(۲) "اشاعتِ دوم" عنوان کے تحت مندرجہ ذیل دیباچہ :

"دوسری اشاعت میں متعدد نظموں ، غزلوں اور رباعیات
کا اضافہ ہے - بعض بعض جگہ لفظی ترمیم بھی ہے - کتاب
کی ترتیب بحیثیتِ مجموعی وہی ہے ، جو پہلے تھی -"

اقبال

(ص : "ن")

(۳) مندرجہ ذیل نظمیں :

| | | |
|---|---|---|
| سرودِ انجم | (طبع دوم ، ص ۱۱۲ ، کلیات : ص ۲۶۸) | |
| نسیم صبح | (طبع دوم ، ص ۱۱۶ ، کلیات : ص ۲۷۱) | |
| پندِ باز بابچہ خویش | (طبع دوم ، ص ۱۱۷ ، کلیات : ص ۲۷۲) | |
| کرمِ کتابی | (طبع دوم ، ص ۱۱۹ ، کلیات : ص ۲۷۳) | |
| کبر و ناز | (طبع دوم ، ص ۱۲۰ ، کلیات : ص ۲۷۴) | |
| کرمکِ شب تاب | (طبع دوم ، ص ۱۲۲ ، کلیات : ص ۲۷۶) | |
| حدی | (طبع دوم ، ص ۱۲۵ ، کلیات : ص ۲۷۹) | |
| قطرۂ آب | (طبع دوم ، ص ۱۳۰ ، کلیات : ص ۲۸۲) | |
| تنہائی | (طبع دوم ، ص ۱۳۶ ، کلیات : ص ۲۸۸) | |
| عشق | (طبع دوم ، ص ۱۴۲ ، کلیات : ص ۲۹۲) | |
| حور و شاعر | (طبع دوم ، ص ۱۴۷ ، کلیات : ص ۲۹۶) | |
| جوے آب | (طبع دوم ، ص ۱۵۱ ، کلیات : ص ۲۹۹) | |

(۴) مندرجہ ذیل رباعیات :

| | | |
|---|---|---|
| رباعی نمبر ۱۸ : | تہی ازہائے ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۰۱) |
| نمبر ۲۴ : | رہے در سینہ ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۰۳) |
| نمبر ۳۰ : | بروں از ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۰۵) |
| نمبر ۶۷ : | بپائے خود ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۲۰) |
| نمبر ۱۲۲ : | بہ سائے ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۳۵) |
| نمبر ۱۴۴ : | خرد کرپاس ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۴۳) |
| نمبر ۱۵۴ : | مشونومید ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۴۶) |
| نمبر ۱۵۵ : | جہانِ رنگ و بو ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۴۶) |
| نمبر ۱۵۶ : | تو می گوئی کہ ۔ ۔ ۔ | (کلیات : ص ۲۴۷) |

رباعی نمبر ۱۵۷ : بساطم خالی از --- (کلیات : ص ۳۴۷)

نمبر ۱۵۹ : بحرف اندر نگیری --- (کلیات : ص ۳۴۸)

نمبر ۱۶۰ : بہر دل عشق --- (کلیات : ص ۳۴۸)

نمبر ۱۶۱ : ہنوز از بندِ --- (کلیات : ص ۳۴۸)

(۵) مندرجہ ذیل اشعار :

طبع اول (ص ۱۰۰ - ۱۰۱) میں نظم "شبنم" (کلیات : ص ۲۸۹) "بر لالہ چکیدم" پر ختم ہوتی ہے - باقی اشعار ، طبع دوم میں ایزاد کیے گئے -

ایک شعر : بخاک ہند --- (کلیات : ص ۳۱۶)

ایک شعر : زخود رمیدہ --- (کلیات : ص ۳۱۶)

ایک شعر : ملکِ جم --- (کلیات : ص ۳۲۹)

ایک شعر : دانش اندوختہ ---

سے نظم کے اختتام تک ۱۴ اشعار کا اضافہ (کلیات : ۳۵۸ - ۳۶۳)

(۶) غزلیات از سوزِ سخن (کلیات : ص ۳۴۱ - ۳۵۴) کا اضافہ بہ استثنا صفحہ نمبر ۳ کے ابتدائی اشعار :

(۷) طبع اول (ص : ۲۰۰) کے آخری بلاعنوان دو اشعار کو طبع دوم (ص : ۲۵۸) میں "آزادیٔ بحر" کا عنوان دیا گیا (کلیات : ص ۳۸۷)-

**(ج) ترامیم :**

| صفحہ | سطر | طبع اول | صفحہ | سطر | طبع دوم |
|---|---|---|---|---|---|
| ۵ | ۱۱-۱۲ | سب سے زیادہ مقبول مشرق رنگ کا شاعر | ط | ۳ | مشرق رنگ کا سب سے زیادہ مقبول شاعر |
| ۱۴ | | نمبر ۱۸ کے تحت مندرج اشعار کو "کرمکِ شب تاب" کا عنوان دے کر "شاہین و ماہی" اور "حدی" کے درمیان درج کیا گیا ۔ | | | |
| ۳۱ | | نمبر ۶۷ کے تحت مندرج اشعار کو "حقیقت" کا عنوان دے کر "کرمک شب تاب'' اور "حدی" کے درمیان درج کیا گیا ۔ | | | |
| ۶۷ | ۳ | ع کہ از نورِ خودی بیند خدارا | ۷۵ | ۳ | ع کہ با نورِ خودی بیند خدارا |
| ۷۳ | ۳ | ع جہاں را از نگاہِ من ندید است | ۹۰ | ۳ | ع جہاں را تا نگاہِ من ندید است |
| ۹۰ | ۱-۲ | زندانئے کہ بند زپائش کشادہ اند<br>آبے گذاشت است کہ بونام دادہ اند | ۱۰۲ | ۱-۲ | زاں نازنیں کہ بند زپائش کشادہ اند<br>آبے است یادگار کہ بونام دادہ اند |
| ۱۰۸ | ۱ | دنیائے عمل | ۱۳۳ | ۳ | جہانِ عمل |
| ۱۱۰ | ۱ | حکایت | ۱۳۶ | | حکمتِ فرنگ |
| ۱۶۹ | | نظم ''زندگی و عمل'' موجودہ صورت میں چار مصرعوں (دو اشعار) پر مشتمل ہے ۔ کلیات : ص ۲۹۸) طبع اول میں ، انھیں اس طرح لکھا گیا ہے کہ آٹھ مصرعے (چار اشعار) معلوم ہوتے ہیں ۔ اس انداز میں : | | | |

| صفحہ | سطر | | طبع اول | صفحہ | سطر | | طبع دوم |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| | | | ساحلِ افتادہ گفت گرچہ بسے زیستم | | | | |
| | | | ہیچ نہ معلوم شد آہ کہ من چیستم | | | | |

علامہ اقبال کی ایک قلمی بیاض میں بھی اس نظم کو چار مصرعوں (آٹھ اشعار) کی شکل ہی میں لکھا گیا ہے۔ طبع دوم میں موجودہ صورت بنائی گئی۔

| صفحہ | سطر | | طبع اول | صفحہ | سطر | | طبع دوم |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱۷۷ | حاشیہ | | ۲- نیٹشا نے نصرانیت پر ایسا زبردست حملہ کیا ہے کہ یہ مذہب اس حملہ سے بمشکل جانبر ہو سکے گا۔ نیٹشا کی تنقیدِ نصرانیت خالص اسلامی نقطۂ خیال سے ہے۔ ۳- اس کا دماغ اس واسطے کافر ہے۔ | ۲۴۱ | حاشیہ | | نوٹ : نیٹشا نے مسیحی فلسفۂ اخلاق پر زبردست حملہ کیا ہے اس کا دماغ اس واسطے کافر ہے ۔۔۔ |
| ۱۸۲ | حاشیہ | | ۲- نکتہ دان ۔۔۔ | ۲۴۶ | حاشیہ | | نوٹ : نکتہ دانِ ۔۔۔ |
| ۱۸۴ | ۳ | ع | جام او روشن تر از جام جم و اسکندر است | ۲۴۸ | ۳ | ع | جام او روشن تر از آئینۂ اسکندر است |
| ۱۸۷ | ۴ | ع | ورنہ در محفلِ گل لالہ تہی جام آورد | ۳۵۱ | ۴ | ع | ورنہ در محفلِ گل لالہ تہی جام آمد |

## (د) تقدیم و تاخیر :

طبع دوم میں متعدد اشعار و مصاریع کی ترتیب تبدیل کردی گئی ، اس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

(۱) رباعی نمبر ۹۹ کے مصرعوں کو اس طرح تبدیل کیا گیا :

| طبع اول : ص ۵۲ | طبع دوم : ص ٦٠ |
|---|---|
| چساں گنجید دل اندر گلِ ما ؟ | چساں زاید تمنا در دلِ ما ؟ |
| چساں زاید تمنا در دلِ ما ؟ | چساں سوزد چراغِ منزل ما ؟ |
| بچشمِ ما کہ می بیند ؟ چہ بیند | بچشمِ ما کہ می بیند ؟ چہ بیند ؟ |
| چساں سوزد چراغِ منزلِ ما ؟ | چساں گنجید دل اندر گلِ ما ؟ |

(کلیات : ص ۲۸۸)

(۲) طبع اول کی رباعی نمبر ۱۴۴ [رگِ مسلم ---] کو طبع دوم میں رباعی نمبر ۱۵۸ بنا دیا گیا ۔

(۳) نظم "تسخیر فطرت" کے پہلے چار شعروں کی ترتیب میں اس طرح رد و بدل کیا گیا :

| طبع اول : ص ۸۵ | طبع دوم : ص ۹۷ |
|---|---|
| (۱) نعرہ زد --- | (۱) نعرہ زد --- |
| (۲) خبرے رفت --- | (۲) فطرت آشفت --- |
| (۳) آرزو بے خبر --- | (۳) خبرے رفت --- |
| (۴) فطرت آشفت --- | (۴) آرزو بے خبر --- |

(۴) طبع اول کی نظم "حکایت" (ص : ۱۱۰ - ۱۱۱ ، کلیات : ص ۲۹۵ - ۲۹٦ بہ عنوان "حکمتِ فرنگ") کا موجودہ آخری شعر [فرست ایں ---] ابتدائی ترتیب کے مطابق نظم کا چھٹا شعر تھا ۔

(۵) کلیات : ص ۳۴۴ کے پہلے تین اشعار [از تب و تاب ---] طبع اول (ص ۱٦۳) میں غزل [در جہاں ---/ کلیات : ص ۳۴۰] کے بعد درج ہیں ۔

(۶) نظم "زندگی و عمل" طبع اول (ص : ۱۶۹) میں "پیام" اور "جمعیت الاقوام" کے درمیان میں تھی ، مگر طبع دوم (ص : ۱۵۰) میں اسے "حور و شاعر" اور "الملک للہ" کے درمیان لے جایا گیا ہے ۔

(۷) طبع اول (ص ۲۰۰) کے آخری دو اشعار کو طبع دوم (ص : ۲۵۸) میں "خردہ" سے پہلے لایا گیا (اور "آزادیٔ بحر" کا عنوان دیا گیا) ۔

(۸) نظموں کی ترتیب اس طرح تبدیل کردی گئی :

طبع اول کی ترتیب : محاورہ علم و عشق ۔ شبنم ۔ لالہ ۔ حکمت و شعر ۔

طبع دوم کی ترتیب : کبر و ناز (طبع دوم کی نئی نظم) لالہ ۔ حکمت و شعر ۔۔۔ تنہائی ۔ شبنم ۔ عشق ۔

دوسرے ایڈیشن میں ، طبع اول کی مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے ۔

| صفحہ | سطر | طبع اول (غلط) | صفحہ | سطر | طبع دوم (صحیح) |
|---|---|---|---|---|---|
| ب | ۱۴ | افسانہٗ | ج | ۱۰ | افسانہ |
| ۷۴ | ۷ | بنند | ۸۲ | ۷ | بیند |
| ۱۱۴ | ۸ | لالہٗ خاک | ۱۵۵ | ۴ | لالہ ز خاک |
| ۱۱۷ | ۴ | مصرعہٗ | ۱۵۸ | ۴ | مصرع |
| ۱۳۰ | حاشیہ | دوبند (صحیح : روبند) | ۱۷۰ | حاشیہ کی عبارت محذوف ہے | |
| ۱۵۸ | ۱ | زر | ۱۹۸ | ۱۱ | زد |
| ۱۸۷ | ۴ | جام آورد | ۲۵۱ | ۴ | جام آمد |
| ۱۹۷ | ۱ | برناؤ پیر | ۲۶۱ | ۱ | برنا و پیر |

تاہم طبع اول کے صفحات : د/۱۹ ، ۵/۲۰ ، ۱۴/۳ ، ۲۰/۲ ، ۸۵/۱۰ ، ۸۹/۹ ، ۱۰۳/۹ ، ۱۱۹/۵ ، ۱۲۷/۹ ، ۱۴۳/۸ ، ۱۴۳/۹ ،

۱۶۳/۱۰ ، ۱۹۲/۱ اور ۱۹۲/۶ کی اغلاط طبع دوم میں بھی علی الترتیب صفحات ح/۱ ، ط/۱۱ ، ۲۲/۳ ، ۲۸/۲ ، ۹۷/۱۰ ، ۱۰۱/۹ ، ۱۳۲/۹ ، ۱۵۰/۷ ، ۱۶۷/۹ ، ۱۸۳/۱ ، ۱۸۴/۲ ، ۲۰۸/۱۰ ، ۲۵۶/۱ اور ۲۵۶/۶ پر بدستور موجود ہیں -

اس ایڈیشن میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط رُو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲ | ۲ | لِلّٰہ | لِلّٰہ |
| ۹ | ۲ | بالاؤ دوش | بالا و دوش |
| ۱۸ | ۶ | جھانے | جھانے |
| ۲۸ | ۷ | نو بھاران | نو بہاراں |
| ۹۸ | ۶ | مازگان | مایگاں |
| ۱۱۴ | ۶ | ناؤ نوش | نا و نوش |
| ۱۱۷ | ۶ | گیرو زصید | گیرد زصید |
| ۲۱۱ | ۲ | آذزی | آزری |
| ۲۴۱ | ۶ | آذر | آزر |

۱۹۲۹ء کے ابتدائی مہینوں میں "پیامِ مشرق" کے تیسرے ایڈیشن کی کتابت شروع ہوئی - اسی اثنا میں مطبع جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے مہتمم ، محمد مجیب کی درخواست پر علامہ اقبال نے انھیں تیسرا ایڈیشن شائع کرنے کی اجازت[1] دے دی - کتابت شدہ کاپیاں[2] دہلی روانہ کر دی گئیں اور کتاب دہلی میں چھپ گئی - ۸۴۴ کتابیں لاہور پہنچنے کی

---

۱- مکتوباتِ اقبال : ص ۵ -

۲- پرویں رقم کو بہ طورِ اجرتِ کتابت مبلغ ایک سو تیس روپے ادا کیے گئے - (صحیفہ ، اقبال نمبر ، اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ء: ص ۳۴) -

اطلاع ، اقبال نے ۲ اگست کے مکتوب[1] میں دی ۔ اس سے واضح ہے کہ تیسرا ایڈیشن جولائی ۱۹۲۹ء کے آخر میں اشاعت پذیر ہوا ۔

طبع سوم کی تقطیع ، طبع دوم سے قدرے بڑی ہے ۔ سرورق پر "مطبع جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی" کے الفاظ اور آخری صفحے پر "کتاب ہٰذا ملنے کا پتہ" کے تحت شیخ مبارک علی کا پتہ درج ہے ۔ اس اعلان کے علاوہ ، نذیر نیازی کے نام علامہ کے ایک مکتوب[2] سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ جامعہ کی ذمہ داری ، محض طباعت تک محدود تھی ۔ طبع سوم کے کاغذ میں واٹر مارک میں یہ الفاظ پڑھے جا سکتے ہیں :

World Cream Laid 5316 Norway

یہ کاغذ پہلے اور دوسرے ایڈیشن کے کاغذ سے نسبتاً دبیز ضرور ہے مگر ان تینوں ایڈیشنوں کا کاغذ ، شکن پڑنے سے ٹوٹ جاتا ہے ۔

طبع سوم کی کتابت بھی ، عبدالمجید پروین رقم نے کی ۔ اس ایڈیشن (۱۹۲۹ء) میں طبع دوم کی حسب ذیل اغلاط کی تصحیح کردی گئی ہے :

صفحات : ۱۸/۶ ، ۲۸/۷ ، ۹۸/۶ ، ۱۱۷/۶ ، ۱۳۲/۹ ، ۱۵۰/۷ ۔

تاہم مندرجہ ذیل غلطیاں بدستور موجود ہیں : صفحات :

۲/۲ (فہرست مطالب) ح/۱ ، ط/۱۱ ، ۸/۲ ، ۲۲/۳ ، ۲۸/۲ ، ۹۷/۱۰ ، ۱۰۱/۹ ، ۱۱۳/۶ ، ۱۶۷/۹ ، ۱۸۳/۱ ، ۲۰۸/۲ ، ۲۰۸/۱۰ ، ۲۱۱/۲ ، ۲۴۱/۶ ، ۲۵۶/۱ ، ۲۵۶/۲ ۔

---

۱۔ مکتوبات اقبال : ص ۱۲

۲۔ حوالۂ مذکور ۔

طبع سوم میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط رو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| د | ۷ | موزون | موزوں |
| د | ۱۰ | بریا | برپا |
| ۲ | ۴ | رمزِ سیات | رمزِ حیات |
| ۳ | ۸ | رمن | زمن |
| ۱۱۷ | ٦ | گیرو زصید | گیرد ز صید |
| ۱۷۸ | ٦ | سیمیاؤ نیرنگ | سیمیا و نیرنگ |
| ۲۵۲ | ۷ | بگذارم | بگدازم |

چوتھا ایڈیشن ۱۹۴۲ء میں چودھری محمد حسین ایم - اے کی نگرانی میں شائع ہوا - پرویں رقم سے اس کی از سرِ نو کتابت کرائی گئی - خوش نویس نے ترتیب و تعداد صفحات اور عنوانات وغیرہ میں تیسرے ایڈیشن کو پیشِ نظر رکھا ہے - یہ اس لیے بھی ضروری تھا کہ علامہ کے انتقال کے بعد ، ان کی کتابوں میں کسی قسم کا رد و بدل نامناسب ہے -

طبع چہارم میں ، تیسرے ایڈیشن کی مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے :

صفحات : د/۷ ، د/۱۰ ، ح/۱ ، ۲/۴ ، ۳/۸ ، ۱۱۷/٦ ، ۱۰۸/۱۰

۲۵۲/۷ ، ۲۵٦/۱ تاہم ان اغلاط کی تصحیح نہیں ہو سکی :

صفحات : ۲/۲ (فہرست مطالب) ط/۱۱ ، ۸/۲ ، ۲۲/۳ ، ۲۸/۲ ،

۹۷/۱۰ ، ۱۰۱/۹ ، ۱۱۴/٦ ، ۱٦۷/۹ ، ۱۸۷/٦ ، ۱۸۴/۱ ، ۱۸۴/۲ ،

(ایک کھڑی زبر کا اضافہ کیا گیا ہے ، مگر یہ املا بھی غلط ہے) ۲۱۱/۲ ،

۲۴۱/٦ ، ۲۵٦/٦ —

طبع چہارم میں نئی غلطی صرف ایک ہے - فہرست مطالب (ص : ۱ سطر : ۵) میں ۱۱ تا ۹۲ صحیح ہے ، نہ کہ ۱۱ تا ۹۴ -

اس ایڈیشن کی پلیٹیں محفوظ کرلی گئیں ، اور ۱۹۷۱ء تک طبع ہونے والے تمام ایڈیشن انھی پلیٹوں سے طبع کیے جاتے رہے ، تاہم بعد کے ایڈیشنوں کو بہ غور دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بعض صفحات کی پلیٹیں ضائع ہو گئیں ، اس لیے ان حصوں کی دوبارہ کتابت کرا کے نئی پلٹیں تیار کی گئیں - تفصیل اس طرح ہے :

ص نمبر ۱ تا ۲۴۰
ص نمبر ۲۴۹ تا ۲۵۶
} یہ صفحات بدستور طبع چہارم کی پلیٹوں سے طبع کیے جاتے رہے -

کاپی الف : ص ۲۴۱ تا ۲۴۸
کاپی ب : ص ۲۵۷ تا ۲۶۴
} ان صفحات کی از سرِ نو کتابت کرائی گئی اور نئی پلیٹیں تیار ہوئیں -

مگر طبع ہفتم (۱۹۴۸ء) کی آخری کاپی (ص ۲۵۷ - ۲۶۴) طبع ششم کے بجائے طبع چہارم کے مطابق معلوم ہوتی ہے - نمعلوم یہ کیوں کر ہوا ؟ طبع پنجم کے موقع پر کاپی ب کی پلیٹیں گم ہونے کے سبب ، اس کی از سر نو کتابت کرائی گئی تھی، ممکن ہے طبع ہفتم کے موقع پر گم شدہ پلیٹ مل جانے کی وجہ سے ساتواں ایڈیشن اسی سے طبع کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہو ، مگر بعد کے ایڈیشنوں میں کاپی ب ، ایک بار پھر طبعِ چہارم سے طبع کی گئی معلوم ہوتی ہے -

## زبورِ عجم

"پیامِ مشرق" (طبع اول : مئی ۱۹۲۳ء) کی اشاعت کے بعد کا تمام فارسی کلام ، علامہ اقبال نے "پیامِ مشوق" کے دوسرے ایڈیشن (مارچ ۱۹۲۴ء) میں شامل کر دیا تھا - اس اثنا میں فارسی گوئی کا سلسلہ جاری رہا - جلد ہی انھوں نے محسوس کیا کہ کچھ عرصے بعد ایک نئے فارسی مجموعے کی ترتیب و تدوین ناگزیر ہوگی - جولائی ۱۹۲۴ء میں خان

نیاز الدین خاں کے نام[1] اور اگست ۱۹۲۴ء میں محمد سعید الدین جعفری کے نام[2] مکاتیب میں انھوں نے Songs of Modern David اور زبور جدید کے ناموں سے موعودہ کتاب کا تذکرہ کیا ہے، وہی بعد میں "زبورِ عجم" کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس طرح یہ کہنا غلط نہیں کہ "زبورِ عجم" کا آغاز ۱۹۲۴ء ہی میں ہو گیا تھا، مگر اس کی تکمیل میں کم و بیش اڑھائی برس صرف ہو گئے۔

۲۶ جنوری ۱۹۲۷ء کے "زمیندار" میں یہ خبر شائع ہوئی: "نہایت مسرت کے ساتھ قارئین کرام کو یہ مژدہ سنایا جاتا ہے کہ علامہ اقبال کی تازہ تصنیف "زبورِ عجم" بالکل مکمل ہو گئی ہے، اور سنا جاتا ہے کہ دو چار روز میں اس کی کتابت شروع ہو جائے گی۔" مولانا گرامی کے نام ۳۱ جنوری ۱۹۲۷ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں: "میری کتاب زبورِ عجم ختم ہو گئی ہے۔ ایک دو روز تک کاتب کے ہاتھ میں جائے گی اور پندرہ دن کے اندر اندر شائع ہو جائے گی"[3]، مگر کتابت سے طباعت تک کا مرحلہ طے ہونے میں پندرہ دن کی بجائے کئی ماہ صرف ہو گئے، اور کتاب جون کے تیسرے ہفتے میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی[4]۔

طبع اول کی کتابت خلافِ معمول پروین رقم کی بجائے "محمد صدیق" نامی کسی خوش نویس نے کی۔ یہ کتابت نسبتاً خفی ہے۔ ہر صفحے کے چاروں کونوں پر بیل بوٹے بنائے گئے ہیں۔ صحتِ املا کے نقطۂ نظر سے،

---

۱۔ مکاتیب اقبال بنام نیاز: ص ۵۰۔
۲۔ اوراق گم گشتہ: ص ۱۱۸۔
۳۔ مکاتیب اقبال بنام گرامی: ص ۲۴۱۔
۴۔ طبع اول پر ماہ و سالِ طباعت درج نہیں ہے، مگر ۲۱ جون ۱۹۲۷ء کے "انقلاب" میں منشی طاہر الدین کی طرف سے "زبورِ عجم" کا ایک اشتہار شائع ہوا، جس میں بتایا گیا کہ "تازہ تصنیف چھپ کر تیار ہو گئی ہے"۔ زبورِ عجم کی بعد کی اشاعتوں میں بھی "طبع اول جون ۱۹۲۷ء" درج ہے۔ اقبال نے میاں نظام الدین کو جو نسخہ پیش کیا، اس پر "محمد اقبال ۲۹ جون ۲۷ء" درج ہے (اوراقِ گم گشتہ: ص ۱۳۸)۔

محمد صدیق کی خوش نویسی کے بعض پہلو بہت اچھے ہیں ، مثلاً : انھوں نے واو عطف پر ہمزہ (ء) کی علامت نہیں بنائی ، یاے اضافت پر بھی ہمزہ بنانے سے احتراز کیا ہے، "فقیہ" کو "فقیہہ" نہیں لکھا، جب کہ پروین رقم عام طور پر اس غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں ۔ محمد صدیق نے بعض الفاظ کو ملا کر، لکھا ہے ، مثلاً : ہیچکس ۔ میکشاں (ص ۱۹۳) یہ نامانوس انداز ہے ۔ یہ ضرور ہے کہ پروین رقم کی کتابت مجموعی حُسن اور خوش نمائی میں ، محمد صدیق سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے ۔

طبع اول کا کاغذ نسبتاً دبیز ہے ۔ کاغذ کے واٹر مارک میں Super Fine کے الفاظ واضح نظر آتے ہیں ۔ مزید برآں ایک "تاج" کا نشان بھی موجود ہے ۔ اس نسخے کے حوض کا سائز (۱۳½ × ۹ س م) ہے ، جو پروین رقم کے کتابت شدہ نسخوں کے حوض (۱۷ × ۱۱ س م) سے نسبتاً چھوٹا ہے ۔

"زبور عجم" کے پہلے ایڈیشن میں کتابت کی مندرجہ ذیل اغلاط موجود ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۳ | ۳ | فیص | فیض |
| ۳۷ | ۶ | بنگاہے | بنگاہ |
| ۴۳ | ۷ | صرف | حرف |
| ۴۵ | ۶ | آذری | آزری |
| ۱۷۰ | ۳ | مہر و ماہ | مہر و مہ |
| ۱۹۷ | ۱۰ | این | این |
| ۲۰۵ | ۱۰ | ہمیں | ہمین |
| ۲۱۰ | ۵ | بہ | بر |
| ۲۱۳ | ۶ | زدالش | زدانش |
| ۲۱۶ | ۲ | برون | برون |
| ۲۱۸ | ۱ | نگاراند | نگارند |
| ۲۲۰ | ۴ | سرمائہ | سرمایہ |
| ۲۲۸ | ۳ | چہ گوں است | چہ گون است |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۲۹ | ۵ | فرو آدر | فرو آرد |
| ۳۳۰ | ۷ | کمیں - ہمیں | کمین - ہمین |
| ۲۳۷ | ۳ | گہاں - آں | گہان - آن |
| ۲۵۷ | ۱ | آذر | آزر |
| ۱۵۷ | ۷ | آذری | آزری |

صفحہ نمبر ۴۰ پر غزل کا صحیح شمار نمبر ۲۳ ہے ، نہ کہ ۳۳ - یہ غلط شمار نمبر ص ۸۶ تک چلتا ہے ، جہاں غزل کا شمار نمبر ۶۶ درج کیا گیا ہے - در حقیقت کل غزلیں ۵۶ ہیں -

پہلا ایڈیشن چند برس میں ختم ہو گیا تھا - دوسرا ایڈیشن ، علامہ کی زندگی میں نہ چھپ[1] سکا بلکہ طبع اول کے پونے سترہ برس بعد اپریل ۱۹۴۴ء میں چودھری محمد حسین ایم - اے کی نگرانی میں شائع ہوا - اس ایڈیشن کی کتابت پرویں رقم نے کی ہے - جیسا کہ اوپر ذکر آ چکا ہے ، صفحے کا حوض (۱۷ × ۱۱ س م) طبع اول کے حوض ($۱۳\frac{۱}{۲}$ × ۹ س م) سے بڑا ہے ، تاہم ترتیب اشعار وغیرہ بالعموم طبع اول کے مطابق ہے - بعض جگہ ایک شعر طبع اول میں ایک صفحے پر ہے ، تو طبع دوم میں اگلے صفحے پر - اس طرح کا فرق دونوں ایڈیشنوں کے صفحات ۱۰ ، ۱۱ ، ۱۴ ، ۱۵ ، ۲۰ ، ۲۱ ، ۲۲ ، ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۵ وغیرہ پر موجود ہے - پرویں رقم نے حسب عادت یائے اضافت اور واو عطف پر ہمزہ (ء) بنا دیا ہے ، تاہم فقیہ کو انھوں نے بعینہ رہنے دیا ہے (ص : ۱۸۰ ، ۲۳۳) اور فقیہہ نہیں بنایا ہے -

طبع دوم میں اس شعر کا اضافہ کیا گیا ہے :

---

۱- نذیر نیازی کے نام ۲ مئی ۱۹۳۵ء کے مکتوب میں علامہ اقبال لکھتے ہیں : "زبور عجم" کی طباعت کا انتظام فوراً ہو سکتا ہے ، مگر میرا ارادہ ہے زبور عجم ، اب کے مع اردو ترجمہ شائع ہو - (مکتوبات اقبال : ص ۲۶۹ - ۲۷۰) مگر علامہ کی زندگی میں ایسا ممکن نہ ہو سکا -

علمِ حاضر پیشِ آفل در سجود      شک بیفزود و یقیں از دل ربود
(ص : ۲۵۴)

اور اس کے ساتھ حاشیے میں وضاحت درج ہے : "زبورِ عجم" طبع اول میں یہ شعر کاتب سے سہواً حذف ہو گیا تھا ۔ معلوم اس وقت ہوا جب کتاب تمام چھپ چکی ، صرف اس شعر کے لیے کتاب کے ساتھ غلط نامہ کا شائع کرنا علامہ مرحوم نے مناسب نہ سمجھا (محمد حسین)"۔

طبع دوم (اپریل ۱۹۴۴ء) میں ، طبع اول کی مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے -

صفحات : ۲۳/۳ ، ۳۷/۶ ، ۴۳/۷ ، ۱۹۷/۱۰ ، ۲۰۵/۱۰ ، ۲۱۰/۵ [۲] ، ۲۱۶/۲ ، ۲۲۰/۴ ، ۲۲۸/۳ ، ۲۳۰/۷ اور ۲۳۷/۴ تاہم یہ اغلاط بدستور طبع دوم میں بھی موجود ہیں : صفحات : ۴۵/۶ ، ۱۷۰/۳ ، ۲۱۳/۶ ، ۲۱۸/۱ ، ۲۲۹/۵ ، ۲۵۷/۱ ، ۲۵۷/۷ -

اسی طرح غزلیات کے غلط شمار نمبر ( ص : ۴۰ تا ۸۶) بھی بدستور غلط ہیں - دوسرے ایڈیشن میں کچھ نئی اغلاط رو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۴۷ | ۱ | کازارِ | کار زارِ |
| ۵۰ | ۳ | کجاؤ تو | کجا و تو |
| ۵۲ | ۳ | بطوفاں | بطوفان |
| ۱۹۷ | ۳ | سنگامہ' | ہنگامہ' |
| ۲۶۰ | ۲ | رفتگان | رفتگاں |

تیسرا ایڈیشن ستمبر ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا - جس پر غلطی سے "ستمبر ۱۹۴۴ء" درج ہے - سال طباعت کے اندراج میں یہ غلطی ، اس لیے یقیناً ایک غلطی ہے کہ اول تو چار ماہ میں طبع اول کے دو ہزار نسخوں کا فروخت ہونا ، قرینِ قیاس نہیں - اقبال کے کسی بھی مجموعے

کے سلسلے میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ دو ہزار کا ایک ایڈیشن ، اور وہ بھی فارسی مجموعہ ، اس حیرت انگیز بلکہ معجزانہ تیزی سے فروخت ہوا ہو ۔ اگر ایک لمحے کے لیے یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ واقعی ایسا ہوا تو یہ امر پیش نظر رہے کہ طبع سوم کے صفحات ۹۴ تا ۲۰۰ کی طباعت نئی پلیٹوں سے ہوئی ، جو از سر نو کتابت کے بعد تیار کی گئیں ۱۵۲ صفحات کی کتابت ، کاپیوں کی تصحیح ، پھر طباعت بعد ازاں کتاب کی منظر عام پر آمد ، ان سب مراحل کا ایک نہایت قلیل وقت میں طے ہونا ، قریب قریب ناممکن ہے ۔ خیال رہے کہ "زبور عجم" کی طبع اول کے بارے میں جنوری ۱۹۲۷ء میں علامہ نے توقع ظاہر کی تھی کہ پندرہ روزہ کے بعد کتاب تیار ہوگی[1] مگر عملاً چھ سات ماہ بعد (جولائی میں) ایسا ممکن ہو سکا ۔ اس لحاظ سے یہ امر یقینی ہے کہ تیسرا ایڈیشن ستمبر ۱۹۴۴ء میں نہیں ۔ بلکہ ستمبر ۱۹۴۵ء میں شائع ہوا ۔ اس کے بعض حصے تو ، طبع دوم کی پلیٹوں سے طبع کیے گئے ، مگر چند حصوں کی کتابت نئی ہے ۔ ان کی تفصیل اس طرح سے ہے :

| | |
|---|---|
| صفحہ نمبر ۱ تا نمبر ۹۳ : | طبع دوم کی پلیٹوں سے طباعت کی گئی ۔ |
| صفحہ نمبر ۹۴ تا نمبر ۲۰۰ : | نئی کتابت ۔ یہ کتابت بھی پروین رقم کی ہے ۔ |
| صفحہ نمبر ۲۰۱ تا آخر : | طبع دوم کی پلیٹوں سے طباعت کی گئی ۔ |

غالباً صفحات : ۹۴ تا ۲۰۰ کی پرانی پلیٹیں خراب ، گم یا ضائع ہو گئیں ، اس لیے ان صفحات کی از سر نو کتابت کرا کے ، نئی پلیٹیں تیار کرائی گئیں ۔

طبع سوم (ستمبر ۱۹۴۵ء) میں طبع دوم کی مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے : صفحات : ۱۹۷/۳ اور ۲۱۳/۶ مزید برآں غزلوں کے شمار نمبر (ص ۴۰ تا ۴۸) کی بھی تصحیح کر دی گئی ہے ۔

---

۱۔ مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۲۴۱ ۔

اس ایڈیشن میں ، طبع دوم کی مندرجہ ذیل اغلاط بدستور موجود ہیں :

صفحات : ۴۵/۶ ، ۴۷/۱ ، ۵۰/۳ ، ۵۲/۳ ، ۱۷۰/۳ ، ۲۱۸/۱ ، ۲۲۹/۵ ، ۲۵۷/۱ ، ۲۵۷/۷ اور ۲۶۲/۲ ، غزلوں کے شمار نمبر (ص ۵۰ تا ۸۶ بھی بدستور غلط ہیں ۔

چوتھا ایڈیشن ستمبر ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا ۔ اس میں صفحہ نمبر ۴۹ سے نمبر ۵۶ اور نمبر ۶۵ سے نمبر ۲۰۰ تک کی طباعت ، طبع سوم کی پلیٹوں سے کی گئی ، مگر باقی صفحات (نمبر ۱ تا ۴۸ اور نمبر ۵۷ تا نمبر ۶۴ ۔ اور ۲۰۱ تا آخر) کی از سرِ نو کتابت کرائی گئی ۔ یہ کتابت واضح طور پر پرویں رقم کی بجائے کسی اور خوش نویس کی ہے ۔ اس ایڈیشن میں بھی طبع سوم کا ماہ و سالِ طباعت ستمبر ۱۹۴۴ء لکھا گیا ہے ، جو درست نہیں ۔ اس ایڈیشن میں ، طبع سوم کی مندرجہ ذیل اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے :

صفحات : ۴۷/۱ ، ۲۲۹/۵ ، مزید برآں غزلوں کے شمار نمبر (ص ۵۸ تا ۶۴) بھی صحیح ہو گئے ہیں ۔ تاہم مندرجہ ذیل غلطیاں طبع چہارم میں بھی بدستور موجود ہیں :

۴۵/۶ ، ۵۰/۳ ، ۵۲/۳ ، ۱۷۰/۳ ، ۲۱۸/۱ ، ۲۵۷/۱ ، ۲۵۷/۷ ،

اور ۲۶۲/۲ ۔

غزلوں کے شمار نمبر (ص : ۵۰ تا ۵۶ ، اور ۶۶ تا ۸۶) بدستور غلط ہیں ۔ اس ایڈیشن میں چند نئی اغلاط بھی رو پذیر ہو گئی ہیں ۔ ان کی تفصیل یہ ہے :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۲ | ۳ | مغ بچہؔ | مغ بچہ' |
| ۳۷ | ۴ | باو فتد آتش | باوفتد ز آتش |
| ۲۰۵ | ۱۰ | انگبیں - ہمیں | انگبین - ہمین |
| ۲۰۸ | ۷ | مقالے | مقامے |
| ۲۰۹ | ۳ | درد | درو |
| ۲۱۸ | ۹ | مکیں | کمیں |
| ۲۲۴ | ۴ | غیربیں | غیربین |
| ۲۲۵ | ۱۲ | چساں | چسان |
| ۲۳۰ | ۷ | کمیں ، ہمیں | کمین ، ہمین |
| ۲۳۳ | ۱۱ | کمیں ، چنیں | کمین ، چنین |
| ۲۳۷ | ۳ | تخمیں | تخمین |

پانچویں ایڈیشن کا کوئی نسخہ راقم کو ، تلاش بسیار کے باوجود ، نہیں ملا - میرا خیال ہے کہ پانچواں ایڈیشن وہی ہے ، جسے غلطی سے طبع ششم شمار کیا گیا ہے - یہ بات ذیل کے تقابلی گوشوارے سے واضح ہوگی :

| طبع سوم و چہارم پر اندراج | طبع ششم پر اندراج |
|---|---|
| طبع اول جون ۱۹۲۷ء دو ہزار | طبع اول جون ۱۹۲۷ء دو ہزار |
| طبع دوم اپریل ۱۹۴۴ء ایک ہزار چار سو | طبع دوم —— —— |
| طبع سوم ستمبر ۱۹۴۴ء دو ہزار | طبع سوم اپریل ۱۹۴۴ء ایک ہزار چار سو |
| طبع چہارم ۱۹۴۸ء پانچ ہزار | طبع چہارم ستمبر ۱۹۴۵ء دو ہزار |
| | طبع پنجم ستمبر ۱۹۴۸ء پانچ ہزار |
| | طبع ششم جون ۱۹۵۸ء دو ہزار |

طبع سوم اور طبع چہارم میں ، طبعِ سوم کا سالِ طباعت غلط طور پر ستمبر ۱۹۴۴ء درج کیا جاتا رہا ۔ اب طبع پنجم کے موقع پر اس کی تصحیح کرکے ، اسے ستمبر ۱۹۴۵ء بنا دیا گیا ، مگر اسے طبعِ چہارم قرار دیا گیا ، جو بدیہی طور پر غلط ہے ۔ (طبع چہارم پر ماہ و سال طباعت ستمبر ۱۹۴۸ء بالکل درست ہے) ستمبر ۱۹۴۵ء کی اشاعت کو "چہارم" قرار دینے کے بعد یہ مسئلہ در پیش ہوا کہ ستمبر ۱۹۴۸ء کی اشاعت کو کس کھاتے میں ڈالا جائے؟ مہتممِ مطبع یا خوش نویس نے اس مسئلے کو "حل" کرنے کے لیے ایک اور "اشاعتِ پنجم" اختراع کی ، جسے طبع چہارم کے سالِ طباعت سے جوڑ دیا گیا ۔ اس تناقص (Discrepancy) کا منہ بولتا ثبوت ، خود طبع دوم کا گوشوارا ہے ، جس میں طبع دوم کے سامنے سالِ طباعت ، اور نہ تعدادِ کتب لکھی گئی ہے ۔

بہر حال اس پانچویں ایڈیشن (جون ۱۹۵۸ء) کی کتابت و طباعت ہر اعتبار سے طبع چہارم (ستمبر ۱۹۴۸ء) کے مطابق ہے طبع چہارم کی یہ پلیٹیں محفوظ کر لی گئیں ، اور آٹھویں ایڈیشن (ستمبر ۱۹۷۰ء) تک کی طباعت انھی پلیٹوں سے ہوتی رہی ۔ ان تمام ایڈیشنوں میں ، وہ سب اغلاط موجود ہیں ، جن کی نشان دہی طبعِ چہارم کے ضمن میں کی جاچکی ہے ۔

"زبور عجم" کا نواں (اگست ۱۹۷۴ء) اور دسواں ایڈیشن (مئی ۱۹۷۸ء) محمود اللہ صدیقی کی نئی کتابت سے تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کیا گیا —— ان کا جائزہ آیندہ صفحات میں "کلیات اقبال" (فارسی) کے ضمن میں لیا جائے گا ۔

## جاوید نامہ

"زبور عجم" کی تکمیل کے معاً بعد ، ۱۹۲۷ء ہی میں ، اقبال کے اس منصوبے کا آغاز ہو گیا تھا ، جسے وہ "ڈیوائن کامیڈی کی طرح ایک

---

۱- سید نذیر نیازی صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۲۷ء کے موسم گرما میں جب وہ ڈاکٹر عابد حسین کی معیت میں علامہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

(بقیہ حاشیہ آیندہ صفحہ پر)

اسلامی کامیڈی"[1] سمجھتے تھے ۔ بعد میں یہ کتاب "جاوید نامہ" سے موسوم ہوئی ۔ یہ ، اس اعتبار سے اقبال کی اہم ترین تصنیف ہے کہ وہ اسے اپنی "زندگی کا ماحصل"[2] بنانے کے لیے کوشاں رہے ۔"جاوید نامہ" کی تکمیل ۱۹۳۱ء میں ہوئی[3] ۔ کتابت کے مرحلے میں کئی ماہ گزر گئے ۔ اقبال کو توقع تھی کہ کتاب اکتوبر تک شائع ہو جائے گی[4] ، مگر عملاً فروری ۱۹۳۲ء کے اوائل میں[5] طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی ۔ ابتدا میں علامہ اقبال "جاوید نامہ" کا ایک دلچسپ دیباچہ[6] بھی لکھنے کا ارادہ رکھتے تھے ، مگر یہ ارادہ روبہ عمل نہ آ سکا ، اور "زبور عجم" کے دو اشعار کو دیباچے کی صورت دے دی گئی :

**دیباچہ**

خیالِ من بتماشائے آسماں بود است
بدوشِ ماہ و باغوش کہکشاں بود است
گماں مبر کہ ہمیں خاکداں نشیمنِ ماست
کہ ہر ستارہ جہان است یا جہاں بود است
اقبال

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

علامہ نے اپنی بیاضِ اشعار سے چند "قطعات سنائے ، جو آگے چل کر بہ حک و اضافہ ، جاوید نامہ کا جزو بنے ۔" (مکتوباتِ اقبال : ص ۳۳) اس کی روشنی میں چودھری محمد حسین کا یہ بیان کہ اقبال نے : "۱۹۲۹ء کی ابتدا میں جاوید نامہ لکھنا شروع کیا ۔"(اقبال، چودھری محمد حسین کی نظر میں : ص ۲۰۳) غلط فہمی پر مبنی معلوم ہوتا ہے ۔

---

۱- مکتوبات اقبال : ص ۳۳ ۔

۲- جاوید نامہ کا ذکر کرتے ہوئے محمد جمیل کے نام ایک خط میں لکھا :
"I hope to make [it] my life work." (*Letters of Iqbal* : ص ۱۱۹) ۔

۳- اقبال نامہ ، دوم : ص ۳۸۸ ۔

۴- مکتوباتِ اقبال : ص ۳۷ ۔

۵- اقبال نامہ ، دوم : ص ۳۹۷ ۔

۶- اقبال نامہ ، اول : ص ۲۱۶ ۔

"جاوید نامہ" طبعِ اول کا سائز اور مسطر وغیرہ وہی ہے، جو اقبال نے اپنی شعری تصانیف کے لیے ایک طرح سے مستقلاً مقرر کر لیا تھا۔ کتابت غلام محی الدین کی ہے، ان کا نام فولڈ (پوٹ) میں درج ہے۔ طبع اول کا کاغذ دبیز اور پایدار ہے۔ آخر میں ایک علیحدہ کاغذ پر مندرجہ ذیل غلط نامہ، شامل کیا گیا ہے:

| صفحہ | نمبر شعر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۴ | شعر ۲، مصرع ثانی | بینی | دیدن |
| ۴۴ | شعر ۳، مصرع اول | فطرت | مطرب |
| ۱۸۱ | شعر ۳، مصرع اول | اے | این |
| ۱۸۵ | شعر ۵، مصرع اول | مردِ | مرد |
| ۲۰۱ | شعر ۹، مصرع ثانی | قصر | فقر |
| ۲۳۰ | شعر ۳، مصرع ثانی | قاتلہ | قافلہ |
| ۲۳۵ | شعر ۹، مصرع اول | لسجود | سجود |

بیرونی سرورق کے صفحات کا شمار بھی، بطور الف ب کیا گیا ہے۔ صفحہ: ج پر اندرونی سرورق ہے۔ فہرست مضامین صفحہ "ہ" سے شروع ہو کر صفحہ "ی" ختم ہوتی ہے۔ "دیباچہ" (ص: ط) "زبورِ عجم" کے دو شعروں پر مشتمل ہے۔

متذکرہ بالا اغلاط نامے میں جن غلطیوں کی نشان دہی کی گئی ہے، ان کے علاوہ بھی طبع اول میں مندرجہ ذیل اغلاط موجود ہے:

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ز | ۲۰ | خونین | خونیں |
| ۱۰ | ۳ | ملایک | ملائک |
| ۲۵ | ۵ | بنگاه | بہ نگاه |
| ۳۲ | ۸ | کوران ـ اندران | کوراں ـ اندراں |
| ۳۷ | ۱ | خودگر | خُوگر |
| ۳۸ | ۴ | حایل | حائل |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵۴ | ۵ | کلیم اللہی | کلیم اللّٰہی |
| ۵۸ | ۴ | کسرائے | کسریٰ |
| ۶۴ | ۳ | کہستان | کہستاں |
| ۷۹ | ۸ | این | ایں |
| ۸۸ | ۶ | سوزِ دگر | سوزے دگر |
| ۹۱ | ۲ | شرق و غرب | غرب و شرق |
| ۱۰۳ | ۹ | صلوات | صلٰوت |
| ۱۰۵ | ۱۲ | درپے | درپےٴ |
| ۱۰۵ | ۳ | مکانِ دیگرے | مکانے دیگرے |
| ۱۱۶ | ۶ | برزماں | برزماں |
| ۱۱۸ | ۱۲ | چین - زمین | چیں - زمیں |
| ۱۱۹ | ۸ | در جہاں | در جہاں |
| ۱۲۵ | ۴ | ز ابلیسی | با بلیسی |
| ۱۳۵ | ۱۰ | مصرعِ ثانی کو واوین میں لکھنا ضروری تھا ۔ | |
| ۱۵۰ | ۱۱ | بگزر | بگذر |
| ۱۶۹ | ۱۰ | یعلمون | یعلموں |
| ۱۸۶ | ۶ | ہواس | حواس |
| ۲۲۲ | ۳ | مصرع اول : این | ایں |
| ۲۲۴ | ۵ | پے | پےٴ |
| ۲۳۴ | ۱۱ | صلواتِ | صلٰوتِ |
| ۲۳۵ | ۵ | صلوات | صلٰوت |
| ۲۴۰ | ۹ | طایفِ | طائفِ |
| ۲۴۳ | ۸ | اہلِ کیں اند اہلِ کیں | اہلِ کین اند اہلِ کین |

"جاوید نامہ" کا دوسرا ایڈیشن ، چودھری محمد حسین کی زیرِ نگرانی ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا ۔ اس پر کاتب کا نام درج نہیں ، مگر اندازِ کتابت پرویں رقم کا ہے ۔ سطر اور اشعار و منظومات کی ترتیب وغیرہ میں

کو پیش نظر رکھا گیا ہے - سب سے اہم ترمیم یہ کی گئی کہ دو اشعار پر مشتمل دیباچہ حذف کر دیا گیا - دوسرا ایڈیشن چودھری محمد حسین صاحب کی نگرانی میں چھپا ، اس لیے یہ تبدیلی انھی کے ایما پر ہوئی ہوگی - بظاہر اس کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکتی - راقم کے خیال میں یہ ترمیم قطعی بلا جواز ہے -

طبع اول میں بیرونی سرورق کے دو صفحات کا شمار بطور الف ب کیا گیا تھا ، مگر طبع دوم میں انھیں شمار نہیں کیا گیا ، چنانچہ اب صفحہ الف پر اندرونی سرورق اور ب ج د خالی ہیں ——— فہرست مضامین ہ ، و ، ز ، ح پر درج ہے -

طبع اول کے ساتھ علیحدہ کاغذ پر، جو "غلط نامہ" لگایا گیا تھا ، طبع دوم میں ان اغلاط کی تصحیح کر دی گئی ہے - اس ایڈیشن میں طبع اول کی درج ذیل اغلاط بھی درست کردی گئی ہیں :

صفحات : ز/۲۰ ، ۱۰/۳ ، ۱۶/۹ ، ۲۵/۵ ، ۳۲/۸ ، ۳۳/۱۱ ، ۳۷/۱ ، ۳۸/۴ ، ۵۴/۵ ، ۵۸/۴ ، ۶۴/۳ ، ۷۹/۸ ، ۸۸/۶ ، ۹۱/۲ ، ۱۱۵/۳ ، ۱۱۶/۶ ، ۱۱۸/۱۲ ، ۱۱۹/۸ ، ۱۸۲/۶ ، ۲۲۲/۳ - تاہم مندرجہ ذیل غلطیوں کی تصحیح نہیں ہو سکی ہے -

صفحات : ۱۰۳/۹ ، ۱۰۵/۱۲ ، ۱۳۵/۱۰ ، ۱۵۰/۱۱ ، ۱۶۹/۱۰ ، ۲۳۴/۱۱ ، ۲۳۵/۵ ، ۲۴۰/۹ اور ۲۴۳/۸ -

"جاوید نامہ" کے دوسرے ایڈیشن میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط رو پذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۴۶ | ۱۱ | تانہ بینی | تابہ بینی |
| ۱۰۸ | ۷ | از پئے | از پے |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۱۳۳ | حاشیہ | × | قفیز : تالاب |
| ۱۳۷ | ۱ | زحیدریم[۴] | زحیدریم رض |
| ۱۵۱ | ۱۰ | آنکہ | آنکہ/آں کہ |

طبع دوم کی پلیٹیں محفوظ کرلی گئیں ، اور نومبر ۱۹۶۳ء تک تمام ایڈیشن انھی پلیٹوں سے طبع کیے جاتے رہے ، چنانچہ تیسرے ایڈیشن اور بعد کے تمام ایڈیشنوں میں طبع دوم کی اغلاط موجود ہیں ۔ البتہ ص ۱۵۱ کی غلطی درست کر دی گئی ہے ۔ طبع سوم میں فہرست مضامین کے صفحات کی صحیح ترتیب (ہ ۔ و ۔ ز ۔ ح) کی بجائے ، طباعت یا جلد بندی میں غلطی کے سبب ، یہ ترتیب نظر آتی ہے : ز ۔ ح ۔ ہ ۔ و ۔ طبع چہارم میں یہ ترتیب درست ہے ، مگر اندرونی سرورق صفحہ : ج پر چلا گیا ہے ۔ صفحات : الف اور ب خالی ہیں ۔ طبع پنجم ، ششم اور ہفتم میں بھی یہی صورت ہے ۔

"جاوید نامہ" کا آٹھواں (ستمبر ۱۹۷۳ء) اور نواں ایڈیشن (جون ۱۹۷۸ء) محمود اللہ صدیقی کی کتابت سے تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کیے گئے ۔ ان کا جائزہ آیندہ صفحات میں "کلیات اقبال" ، فارسی کے ضمن میں آئے گا ۔

## مسافر[۱]

اس مثنوی کا آغاز علامہ اقبال کے سفر افغانستان[۲] (۲۱ اکتوبر تا ۲ نومبر ۱۹۳۳ء سے واپسی ہوا ، مگر اس کی تکمیل میں کئی ماہ صرف ہو گئے ۔ اگست ۱۹۳۴ء) میں کتابت کا مرحلہ طے ہوا ۔ اس زمانے میں

۱- موجودہ نسخوں میں ترتیب کے اعتبار سے "پس چہ باید کرد" پہلے اور "مسافر" بعد میں ہے ، مگر ہم ترتیب زمانی کے پیش نظر "مسافر" کا ذکر پہلے کریں گے ۔

۲- تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے :

(۱) سیر افغانستان از سید سلیمان ندوی ۔

(۲) علامہ اقبال کا سفر افغانستان از اختر راہی ۔ (اقبال ریویو : جنوری ۱۹۷۶ء) ۔

"بال جبریل" اور "مسافر" کی اشاعت کے سلسلے میں، مطبع جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی سے بات چیت ہو رہی تھی۔ علامہ کا ارادہ تھا کہ "مسافر" ایک ہزار یا پندرہ سو کی تعداد میں چھاپی جائے، اور دس نسخے خاص کاغذ پر طبع[1] ہوں، مگر جامعہ والوں سے کوئی معاملہ طے نہ ہو سکا، اس لیے مثنوی صرف پانچ سو[2] کی تعداد میں دبیز آرٹ پیپر پر چھاپی گئی۔ سید نذیر نیازی کے مطابق مثنوی کی محدود تعداد، احباب میں تقسیم کے لیے طبع کی گئی تھی[3]۔ طبع اول کی تقطیع خلافِ معمول ۱۸½ × ۱۲ س م ہے۔ کتابت پرویں رقم کی اور مسطر بارہ سطری ہے۔ سرورق کے مندرجات اس طرح ہیں:

**مسافر**

یعنے

سیاحتِ چند روزہ افغانستان

(اکتوبر ۳۳ء)

۱۹۳۴ء

"مسافر" کا پہلا ایڈیشن نومبر ۱۹۳۴ء[4] میں منظرِ عام پر آیا[5]۔

---

۱۔ مکتوبات اقبال: ص ۱۹۰۔

۲۔ مسافر، طبع دوم: ص ۲۔

۳۔ مکتوبات اقبال: ص ۱۸۴، ۱۹۱۔

۴۔ محمد جمیل کے نام ۶ دسمبر ۱۹۳۴ء کے خط میں لکھتے ہیں:
Musafir was published about a month or so ago.
(*Letters of Iqbal* : ص ۱۲۴)۔

۵۔ فقیر سید وحید الدین نے *Iqbal in Pictures* میں Title Page of First Edition of 'MUSAFIR' کے پیشِ عنوان، جو عکس دیا ہے، وہ اندرونی سرورق کا عکس ہے، نہ کہ بیرونی سرورق کا —

"مسافر" کے پہلے ایڈیشن میں مندرجہ ذیل اغلاط موجود ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۸ | ۲ | صلوات ِ | صلٰوت |
| ۱۱ | ۱۱ | عمر | عمْرو |
| ۱۴ | ۷ | آذر | آزر |
| ۲۰ | ۵ | الصّلوات | الصّلٰوت |
| ۵۱ | ۳ | برناؤ پیر | برنا و پیر |
| ۵۴ | ۱۲ | عزّے | عزّٰے |
| ۵۷ | ۱۰ | صِبْغَةُ اللهِ | صِبْغَةَ اللهِ |

دوسرا ایڈیشن ، تصانیفِ اقبال کی مروجہ تقطیع (۲۱ × ۱۷ س م) پر ۱۹۳٦ء میں شائع کیا گیا ، مگر اس کا مسطر بارہ سطری کی بجائے دس سطری ہے —— کتابت نسبتاً خفی ہے ، اور اشاعت کا اہتمام سید نذیر نیازی (کتب خانہ طلوع اسلام لاہور) نے کیا —— اس ایڈیشن میں طبع اول کی مندرجہ ذیل اغلاط درست کر دی گئیں :

| طبع اول | | | طبع دوم | | |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| صفحہ | سطر | غلط | صفحہ | سطر | صحیح |
| ۸ | ۲ | صلوات ِ | ٦ | ٦ | صلٰوت ِ |
| ۲۰ | ۵ | الصّلوات ِ | ۱۵ | ٦ | الصّلٰوت ِ |

تاہم طبع اول کے صفحات : ۱۱/۱۱ ، ۱۴/۷ ، ۵۱/۳ ، ۵۴/۱۲ اور ۵۷/۱۰ کی اغلاط طبع دوم میں بھی علی الترتیب صفحات ۹/۳ ، ۱۱/۳ ، ۳۸/٦۰ ، ۴۱/۳ اور ۴۳/۷ پر بدستور موجود ہیں ۔

طبع دوم میں مندرجہ ذیل نئی اغلاط روپذیر ہوگئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| ۲۸ | ۵ | برار | برآر |
| ۳۸ | ۲ | ہمچوں | ہمچو |
| ۳۹ | ۷ | پنہاں | پنہان |

"مسافر" کا یہ دوسرا ایڈیشن ۱۹۳۶ء میں چھپا ، اسی برس مثنوی "پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق" کا پہلا ایڈیشن بھی شائع ہوا — ان دونوں مثنویوں کی علیحدہ علیحدہ اشاعت (اور غالباً کچھ عرصے کے لیے فروخت) کے بعد ، دونوں کو یکجا مجلد کر کے ، جلد پر یہ عنوان دیا گیا - "پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر" — بعد ازاں دونوں مثنویوں کی یکساں کتابت کرائی گئی ، دونوں کے صفحات کا شمار علیحدہ کیا گیا ، تاہم دونوں مثنویوں کو "ایک کتاب" کے طور پر شائع کرکے فروخت کیا جاتا رہا ، اور ان کی الگ الگ حیثیت ختم ہو گئی — "مسافر" کے تیسرے ایڈیشن کا جائزہ اسی یکجا (پہلے) ایڈیشن کے طور پر لیا جائے گا -

## مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

علامہ اقبال ، سر راس مسعود کے نام ۲۹ جون ۱۹۳۶ء کے مکتوب میں لکھتے ہیں :

> " ۳ اپریل کی شب کو ، جب میں بھوپال میں تھا ، میں نے تمھارے دادا رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا - مجھ کو فرمایا کہ اپنی علالت کے متعلق حضورِ رسالت مآب ؐ کی خدمت میں عرض کر - میں اسی وقت بیدار ہو گیا ، اور کچھ شعر عرض داشت کے طور پر فارسی زبان میں لکھے ، کل ساٹھ شعر ہوئے - لاہور آ کر خیال ہوا کہ یہ چھوٹی سی نظم ہے ، اگر کسی زیادہ بڑی مثنوی کا آخری حصہ ہو جائے ، تو خوب ہے - الحمد للہ کہ یہ مثنوی بھی اب ختم ہو گئی ہے - مجھ کو اس مثنوی کا گمان بھی نہ تھا ، بہرحال اس کا نام ہوگا :

''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق ''۔[1]

یہ مثنوی آخر اکتوبر ۱۹۳۶ء میں بڑی تقطیع[2] ۲۱×۱۷ س م پر لاہور سے شائع ہوئی ۔ مسطر ۱۰ سطری اور کتابت قدرے خفی ہے ، کاتب کا نام درج نہیں ، مگر ''مسافر'' ، طبع دوم (۱۹۳۶ء) اور اس کی کتابت ایک ہی کاتب نے کی ، اور دونوں کا انداز بالکل یکساں ہے ۔ اس نسخے کا کاغذ مضبوط اور پایدار ہے ۔

مثنوی کے اس ایڈیشن میں مندرجہ ذیل اغلاط موجود ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۸ | ۱ | غم خوردو | غم خورو |
| ۹ | ۴ | زرّینِ | زرّینِ |
| ۳۴ | ۳ | فقرِ از او | فقرِ آو از |
| ۴۰ | ۲/حاشیہ | اَحسَن التقویم | اَحْسَنِ تقویم[3] |
| ۴۰ | ۸ | تخمین | تخمیں |
| ۴۴ | ۱ | ایں ایں | ایں |
| ۴۴ | ۱ | برون | بُردن |
| ۴۶ | ۷ | سازو | سازد |
| ۴۸ | ۱۰ | نیابد | نیاید |
| ۵۰ | ۴ | آذری | آزری |
| ۵۷ | حاشیہ | فَا انْظُرْ | اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ[4] |

---

۱۔ خطوطِ اقبال : ص ۲۶۳ ۔

۲۔ شاہزادی عابدہ سلطانہ کو اقبال نے جو نسخہ پیش کیا ، اس پر ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۶ء کی تاریخ درج ہے ۔ (اقبال اور بھوپال : ص ۴۲) ۔

۳۔ سورۃ التّین : ۴ ۔

۴۔ سورۃ الغاشیہ : ۱۷ ۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۵۸ | ۶ | ومید | دمید |
| ۵۹ | ۲ | جینوا | جنیوا |
| ۶۸ | ۹ | دروے | دردے |
| ۷۰ | ۶ | دارو | دارد |

مثنوی کے پہلے ایڈیشن کی علیحدہ اشاعت ، اور غالباً کچھ نسخوں کی فروخت کے بعد ، اسے ''مسافر'' کے ساتھ یکجا کر کے مجلد کی صورت میں پیش کیا گیا ـــــ

## مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق مع مسافر

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ ۱۹۳۶ء میں ''مسافر'' اور ''پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق'' کی علیحدہ علیحدہ کتابت ، طباعت اور اشاعت کے کچھ عرصہ بعد ، دونوں کو یکجا مجلّد کر کے ایک کتاب کی صورت دی گئی ـــــ یہ ''مسافر'' کی دوسری اور ''پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔'' کی پہلی اشاعت تھی ـــــ ۱۹۴۴ء میں پرویں رقم سے دونوں مثنویوں کی از سرِ نو کتابت کرائی گئی ۔ یہ کتابت قدرے جلی ہے ، مگر مسطر حسبِ سابق بارہ سطری ہے ـــــ ''مسافر'' کے ۴۴ صفحات کے بعد ''پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔'' کے صفحات کا شمار از سرِ نو نمبر ایک سے شروع کیا گیا ہے ـــــ ۱۹۴۴ء کے اس ایڈیشن کو ''طبع دوم'' قرار دیا گیا ہے ۔ درحقیقت یہ ''مسافر'' کا تیسرا اور ''پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔'' کا دوسرا ایڈیشن ہے ۔ ۱۹۴۴ء کی اشاعت کو''طبع دوم'' صرف اس صورت میں تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ دونوں مثنویوں کی ۱۹۳۶ء والی اشاعتوں کو پہلی یکجا اشاعت فرض کیا جائے ، ورنہ اصل میں تو زیرِ نظر ۱۹۴۴ء والے ایڈیشن سے دونوں مثنویوں کو یک جا کیا گیا ۔ اور یہ یکجا طبع اول ہے ـــــ ۱۹۴۴ء کے اس ایڈیشن پر ''مسافر'' کے طبع اول (۱۹۳۴ء) کے ضمن میں کوئی وضاحت موجود نہیں ہے ، حالانکہ ریکارڈ کی صحت کے لیے یہ ضروری تھا ۔ چودھری محمد حسین ایم ۔ اے کی زیرِ نگرانی شائع ہونے والے اس ایڈیشن میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں :

(الف) ۱۹۳٦ء کے ایڈیشن سے دونوں مثنویوں کے سرورق جُدا جُدا تھے - ۱۹۴۴ء کے اس ایڈیشن میں پہلی بار اندرونی جُدا سرورقوں کے علاوہ ، دونوں مثنویوں کا ایک الگ مشترکہ سرورق بھی لگایا گیا ، جس پر کتاب کا عنوان اس طرح دیا گیا ہے :

مثنوی

**پس چہ باید کرد اے اقوام شرق**

مع

**مسافر**

(ب) سابقہ ترتیب کے برعکس ، اب مثنوی "مسافر" پہلے ہے اور مثنوی "پس چہ باید کرد - - -" بعد میں —— ترتیبِ زمانی کے پیشِ نظر یہ تبدیلی نہ صرف مناسب ، بلکہ ضروری بھی تھی -

(ج) "مسافر" طبع اوّل اور طبع دوم کے سرورق کی عبارت (جسے اوپر نقل کیا جا چکا ہے) کو حذف کر دیا گیا ہے - اب سرورق پر صرف "مثنوی مسافر ، اقبال" کے الفاظ رہ گئے ہیں - یہ تبدیلی ، بلا جواز اور نامناسب ہے - ہمارے خیال میں مصنف نے سرِ ورق پر جو الفاظ درج کیے ، انھیں جُوں کا تُوں رکھنا چاہیے تھا -

(د) "مسافر" طبع دوم پر پہلی دونوں اشاعتوں کے سالِ اشاعت اور تعدادِ کتاب سے متعلق کوائف درج تھے، موجودہ نسخے میں اُن کو حذف کر دیا گیا ہے -

دونوں مثنویوں کی از سرِ نو یکجا ترتیب کے موقع پر اس امر پر توجہ نہیں دی گئی کہ :

(۱) "مسافر" کے آغاز میں فہرست عنوانات موجود نہیں - اشاعت کے نگران اور مہتمم نے جہاں اور متعدد ترامیم کیں ، وہاں یہ اہم ترمیم بھی مطلوب تھی -

(۲) جب دونوں مثنویوں کو مستقلاً یکجا کر دیا گیا ، تو پھر دونوں کے صفحات کا شمار علیحدہ علیحدہ کرنا ، ناقابلِ فہم ہے ۔ صفحات کا شمار مسلسل ہونا چاہیے تھا ۔

(۳) مثنوی ''پس چہ باید کرد'' کی فہرست مضامین کو شروع میں لے آنا چاہیے تھا ۔ ۱۹۴۴ء کے اس ایڈیشن میں ۱۹۳۶ء کی مندرجہ ذیل اغلاط درست کر دی گئی ہیں :

مسافر صفحات : ۳۹/۷ ، ۴۱/۳ ۔

پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔ : ۸/۱ ، ۹/۴ ، ۳۴/۳ ، ۴۴/۱ ، (دو اغلاط) ۴۶/۷ ، ۴۸/۱۰ ، ۵۸/۶ ، ۶۸/۱۰ ، ۷۰/۶ ۔

تاہم مندرجہ ذیل اغلاط بدستور موجود ہیں : مسافر صفحات :

۹/۳ ، ۱۱/۳ ، ۲۸/۵ ، ۳۸/۲ ، ۳۸/۱۰ ، ۴۳/۷ ۔

پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔ : ۳۰/۲ ، ۴۰/حاشیہ ، ۵۰/۴ ، ۵۷/حاشیہ ، ۵۹/۱ ۔

اس ایڈیشن میں چند نئی اغلاط رونپذیر ہو گئی ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
| --- | --- | --- | --- |
| **مسافر :** | | | |
| ۲۶ | ۳ | گوندش | گویدش |
| ۳۵ | ۱ | کجاست ، کیمیاست | کجا است ، کیمیا است |
| **پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔ :** | | | |
| ۲۱ | ۲ | فقیہہ | فقیہ |

۱۹۴۴ء کے ایڈیشن کی یہ پلیٹیں محفوظ کر لی گئیں ، اور طبع ہفتم (۱۹۷۲ء) تک تمام ایڈیشن انھی پلیٹوں سے طبع کیے جاتے رہے ۔ ان ایڈیشنوں میں بھی وہ تمام اغلاط موجود ہیں ، جن کا تذکرہ ۱۹۴۴ء کے ایڈیشن کے ضمن میں آ چکا ہے ، البتہ طبع ششم ۱۹۶۶ء سے دونوں مثنویوں کی ترتیب پھر الٹ دی گئی ہے ، یعنی "پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔" پہلے اور "مسافر" بعد میں ۔ آٹھواں ایڈیشن (۱۹۷۷ء) محمود اللہ صدیقی کی کتابت سے تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کیا گیا ۔ اس کا جائزہ "کلیاتِ اقبال" (فارسی) کے ضمن میں لیا جائے گا ۔

# ارمغانِ حجاز

اقبال کے اردو شعری مجموعوں پر بحث کے ضمن میں "ارمغانِ حجاز" کی ترتیب و اشاعت کا ذکر آ چکا ہے ، حصہ اردو کے متن کا جائزہ بھی لیا جا چکا ہے ، یہاں فارسی حصے کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے ۔

"ارمغانِ حجاز" کا فارسی حصہ صفحہ نمبر ۱ سے ۲۱۰ تک محیط ہے ۔ طبع اول (نومبر ۱۹۳۸ء) میں مندرجہ ذیل اغلاط موجود ہیں :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۱ | ۸ | سجودے | سجودِ |
| ۱۴ | ۱ | سُرورِ | سُرودِ [1] |
| ۶۳ | ۸ | بے سوز | بے سود |
| ۱۳۴ | ۷ | آذری | آزری |

صفحہ ۲۰۸ تک ، بعد کے تمام ایڈیشن طبع اول کی پلیٹوں سے چھاپے جاتے رہے ۔ صفحات ۲۰۹ اور ۲۱۰ حصہ اردو کی اس کاپی کا حصہ تھے ، جو طبع دوم کے موقع پر از سرِ نو لکھوائی گئی تھی ، اس لیے طبع دوم ،

---

۱۔ مولانا مہر نے اپنے مضمون : "ارمغانِ حجاز کی ایک رباعی" (اقبال ریویو ، جنوری ۱۹۶۹ء : ص ۴۱ - ۴۴) میں اس غلطی پر مفصل بحث سے ثابت کیا ہے کہ صحیح لفظ "سُرود" ہے ، نہ کہ "سُرور" ۔

اور اس کے بعد کے ایڈیشنوں میں ان دو صفحات کی نئی کتابت ہے۔

"ارمغان حجاز"، اقبال کی وفات کے بعد چودھری محمد حسین نے مرتب و مدوّن کی۔ حصۂ اردو میں شامل قطعہ بہ عنوان "حسین احمد" کے بارے میں بعض اصحاب کے اس قیاس کا ذکر ہو چکا ہے کہ اگر اقبال، "ارمغانِ حجاز" خود مرتب فرماتے تو یہ قطعہ شامل نہ کرتے (باب اول، ص ۴۰)۔ اس کے برعکس زیرِ بحث فارسی حصے میں ایک رباعی شامل ہونے سے رہ گئی ہے۔

سید نذیر نیازی راوی ہیں کہ ۲۲ فروری ۱۹۳۸ء کو اقبال نے اپنی ایک تازہ رباعی کے پہلے دو مصرعے تبدیل کرا دیے۔ نیازی صاحب نے صرف متذکرہ دو مصرعے نقل کیے ہیں، اور لکھا ہے کہ: "پورا قطعہ یا رباعی "ارمغانِ حجاز" میں موجود ہے"[۱]، مگر "ارمغانِ حجاز" میں یہ قطعہ یا رباعی یا مذکورہ دو مصرعے نہیں ملتے۔ البتہ اقبال کے آخری مضمون "جغرافیائی حدود اور مسلمان" میں، (جس کا زمانۂ تحریر وہی ہے، جب زیرِ بحث رباعی کہی گئی) یہ رباعی مذکور ہے۔[۲]

کسے کو پنجہ زد ملک و نسب را
نہ داند نکتۂ دینِ عرب را
اگر قوم از وطن بودے محمدؐ
نہ دادے دعوتِ دیں بولہب را

گویا مرتبِ "ارمغانِ حجاز" نے اقبال کے باقی ماندہ کلام کی ترتیب و تدوین میں مطلوبہ احتیاط و تردد سے کام نہیں لیا، جس کے نتیجے میں یہ رباعی مجموعے میں شامل ہونے سے رہ گئی۔

علامہ اقبال کے ایک معروف شعر کا معروف متن یہ ہے:

---

۱- اقبال کے حضور: ص ۲۳۲۔

۲- مشمولہ: "مضامین اقبال"، ص ۱۸۰ تا ۱۹۶۔ بعد میں "باقیاتِ اقبال" (طبع سوم: ص ۶۰۶) میں نقل کی گئی، مگر اس کا متن صحیح نہیں ہے۔

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست[1]

مولانا مہر نے ۷ مارچ ۱۹۳۸ء کو علامہ کی زبانی یہ شعر ، اسی صورت میں سنا تھا[2] ، مگر "ارمغانِ حجاز" میں یہ شعر اس طرح درج ہے :

نشانِ مردِ حق دیگر چہ گویم
چو مرگ آید تبسم بر لبِ اوست[3]

غالب قیاس ہے کہ یہ ، شعر کی ابتدائی صورت تھی ، بعد میں اقبال نے ترمیم کی ، اور ۷ مارچ ۱۹۳۸ء کو مہر صاحب کی موجودگی میں شعر کو اوّل الذکر معروف شکل میں پڑھا ۔

بہرحال "ارمغانِ حجاز" اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوئی ، اور اس کی ترتیب و تدوین بھی اُن کے ہاتھوں نہیں ہوئی ، دقتِ نظر سے جائزہ لینا ضروری ہے کہ آیا "ضربِ کلیم" (۱۹۳۶ء) اور "پس چہ باید کرد..." (۱۹۳۶ء) کے بعد کا سارا اُردو اور فارسی کلام "ارمغانِ حجاز" میں مدوّن ہو چکا ہے ؟ اگر کچھ غیر مدوّن اشعار دستیاب ہو جائیں تو انھیں بھی مجموعے میں شامل کر لیا جائے ۔ اسی طرح یہ اطمینان بھی کر لینا چاہیے کہ اقبال نے جن اشعار و رباعیات میں ترمیم کی ، اُن کی ترمیم شدہ صورت ہی ، نہ کہ ابتدائی متن ، "ارمغانِ حجاز" میں شامل ہے ۔

---

۱۔ اقبال کے ہاں ، یہی خیال ابتدائی دور کی ایک غزل (۱۸۹۶ء) میں اس طرح ملتا ہے :

مردِ مومن کی نشانی کوئی مجھ سے پوچھے
موت جب آئے گی اُس کو ، تو وہ خنداں ہوگا

۲۔ اقبال نامہ (مرتبہ : چراغ حسن حسرت) : ص ۶۹ ۔

۳۔ ارمغانِ حجاز : ص ۹۹۸ ۔

## (ج) کلّیاتِ اقبال ، فارسی

"کلّیاتِ اقبال" ، فارسی کے آغاز میں بھی "اعتذار" کے زیرِ عنوان ڈاکٹر جاوید اقبال کا وہی دیباچہ شامل ہے ، جو "کلّیاتِ اقبال" اردو کے جائزے میں زیرِ بحث آ چکا ہے ۔ اس بحث سے ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ : "اقبال کی زندگی میں شائع شدہ ، اُن کے کسی اُردو مجموعے کی کسی ایڈیشن کی پلیٹیں محفوظ نہ رہ سکیں ، اس لیے اُن معدوم متبرک پلیٹوں کی عزت و حرمت کی بات محض مبالغہ ہے" (باب اول : ص ۴۲) —— فارسی مجموعوں کا جائزہ لیں تو صورتِ حال کچھ مختلف نظر نہیں آتی ۔

— "کلّیاتِ اقبال" فارسی کی اوّلین اشاعت سے قبل :

(۱) "اسرار و رموز" کا دسواں ایڈیشن شائع ہوا، جو (اقبال کی وفات کے دس سال بعد) ۱۹۴۸ء میں تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کیا گیا تھا ۔

(۲) "پیامِ مشرق" کا تیرھواں ایڈیشن شائع ہوا، جو اقبال کی وفات کے چار برس بعد ، ۱۹۴۲ء میں نئی کتابت سے تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کیا گیا ، بلکہ بعض حصوں کی کتابت تو ۱۹۴۴ء میں کرائی گئی ۔

(۳) "زبورِ عجم" کا آٹھواں[1] ایڈیشن شائع ہوا، جو اقبال کی وفات کے دس برس بعد ۱۹۴۸ء میں نئی کتابت سے تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کرایا گیا ۔

(۴) "جاوید نامہ" کا ساتواں ایڈیشن[2] شائع ہوا ، جو اقبال کی وفات

---

۱- دیکھیے : ص ۱۵۴ ، نیز ضمیمہ نمبر ۱ میں کتابیاتی کوائف ۔
۲- دیکھیے : ص ۱۵۹ ، نیز ضمیمہ نمبر ۱ میں کتابیاتی کوائف ۔

کے نو برس برس بعد ، ۱۹۴۷ء میں نئی کتابت سے تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کیا گیا ۔

(۵) ''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر'' کا ساتواں ایڈیشن شائع ہوا ، جو اقبال کی وفات کے چھ برس بعد ، ۱۹۴۴ء میں نئی کتابت سے تیار شدہ پلیٹوں سے طبع کیا گیا ۔

(۶) ''ارمغانِ حجاز'' کی کتابت و طباعت اقبال کی وفات کے بعد ہوئی ۔

اس سے یہ بات غلط ثابت ہو جاتی ہے کہ : ''کلام اقبال کے اب تک جتنے ایڈیشن شائع ہوئے ، وہ سب کے سب انہیں پلیٹوں سے طبع ہوتے رہے ہیں ، جنھیں حضرت علامہ مرحوم نے خود اپنی نگرانی میں تیار کروایا تھا[۱] ۔

''کلیات اقبال'' اردو کے جائزے میں ہم نے صحتِ متن ، ترتیب و تدوین اور املا کے جن اغلاط ، خامیوں اور نقائص کا ذکر کیا تھا ، زیرِ نظر کلیاتِ فارسی میں بھی کم و بیش وہی صورتِ حال موجود ہے ۔ ذیل میں چند توجہ طلب امور کی نشان دہی کی جاتی ہے :

(۱) اردو اور فارسی کلیات میں تقطیع ، مسطر ، کتابت کے قلم ، انداز اور تزئین وغیرہ میں یکسانیت کے اہتمام کے پیشِ نظر کلامِ اقبال کے ان مجموعوں کو ایک خوب صورت سیٹ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ مختلف فارسی مجموعوں کے کل ۱۳۲۲ صفحات کے مقابلے میں سارا فارسی کلام ۱۰۲۸+۸ صفحات میں سمٹ آیا ہے ، تاہم اس سے مختلف ایڈیشنوں کی یکسانیت ختم ہو گئی ، اور کسی نظم یا شعر کا حوالہ دیتے ہوتے ، ایڈیشن اور سالِ اشاعت کا ذکر ضروری ہو گیا ، حالانکہ پہلے اس کی ضرورت نہ تھی ۔

(۲) کلّیاتِ اردو کی طرح کلّیاتِ فارسی میں بھی املا کو ، جُوں کا تُوں برقرار رکھنے کے فیصلے کی پابندی نہیں کی گئی ۔ (اس کی تفصیل

---

۱۔ جاوید اقبال : ''کلّیاتِ اقبال'' فارسی ، ص ''ہ'' ۔

آیندہ سطور میں آتی ہے) ۔

(۳) الگ الگ مجموعوں کے آغاز میں ، نہ اُن کے طبع اوّل اور نہ بعد کی اشاعتوں کے سالِ اشاعت ، درج کیے گئے ۔

(۴) کلّیات کی مشاورتی کمیٹی ، مولانا مہر ، اور نہ مہتمم کتابت کی توجہ اس امر کی طرف گئی کہ "اسرار و رموز" ، "زبورِ عجم" ، "مسافر" اور "ارمغانِ حجاز" کے آغاز میں فہرست مضامین موجود نہیں ، جس کی وجہ سے ان مجموعوں کی مختلف منظومات ، قطعات اور غزلیات کی تلاش میں ورق گردانی میں وقت ضائع ہوتا ہے ۔ از سرِ نو تدوین کے موقع پر ہر مجموعے کے شروع میں فہرست عنوانات درج کرنا کچھ مشکل نہ تھا ۔

(۵) قبل ازیں "پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔" اور "مسافر" کو یکجا شائع کیا جاتا رہا ، مگر دونوں کے صفحات کا شمار علیحدہ ہوتا تھا ۔ کلّیات میں صفحات کا شمار مسلسل ہے ۔ ہمارے خیال میں مختلف نوعیت کی ان مثنویوں کی حیثیت علیحدہ علیحدہ کتاب کی ہے ، اس لیے ان کے صفحات کا شمار بھی علیحدہ علیحدہ ہونا چاہیے تھا ۔

(۶) "مسافر" ۱۹۳۴ء میں اور "پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔" ، ۱۹۳۶ء میں چھپی ۔ ترتیبِ زمانی کے پیشِ نظر کلّیات میں ان کی ترتیب بھی اسی طرح ہونی چاہیے تھی ۔

(۷) مختلف مجموعوں کے جو ایڈیشن ، اقبال کی وفات کے بعد شائع ہوئے ، اُن میں ترتیب و تدوین سے متعلق بعض نقائص راہ پا گئے ، مثلاً :

(الف) "جاوید نامہ" ، طبع دوم (۱۹۴۷ء) میں طبع اول میں موجود دو اشعار پر مشتمل دیباچہ حذف کردیا گیا تھا ، کلّیات میں اس غلطی کی اصلاح کرتے ہوئے دیباچۂ مذکور کو شاملِ کتاب کر لینا چاہیے تھا ۔

(ب) "مسافر" ، طبع اول (۱۹۳۴ء) کے سرورق پر موجود عبارت کو ۱۹۴۴ء کے ایڈیشن میں حذف کر دیا گیا تھا ، کلّیات میں اس عبارت کو بحال کر دینا چاہیے تھا ۔

تاہم "زبورِ عجم" (ص ۵۳۷ اور ۵۷۱) میں تسمیہ کو عناوینِ ابواب سے پہلے ، اس کی صحیح جگہ پر لکھ دیا گیا ہے - تسمیہ کی یہ تقدیم ، مناسب اور درست ہے -

ڈاکٹر جاوید اقبال نے ، کلّیاتِ فارسی کے دیباچے میں ، صحتِ متن و کلام کی "کٹھن منزل"[1] کا ذکر کیا ہے - ہم نے کلّیاتِ اردو میں متعدد اغلاط کی نشاندہی کی تھی ، افسوس ہے کہ کلیاتِ فارسی ، اس کے مرتبین ، کاپی ریڈروں اور ناشرین وغیرہ کے لیے فی الواقع "کٹھن منزل" ثابت ہوئی - کلّیاتِ فارسی میں اغلاط کا تناسب ، کلیات اردو کے مقابلے میں خاصا زیادہ ہے - بلکہ کلّیاتِ فارسی سے قبل اشاعت پذیر ہونے والے کسی بھی نسخے میں ، اغلاط کی وہ کثرت نظر نہیں آتی ، جس سے کلّیاتِ فارسی مملو ہے -

کلّیاتِ فارسی میں ، سابقہ ایڈیشنوں میں موجود ، جن اغلاط کی تصحیح کر دی گئی ہے ، ان کی تفصیل یہ ہے :

| صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|
| **اسرار و رموز** | | | | | |
| ۲ | ۴ | خداؤ رستم | ۴ | ۴ | خداو رستم |
| ۴ | ۷ | حاشیہ موجود نہیں ہے | ۶ | | حاشیہ موجود ہے |
| ۵ | ۱ | " | ۶ | | حاشیہ موجود ہے |
| ۵ | ۹ | رختِ نار | ۷ | ۵ | رخت باز |
| ۵ | ۱۰ | مصرع اول : گزشت | ۷ | ۶ | گذشت |
| ۵ | ۱۰ | مصرع ثانی : گزشت | ۷ | ۶ | گذشت |
| ۹ | ۸ | حاشیہ موجود نہیں ہے | ۱۰ | | حاشیہ موجود ہے |
| ۱۲ | ۲ | حیاتِ تعیّنات | ۱۲ | ۵ | حیات و تعیّنات |
| ۵۰ | ۳ | عنا گیر | ۴۵ | ۴ | عناں گیر |

---

۱- "کلّیاتِ اقبال" فارسی : ص "و" -

| صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|
| ۵۵ | ۱۰ | کیں | ۵۰ | ۱ | کین |
| ۶۶ | ۱۱ | آذر | ۵۹ | ۱۲ | آزر |
| ۶۸ | ۱۲ | طلاطم | ۶۱ | ۵ | تلاطم |
| ۷۶ | ۱۱ | تکرگ | ۶۷ | ۱۶ | تگرگ |
| ۷۹ | ۹ | اختبار (صرف ۱۹۵۹ء ایڈیشن) | ۷۰ | ۱۱ | اعتبار |
| ۸۱ | ۶ | ایں و آں | ۷۲ | ۶ | این و آن |
| ۸۴ | ۲ | بیی (صرف ۱۹۵۹ء ایڈیشن) | ۷۴ | ۲ | بینی |
| ۸۵ | حاشیہ نمبر ۱ | خَلَقْ | ۷۴ | حاشیہ | خَلَق |
| ۸۷ | ۱۱ | کارش (صرف ۱۹۵۹ء ایڈیشن) | ۷۶ | ۱۴ | کارمش |
| ۹۰ | ۴ | آذرش | ۷۸ | ۱۳ | آزرش |
| ۱۰۲ | ۱۱ | دفترے (صرف ۱۹۵۹ء ایڈیشن) | ۸۹ | ۱۳ | دفترے |
| ۱۰۳ | ۴ | پار پائے | ۹۰ | ۴ | پارہ ہائے |
| ۱۰۸ | ۹ | چشم ہائے | ۹۴ | ۹ | چشمہ ہائے |
| ۱۱۸ | ۴ | خداست | ۱۰۲ | ۱۰ | خدا است |
| ۱۲۲ | ۹ | کیںِ ملّت | ۱۰۶ | ۶ | کینِ ملّت |
| ۱۲۳ | ۸ | ناتواں | ۱۰۷ | ۷ | ناتوان |
| ۱۲۴ | ۵ | دعوے | ۱۰۷ | ۱۳ | دعویٰ |
| ۱۲۷ | ۱۱ | لا تُعد | ۱۱۱ | ۱ | لاتعُد |
| ۱۳۰ | حاشیہ | آدم | ۱۱۳ | حاشیہ | ادم |

| صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|
| ۱۳۰ | ۴ | با است (صرف ۱۹۵۹ء ایڈیشن) | ۱۱۳ | ۵ | با امّت |
| ۱۴۲ | ۷ | محفلس | ۱۲۳ | ۶ | محفلش |
| ۱۴۸ | ۳ | خواند | ۱۲۸ | ۴ | خوابد |
| ۱۵۶ | ۱۲ | شیریں | ۱۳۵ | ۸ | شیرین |
| ۱۶۸ | حاشیہ ۲ | آدم | ۱۴۴ | حاشیہ ۲ | اُدَم |
| ۱۹۷ | ۱۰ | آذر | ۱۶۹ | ۸ | آزر |
| **پیامِ مشرق** | | | | | |
| فہرست مطالب | ۵ | ۹۴ | صفحات کے نمبر تبدیل ہونے پر صحت ہو گئی ہے | | |
| ۲۲ | ۳ | آذر | ۲۰۲ | ۷ | آزر |
| ۱۰۱ | ۹ | نگہت | ۲۵۹ | ۴ | نکہت |
| ۲۱۱ | ۲ | آذری | ۳۴۶ | ۲ | آزری |
| **زبورِ عجم** | | | | | |
| ۳۲ | ۳ | مغ بچّہ | ۴۱۵ | ۳ | مغبچہ |
| ۴۵ | ۶ | آذری | ۴۲۴ | ۱۴ | آزری |
| ۲۰۵ | ۱۰ | انگبیں - ہمبں | ۵۳۹ | ۵ | انگبین - ہمین |
| ۲۰۸ | ۷ | مقالے | ۵۴۱ | ۴ | مقاسے |
| ۲۰۹ | ۳ | درد | ۵۴۱ | ۱۲ | درو |
| ۲۲۴ | ۴ | غیربیں | ۵۵۳ | ۱ | غیربین |
| ۲۲۵ | ۱۲ | چساں | ۵۵۴ | ۵ | چسان |
| ۲۳۰ | ۷ | کمیں - ہمیں | ۵۵۷ | ۱۳ | کمین - ہمین |
| ۲۳۳ | ۱۱ | کمیں | ۵۶۰ | ۶ | کمین |

| صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲۳۷ | ۷ | تخمیں | ۵۶۲ | ۱۲ | تخمین |
| ۲۵۷ | ۱ | آذر | ۵۸۰ | ۱۲ | آزر |
| ۲۵۷ | ۷ | آذری | ۵۸۱ | ۲ | آزری |
| | | غزلوں کے غلط شمار نمبر بھی صحیح کر دیے گئے ہیں۔ | | | |
| **جاوید نامہ** | | | | | |
| ۱۳۵ | ۱۰ | مصرع واوین میں نہیں ہے | ۷۰۵ | ۴ | واوین لگا دیے گئے |
| ۱۵۱ | ۱۰ | آنکہ | ۷۱۸ | ۷ | آں کہ |
| ۲۳۰ | ۹ | طایف | ۷۹۲ | ۵ | طائف |
| | | مزید براں ''آذر'' کو تمام مقامات پر ''آزر'' سے بدل دیا گیا ہے۔ | | | |
| ۲۴۳ | ۸ | اہل کیں اند اہل کیں | ۷۹۵ | ۱ | اہل کین اند اہل کین |
| **پس چہ باید کرد** | | | | | |
| ۵۰ | ۴ | آذری | ۸۳۴ | ۱ | آزری |
| ۵۷ | حاشیہ | فَاانظُر | ۸۳۹ | حاشیہ | اَفَلا یَنظُرُونَ |
| ۵۹ | ۲ | جینوا | ۸۴۱ | ۳ | جنیوا |
| ۲۶ | ۳ | گوبدش | ۸۶۹ | ۳ | گویدش |
| **مسافر** | | | | | |
| ۲۸ | ۵ | برار | ۸۷۰ | ۱۱ | برآر |
| ۱۱ | ۳ | آذر | ۸۵۶ | ۱۳ | آزر |
| **ارمغانِ حجاز** | | | | | |
| ۱۴ | ۱ | سُرورِ | ۸۹۴ | ۹ | سُرودِ |
| ۶۳ | ۸ | بے سوز | ۹۲۹ | ۸ | بے سود |
| ۱۳۴ | ۷ | آذری | ۹۷۷ | ۸ | آزری |

تاہم املا اور کتابت کی بہت سی ایسی اغلاط کی صحت نہیں ہو سکی ، جو قدیم نسخوں میں موجود تھیں ، علاوہ ازیں بعض اغلاط کی صورت بدل گئی ہے - تفصیل یہ ہے :

| | صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اسرار و رموز | ۱۶ | ۷ | موسئی | ۱۶ | ۴ | موسئی | موسیٰ |
| | ۲۳ | ۵ | عاشقی ؟ | ۲۲ | ۲ | عاشقی ؟ | عاشقی |
| | ۳۵ | ۳ | سرخود | ۳۰ | ۹ | سرخود | سرخوش |
| | ۳۵ | ۸ | رندان گلِ | ۳۱ | ۵ | زندان گلِ | زندانِ گل |
| | ۳۷ | ۴ | لا الہ | ۳۲ | ۴ | لا الہ | لَآ اِلٰہَ |
| | ۳۹ | حاشیہ ۱: حاشیے کا آخری حصہ ''تلمیح ہے آیۂ قرآنی کی طرف'' ---- غائب ہے - | | | | | |
| | ۵۲ | ۲ | سوزیم | ۳۶ | ۱۲ | سوزیم | سازیم |
| اسرار و رموز | ۷۵ | ۱۱ | نغمہائے | ۶۷ | ۹ | نغمہائے | نغمہ ہائے |
| | ۷۶ | حاشیہ ۲: حاشیے کی عبارت ادھوری ہے | | ۶۸ | حاشیہ ۱: حاشیے کی عبارت بدستور ادھوری ہے - | | |

| صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|
| ٧٦ | حاشیہ ۱ | : آ اولہ | ٦٧ | حاشیہ ۲ | : اولہ | اولا |
| ٨٦ | ٦ | بالاؤ | ٧٥ | ١٢ | بالاؤ | بالاو |
| ٨٦ | ٨ | خاضعین | ٧٦ | ٦ | خاضعین | خاضعین |
| ٨٦ | حاشیہ ۲ | : تنزّل . . . آیہ | ٧٦ | حاشیہ ۱ | : تنزّل | تُنزِّلُ ۔ ۔ ۔ آیۃً |
| ٩٨ | ٢ | کہکشاں | ٨٦ | ٢ | کہکشاں | کہکشاں |
| ١٢٠ | حاشیہ | اتّقکُم | ١٠٣ | حاشیہ | اتقا کم | اتّقٰکُم ٨/١٨ |
| ١٢٣ | حاشیہ ۲ | : یَأمُرُکُم | ١٠٨ | حاشیہ | یأمُرُکُم | یَأمُرُ |
| ١٢٧ | ١١ | یزداں | ١١١ | ١ | یزداں | پزداں |
| ١٢٩ | ٥ | مرزبوم | ١١٢ | ٥ | مرزبوم | مرز و بوم |
| ١٣٣ | حاشیہ ۱ | : آیہ شریفہ غلط ہے | ١١٥ | حاشیہ | بدستور غلط ہے | |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۴۰ | ۱۱ | رحمة اللعالمین ؐ | ۱۲۲ | ۳ | رحمة للعالمین | رحمة للعالمین |
| | | | | | [''ل'' سے پہلے ''الف'' زائد تھا ، وہ تو حذف ہو گیا مگر ''ن'' کا نقطہ زائد ہے] | |
| ۱۴۲ | | حاشیہ ۱: فتقطعوا | ۱۲۳ | | حاشیہ فتقطعوا | فتقطعوآ ۳ |
| ۱۴۵ | ۳ | رازی رضؔ | ۱۲۸ | ۱۲ | رازی رضؔ | رازی |
| ۱۵۵ | ۱۱ | گرددش | ۱۳۴ | ۱۱ | گرددش | گردش |
| ۱۵۶ | ۱۲ | سینہ او پروریم | ۱۳۵ | ۸ | سینہ او پروریم | سینہ او را پروریم |
| ۱۶۶ | ۴ | پرست | ۱۴۲ | ۱۲ | پرست | پراست |
| ۱۷۱ | ۷ | سر گزشت | ۱۴۷ | ۲ | سر گزشت | سر گذشت |
| ۱۷۱ | ۷ | بردارد اندازدازو | ۱۴۷ | ۲ | بردارد اندازد ازد | بردارد و اندازد او |
| ۱۷۱ | ۹ | مصرع ۱ : سر گزشت | ۱۴۷ | ۴ | مصرع ۱ : سر گزشت سر گذشت | |
| ۱۷۱ | ۹ | مصرع ۲ : سر گزشت | ۱۴۷ | ۴ | مصرع ۲: سر گزشت سر گذشت | |

| | صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ۱۷۱ | ۱۰ | سر گزشت | ۱۴۷ | ۵ | سر گزشت | سر گذشت |
| | ۱۸۶ | ۱۲ | اَلْبَصَرَ | ۱۶۰ | ۱۳ | اَلْبَصَرَ | اَلْبَصَرُ |
| | ۱۹۶ | ۹ | مصرع ۱، ۲ بخشندۂ | ۱۶۸ | ۱۱ | بخشندۂ | بخشیدہ |
| پیامِ مشرق | فہرست | ۲ | لِللّٰہ | ۱۷۴ | ۱۸ | لِللّٰہ | لِلّٰہ |
| | مطالب | | | | | | |
| | ط | ۱۱ | سوائے | ۱۸۱ | ۵ | سوائے | سوا |
| | ۸ | ۲ | بالاؤ درش | ۱۹۰ | ۱۰ | بالاؤ دوش | بالا و دوش |
| | ۲۸ | ۲ | کلیساؤ | ۲۰۶ | ۶ | کلیساؤ | کلیساو |
| | ۹۷ | ۱۰ | آذرم | ۲۵۵ | ۱۰ | آذرم | آزرم |
| | ۱۱۴ | ۶ | ناؤ نوش | ۲۶۹ | ۱۶ | ناؤ نوش | نا و نوش |
| | ۱۶۷ | ۹ | فقیہہ | ۳۱۳ | ۸ | فقیہہ | فقیہ |
| | ۱۷۸ | ۶ | سیمیاؤ نیرنگ | ۳۲۱ | ۸ | سیمیاؤ نیرنگ | سیمیا و نیرنگ |
| | ۱۸۴ | ۱ | فقیہہ | ۳۲۵ | ۷ | فقیہہ | فقیہ |

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ۱۸۴ | ۲ | بفتوئے | ۳۲۵ | ۸ | بفتویٰ | بفتویٰ |
| | ۲۴۱ | ۶ | آذر | ۳۷۱ | ۶ | آذر | آزر |
| | ۲۵۶ | ۶ | بہاؤ | ۳۸۵ | ۹ | بہاؤ | بہاو |
| زبورِ عجم | ۳۷ | ۴ | باوفتد آتش | ۴۱۹ | ۴ | باوفتد آتش | باوفتد ز آتش |
| | ۵۰ | ۳ | کجاؤ تر | ۴۲۷ | ۳ | کجاؤ تو | کجا و تو |
| | ۵۲ | ۳ | بطوفاں | ۴۲۹ | ۶ | بطوفاں | بطوفان |
| | ۱۷۰ | ۳ | مہر و ماہ | ۵۱۳ | ۳ | مہر و ماہ | مہر و مہ |
| | ۲۱۸ | ۱ | نگاراند | ۵۴۸ | ۱۳ | نگاراند | نگارند |
| | ۲۱۸ | ۹ | مکیں | ۵۴۸ | ۱۳ | مکیں | کمیں |
| | ۲۳۳ | ۱۱ | چنیں | ۵۶۰ | ۶ | چنیں | چنین |
| | ۲۶۲ | ۲ | رفتگان | ۵۸۵ | ۲ | رفتگان | رفتگاں |
| جاوید نامہ | ۴۶ | ۱۱ | تانہ بینی | ۶۳۳ | ۴ | تانہ بینی | تا بہ بینی |
| | ۱۰۳ | ۹ | صلوات | ۶۸۰ | ۴ | صلوات | صلٰوت/صلٰوۃ |
| | ۱۰۵ | ۱۲ | درپئے | ۶۸۲ | ۳ | درپئے | در پےٗ |
| | ۱۰۸ | ۷ | از پئے | ۶۸۴ | ۵ | از پئے | از پےٗ |
| | ۱۳۳ | حاشیہ | غلطی سے حذف ہو گیا | ۷۰۳ | حاشیہ | بدستور محذوف ہے | قفیز = تالاب |

| | صفحہ | سطر | غلط | کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | ۱۳۷ | ۱ | ز حیدریم[۴] | ۷۰۶ | ۴ | ز حیدریم[۴] | ز حیدریم |
| | ۱۵۰ | ۱۱ | بگزر | ۷۱۷ | ۹ | بگزر | بگذر |
| | ۱۶۹ | ۱۰ | یعلمون | ۷۳۲ | ۱۴ | یعلمون | یعلمون |
| | ۲۳۴ | ۱۱ | صلوات | ۷۸۸ | ۷ | صلوات | صلٰوت/صلٰوة |
| | ۲۳۵ | ۵ | صلوات | ۷۸۸ | ۱۳ | صلوات | صلٰوت/صلٰوة |
| پس چہ باید کرد | ۳۱ | ۲ | فقیہہ | ۸۲۱ | ۲ | فقیہہ | فقیہ |
| | ۳۰ | حاشیہ ۲: | اَحسَن التقویم | ۸۲۷ | ۸ | اَحسَنُ التَّقوِیم[۸] | اَحسَنِ تَقوِیم[۵] |
| مسافر | ۹ | ۳ | عمر | ۸۵۵ | ۹ | عمر | عمرو |
| | ۳۵ | ۱ | کجاست ـ کیمیاست | ۸۷۵ | ۹ | کجاست ـ کیمیاست | کجا است ـ کیمیا است |
| | ۳۸ | ۲ | ہمچوں | ۸۷۸ | ۱۰ | ہمچوں | ہمچو |
| | ۳۸ | ۱۰ | برناؤ پیر | ۸۷۹ | ۲ | برناؤ پیر | برنا و پیر |
| | ۴۳ | ۷ | صِبغۃُ اللہ | ۸۸۲ | ۱ | صِبغۃُ اللہ | صِبغَۃَ اللہ[۶] |
| ارمغانِ حجاز | ۱۱ | ۸ | سجودے | ۸۹۳ | ۴ | سجودے | سجودِ |

کلیات فارسی میں بہت سی نئی اغلاط روپذیر ہو گئی ہیں ۔ مرزا ہادی علی بیگ وامق ترابی نے ، "کلیات اقبال میں کتابت کی غلطیاں[1]" کے زیرِ عنوان ، بہت سی اغلاط کی نشان دہی کی ہے ۔ چند اغلاط کی طرف ڈاکٹر محمد ریاض[2] نے توجہ دلائی ہے ، تاہم اغلاط کی مکمل فہرست کہیں زیادہ طویل ہے ۔ ذیل میں ہم تمام اغلاط کو یک جا درج کر رہے ہیں ۔ ڈاکٹر محمد ریاض اور وامق ترابی نے ، جن اغلاط کی نشان دہی کی ہے ، اُن کے سامنے علی الترتیب "م ۔ ر" اور "و ۔ ت" کی علامات درج ہیں :

| کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| **اسرار و رموز** | | | | |
| ۷ | ۴ | مصرعوں کے درمیان علامت "ق" درج ہونے سے رہ گئی ہے ۔ | | |
| ۷ | ۱۱ | انبرِ بہار | ابرِ بہار | |
| ۱۶ | ۹ | نفی | نفیِ | |
| ۲۱ | ۱۲ | خفتہ | سُفتہ | (و ۔ ت) |
| ۲۳ | ۹، ۱۰ | اشعار کی غلط ترتیب | صحیح ترتیب | |

---

صفحہ ۱۷۷ تا ۱۸۲ کے حواشی

۱- اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ کلیات کے مرتبین نے ابتدائی نسخوں کو بالاستیعاب نہیں دیکھا ، کیوں کہ ابتدائی نسخوں میں یہ حاشیہ مکمل ہے ۔

۲- سورۃ الشعرا : ۴ ۔

۳- قرآنی عبارات و الفاظ کا املا بھی بعینہ قرآن کے مطابق ہونا ضروری ہے ۔ قرآن پاک میں اس لفظ کا املا اسی طرح ہے ۔ (سورۃ الحجرات : ۱۱۳)

۴- سورۃ المومنون : ۵۳ ۔

۵- سورۃ التین : ۴ ۔

۶- سورۃ البقرہ : ۱۳۸ ۔

---

۱- اردو ڈائجسٹ ، دسمبر ۱۹۷۸ء : ص ۲۶۹ تا ۱۷۶ ۔

۲- مکتوب بنام راقم الحروف : ۱۵ جولائی ۱۹۷۷ء ۔

| کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| | | (۱) از سوال آشفتہ ۔ ۔ ۔ (۲) از سوال افلاس ۔ ۔ ۔ | (۱) از سوال افلاس ۔ ۔ ۔ (۲) از سوال آشفتہ ۔ ۔ ۔ |
| ۲۹ | ۱۲ | نحس | نحسِ |
| ۳۰ | ۵ | خستجوئے | جستجوے |
| ۳۹ | ۵ | خوبہ کر پاس | خوبہ کر پاس |
| ۴۰ | حاشیہ | زروق | زورق |
| ۴۵ | ۶ | گورِ | گور |
| ۶۱ | ۱۰ | گدازد | گذارد |
| ۷۴ | حاشیہ | بپاسشم | باسشم |
| ۷۸ | ۷ | یکتاسی | یکتاستی (و ۔ ت) |
| ۹۱ | ۶ | اُتی | اَتی |
| ۱۰۰ | حاشیہ | کالتّلیثُ | کالتّلیثِ |
| ۱۰۱ | ۱۰ | صدّیق | صدّیق رض |
| ۱۰۸ | ۴ | وَالاحسَانَ | وَالاِحسَان |
| ۱۰۸ | حاشیہ | الالباب | الالباب |
| ۱۱۰ | ۳ | ذَبح[1] | ذِبحِ (و ۔ ت) |
| ۱۱۰ | ۱۳ | سامان | سامان |
| ۱۱۵ | ۱۰ | دارُ | دارَ |
| ۱۱۵ | ۱۳ | کُفُراً | کُفراً (و ۔ ت) |
| ۱۱۵ | ۱۵ | دَارٌ | دَارَ لا |
| ۱۱۶ | ۶ | حاشیے کا عدد ''(۳۰)'' اگلے شعر نمبر ۷ پر ہونا چاہیے تھا ۔ | |
| ۱۱۹ | ۱۰ | برسرِ ما | برسرِ ما |

---

۱۔ سورہ الصّفّٰت : ۱۰۷ ۔

| کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۲۱ | ۳ | آئین | آئیں |
| ۱۲۴ | ۱ | آولی | آولی |
| ۱۳۹ | ۱۵ | جَعَلْنَاکُمْ ... وَّسْطاً ... شُھَدَآءَ عَلَی النَّاس ط | جَعَلْنٰکُمْ ... وَّسَطًا ... شُھَدَآءَ عَلَی النّاس |
| ۱۵۰ | ۸ | غیور حق پرست | غیور و حق پرست |
| ۱۵۹ | ۴ | اسلامیان | اسلامیاں |
| ۱۵۹ | ۹ | مسیحاؑ | مسیحا[۳] |
| ۱۶۰ | حاشیہ | اَلْبَصَرَ | اَلْبَصَرُ |

پیامِ مشرق

| | | | |
|---|---|---|---|
| سرورق | | اَلْمَشْرِقِ وَ اَلْمَغْرِبِ | ... اَلْمَشْرِقُ وَ اَلْمَغْرِبُ |
| سرورق | | للہ المشرق و المغرب کے شروع میں ''و'' کا اضافہ بلا ضرورت ہی نہیں ، بلا جواز بھی ہے - قرآنِ حکیم میں ایک جگہ یہ الفاظ واو کے ساتھ آئے ہیں (البقرہ : ۱۱۵) اور دوسری جگہ واو کے بغیر (البقرہ : ۱۴۲) - اقبال کی زندگی میں مطبوعہ تینوں ایڈیشنوں میں سے کسی میں بھی واو نہیں ، اور نہ بعد کے کسی ایڈیشن میں ، اس لیے کلیات میں واو بڑھانا قطعاً غلط ہے - | |
| ۱۸۰ | ۱۳ | تینوں زبانوں | تینوں مشرقی زبانوں |
| ۱۸۷ | ۹ | اقوام کی طبائع | اقوام کے طباع[۱] |

---

۱- صحتِ زبان اور قواعد کی رو سے تو ''اقوام کی طبائع'' غلط نہیں ، مگر اقبال کے الفاظ ''اقوام کے طبائع'' میں بھی ایسی کوئی خرابی نہیں کہ اسے تبدیل کیا جائے - اقبال نے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں بھی اسے برقرار رکھا ، اب مرتبِ کلیات اسے بدلنے کے مجاز نہیں ہو سکتے -

| کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| ۱۸۲ | ۱۴ | اقوامِ شرق | اقوامِ مشرق[۱] | |
| ۲۰۴ | ۲ | آواز | آزار | |
| ۲۱۱ | حاشیہ | × | زریر = پلدی | |
| ۲۱۶ | ۶ | بیقرار جستجو | بیقرار از جستجو | |
| ۲۳۹ | ۲ | سرح | شرح | |
| ۲۵۶ | ۱۱ | نیامد | نیاید | |
| ۲۵۸ | حاشیہ | × | ضریر = نابینا | |
| ۲۶۳ | ۱۳ | عیانِ | عیاں | |
| ۲۶۷ | ۴ | بانسوے | باآنسوے | (و ۔ ت) |
| ۲۷۴ | ۱ | لفہمیدہ | نفہمیدہ | |
| ۲۹۳ | ۶ | انذر | اندر | |
| ۲۹۹ | ۹ | آئینہ | آئنہ | (و ۔ ت) |
| ۳۰۲ | ۱ | جان | جاں | |
| ۳۰۸ | ۳ | استّے | استّیے | |
| ۳۱۰ | ۱۴ | یسفکُ الدِّمَا خَصِیم مبِیں | ”یسفِکُ الدِّمَا“ ”وَخصیمٌ مبِیں“[۲] | (و ۔ ت) |
| ۳۴۳ | ۱۴ | پروانہ سی ریزی | پروانہ سی آئی | |
| ۳۶۰ | حاشیہ | × | داد = داؤ | |
| ۳۶۰ | ۶ | آئینہ | آئنہ | |
| ۳۶۱ | ۱۰ | نئے | نۓ | (و ۔ ت) |
| ۳۶۶ | ۱ | رفتگان | رفتگاں | |

---

۱- اپنی جگہ ”اقوامِ شرق“ کی ترکیب درست ہے ، مگر اقبال نے ”اقوامِ مشرق“ لکھا تھا ، اس لیے اسے ”اقوامِ شرق“ میں تبدیل کرنا غلط ہے -

۲- اقبال میوزیم لاہور میں موجود ، مسودے میں واضح طور پر ”و“ موجود ہے -

| کلیات کا صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| ۳۷۸ | ۸ | ہوائیش | ہوایش | (و ۔ ت) |
| ۳۷۹ | ۸ | رنگین | رنگیں | |
| ۳۸۱ | ٦ | آئینہ | آئنہ | (و ۔ ت) |
| ۳۸۴ | ۱۰ | ساقپا | ساقیا | |
| ۳۸۹ | | آخری شعر کے بعد جو پھول بنایا گیا ، وہ درست نہیں ، کیونکہ اس صفحے کا آخری شعر اور اگلے صفحے کا پہلا شعر منفصل ہو گئے ہیں ، جب کہ یہ دونوں ہم ردیف و ہم قافیہ ہیں اور قدیم نسخوں میں متصل لکھے گئے ہیں ۔ انھیں الگ الگ کرنا غلط ہے ۔ | | |
| ۳۹۰ | ۱ | کالنبدرافبرہی | کالبد را فربہی | |
| زبور عجم | | | | |
| ۴۰۹ | ۷ | فسون | فسوں | |
| ۴۲۰ | ۱۴ | گیرد | گردد | |
| ۴۲۹ | ۷ | ترسیدن | نرسیدن | |
| ۴۸٦ | ۹ | شان | شاں | |
| ۴۹۸ | ۸ | داربی | داری | (و ۔ ت) |
| ۵۱۳ | ۲ | ستائند | ستانند | |
| ۵۱۹ | ۳ | فقیہہ | فقیہ | (و ۔ ت) |
| ۵۲۷ | ۵ | اس | ایں | (و ۔ ت) |
| ۵۲۹ | ۱۰ | گزشتم | گذشتم | |
| ۵۴۰ | ۵ | گنہ | گناہ | (و ۔ ت) |
| ۵۴۲ | ۱۳ | پیکانِ ضمیرش | پیکاں در ضمیرش | |
| ۵۴۳ | ۱۰ | مستتیز | مستنیر | (و ۔ ت) |
| ۵۴۴ | ۱۲-۱۳ | پہلے اور دوسرے مصرعوں کے درمیان ”ق“ کا نشان درج ہونے سے رہ گیا ہے ۔ | | |
| ۵۵٦ | ۱۲ | پے | پۓ | |
| ۵۵۹ | ۱۳ | فقیہہ | فقیہ | (و ۔ ت) |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| ۵۶۴ | ۸ | خزان | خزاں | |
| ۵۶۵ | ۸ | عرفان | عرفاں | |
| ۵۷۹ | ۶ | برون | بروں | |
| ۵۸۳ | ۱ | عہدِ خود | عبدِ خور | |
| جاوید نامہ | | | | |
| ۶۲۲ | ۱ | کمین | کمیں | |
| ۶۲۲ | ۹ | مارے | مارِ | (و ـ ت) |
| ۶۲۵ | ۱۱ | ِ گرد رہ | ِ گرد راہ | |
| ۶۴۱ | ۶ | سنگین | سنگیں | |
| ۶۷۰ | ۱ | از مکان | از مکاں | |
| ۶۷۶ | ۳ | زین العابدین رض | زین العابدیں رض | |
| ۶۹۹ | ۴ | دو دو گیسو | در دو گیسو | (م ـ ر) |
| ۷۰۳ | حاشیہ | × | قفیز = تالاب | |
| ۷۱۴ | ۲ | رحمة اللعالمینے | رحمة للعالمینے | (و ـ ت) |
| ۷۱۷ | ۸ | زین | زیں | |
| ۷۳۳ | ۶ | چزے | چیزے | (و ـ ت) |
| ۷۳۴ | ۲ | پزیرد | پذیرد | (و ـ ت) |
| ۷۴۱ | ۱۰ | سرورے | سرورِ | (و ـ ت) |
| ۷۴۷ | ۸ | یزدان | یزداں | |
| ۷۵۰ | ۱۳ | خیابان | خیاباں | |
| ۷۵۳ | ۳ | ہندوستان | ہنُدستاں | |
| ۷۶۰ | ۷ | فقر و سلطان | فقرِ سلطاں | (م ـ ر) |
| ۷۶۹ | ۶ | مصرع ثانی : کارِ است کارِ اوست | | |
| ۷۷۱ | ۱۰ | میدانی | می کردی | (م ـ ر) |
| ۷۷۴ | حاشیہ | × | آنکہ حرفِ شوق الخ یعنی حضور سرور کائنات در مصرع ثانی اشاره ایست بحدیث الجهاد رهبانیة الاسلام | |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| ۷۸۰ | ۳ | قریبؒ | قریب | |
| ۷۸۹ | ۱۴ | مُلّایانِ | ملّایان | (و ـ ت) |
| ۷۹۵ | ۱۲ | جان | جاں | |
| ۷۹۶ | حاشیہ ۱: | اللّٰھم نصف الھرام | اَللّٰھُمَّ نَصْفُ الْھَرَمْ | |

**مثنوی پس چہ باید ۔ ۔ ۔**

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| ۸۱۰ | ۷ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | (و ـ ت) |
| ۸۱۳ | ۴ | نون | نوں | |
| ۸۱۳ | ۴ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۸۱۵ | ۱ | زدست | زد است | |
| ۸۱۵ | ۱ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۸۲۱ | ۴ | فقیہہ | فقیہ | (و ـ ت) |
| ۸۲۲ | ۳ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۸۲۳ | ۱۰ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | (و ـ ت) |
| ۸۲۶ | ۲ | یَنظِر | یَنْظُرْ | (و ـ ت) |
| ۸۲۷ | ۱۴ | تخمین | تخمیں | |
| ۸۳۲ | ۱۳ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۸۳۳ | ۳ | نیاید | نیابد | |
| ۸۴۶ | حاشیہ | × | قم باذنی = یعنی اٹھ میرے حکم سے | |

مسافر

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۸۵۱ | ۷ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ |
| ۸۶۱ | ۳ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| ۸۶۵ | ۱۶ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۸۷۳ | ۳ | خَرقَتَان | خِرقَتَان[1] | |
| ۸۷۳ | حاشیہ ۲: | لِی خِرقَتانِ الفقر و الجِہاد | لِی خَرقَتانُ الفقرُو الجِہاد | |
| ۸۷۷ | ۲ | اللہَ | اللہُ | |
| ۸۷۹ | ۹ | سجیدہ | سنجیدہ | |
| ۸۷۹ | ۱۱ | بہ غیر اللہ | بغیر اللہ | |
| ۸۸۰ | ۱۵ | مردنِ | مردن | |

**ارمغانِ حجاز**

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| ۹۳۰ | ۶ | مصرع ثانی : غمے نیست | نمے نیست | (م - ر) |
| ۹۳۱ | ۳ | دین | دیں | |
| ۹۳۱ | ۱۱ | بہ غیر اللہ | بغیر اللہ | |
| ۹۳۴ | ۶ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۹۴۳ | ۳ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۹۵۱ | ۶ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلَہ | |
| ۹۵۳ | حاشیہ | لُغوبٍ ○ | لُغوبٍ ○ | |
| ۹۵۵ | ۱۰ | بگرنز | بگریز | (و - ت) |
| ۹۶۷ | ۱۲ | دستان | دستاں | |
| ۹۶۸ | ۸ | چنین | چنیں | |
| ۹۸۱ | ۱۰ | خوس | خوش | |

---

۱- وامق ترابی نے اس کی صحیح صورت "خَرقَتَان" بتائی ہے، جو درست نہیں ہے۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۹۸۳ | ۵ | لَآ اِلٰہ | لَآ اِلٰہ |
| ۱۰۱۹ | ۸ | حشمش | چشمش (م ـ ر ، و ـ ت) |
| ۱۰۳۱ | ۱۳ | الصلحت | الصّلت |
| ۱۰۰۶ | ۲ | کاینات | کائنات (، و ـ ت) |

جدید ایرانی ادبیات میں لہجے کی تبدیلی نے ایران کے فارسی املا میں بعض بنیادی تبدیلیاں پیدا کردی ہیں ـ قدیم کلاسیکی اور ہند و پاکستانی لہجے کے برعکس ، آج کل ایران میں معروف اور مجہول آوازوں میں امتیاز روا نہیں رکھا جاتا ـ وہاں نون غنّہ کی آواز بھی ختم ہو چکی ہے ، چنانچہ ایران میں مطبوعہ کلّیاتِ اقبال[1] مروّجہ فارسی املا کے مطابق شائع کیا گیا ہے ، مگر ہند و پاکستان میں آوازوں کی تفریق ، اور اس کے نتیجے میں اختلافِ نگارش اب بھی موجود ہے ـ لہٰذا یہاں ، رشید حسن خاں کے بقول : "املا اور تلفّظ ، دونوں میں ، معروف و مجہول اور غنّہ آوازوں کا املا ملحوظ رکھا جائے گا ، اور اگر کوئی شخص فارسی جدید کی تقلید میں ، اس کے خلاف کرے گا ، تو یہ طریقہ اصولِ تدوین کے قطعاً خلاف ہوگا[2]"ـ زیر نظر کلّیاتِ فارسی کا سب سے خوش آیند پہلو یہ ہے کہ اس میں کلاسیکی فارسی کے طرز املا کو برقرار رکھا گیا ہے ، ورنہ ایران میں مطبوعہ کلیاتِ فارسی پڑھتے ہوئے ، ایک قاری ذہنی اُلجھاو اور انتشار کا شکار ہو جاتا ہے ـ

مگر اس خوش آیند پہلو سے قطع نظر ، کلّیاتِ فارسی ، داخلی طور پر کلّیاتِ اردو کی طرح املائی انتشار کا شکار ہے ، بلکہ کلّیاتِ فارسی ، املائی انتشارات و تضادات ، اعراب و توقیف نگاری کے سلسلے میں بے توجہی اور املا کی مجموعی بے ضابطگی اور عیوب کے اعتبار سے کلّیاتِ اردو سے بھی بڑھا ہوا ہے ـ سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ املا کے سلسلے

---

۱ـ مرتبہ : احمد سروش ، مطبوعہ تہران ، طبع اول : ۱۹۶۳ء ، طبع دوم: ۱۹۷۲ء ـ

۲ـ اردو املا : ص ۵۶۵ ـ

میں کوئی ضابطہ یا اصول وضع نہیں کیا گیا ، خوش نویس کی ذاتی صواب دید ہی اصل اصول ہے ، چنانچہ خوش نویس نے ایک لفظ کو جیسا چاہا ، لکھ دیا ، دوسری جگہ اس کی لکھاوٹ بدل دی ، اور تیسری جگہ آسے بالکل نئی صورت بخش دی ۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے دیباچے میں کلیات کی ''جدید کتابت'' کو ''شاعر مشرق'' کے کلام کے شایانِ شان قرار دیا ہے ۔ ظاہری حسن کاری اور خوش نمائی کے اعتبار سے کلیات کی خوش نویسی، خوبصورت معلوم ہوتی ہے ، مگر صحتِ املا کے نقطۂ نظر سے یہ خوش نویسی معیاری نہیں ہے ۔ وامق ترابی لکھتے ہیں :

> ''یہ دیکھ کر بے حد صدمہ ہوا کہ علّامہ مغفور کے اس کلیات کو ، جو بزرگ پروف ریڈر میسر آئے ، وہ فارسی سے سراسر بے بہرہ ، خصوصاً قواعدِ فارسی سے قطعاً نابلد ، عروض سے یکسر معرّا ، قوافی سے بالکل مبّرا تھے ، اور آن کی نظر بھی تربیت یافتہ (ٹرینڈ) نہیں تھی[۱] ۔''

یہ رائے انتہا پسندانہ ہے ، ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہے ، مگر یہ ضرور محسوس ہوتا ہے کہ صحتِ املا کا پہلو ، نگرانِ کتابت ، پروف ریڈر اور ناشر کی نگاہوں سے اوجھل رہا ، پھر جتنی توجہ سے انھوں نے پروف ریڈنگ کی ، اس سے کہیں زیادہ دیدہ ریزی اور کاوش مطلوب تھی ، کلیات فارسی میں نہ صرف یہ کہ اغلاط کی بھرمار ہے ، بلکہ املا کی بے قاعدگیاں بھی کثیر اور متنوع ہیں ، مثلاً :

(الف) ایک ہی لفظ یا ایک جیسے الفاظ کے دو مختلف نمونے دیکھیے (قوسین میں کلّیاتِ فارسی کے صفحات نمبر درج ہیں) ۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| حقائق | (۱۸۰) | حقائق | (۱۸۱) | وائے (۲۵۷) | وا ے (۲۵۷) |
| پائندہ | (۴۰۹) | پاینده | (۶۷۷) | نے (۶۳) | نئے (۳۶۱) |
| بہ ولایتے | (۴۰۲) | بروائتے | (۴۱۲) | گویم (۳۳۴) | گوئم (۳۱۷) |

---

۱- اردو ڈائجسٹ ، نومبر ۱۹۷۸ء : ص ۱۶۹ ۔

آزمائش (۵۹۱) آزمایش (۶۳۶) بتن (۶۴۱) بہ تن (۶۵۲)

(ب) بعض الفاظ کا املا واضح طور پر غلط ہے ۔ ہم ذیل میں بطور نمونہ[1] چند ایسے الفاظ اور ان کی صحیح صورت درج کر رہے ہیں ، کلیات میں اس طرح کے غلط املا کی کثرت ہے :

| صفحہ | کلیات کا غلط املا | مطلوبہ صحیح صورت |
|---|---|---|
| ۱۳۵ | بائست | بایست |
| ۴۴۴ | پائدارے | پایدارے |
| ۴۶۰ | جوئندہ | جویندہ |
| ۶۰۲ | خوابیدۂ | خوابیدہ، |
| ۶۳۴ | مئے | مے ، |
| ۶۹۴ | آسہاہا | آسماں ہا |
| ۶۹۴ | دخانہا | دخاں ہا |

(ج) فارسی لفظ بہ ، کہ ، بے نہ ، چہ وغیرہ کبھی دوسرے لفظ سے مل کر اور کبھی الگ لکھے جاتے ہیں ۔ کلیات میں بھی یہی صورت ہے ، مگر کہیں الگ لکھنا زیادہ مُرجّح معلوم ہوتا ہے ، اس طرح غلطی کا احتمال نہیں رہتا ، مثلاً : کلیات میں (ص : ۴۲۹) نرسیدن کو غلطی سے ترسیدن بنا دیا گیا ہے ، اگر اس کی صورت : "نہ رسیدن" ہوتی تو اس غلطی کا امکان بہت خفیف ہوتا ۔ اسی طرح : "بہر مشکل" (ص : ۵۸۲) کو "بہ ہر مشکل" "بوجد" (ص : ۶۴۹) کو "بہ وجد" اور "بایران" (ص : ۶۹۳) کو "بہ ایران" لکھا جاتا تو بہتر تھا ۔

---

۱۔ املا کی ایسی غلط صورتوں کو راقم نے اغلاط کتابت کی فہرست میں شامل و شمار نہیں کیا ، کیونکہ یہ غیر شعوری غلط لکھاوٹ ایک لحاظ سے املا کا مروجہ طریق ہے ۔ پھر اگر ایسا کیا جاتا تو اغلاط کی تعداد سیکڑوں سے بڑھ کر ہزاروں تک پہنچ جاتی ۔

(د) نسخ میں اِعراب کا اہتمام نسبتاً مشکل ہوتا ہے۔ نستعلیق اختیار کرنے میں، اس کی مشکلات اٹھانے سے قطع نظر، سب سے بڑا فائدہ یہی ہے کہ اس میں اہتمام اعراب بہت آسان ہے، اور اس طرح تحریر کو روانی اور نسبتاً تیز رفتاری سے پڑھا جا سکتا ہے۔ اعراب کی موجودگی میں نظر کو کہیں رکاوٹ نہیں ہوتی، جب کہ بلا اعراب تحریر میں، قدرے اٹکاو محسوس ہوتا ہے۔

افسوس ہے کہ کلیات میں اعراب نگاری کا اہتمام نہیں کیا گیا، اس کی وجہ سے کئی مقامات پر التباس پیدا ہوتا ہے۔ ذیل کی چند مثالوں سے اعراب کی ضرورت کا اندازہ ہوگا:

| صفحہ | کلیات کا املا | مطلوبہ بہتر صورت |
|---|---|---|
| ۹ | زہر جزوِ | زِ ہَر جُزوِ |
| ۴۳ | زوردِ | زِ وِرِد |
| ۴۴ | بود | بُوَدْ |
| ۴۵ | توام | تُوَامْ |
| ۶۹ | دکان | دُکّانِ |
| ۱۳۵ | قدم | قِدم |
| ۱۵۱ | بہ | بِہ |
| ۲۸۲ | زابرے | زِ اَبرے |
| ۵۶۶ | مہ او | مہِ آو |
| ۶۹۱ | نطق و اداکش | نطق و اِدراکش |
| ۶۹۸ | اورا بدزدید از فرنگ | آو را بہ دُزدید از فرنگ |
| ۷۶۱ | ازیشم | از یَشْم |

(ہ) اسماے معرفہ کو کہیں تو جلی قلم سے لکھا گیا ہے، اور کہیں عام قلم سے، اس ضمن میں نہ تو پوری طرح قدیم نسخوں کی تقلید کی گئی ہے، اور نہ کسی اور ضابطے کی۔

خوش نویس نے کلّیتاً اپنی صواب دید سے کام لیا ہے ، مثلاً : ''فرنگ'' اور ''پطرس'' زبور عجم (ص ۲۱۷) اور کلیات (ص ۵۴۷) دونوں جگہ جلی قلم سے ہیں - ''تبریز'' اور ''چنگیز'' زبور عجم میں (ص ۲۰۴) جلی قلم سے ، مگر کلیات (ص ۵۳۸) میں عام قلم سے ہیں - (پھر بعض مقامات پر اسماے نکرہ اور اسماے صفات کو بھی جلی قلم سے لکھا گیا ہے ، مثلاً : ''بلند'' (کلیات : ص ۱۰۷) ایک ہی لفظ کہیں جلی قلم سے ہے اور کہیں خفی قلم سے) -

(د) اسماے معرفہ (اشخاص ، مقامات ، کتب وغیرہ) کو دیگر حروف ، الفاظ اور افعال سے ممیّز کرنے کے لیے ان کے اوپر ایک خط (——) کھینچنے کا طریقہ ، قدیم طرز املا کی ایک معروف صورت ہے ، اسی طرح شعرا کے اسما پر تخلص کی علامت (ــــ) بنائی جاتی ہے - زیر بحث کلیات میں بالکل آزادانہ روش اختیار کی گئی ہے ، بلکہ زیادہ صحیح معنوں میں یہ کہنا چاہیے کہ کوئی متعیّن روش ہی نہیں ہے ، مثلاً : ''اسرار و رموز'' میں شاید ہی کسی اسمِ عَلَم کے کے اوپر خط کھینچا گیا ہو ، کہیں اسماے نکرہ پر تخلص کی علامت (ص ۱۰۲ ، ۱۰۳) ، کہیں اسماے معرفہ پر تخلص کی علامت (ص ۳۳۳ ، ۳۱۷ ، ۸۶۰) ، اور کہیں تخلص کی علامت کی بجاے خط (ص ۳۳۶) - ایک ہی لفظ پر کہیں خط کھینچا گیا (بو علی : ص ۸۶۵) اور کہیں خط نہیں کھینچا گیا (بو علی : ص ۲۵ ، ۲۶) ، کہیں خط بالکل ہی بلا جواز اور غلط ہے (نشیناں : ص ۸۸۰) -

(ہ) بعض مقامات سے اندازہ ہوتا ہے کہ خوش نویس ، الفاظ کے فصل و وصل سے بے بہرہ ہے ، مثلاً : ص ۲۶۰ پر ہے —— ''عالم دیر وز ود را'' —— یہاں 'ر' اور 'و' کے درمیان فصل غلط ہے ، صحیح صورت میں اسے یوں ہونا چاہیے تھا : ''عالمِ دیر و زُود را'' -

یہ سب کچھ احتیاط ، توجہ اور دقت نظر کی کمی کے سبب ہوا ہے
کلیات میں ''آذر'' کو بجا طور پر ''آزر'' سے بدل دیا گیا ہے ، مگر عدم توجہ سے کہیں کہیں یہ تبدیلی نہیں ہو سکی ، مثلاً : ''آذر'' بدستور ''آذر'' (ص ۳۷۱) ، اور ''آذرم'' بدستور ''آذرم'' (ص ۲۵۵) ہے - املا کے ضمن میں ان تضادات و انتشارات اور بے قاعدگیوں کی وجہ سے ، راقم اپنی بات دہرانے پر مجبور ہے کہ : ''تدوین و املا کے حتمی قواعد و اصول مرتب و منضبط کیے جائیں ، اور ان کی روشنی میں علماے اقبالیات کا ایک بورڈ ، کلیات اقبال کا ایک مستند اور صحیح نسخہ تیار کرے ، جسے معیاری نسخہ قرار دے کر رائج کیا جائے -''[1]

کلیات فارسی کے آخر میں اٹھائیس صفحات کا ایک ''اشاریہ'' شامل ہے - یہ بھی اسی نوع کی بکثرت اغلاط سے پُر ہے ، جن کا سرسری سا تذکرہ کلیاتِ اردو کے اشاریے پر بحث کے ضمن میں ہو چکا ہے (ملاحظہ کیجیے ، باب اوّل : ص ۵۳ - ۵۶) ، مثلاً :

(الف) آدمی ، ام الکتاب ، جام جم اور چنگیزی کے عنوانات کو ''شخصیات'' کے تحت اور ذوالخرطوم کو ''اماکن'' کے تحت درج کیا گیا ہے -

(ب) سنجر (ص ۷۸۰) سے مراد عثمانی حکمران ہے ، اس کا حوالہ خواجہ معین الدین چشتی ، پیر سنجر کے تحت دیا گیا ہے -

(ج) ''آذری'' کو ''آزر'' کے حوالوں میں گڈمڈ کر دیا گیا ، حالانکہ یہاں آذری (ص ۷۵۷)[2] سے مراد ہے چیت کے مہینے سے متعلق ، اس کا آزر سے کوئی تعلق نہیں ہے -

(د) ''جنید'' (ص ۶۴۸ ، ۹۰۳) کے ساتھ ''کمال الدین جنیدی'' غلط طور پر لکھا گیا ہے ، مؤخرالذکر ، ایک الگ شخصیت ہیں -

---

۱- باب اول : ص ۵۷ -

۲- کلیات میں اس صفحے کا شمار نمبر غلط (۷۵۸) درج ہے -

(ه) ''نیم علیہ السلام'' (ص ۵۷) کا حوالہ سب سے زیادہ مضحکہ خیز ہے ، اسے ''اسرار و رموز'' کے اس مصرعے :

''وارثِ موسیٰ[ؑ] و ہارونیم[ؑ] ما''

سے اخذ کیا گیا ہے ۔

(و) اقوامِ متحدہ کی وضاحت ''مجلسِ اقوام'' سے کی گئی ہے ۔ اصل حوالہ ''مجلسِ اقوام'' کا ہے ، جس سے مراد ہے : League of Nations ۔ یہ حوالہ اسی عنوان سے آنا چاہیے تھا ، نہ کہ ''اقوامِ متحدہ'' کے عنوان سے جو United Nations کا مترادف ہے ، اور یہاں اس کا کوئی محل بھی نہیں ہے ۔

(ز) اقبال کی تصانیف اور بعض دیگر کتابوں کے ناموں کو ''موضوع'' کے تحت درج کیا گیا ہے ، جو غلط ہے ۔

(ح) بعض ملتے جلتے الفاظ کے حوالوں کو یکجا درج کیا گیا ہے ، مثلاً :

شاعر ، شاعری ، غزل ، شعر ــــ فقر ، فقیر ــــ علم ، عالم ــــ کافر ، کفر ــــ مسلم ، مسلمان ، مومن ــــ قوم ، قومیت ــــ وطن ، وطنیت ــــ نفس ، ضبط ــــ خدا ، یزداں ــــ جنگ ، جہاد ــــ تصوف ، صوفی ــــ حالانکہ ان کی نوعیت جدا جدا ہے ۔

زیر نظر اشاریے کی فہرست اغلاط مرتب کی جائے تو تعداد سیکڑوں تک پہنچے گی ۔ ان سیکڑوں اغلاط سمیت ، یہ اشاریہ گذشتہ نو برس سے کلیات کے ساتھ شائع ہو رہا ہے ، اور اس کی اصلاح یا تبدیل کرنے کا خیال کسی کو نہیں آیا ۔ مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اشاریہ ناقابلِ اصلاح ہے ، اس کی جگہ ایک نیا اشاریہ مرتب کرنا زیادہ آسان ہو گا ۔

(۳)

# مکاتیب کے مجموعے

# (ل) اقبال کی خطوط نویسی

علامہ اقبال ، خان محمد نیاز الدین خاں کے نام ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۹ء کے خط میں لکھتے ہیں :

"مجھے یہ سن کر تعجب ہوا کہ آپ میرے خطوط محفوظ رکھتے ہیں ۔ خواجہ حسن نظامی بھی ایسا ہی کرتے ہیں ۔ کچھ عرصہ ہوا ، جب انھوں نے میرے بعض خطوط ایک کتاب میں شائع کر دیے ، تو مجھے بہت پریشانی ہوئی ، کیونکہ خطوط ہمیشہ عجلت میں لکھے جاتے ہیں ، اور ان کی اشاعت مقصود نہیں ہوتی ۔ عدیم الفرصتی تحریر میں ایک ایسا انداز پیدا کر دیتی ہے ، جس کو پرائیویٹ خطوط میں معاف کر سکتے ہیں ، مگر اشاعت ، ان کی نظرثانی کے بغیر ، نہ ہونی چاہیے ۔"[1]

اقبال کا یہ احساسِ تشویش تعجب انگیز نہیں ۔ خطوط ، بالعموم قلم برداشتہ اور عجلت میں لکھے جاتے ہیں ، اس لیے اکثر مشاہیر نے پسند نہیں کیا کہ اُن کے ہر نوع اور ہر طرح کے خطوط شائع کیے جائیں ، مگر اہم بات یہ ہے کہ بسا اوقات یہی خطوط مشاہیر کی شخصیات کے مطالعے میں اہم ترین ماخذ ثابت ہوتے ہیں ۔ اقبال کے خطوط بھی ان کی شخصیت ، نیز ان کے افکار اور شاعری کی تفہیم میں کلیدی اہمیت رکھتے ہیں ۔

مکاتیبِ اقبال کے مختلف مجموعے ، مختلف اقبالیین کی ذاتی دلچسپیوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہیں ، یہ سب ، اقبال کی وفات کے بعد وقفوں وقفوں سے شائع ہوئے ، اور ظاہر ہے اُن کی "نظرثانی" اور اجازت کے بغیر ——— اس لیے انھیں اقبال کی باقاعدہ "تصانیف" قرار نہیں دیا جاسکتا ۔ شعری

---

۱۔ مکاتیبِ اقبال بنام نیاز : ص ۲۴ ۔

تصانیف کے مقابلے میں اُن کی حیثیت بہرحال ثانوی ہے ، تاہم اقبالیات میں ان کی حیثیت مسلّمہ ہے ۔

۱۸۹۵ء میں علامہ سیالکوٹ سے لاہور آئے اور گورنمنٹ کالج لاہور میں بی ۔ اے کی جماعت میں داخل ہوئے ۔ اُن کے لیے والدین سے جدا ہو کر ، گھر سے دور "پردیس" میں رہنے کا یہ پہلا موقع تھا ۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد بھی لاہور میں مقیم رہے ۔ ۱۹۰۵ء میں اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ چلے گئے ، تو نہ صرف گھر والوں سے دوری بڑھ گئی ، بلکہ دوست احباب سے بھی جدا ہو گئے ۔ ولایت سے واپسی پر مستقلاً لاہور میں مقیم ہو گئے ۔ مصروفیات کے ساتھ ساتھ اُن کی شہرت میں بھی اضافہ ہوتا گیا ۔ اقبال کے لیے ایک طرف تو اپنے والدین اور اعزّہ کو خط لکھنا ضروری تھا ، اور دوسری طرف اپنے دوستوں اور مدّاحوں کے استفسارات کا جواب لکھنا ، دوستی کا تقاضا تھا اور اخلاقی فرض بھی ——— یہی تقاضے ، فرائض اور مجبوریاں اقبال کی خطوط نگاری پس منظر ہیں ۔

اقبال ، بنیادی طور پر طبعِ شاعرانہ رکھتے تھے ۔ ان کے ہاں مستعدّی اور تحرّک کے بجائے تساہل اور جمود غالب تھا ۔ وہ پابندیوں اور ضابطوں سے گھبراتے تھے ۔ بقول غلام رسول مہر : "علامہ مرحوم کی طبیعت ، ابتدا ہی سے غور و فکر اور انہاک و استغراق کی طرف مائل تھی ۔"[1] خالد نظیر صوفی لکھتے ہیں :

> "وہ فطرتاً تساہل پسند تھے ۔ چارپائی پر نیم دراز یا گاؤ تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھے رہنے کے بڑے دلدادہ تھے ۔ وقت کی پابندی اُن کے لیے مشکل تھی ۔ اگر کہیں وقت مقررہ پر پہنچنا ہوتا ، تو انھیں ہمیشہ دیر ہو جاتی ۔"[2]

زمانۂ طالب علمی ہی سے ان کی افتادِ طبع یہی تھی ۔ گورنمنٹ کالج لاہور کے ہوسٹل میں اُن کا کمرہ شعر و ادب کا ایسا مرکز تھا ، جہاں

---

۱۔ اقبال درونِ خانہ : ص ۲۲ ۔
۲۔ کتابِ مذکور : ص ۲۳ ۔

محفلیں گھنٹوں برپا رہتیں - ان کے ہم درس میر غلام بھیک نیرنگ کے الفاظ میں : ''اقبال کی طبیعت میں اسی وقت سے ایک گونہ قطبیّت تھی ، اور وہ قطب از جانمی جنبد کا مصداق''۱ تھے - اسی تساہل کی بنا پر اور پابندیوں سے ''فرار'' کی وجہ ہی سے ، انھوں نے یونیورسٹی سے درخواست کی کہ قانون کے امتحان میں دوبارہ بیٹھنے کے لیے انھیں حاضری کی پابندی سے مستثنیٰ قرار دیا جائے - سرکاری ملازمت سے گریز بھی ، آزادہ روی کے اسی رحجان کا ایک پہلو تھا - اقبال کے قریبی رفیق سر عبدالقادر بیان کرتے ہیں کہ آن کے تساہل کے پیش نظر ، ہم انھیں ''قطب از جانمی جنبد'' کہہ کر چھیڑا کرتے تھے -۲

تساہل ، جمود اور بے قاعدگی ، اگر افتاد طبع کا حصہ ہو ، تو خطوط نگاری میں مستعدی ، تعجیل اور باقاعدگی کی توقع عبث ہے . لیکن علامہ اقبال ، عام زندگی میں سہل انگاری کے برعکس ، مکتوب نگاری میں بہت مستعد اور باقاعدہ تھے - ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں :

> ''اقبال کا دستور یہ تھا کہ ادھر ڈاکیہ خط دے کر جاتا تھا ، اور آدھر وہ اپنے خدمت گار علی بخش کو فوراً قلم دان اور کاغذات کا ڈبہ لانے کی ہدایت فرماتے تھے- پھر فوراً جواب لکھتے تھے ، اور آسی وقت علی بخش کے حوالے فرماتے تھے کہ لیٹر بکس میں ڈال آئے -''۳

یہی وجہ ہے کہ خطوطِ اقبال میں اس طرح کے جملے بکثرت ملتے ہیں : —— ''ابھی ایک لمحہ پہلے آپ کا خط پہنچا'' ——— آپ کا نوازش نامہ ابھی ابھی موصول ہوا'' - .Your letter which I received a moment ago
Your letter which reached me a moment ago.

مکاتیب کے ذخیرے پر نگاہ ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ چند ایک مفصل خطوط کو چھوڑ کر ، اقبال نے ہر جواب میں امکانی اختصار سے

---

۱- مجلہ اقبال ، اکتوبر ۱۹۵۷ء : ص ۵ -
۲- نذرِ اقبال : ص ۹۴ -
۳- اقبال کی صحبت میں : ص ۴۷۰ -

کام لیا ہے - خط کے جواب میں تعجیل ، مستعدی اور اختصار کے درمیان گہرا ربط موجود ہے -

''اقبال کی مکتوب نگاری میں باقاعدگی ایک زبردست احساسِ ذمہ داری کا نتیجہ ہونے کے باوجود ، ان کی سہل انگاری اور بے نیازی کے رجحان کی دخل اندازی سے نہیں بچ سکی ——— مکاتیب کا اختصار اسی دخل اندازی کا نتیجہ ہے - ایک طرف ادائیِ فرض ، جواب کا تقاضا کرتی ہے ، اور دوسری طرف رجحانِ طبع کے ہاتھوں مجبور ہیں کہ اس تکلف اور پابندی سے جلد نجات ملے ، چنانچہ مکاتیب کے بین السطور اس کشمکش کی جھلک صاف دیکھی جا سکتی ہے - کبھی خط پر تاریخ لکھ دی ، کبھی بھول گئے ، خیال آ گیا تو آخر میں لکھ دی ، ورنہ بلا تاریخ ہی خط روانہ کر دیا ؛ کبھی تاریخ اور مہینہ لکھ دیا اور سنہ ندارد ؛ کبھی خط ختم کرنے کی جلدی میں الفاظ چھوٹ گئے ؛ احساسِ فرض کے ساتھ خط لکھنا شروع کیا ، مگر جلد ہی طبیعت اکتا گئی ، اور ''زیادہ کیا عرض کروں'' قسم کا فقرہ لکھ کر خط ختم کر دیا - یہ فقرہ اقبال نے اپنے خطوں کے آخر میں کثرت سے دہرایا ہے - خط سے جلد چھٹکارا پانے کے رجحان کو اقبال شعوری طور پر بھی محسوس کرتے تھے ''۔[1]

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں : ''علامہ اقبال کے خطوط تین لحاظ سے خاص اہمیت کے حامل ہیں :

۱- ان کے شعری افکار کی توضیح و تشریح کے لیے -

۲- ان کے خیالات کے تدریجی ارتقا اور پس منظر کی وضاحت کے لیے -

۳- ان کے سوانحی حالات ، کردار اور شخصیت کو سمجھنے کے لیے -''[2]

اقبال کے ذخیرۂ مکاتیب کا عمیق مطالعہ کریں تو ان کی افادیت و اہمیت کا دائرہ اور بھی پھیل جائے گا -

خطوط میں ایک قاری خود کو اقبال کے بہت قریب محسوس کرتا ہے - اقبال ہمیں فقر و غنا ، درویشی و قناعت ، عجز و انکسار کا پیکر

---

۱- خطوطِ اقبال : ص ۷۴ تا ۹۴ -

۲- مجلہ تحقیق ، جلد اوّل ، شمارہ ۱ - ۲ : ص ۲۹ -

نظر آتے ہیں ، دوسری طرف وہ قرآن ، حدیث اور فقہ پر گہری نظر کے ساتھ دنیاوی علوم کا بھی وسیع مطالعہ رکھتے ہیں - انھیں کبوتروں سے بھی رغبت ہے ، اور خطوط میں بے تکلف احباب سے اس موضوع پر کھل کر تبادلۂ خیال کرتے ہیں[۱] - وہ ظریف و شگفتہ مزاج ہیں اور خطوں میں ان کی حسِّ مزاح نمایاں ہے[۲] -

اقبال نے ایک جگہ لکھا ہے : ''شاعر کے لٹریری اور پرائیویٹ خطوط اس کے کلام پر روشنی ڈالتے ہیں[۳] - آن کا یہ قول ،کسی اور سے زیادہ ، خود آن کے مکاتیب پر صادق آتا ہے'' - مزید برآں ، خطوط سے اقبال کے بعض آن علمی منصوبوں کا پتہ چلتا ہے ، جو مستقبل میں آن کے پیشِ نظر تھے - خطوط کی مدد سے کم از کم دس بارہ ایسی کتابوں کی نشاندہی کی جا سکتی ہے ، جو اقبال لکھنا چاہتے تھے[۴] -

مکاتیبِ اقبال کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ''بعض نو آموز شاعر بڑی کثرت سے اپنی شعری کاوشیں اصلاح کی خاطر آن کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے - اصلاحِ شعر کی بہت سی مثالیں ان کے خطوں میں ملتی ہیں - کبھی وہ الفاظ کی تحقیق میں کوشاں نظر آتے ہیں ، اور کبھی کسی حوالے کی تلاش میں سرگرداں -

''ہم عصر شخصیتوں سے علمی ، ادبی اور شعری مسائل پر تبادلۂ خیال ہوتا رہتا تھا - - - چنانچہ مکاتیبِ اقبال ، ان کے شعورِ تحقیق و تنقید اور شعری و ادبی نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہیں ، بلکہ اس سے آن کے تبحّرِ علمی اور وسعتِ مطالعہ کا بھی پتہ چلتا ہے -''[۵]

بقول نذیر نیازی : اقبال ''جب بھی خط لکھتے قلم برداشتہ ہی لکھتے - - - وہ شاید ایک مرتبہ خط لکھ کر پڑھتے بھی نہیں تھے''-[۶] ، اس لیے بعض اوقات

---

۱- مکاتیبِ اقبال بنام نیاز -
۲- مکاتیبِ اقبال بنام گرامی : ص ۸۱ تا ۸۳ -
۳- انوارِ اقبال : ص ۱۱ -
۴- نقوش ، اقبال نمبر ۲ : ص ۱۴۷ تا ۱۶۵ -
۵- خطوطِ اقبال : ص ۶۰ -
۶- نذیر نیازی : مکتوباتِ اقبال ، ص ''ز'' -

ہیں کوئی حرف یا لفظ چھوٹ جاتا تھا ۔ خطوط میں اس طرح کی بیسیوں مثالیں مل جاتی ہیں ۔ ذیل میں خطوطِ اقبال سے چند جملے نقل کیے جا رہے ہیں ۔ قوسین میں دیے گئے الفاظ ، اقبال کی اس تحریر میں موجود نہیں ، یعنی جلدی میں چھوٹ گئے تھے :

''اختیار کرنے [کو] ہوں ۔'' خطوطِ اقبال : ص ۳۷

''ان لوگوں [کی] درخواستیں ۔ ۔ ۔'' انوارِ اقبال : ص ۱۸۹

''جذبات پیدا کرنا چاہتے [ہیں]'' اقبال نامہ ، دوم . ص ۳۷۱

بعض اوقات جلدی میں الفاظ غلط بھی لکھے جاتے تھے ، مثلاً : شیخ اعجاز احمد کے نام ۳ مارچ ۱۹۲۰ء کے خط[1] میں ''مشکاف ہاؤس لاہور'' درج ہے ، حالانکہ متنِ خط سے ظاہر ہے کہ یہ خط لاہور سے نہیں ، دہلی سے لکھا ہے ۔

اقبال کے انگریزی خطوط کے عکس دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ازراہِ اختصار ، بعض الفاظ کو مخفف بنا کر لکھتے ہیں ، مثلاً :

| اصل لفظ | اقبال کا املا | حوالہ |
| --- | --- | --- |
| Assistant Secretary | Asstt Sec. | *Letters of Iqbal* ص ۱۸۵ |
| received | red. | |
| August | Aug. | |
| Text Book | T.B. | *Letters of Iqbal* ص ۱۹۸ |
| Should | Shd. | *Oriental College Magazine* اقبال نمبر ۱۹۷۷ء ، ص ۲۹۶ |
| College | Coll. | مجلہ مذکور : ص ۲۹۹ ۔ |

---

۱۔ مذکورہ خط کے عکس کے لیے ملاحظہ کیجیے : *"Iqbal in Pictures"* ۔

شروع شروع میں تو وہ اپنے نام کا پہلا جزو بھی مختصر کر کے Mohd. یا .Md لکھتے رہے ، مگر بعد میں اسے ترک کر کے بالالتزام Mohammad لکھتے - اسی طرح اردو میں محمد کے اُوپر (ص) کی علامت بھی بناتے - اصولاً تو یہ علامت (ص) صرف رسولِ پاکؐ کے نام کے ساتھ بنانی چاہیے ، مگر اقبال کا التزام ، آپؐ سے اقبال کی غایت درجہ شیفتگی اور احترام کو ظاہر کرتا ہے - اسی طرح خط کے آغاز یا انجام پر تاریخ لکھنے کا بھی اہتمام کرتے - ایسے خطوط بہت کم ہوں گے ، جن پر تاریخ درج نہ کی گئی ہو - اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں آپ کا خط بہت پختہ تھا ، تاہم تیزی کے ساتھ لکھنے کے سبب کہیں کہیں الفاظ پڑھنے میں دقت ہوتی ہے -

خطوطِ اقبال کی زیادہ تعداد اردو اور انگریزی میں ہے ، تاہم اقبال نے چند خطوط فارسی اور جرمن زبانوں میں بھی لکھے - فارسی میں دو خطوط[1] اور جرمن زبان میں ایک خط[2] زمانے کی دستبرد سے محفوظ رہ گئے ہیں - مس ویگے ناست کے نام چالیس خطوط میں سے بعض یقیناً جرمن زبان میں ہوں گے - جرمن میں لکھے جانے والے جس مفصل خط کا ذکر ، ڈاکٹر سعید اختر درانی نے کیا ہے ، وہ انھی چالیس خطوں میں شامل ہے[3] -

اقبال کے ابتدائی دور کے خطوط محفوظ نہیں - قدیم ترین دستیاب خط مولانا احسن مارہروی کے نام ہے ، جو گورنمنٹ کالج لاہور کے ہوسٹل سے ۲۸ فروری ۱۸۹۹ء کو لکھا گیا[4] - آخری خط ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کا ہے جو ممنون حسن خاں[5] کے نام لکھا گیا - آخری برسوں میں ضعفِ بصارت کے سبب بقلمِ خود ، جواب لکھنے سے قاصر ہو گئے ، تو املا کرا کے خود دستخط کر دیتے - خطوطِ اقبال کے کاتبین میں منشی طاہرالدین میاں محمد شفیع ، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ، سید نذیر نیازی ، مس ڈورالینٹ

---

۱- انوارِ اقبال : ص ۲۹۰ - ۲۹۱ -

۲- عکس ملاحظہ کیجیے : *Iqbal in Pictures* -

۳- افکار ، مارچ ۱۹۸۲ء : ص ۹۶ -

۴- اقبال نامہ ، اول : ص ۳ - ۴ -

۵- کتابِ مذکور ، ص ۳۳۵ -

ویرا اور جاوید اقبال[1] شامل ہیں ۔ ممتاز حسن لکھتے ہیں :

"Iqbal was a most scrupulous correspondent and I know of nobody whoever wrote him a letter without getting a reply."[2]

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کا بیان ہے :

"عام طور پر لوگ کاتبِ خط کی اخلاقی حالت اور خط کے مضمون کی اہمیت کے علاوہ ، ذاتی حالات کو مدِ نظر رکھ کر جواب دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں ۔ بعض اوقات عدیم الفرصتی اور جسمانی عوارض بطور خاص جواب لکھنے میں مانع ہوتے ہیں ، مگر حضرت علامہ نے ، باوجود جسمانی عوارض ، علمی مطالعے میں استغراق اور عدیم الفرصتی کے ، کبھی جواب لکھنے سے گریز نہیں فرمایا[3] ۔"

ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

"میرے خیال میں آج تک کسی کو یہ شکایت نہیں ہوئی کہ اقبال کی طرف سے وہ جوابِ خط سے محروم رہا[4] ۔"

ان بیانات سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط نہ ہوگا کہ اقبال نے اپنی زندگی میں ہزاروں خط لکھے ہوں گے ، تاہم ان میں سے محفوظ و دستیاب مکاتیب کی تعداد تقریباً پونے چودہ سو بنتی ہے ، یقیناً خطوطِ اقبال

---

۱- ملفوظات : ص ۱۲۰ ۔

۲- دیباچہ : *Letters* ۔

۳- اقبال کی صحبت میں : ص ۴۷۱ ۔

۴- نویدِ صبح : اقبال نمبر ، ۱۹۵۲ء ، ص ۴۲ ۔

کی معتدبہ تعداد ضائع ہو گئی[1] ہے ۔ عین ممکن ہے ، بہت سے خطوط ، اب بھی کہیں نہ کہیں محفوظ و موجود ہوں اور وقت گزرنے کے ساتھ ان کے منظرِ عام پر آنے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے ۔

علامہ اقبال کی وفات کے بعد چند برسوں کے اندر ، ان کے مکاتیب کے جمع و ترتیب اور ان کی اشاعت کا کام شروع ہو گیا تھا ۔ آیندہ صفحات میں ہم مکاتیب اقبال کے مختلف مجموعوں کا ایک جائزہ پیش کریں گے ۔

---

۱۔ ملاحظہ کیجیے : (الف) نقوش ، خطوط نمبر ، اوّل : ص ۴۵۹ ۔
(ب) اقبال نامہ ، اوّل : ص "ض" ۔
(ج) *Iqbal* از عطیہ بیگم : ص ۵ ۔
(د) جنگ کراچی ، ۷ مئی ۱۹۸۲ء ۔

# (ب) مکاتیب کے مجموعے

## شاد اقبال

"شاد اقبال" کے تمام تر خطوط مہاراجہ کشن پرشاد شاد کے نام لکھے گئے۔ اس کے مرتب، ڈاکٹر محی الدین قادری زور اس مجموعے کے مقدمے میں لکھتے ہیں: "اس مجموعے میں جو خطوط شائع کیے جا رہے ہیں، وہ مہاراجہ کی وفات سے دو تین سال قبل ہی بغرضِ اشاعت موصول ہوئے تھے۔"[1] شاد کا انتقال ۱۹۳۹ء[2] میں ہوا۔ یہ خطوط، اگر دو سال قبل بھی ڈاکٹر زور کے سپرد کیے گئے ہوں، تو بھی ۱۹۳۷ء میں، یعنی اقبال کی وفات سے بہرحال کئی ماہ پہلے، ان کی ترتیب و تدوین اور اشاعت کا ڈول ڈالا گیا ہوگا، تاہم مجموعے کی تیاری اور طباعت کے مراحل میں کئی سال گزر گئے اور مجموعہ ۱۹۴۲ء میں چھپ کر منظرِ عام پر آیا[3]۔

یہ امر معنی خیز ہے کہ "شاد اقبال"، علامہ اقبال کے شعری مجموعوں کے عمومی اور مروج سائز پر شائع کی گئی۔ ڈاکٹر زور نے تیس صفحات کے مفصل دیباچے میں شاد اور اقبال کی ملاقاتوں اور تعلقات پر روشنی ڈالی ہے۔ پھر دونوں کی تصاویر اور دونوں کے ایک ایک مکتوب کا عکس دیا گیا ہے۔ مکتوبِ اقبال کا عکس نامکمل ہے۔ (دیکھیے اصل خط: "شاد اقبال"،

---

۱- شاد اقبال: ص ۳۶-

۲- مہاراجہ سر کشن پرشاد شاد، حیات اور ادبی خدمات: ص ۴۱-

۳- "شاد اقبال" کم یاب ہے۔ راقم کے علم کی حد تک لاہور کے کسی پبلک کتب خانے میں اس کا نسخہ موجود نہیں۔ بنا بریں ہم اس مجموعے کا نسبتاً مفصل تعارف کرا رہے ہیں۔ کتابیاتی کوائف، ضمیمے میں شامل ہیں۔

ص ۱۵۳ - ۱۵۴) مجموعے کو سات حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے - خطوط کی کل تعداد ایک سو ایک ہے - ان میں سے ۴۹ خطوط اقبال کے ، اور ۵۲ خطوط ، شاد کے ہیں - تمام خطوط کو تاریخ وار ترتیب دیا گیا ہے - پہلا خط اقبال کا ہے ، اس کے جواب میں دوسرا خط شاد کا ، تیسرا اقبال کا اور چوتھا شاد کا ، آخر تک یہی صورت ہے - اس سے کتاب کی ضخامت بڑھ گئی ہے ، تاہم شاد کے جوابی خطوں سے متعدد تشریح طلب امور واضح ہو جاتے ہیں -

مرتب نے مقدمے میں بتایا کہ خطوط کی "ترتیب اور نقل کے سلسلے میں - - - صاحبزادہ میر محمد علی خاں میکش ، صاحبزادہ میر اشرف علی خان صاحب بی - اے تحصیلدار اور رشید قریشی صاحب ام اے سے خاص طور پر مدد ملی"' - متونِ خطوط کو بغور دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصل خطوط کو پڑھنے اور پھر انھیں احتیاط و صحت کے ساتھ نقل کرنے کے لیے غایت درجہ کی جو دقتِ نظر درکار تھی ، اس میں کچھ کمی رہی -

راقم کو جناب مشفق خواجہ کی وساطت سے بعض خطوط کی عکسی نقول دستیاب ہوئیں ، ان کی روشنی میں اندازہ ہوتا ہے کہ متن خوانی میں خاصی سہل انگاری سے کام لیا گیا ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | شاد اقبال (غلط) | اصل خط (صحیح) |
| --- | --- | --- | --- |
| ٦٦ | ٦ | وہاں ضرورت | وہاں پر ضرورت |
| ٦٦ | ۹ | اسکیم | سکیم |
| ٦٦ | ۱۵ | لیے حیدر آباد | لیے مجھے حیدر آباد |
| ٦۹ | ۱۲ | بہت روز سے | بہت عرصے سے |
| ۸۴ | ۱۵ | گئے ، میں نے ایک | گئے ہیں ، ایک |
| ۸۴ | ۱٦ | کیا تھا اور | کیا اور |
| ۸۵ | ۴ | سن کر | پڑھ کر |

یہ صرف تین خطوں کی اغلاط ہیں - اگر پورے ۴۹ خطوط یا ان کی عکسی نقول دستیاب ہو جائیں ، تو بعید نہیں کہ اغلاط کی تعداد بیسیوں

---

۱- شاد اقبال : ص ۳٦ -

تک پہنچے ۔

مزید برآں "شاد اقبال" کے بعض خطوط کی تاریخیں صحیح نہیں ، اور بعض الفاظ کا املا واضح طور پر غلط ہے ۔ ممکن ہے ان میں سے کچھ غلطیاں ، کاتب سے سرزد ہوئی ہوں ۔ بہرحال ذیل میں بعض اغلاط کی نشاندہی کی جاتی ہے :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۹۷ | ۲ | للّٰلہ | لِلّٰہ |
| ۱۱۱ | ٦ | ایکزیکٹو | ایگزیکٹو |
| ۱۱۱ | ۱۴ | الحمد للّٰلہ | الحمد لِلّٰہ |
| ۱۱۵ | ۲ | ۱۹۲۳ء | ۱۹۲۲ء |
| ۱۵۵ | ۳ | وا تمام | والاتمام |
| ۱٦۳ | ۷ | ولاکن | ولٰکِنّ |
| ۱٦۳ | ۱۱ | ۹ ڈسمبر | ۲۹ دسمبر |
| ۱۷۰ | ۱۷ | اِنکم اموالکم وَ اَدلادَکُم | اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ |
| ۱۷۱ | ٦ | الملک الیوم | لمن الملک الیوم |
| ۱۷۱ | ٦ | للّٰلہ | لِلّٰہ |

بعض خطوط پر تاریخیں غلط درج کی گئی ہیں ، مثلاً : خط نمبر ۱ کی صحیح تاریخ یکم اکتوبر ہے ، نہ کہ نومبر (دیکھیے ، خط نمبر ۲ : "آپ کا خط مورخہ یکم اکتوبر مجھے ملا") ۔ اسی طرح خط نمبر ۵ کی صحیح تاریخ ۵ دسمبر ہے ، نہ کہ ۴ دسمبر ۔ (دیکھیے : خط نمبر ۷ ، محررہ : ٦ دسمبر ۔ "کل جو عریضہ لکھا تھا") خط نمبر ۷٦ پر صرف "دسمبر" لکھا ہے ، یہ ۱۹۲۲ء کا تحریر کردہ ہے ۔ خط نمبر ۹٦ کی صحیح تاریخ ۲۹ دسمبر ہے نہ کہ ۹ دسمبر (دیکھیے خط نمبر ۹۵ ، محررہ : ۲۲ دسمبر، جس کے جواب میں یہ خط نمبر ۹٦ لکھا گیا) ۔

اقبال اپنے نام کے جزو (محمد) پر از راہِ ادب و احترام ہمیشہ علامت

"ء" بناتے تھے ، "شاد اقبال" میں یہ التزام نہیں برتا گیا - اسی طرح دسمبر کو ڈسمبر (صفحات ۶۹ ، ۱۱۱ ، ۱۲۷ ، ۱۷۳) اگست کو اگسٹ (صفحات ۵۹ ، ۶۱ ، ۶۳) اکتوبر کو اکٹوبر (ص ۱۱۷) لکھا گیا ہے ، جبکہ اقبال ہمیشہ دسمبر ، اگست اور اکتوبر لکھا کرتے تھے۔ نقل نویس یا خوش نویس کی بے توجہی اس سے بھی واضح ہے کہ کتاب میں متذکرہ بالا تینوں الفاظ کے دو دو املا موجود ہیں ، یعنی دسمبر اور ڈسمبر ، اگست اور اگسٹ ، اکتوبر اور اکٹوبر -

اقبال کے مکاتیب ، اپنے مطالب کے اعتبار سے بالعموم واضح ہوتے ہیں ، مگر شاد کے نام اقبال کے ان خطوط میں کئی مقامات خاصے "پُر اسرار" معلوم ہوتے ہیں ، مثلاً :

—"اِیاک نعبد تو کوچ کر گئے۔ اب تو عرش کے قریب ہوں گے ، یا وہاں تک پہنچ گئے ہوں گے"[1] -

—"ٹیلی فون کا سلسلہ جاری ہے اور کئی اطراف میں خدا [نے] چاہا تو نقش حسبِ مراد بیٹھے گا"[2] -

باہمی رازداری کی ان باتوں کا مفہوم اخذ کرنا ہمارے لیے مشکل ہے -

بعض مقامات پر کچھ الفاظ یا عبارات حذف کر دی گئی ہیں - (صفحات : ۱۹ ، ۳۲ ، ۱۱۲ ، ۱۲۳ ، ۱۲۵ ، ۱۲۶ ، ۱۳۶) مرتب نے یہ نہیں بتایا کہ محذوف الفاظ و عبارات مصلحتاً درج نہیں کیے گئے ، یا انھیں پڑھا نہیں جا سکا - اگرچہ شاد کے جوابی خطوط سے کئی امور واضح ہو جاتے ہیں ، اس کے باوجود متن پر حواشی کی ضرورت تھی - مجموعے کے مرتب ڈاکٹر زور کے لیے توضیحی حواشی درج کرنا جس قدر آسان تھا ، آج ۴۰ برس بعد اسی قدر مشکل ہو گیا ہے -

"شاد اقبال" کے طبع دوم کی نوبت نہیں آ سکی -

ڈاکٹر محی الدین قادری زور کو اقبال (اور شاد) کے جو مکاتیب

---

۱- شاد اقبال : ص ۵۶ -

۲- کتابِ مذکور : ص ۱۳۹ -

سہیا کیے گئے تھے ، وہ خطوط کی اصل تعداد کا محض ایک حصہ تھے ، مگر مزید تلاش کے باوجود انہیں کوئی نیا خط نہ مل سکا[1] ، لکھتے ہیں : "افسوس ہے کہ ۱۹ دسمبر ۱۹۱۹ء اور ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۲ء کے درمیانی زمانے یعنی ڈھائی سال سے زیادہ مدت کے خطوط فراہم نہ ہو سکے۔"[2] خوش قسمتی سے متذکرہ مدت کے ۴ خطوط اور ۱۹۱۳ء اور ۱۹۱۶ء کے درمیانی زمانے کے ۴۶ خطوط چند سال قبل دستیاب ہو گئے ۔ اقبال اکادمی پاکستان نے اصل خطوط خرید کر اپنے ہاں محفوظ کر لیے[3] ، اور محمد عبداللہ قریشی نے ان پچاس خطوط کو ایک مفصل مقدمے اور حواشی و تعلیقات کے ساتھ مرتب کر کے "صحیفہ" کے اقبال نمبر ، اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ء میں شائع کرا دیا ۔ انہیں ملا کر شاد کے نام اقبال کے خطوط کی تعداد ۴۹ + ۵۰ = ۹۹ بنتی ہے ۔ یہ پچاس خطوط ، اگرچہ "صحیفہ" میں ایک مضمون کے طور پر شائع ہوئے ہیں ، اور انہیں ایک کتاب یا مجموعہ نہیں کہا جا سکتا ، تاہم یہ "شاد اقبال" کی ایک قیمتی توسیع (Extention) ہے ، اور "شاد اقبال" سے موضوعی مناسبت کے سبب ، ان کا مطالعہ و تجزیہ اسی جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے ۔

ان خطوط کی نقل نویسی میں بھی کامل درجہ احتیاط نہیں ہو سکی ، مثلاً : ۸ مارچ ۱۹۱۶ء کے خط کے عکس (مطبوعہ جنگ ، کراچی ، ۲۳ اپریل ۱۹۷۲ء) اور متن (صحیفہ ، اقبال نمبر، اکتوبر ۱۹۷۳ء : ص ۱۶۳ - ۱۶۴) کا موازنہ کریں ، تو ایک ہی خط میں ، متن کی دو غلطیاں ملتی ہیں :

| سطر | اصل عبارت | منقول عبارت |
|---|---|---|
| ۹ | بھی ہے ، وہ یہ | بھی ہے اور وہ یہ |
| ۱۱ | سر سالار کے | سرکار کے |

پھر اقبال کے نام کے جزو "محمدؐ" پر ڈاکٹر زور کی طرح ، قریشی صاحب نے بھی "ؐ" کی علامت نہیں بنائی ۔

ان خطوط میں بھی کئی مبہم اور پر اسرار مقامات موجود ہیں ، مثلاً :

---

۱- شاد اقبال : ص ۳۷ -

۲- کتاب مذکور : ص ۱۱۵ -

۳- صحیفہ ، اقبال نمبر ، اکتوبر ۱۹۷۳ء : ص ۹۹ -

———"سائیں رب کو آپ کا پیغام پہنچا دیا تھا ، لاتقنطوا فرماتے تھے - (ص ۱۳۱)

———"اللہ اکبر اس وقت تشریف رکھتے ہیں ، اور مجھ سے میرے ایک شعر کا مفہوم دریافت کر رہے ہیں -" (ص ۱۷۱)

———"اگرچہ ٹیلی فون خراب ہے ، اور آدھر شانِ بے نیازی ہے ، تاہم جواب کی توقع ہے -" (ص ۱۸۶)

محمد عبداللہ قریشی نے مکاتیبِ اقبال کے متعدد دھندلے نقوش کو تعلیقات سے روشن کیا ہے ، مگر متذکرہ بالا قسم کے مبہم مقامات کی تشریح و تعبیر وہ بھی نہیں کر سکے -

شاد کے نام اقبال کے ان ۹۹ خطوط کا زمانہ ، تیرہ برسوں پر محیط ہے ، مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ بے تکلفانہ مراسم کے باوجود اقبال نے شاد کو ہمیشہ ایک ہی لقب (سرکار والا یا سرکار والاتبار) سے خطاب کیا - علامہ اقبال نے گرامی کے نام ۹۰ خطوط ، سید سلیمان ندوی کے نام ۱۷۱ ، اکبر الہ آبادی کے نام ۱۶ اور لمعہ کے نام ۲۹ خطوط لکھے مگر القاب و آداب کی یہ یکسانی اور کہیں نہیں ملتی - یہ ، مکاتیب بنام شاد کا وصفِ خاص ہے - شاد کے نام اقبال کے ننانوے خطوط کی تدوین تو اس طرح ہونی چاہیے کہ تمام خطوط کو تاریخ وار مرتب کیا جائے ، مکاتیبِ شاد کے متعلقہ حصے ، حواشی میں درج کیے جائیں اور مزید مختصر حواشی کے ذریعے تشریح طلب امور کی وضاحت کی جائے -

## اقبال نامہ ، حصہ اول

شیخ عطاء اللہ نے مکاتیبِ اقبال کی فراہمی تو علامہ اقبال کے انتقال کے تقریباً ایک برس بعد ہی سے شروع کردی تھی ، تاہم ترتیب و

---

۱- ستر خطوط تو "اقبال نامہ" اول میں شامل ہیں - مزید ایک خط محررہ : ۱۹ مئی ۱۹۳۷ء) "فاران" اپریل ۱۹۵۳ء شائع ہوا - یہ خط تاحال کسی مجموعۂ مکاتیب میں شامل نہیں ہے -

تدوین سے متعلق عملی کام کا آغاز فروری ۱۹۴۳ء میں ہوا ۔ ڈیڑھ برس[1] کی محنت کے بعد ، مجموعۂ مکاتیب تیار ہو گیا ۔ اس پر سنہ اشاعت درج نہیں بشیر احمد ڈار نے ۱۹۴۴ء لکھا ہے[2] ۔ اس کی تائید پشاور یونیورسٹی لائبریری میں موجود ''اقبال نامہ'' ، اول کے ایک نسخے سے ہوتی ہے ، جو میر ولی اللہ ایبٹ آبادی کو ، ان کے دوست شیخ احمد نے پیش کیا تھا ۔ اس پر شیخ احمد کے دستخطوں کے ساتھ ۴ دسمبر ۱۹۴۴ء کی تاریخ درج ہے[3] ۔ اس اعتبار سے یقینی ہے کہ یہ مجموعہ ۱۹۴۴ء کے آخر میں شائع ہوا ۔ شیخ عطاء اللہ نے برسوں بعد محض یادداشت کی بنا پر لکھ دیا کہ ''اقبال نامہ''، اول ۱۹۴۵ء میں چھپا تھا[4] ، ظاہر ہے کہ یہ درست نہیں ۔

علامہ اقبال سے مرتب کی عقیدت مندی اس مجموعے کی تدوین کا بنیادی محرک بنی ۔ شیخ عطاء اللہ لکھتے ہیں : ''اگرچہ اقبال کے مکاتیب کی فراہمی و اشاعت سے مقصود ایک حد تک ان جوہر پاروں کو دستبردِ زمانہ سے محفوظ کر لینا ہے ، لیکن اقبال نامہ کی اشاعت سے میرا سب سے اہم مقصد اقبال کے آیندہ سیرت نگار کے لیے بعض مسائل اور خود اقبال کی زندگی پر اقبال کی تحریری شہادتیں مہیا کرنا ہے''۔ چنانچہ عقیدت مندی کے ساتھ کی جانے والی اس کاوش کے نتیجے میں مکاتیبِ اقبال کا ایک ایسا مجموعہ فراہم ہو گیا ، جو تعدادِ مکاتیب کے اعتبار سے آج بھی اقبال کا سب سے بڑا مجموعۂ خطوط ہے ۔ مرتب کے شمار نمبر

---

۱۔ دیباچہ ، اقبال نامہ ، اول ، صفحات : ج ، ح اور د ۔

۲۔ دیباچہ : *Letters of Iqbal* ۔

۳۔ یہ اطلاع پروفیسر صابر کلوروی کی مہیا کردہ ہے ۔

۴۔ اقبال نامہ ، دوم ، ص ۸ ۔

۵۔ دیباچہ : اقبال نامہ ، اول : ص ''ح'' ۔

کے مطابق کل تعداد ۲۶۷ ہے ، مگر اصل تعداد ۲۴۶ ہے[1] - ان میں متعدد مکاتیب ، انگریزی خطوط کے اردو تراجم ہیں - دس اردو خطوط کے عکس بھی شامل ہیں -

شیخ عطاء اللہ نے یہ وضاحت نہیں کی کہ مشمولہ تمام اصل خطوط ، انھوں نے بذاتِ خود ملاحظہ کیے ، اور پھر ان کی نقول تیار کیں یا کرائیں ؟ یا مختلف اصحاب نے خطوط کی جو نقول مہیا کیں ، انھیں بلا تصدیق ہی جوں کا توں قبول کر کے مجموعے میں شامل کر لیا گیا ؟ مرتب کو جس قدر اصل خطوط فراہم ہو سکے ، معلوم نہیں ، انھیں محفوظ کر لیا گیا یا نہیں ؟ یہ سوالات اس لیے پیدا ہوتے ہیں کہ متونِ مکاتیب میں مختلف النوع اغلاط کی بہت بڑی تعداد نظر آتی ہے - غالباً مرتب کو اندازہ نہ تھا کہ تدوینِ مکاتیب میں صحت متن کی کیا اہمیت ہے ، اس لیے نقل نویسی میں معمولی کمی بیشی کو جائز سمجھا گیا ، مثلاً :

(الف) اقبال اپنے نام کے جزو "محمد" پر ہمیشہ علامت "ؐ" بناتے تھے ، "اقبال نامہ" میں یہ اہتمام نہیں کیا گیا -

(ب) دستخط سے پہلے ، خط کے خاتمے پر موجود لفظ "والسلام" نقل نویس نے عام طور پر حذف کر دیا ہے -

---

۱- اصل تعداد ، کل تعداد سے مندرجہ ذیل نوعیت کے خطوط منہا کر کے نکالی گئی ہے :

(الف) ایسے انگریزی خطوط کے اردو تراجم ، جن کا اصل متن کسی انگریزی مجموعۂ مکاتیب میں شامل ہے (چونکہ اردو ترجمہ اصل انگریزی متن کے مقابلے میں بہرحال ثانوی حیثیت رکھتا ہے ، اس لیے یہاں ایسے اردو تراجم کو گنتی سے خارج کردیا گیا ہے - البتہ وہ اردو تراجم شمار میں شامل ہیں ، جن کے انگریزی متون کسی مجموعے میں نہیں ملتے -)

(ب) ایسے اردو خطوط جو یہاں نامکمل صورت میں ہیں ، مگر کسی اور مجموعۂ خطوط میں ان کا صحیح اور مکمل متن شامل ہے -

(ج) شمار نمبر ۲۰۵ (ص : ۳۴۰) کو بھی گنتی میں شامل نہیں کیا گیا ، کہ یہ ایک نظم ہے -

(ج) اقبال نے جہاں ، مثلاً: ۳۲ء یا ۲۱ء لکھا ہے ، نقل نویس نے ۱۹۳۲ء یا ۱۹۲۱ء بنا دیا ہے ، اور یہ تبدیلی بکثرت کی گئی ہے -

دوسروں کی مہیا کردہ نقول سے قطع نظر بھی کرلیں ، تو ایسے خطوط میں اغلاطِ متن کی کوئی توجیہ نہیں ہو سکتی ، جن کے عکس ، "اقبال نامہ" میں شامل ہیں ، مثلاً : ڈاکٹر عباس علی خان لمعہ کے نام خط نمبر ۷ (ص : ۱۷۱) کے عکس اور اس سے نقل کردہ متن پر تقابلی نظر ڈالیں ، تو نقل نویسی میں بے احتیاطی کا اندازہ ہو سکے گا :

| سطر | اصل خط کا متن | اقبال نامہ کا متن |
|---|---|---|
| ۱ | ۳۲ء | ۱۹۳۲ء |
| ۴ | تحفے | تحفہ |
| ۵ | امید کہ | امید ہے کہ |
| ۶ | والسلام | × |
| ۷ | محمد اقبالؒ | مخلص محمد اقبال |

ہمیں "اقبال نامہ" میں مشمولہ متعدد مکاتیب کے جو عکس دستیاب ہوئے ہیں ، اُن کی روشنی میں "اقبال نامہ" میں متن کی بیسیوں اغلاط موجود ہیں - صفحہ ۴۱۴ : سطر ۶ ، ۷ کی اس عبارت : "میری آنکھ اسی وقت کھل گئی ، اور اس عرضداشت کے چند شعر جو اب طویل ہو گئی ہے ، میری زبان پر جاری ہو گئی"[۱] - سے صاف ظاہر ہے کہ نقل نویس کی غلطی سے "چند شعر" کے بعد ، کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے - ڈاکٹر محمد دین تاثیر نے زیر بحث مجموعے کے بعض جملوں [جن میں :- "استفادہ حاصل کرنا" منقول ہے] کی بنیاد پر لمعہ کے بیش تر خطوط کو "وضعی"[۲]

---

۱- اشارہ ہے اس عرض داشت کی طرف جو "در حضور رسالت مآبؐ" کے عنوان سے مثنوی "پس چہ باید کرد ---" (ص : ۴۸) میں شامل ہے - اس واقعے کا ذکر راس مسعود کے نام ۲۹ جون ۱۹۳۶ء کے خط میں بھی ملتا ہے - (خطوطِ اقبال : ص ۲۶۳) -

۲- اقبال کا فکر و فن : ص ۱۱۷ -

قرار دیا ہے - ہماری رائے میں ''استفادہ حاصل کرنا'' کاتب کی غلط نگاری کا کرشمہ ہے ، اس لیے محض اس بنیاد پر لمعہ کے نام خطوط کو جعلی یا وضعی قرار دے کر رد نہیں کیا جا سکتا[1] - بایں ہمہ ہم ڈاکٹر تاثیر کی اس رائے سے پوری طرح متفق ہیں کہ : ''مولّف شیخ عطا اللہ نے تفحص سے کام نہیں لیا[2] ''- اس ضمن میں عبدالواحد معینی کا بیان ہے کہ شیخ عطا اللہ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ان میں سے اکثر خطوط کو آیندہ اشاعت میں حذف کر دیا جائے گا[3] '' ، مگر معینی صاحب نے شیخ عطاء اللہ کے اس ''فیصلے'' کا کوئی حوالہ نہیں دیا - ''اقبال نامہ'' دوم ، چھ برس بعد شائع ہوا ، اس کے دیباچے میں بھی شیخ صاحب نے ایسے کسی فیصلے یا ارادے کا اظہار نہیں کیا -

تساہل اور بے احتیاطی کا سب سے بڑا مظاہرہ خطوں کی تاریخیں اور ماہ و سنین نقل کرنے میں ہوا ہے - اختر راہی[4] نے ایک اور ڈاکٹر

---

۱- عبدالواحد معینی کا یہ بیان مبالغہ آمیز ہے کہ : ''ڈاکٹر تاثیر قطعی طور پر ثابت کر چکے ہیں کہ اکثر وہ خطوط ، جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اقبال نے ڈاکٹر لوما کو لکھے تھے ، جعلی ہیں -'' (نقش اقبال : ص ۱۸۴) ڈاکٹر تاثیر کے اس اعتراض کی بنیاد محض یہ ٹکڑا ہے : ''استفادہ حاصل کرنا'' اور جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ، پورا احتمال موجود ہے کہ یہ غلطی ناقل اور کاتب کی ہو - بعض ثقہ اہل قلم نے بھی اس غلطی کا ارتکاب کیا ہے ، مثلاً : منشی محمد دین فوق نے بھی ایک جگہ ''استفادہ حاصل کیا'' لکھا ہے (انوار اقبال : ص ۸۲) - لہٰذا تاثیر کے اس شبہے کو ''قطعی ثبوت'' نہیں قرار دیا جا سکتا - [ دلچسپ بات یہ ہے کہ معینی صاحب نے ڈاکٹر لمعہ کا نام ہر جگہ غلط (ڈاکٹر لوما) لکھا ہے - دیکھیے ، نقش اقبال : ص ۱۸۴ ، سطور ۱۱ ، ۱۲ ، ۱۵ ، ۲۰ ] -

۲- اقبال کا فکر و فن : ص ۱۱۷ -

۳- نقش اقبال : ص ۱۸۴ -

۴- اقبال ، سید سلیمان ندوی کی نظر میں : ص ۱۳۱ -

غلام حسین ذوالفقار[1] نے تیرہ خطوط کی تواریخ تحریر کی تصحیح کی ہے - اس کے باوجود اب بھی متعدد مکاتیب کی تاریخیں غلط ہیں ، مثلاً :

○ مکتوب نمبر ۲۶ بنام سلیمان ندوی کی تاریخ ۵ جولائی ۱۹۲۲ء درست نہیں - اسی خط کے پہلے جملے : ["پیام مشرق پر جو نوٹ آپ نے معارف میں لکھا ہے" - اقبال نامہ ، اول : ص ۱۱۹] سے ظاہر ہے کہ یہ خط "پیام مشرق" کی اشاعت (مئی ۱۹۲۳ء ، دیکھیے : ص ۱۲۵) اور "معارف" (جون ۱۹۲۳ء) میں اس پر نوٹ چھپنے کے بعد لکھا گیا ، اس لیے خط کی صحیح تاریخ صریحاً ۵ جولائی ۱۹۲۳ء ہے - ○ مکتوب نمبر ۵۱ اور ۵۲ بنام سلیمان ندوی کی تاریخیں ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء اور ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء درست نہیں ، کیونکہ معاً بعد چار خطوط نمبر ۵۳ تا ۵۶ علی الترتیب ۱۱ ، ۱۳ ، ۱۴ اور ۱۴ اکتوبر کو لکھے گئے - پھر ان کے متن سے بھی واضح ہے کہ صحیح تاریخیں ۵ اور ۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء ہیں -

○ مکتوب نمبر ۵۷ بنام سلیمان ندوی کی تاریخ ۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء درست نہیں ، کیونکہ مکتوب نمبر ۵۶ ، ۱۴ اکتوبر کو لکھا گیا - مزید برآں اس خط کے ابتدائی حصے : ["آپ کا تار کل ملا ، جس سے معلوم ہوا کہ ۱۷ اکتوبر تک آپ کو پاسپورٹ نہیں مل سکا" - اقبال نامہ ، اول : ص ۱۷۶] سے ظاہر ہے کہ صحیح تاریخ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۳ء ہے - غالباً یہ اغلاط سہوِ کتابت کا نتیجہ ہیں - بہرحال سہو ، کاتب کا ہو یا ناقل کا ، مرتب کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا -

مرتب نے بیشتر انگریزی خطوط کے اردو ترجموں کے ساتھ لفظ "انگریزی" لکھ دیا ہے ، پھر بھی کئی جگہ یہ وضاحت نہیں ہو سکی ، مثلاً : مکتوب بنام میجر محمد سعید خاں (ص : ۲۴۶) یا مکتوب بنام سر راس مسعود (ص : ۳۵۱) - پھر بعض انگریزی خطوط کے اردو تراجم ناقص ہیں ، مثلاً اس انگریزی جملے :

> "I hope you won't mind replying to this letter
> by the return of post."[2]

---

۱- مجلہ تحقیق : جلد اول ، شمارہ خاص : ۱ ، ۲ - ص ۴۰ تا ۴۵ -

۲- *Letters of Iqbal* : ص ۹۶ -

کا اردو ترجمہ : "جواب واپسی ڈاک سے دیجیے[1]" درست نہیں ہے - اسی خط میں انگریزی الفاظ : yours ever کا اردو ترجمہ سرے سے دیا ہی نہیں گیا - سر راس مسعود کے نام انگریزی خطوں کے آخر میں اقبال yours ever لکھتے تھے[2] ، مگر "اقبال نامہ" ، کے اردو ترجموں میں اس کے متبادل الفاظ کہیں نہیں لکھے گئے -

مرتب نے عشرت رحمانی کو خطوط نمبر ۲۵۴ تا ۲۵۶ کا مکتوب الیہ قرار دیا ہے (ص : ۳۲۵ تا ۳۲۸) - کئی برس بعد اکبر علی خاں عرشی زادہ نے یہی خطوط "اقبال ریویو" جولائی ۱۹۶۲ء میں شائع کرائے اور "نیرنگستان" دہلی کے خاص نمبر ۱۹۳۵ء (ص ۳۷ - ۳۸) کے حوالے سے بتایا کہ یہ خطوط مولانا وحید احمد ، مدیر "نقیب" کو لکھے گئے - بعد میں مولانا وحید احمد نے محمد عبداللہ قریشی کے نام ایک خط[3] میں اس امر کی تصدیق کر دی - خط نمبر ۲۳ (ص ۵۸ - ۵۹) کے مکتوب الیہ ظہور الدین مہجور نہیں ، محمد دین فوق ہیں - اصل خط اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ہے -

بعض مقامات پر متن کی اصل عبارت حذف کر کے اس جگہ نقطے لگا دیے گئے ، مثلاً : صفحات : ۳۱۰ ، ۳۶۰ - متن کی عبارات کو حذف کرنا اصولاً غلط ہے ، تاہم اگر کسی مجبوری یا مصلحت کی بنا پر یہ ناگزیر تھا ، تو حاشیے میں اس کی وضاحت ضروری تھی ، ایک مقام پر تو قطے لگانے کا تکلف بھی نہیں کیا گیا - ۱۰ جون ۱۹۳۷ء کے مکتوب بنام راس مسعود (ص : ۳۸۷) سے کچھ عبارت حذف کر دی گئی ، اور نقطے بھی نہیں لگائے گئے -

| اقبال نامہ ، اول | خط کا صحیح متن |
| --- | --- |
| شیخ اعجاز احمد میرا بھتیجا ہے ، نہایت صالح آدمی ہے ، لیکن وہ | شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے - نہایت صالح آدمی ہے ، مگر |

---

۱- اقبال نامہ ، اول : ص ۳۵۱ -

۲- *Letters of Iqbal* : ص ۹۶ تا ۱۰۱ -

۳- اوراق گم گشتہ : ص ۱۷۳ -

| | |
|---|---|
| وہ خود بہت عیال دار ہے ۔ ۔ ۔ | افسوس کہ دینی عقائد کی رُو سے قادیانی ہے ۔ تم کو معلوم ہے کہ آیا ایسا عقیدہ رکھنے اولا آدمی مسلمان بچوں کا Guardian ہو سکتا ہے یا نہیں ؟ اس کے علاوہ وہ خود بہت عیال دار ہے ۔ ۔ ۔[1] |

سر راس مسعود کے نام ۳۰ مئی ۱۹۳۵ء کے مکتوب (ص : ۳۶۱) جو عبارت حذف کی گئی ہے ، اس کے موضوع کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ، اس سے پہلے خط (نمبر ۷) میں یہ جملہ ملتا ہے : "مجھے امید ہے آپ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اس مسئلہ کو پیش کر دیں گے ۔" (ص ۳۶۰) محذوف عبارت والا خط اس کے ایک ہفتہ بعد لکھا گیا ، اور ہمارے خیال میں اس خط میں اقبال نے نواب بھوپال کی طرف سے متوقع وظیفے کا کسی قدر واضح الفاظ میں ذکر کیا ہوگا ۔

راس مسعود کے نام ما قبل اور ما بعد خطوط[2] کو ایک نظر دیکھیں تو سیاق و سباق سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ محذوف عبارت کا تعلق نواب بھوپال کے وظیفے سے ہوگا ۔ ۲۶ اپریل کے خط میں اس امر کا اظہار کیا ہے ، کہ اگر اس معاملے (اجرائے وظیفہ) میں کامیابی ہو جائے ،

---

۱۔ اقبال نامے : ص ۷۶ ۔ ۷۷ ۔

۲۔ اقبال ، اپنے خطوط مں سر راس مسعود کو اشارے کنایے میں بار بار اجرائے وظیفہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں (ملاحظہ کیجیے : اقبال نامہ ، اول ، ص : ۳۵۳ ، سطور : ۱ ، ۲ ، ۱۴ ، ۱۵ + ص : ۳۵۴ ، سطور : ۱ ۔ ۲ + ص : ۳۵۷ ، سطور ۷ تا ۱۵ + ص : ۳۵۸ ، سطور ۱ تا ۶ + ص : ۳۵۹ ، سطور : ۴ ۔ ۵ + ص : ۳۶۰ سطور : ۷ تا ۱۰ ۔ جواباً راس مسعود انھیں یقین دلاتے ہیں کہ ہم دونوں (مسعود اور نواب بھوپال) سے بڑھ کر اور کوئی تمہارا خیرخواہ نہیں ، اجرائے وظیفہ کے لیے ہم برابر کوشاں ہیں (ملاحظہ کیجیے : خطوط راس مسعود بہ نام اقبال ، مرتبہ : جلیل قدوائی ۔ مطبوعہ : "قومی زبان" کراچی ، اپریل ۱۹۷۹ء : ص ۵ تا ۱۱ ۔

تو قرآن کریم پر عہد حاضر کے افکار کی روشنی میں اپنے نوٹس تیار کروں گا[۱] - ۲۳ مئی کے خط میں بھی یہی ''خدمت انجام دینے'' کا ذکر ہے[۲] - ۳۰ مئی کے خط میں محذوف عبارت کے معاً بعد قرآن حکیم سے متعلق اپنے افکار قلم بند کرنے کی خدمت کا ذکر ہے[۳] - غالباً اس جگہ اقبال نے واضح طور پر وظیفے کی بات کی ہوگی[۴] ، اور مرتب نے مصلحتاً یہ عبارت

---

۱- اقبال نامہ اول : ص ۳۵۷ -

۲- لکھتے ہیں : ''سفر آخرت سے پہلے کچھ نہ کچھ خدمت انجام دینے کا تمنائی ہے - مجھے امید ہے آپ اعلی حضرت کی خدمت اقدس میں اس مسئلہ کو پیش کریں گے '' (اقبال نامہ ، اول : ص ۳۶۰) -

۳- کتاب مذکور : ص ۳۶۱ - ۳۶۲ -

۴- اس کی تصدیق زیر بحث خط کا مکمل متن سامنے آ جانے سے ہو گئی ہے - اس خط کا مکمل متن ، حال ہی میں بھوپال سے شائع ہونے والے مجموعے ''اقبال نامے'' میں شامل ہے - خط کی صحیح تاریخ ۳۰ مئی نہیں ، ۱۳ مئی ہے - ''اقبال نامہ'' ، اول سے یہ عبارف حذف کی گئی تھی :

''میں نے آپ کو کل خط لکھا تھا ، اور کل کے خط کے تسلسل میں یہ خط لکھ رہا ہوں ، کیونکہ میں ایک بہت اہم بات لکھنا بھول گیا تھا - میں سمجھتا ہوں کہ آپ جانتے ہیں کہ میں نے خود کو سادہ زندگی گزارنا سکھا لیا ہے - میری ضروریات بہت زیادہ نہیں ہیں - میں سوچتا ہوں کہ ایک تھوڑی سی پنشن میرے لیے کافی ہوگی - مہربانی کر کے یہ نہ سوچیں کہ مجھے جینے کے لیے ہزاروں کی ضرورت ہے'' (اقبال نامے : ص ۵۰)

راس مسعود کے نام نو دریافت شدہ خط (۱۲ مئی ۱۹۳۵ء) میں بھی اقبال نے یہی بات لکھی ہے : ''میری خواہش ہے کہ اعلی حضرت خود مجھے اپنی ریاست سے پنشن منظور کر دیں -'' (اقبال نامے : ص ۴۸) -

حذف کر دی ۔ محذوف عبارت والا خط سپرد ڈاک کر چکے تھے کہ اسی روز اجراے وظیفہ کی اطلاع ملی جس پر اقبال نے اسی وقت راس مسعود کو ایک اور خط لکھا ، اور اپنے گہرے جذباتِ ممنونیت کا اظہار کرتے ہوئے ہدایت کی کہ یہ عریضہ اعلیٰ حضرت کو سنا دیجیے - اقبال کے الفاظ[1] سے صاف ظاہر ہے کہ اجراے وظیفہ پر شکریہ ادا کر رہے ہیں ۔ اس کی تصدیق اقبال کی انکم ٹیکس فائل (سالِ تخمینہ : ۱۹۳۵ - ۳۶ء) میں درج شدہ اس عبارت سے ہوتی ہے :

The assessee is getting Rs. 500/- p.m. from Bhopal State from June 1935.[2]

ہمارے خیال میں محذوف عبارت والا یہی وہ خط ہے جس کی بنا پر "اقبال نامہ" ، اوّل ، اشاعت کے بعد ، ایک عرصے تک منظرِ عام پر نہ آ سکا ۔ پہلے یہ مکمل خط شاملِ کتاب کیا گیا تھا ، بعد میں کتاب کے ان اوراق کو نکال کر ، اس خط کے آغاز کی عبارت حذف کرنی پڑی ۔ یہ امر ، "اقبال نامہ" کی طباعت و اشاعت کی تاریخ کا ایک حصہ ہے ۔ مجموعے کے ناشر شیخ محمد اشرف صاحب نے ۵ جولائی ۱۹۷۹ء کو ایک ملاقات میں راقم کو بتایا کہ :

> "اقبال نامہ کی اشاعت رکوانے کا قصہ یہ ہے کہ اس میں ایک خط تھا راس مسعود کے نام ، جس میں اقبال نے لکھا تھا کہ جب تک جاوید کی تعلیم مکمل نہیں ہوتی اس کے لیے پنشن جاری رہے ، یہ ایک طرح کی درخواست تھی ۔ چودھری محمد حسین اس زمانے میں پریس برانچ کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور پیپر کنٹرولر بھی ۔ اس وقت کاغذ پر کنٹرول تھا ، جس کا مطلب تھا کہ ناشرین کی روح وہ قبض کر سکتے ہیں ۔ چودھری صاحب نے کہا

---

۱- الفاظ یہ تھے : "میں کس زبان سے اعلیٰ حضرت کا شکریہ ادا کروں ۔ انھوں نے ایسے وقت میں میری دستگیری فرمائی ، جب کہ میں چاروں طرف سے آلام و مصائب میں محصور تھا ۔ خدا تعالیٰ ان کی عمر و دولت میں برکت دے ۔ (اقبال نامہ ، اوّل : ص ۳۶۲)

۲- صحیفہ ، اقبال نمبر ، اوّل ، اکتوبر ۱۹۷۳ء : ص ۴۳ ۔

> یہ خط                    ہے اسے شامل نہ کیا جائے ، مگر کتاب چھپ چکی تھی ، جلدیں بن گئی تھیں ۔ ان کا کہنا تھا کہ اسے بیچ میں سے نکال دو ، مگر میں نے یہ پسند نہ کیا ، اور کتاب روک کر رکھ دی ، فروخت بند کر دی ۔ کافی عرصہ انتظار کیا ۔ [پھر] میں نے وہ خط کتاب میں سے نکال دیا[1] ۔''

"اقبال نامہ" میں خطوط کی مجموعی ترتیب بہت اچھی ہے ۔ ایک مقام پر خطوط کی زمانی ترتیب برقرار نہیں رہی ۔ سید سلیمان ندوی کے نام مکتوب نمبر ۳۲ مورخہ : ۱۴ مئی ۱۹۲۲ء (ص : ۱۲۹ - ۱۳۱) ، زمانی ترتیب کے اعتبار سے "اقبال نامہ'' کے صفحہ نمبر ۱۱۸ پر مکتوب نمبر ۲۷ مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۲ء سے پہلے درج ہونا چاہیے تھا ۔

## اقبال نامہ ، حصہ دوم

حصہ اول کے دیباچے میں شیخ عطاء اللہ نے لکھا تھا : "ابھی کافی اور اہم سواد خطوط کی صورت میں ، میرے پاس موجود ہے تلاش و جستجو جاری ہے ۔ مجھے توقع ہے کہ ۔ ۔ ۔ میں جلد از جلد حصہ دوم کی اشاعت کے قرض سے سبک دوش ہو سکوں"[2] گا ۔ چنانچہ ۸۴+۳۹۸ صفحات پر مشتمل حصہ دوم ۱۹۵۱ء میں شائع کیا گیا ۔ حصہ اول کے ۲۴۶ خطوط کے مقابلے میں ، حصہ دوم اصل خطوط کی تعداد[3] ۱۱۲ ہے ۔ حصہ دوم اپنی ترتیب ، انداز کتابت اور سائز وغیرہ کے اعتبار سے ، حصہ اول کے مطابق

---

۱۔ اس بیان کی روشنی میں ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا یہ بیان درست نہیں کہ چودھری محمد حسین نے اقبال نامہ کی ساری جلدیں تلف کرا دیں ۔ (ستارہ ، اقبال نمبر : ص ۲۳۷)

۲۔ اقبال نامہ اول : ص "ظ" ۔

۳۔ خطوط کا شمار نمبر ۱۸۷ تک کیا گیا ہے ۔ اصل تعداد (۱۱۲) اُسی فارمولے کے تحت متعین کی گئی ہے ، جس کا ذکر صفحہ نمبر ۲۱۷ کے حاشیہ نمبر ۱ میں ہو چکا ہے ۔

ہے ، البتہ اس کا کاغذ نسبتاً مٹیالا اور کمزور ہے ۔ حصہ اول کی طرح اس کے سرورق کی پُشت پر بھی ناشر کی طرف سے یہ اعلان درج ہے :

جملہ حقوق مع حقوقِ ترجمہ محفوظ ہیں

کوئی صاحب جزواً یا کلّاً قصدِ طبع نہ کریں
محمد اشرف

آغاز میں مرتب کا ایک طویل دیباچہ (ص ۷ تا ۸۳) شامل ہے ۔ ابتدائی ۸۴ صفحات دین محمدی پریس لاہور میں طبع ہوئے ۔ اس کے بعد صفحات کا شمار از سرِ نو ہوتا ہے ۔ کتاب کا یہ باقی حصہ صفحہ نمبر ۲ کی پرنٹ لائن کے مطابق کواپریٹو پرنٹنگ پریس ، وطن بلڈنگ لاہور میں چھپا ۔

معلوم ہوتا ہے ، حصہ دوم کے لیے مرتب کے پاس کچھ زیادہ خطوط جمع نہیں ہوسکے، اس لیے اس میں کچھ مطبوعہ خطوط ، اور بہت سے انگریزی خطوط کے ترجمے بھی شامل کر لیے گئے ۔ مطبوعہ خطوط میں سے مہاراجہ شاد کے نام[۱] خطوط "شاد اقبال" سے؛ شاطر مدراسی ، سید تقی اور نذیر نیازی کے نام مکاتیب "امروز" اقبال نمبر ، ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء سے؛ علی بخش کے نام خط "نوائے وقت" سے اور نیاز الدین خاں کے نام خطوط "آفاق" سے لیے گئے ہیں ۔ محمد علی جناح اور عطیہ فیضی کے نام انگریزی خطوط اُن کے مستقل مجموعوں سے ۔ بایں ہمہ "اقبال نامہ" ، حصہ دوم میں غیر مطبوعہ اور نئے خطوط کا خاصا ذخیرہ فراہم کر دیا گیا ہے ۔ بحیثیتِ مجموعی ، حصہ دوم میں بھی وہی خامیاں موجود ہیں ، جن کی نشاندہی حصہ اول پر بحث کے ضمن میں کی جا چکی ہے ۔

ناقل اور خوش نویس کی بے احتیاطی سے متعدد خطوط کی تاریخیں غلط درج ہو گئیں ۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار[۲] نے تصحیح کی ہے کہ خط

---

۱۔ شاد کے نام ۱۸ خطوط "شاد اقبال" سے اخذ کیے گئے ہیں ، البتہ خط نمبر ۱۹ اور ۲۰ (ص ۲۰۸ - ۲۱۰) اس وقت تک غیر مطبوعہ تھے، اب یہ محمد عبداللہ قریشی کے مرتبہ "اقبال کے پچاس غیر مطبوعہ خطوط" مشمولہ: صحیفہ ، اقبال نمبر، اوّل ، اکتوبر ۱۹۷۳ء میں شامل ہیں (ص : ۲۷ تا ۱۸۸) ۔

۲۔ مجلّہ تحقیق : جلد اوّل ، شمارہ ۱ ، ۲ ، ص ۳۶ - ۳۸ ۔

نمبر ۸۸ (ص ۲۳۳) کی صحیح تاریخ تحریر ۱۹ جنوری ۱۹۳۵ء ہے ، نہ کہ ۱۹ جنوری ۱۹۲۵ء ، اسی طرح خط نمبر ۶۴ (ص ۱۷۲) کی صحیح تاریخ یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء ہے ، نہ کہ یکم نومبر ۱۹۱۶ء - ڈاکٹر غلام حسین ذوالقار نے بلا تاریخ کے ایک خط (نمبر ۵۹ ، ص ۱۶۲) کا زمانہ تحریر اپریل مئی ۱۹۲۲ء متعین کیا ہے - ہمارا خیال ہے کہ مرتب اگر تھوڑی سی احتیاط اور تفحّص سے کام لیتے تو بہت سی غلطیوں سے بچنا مشکل نہ تھا - ذیل میں ہم چند مزید اغلاط کی نشان دہی کر رہے ہیں :

(۱) ص ۲۵۳ :- خط نمبر ۹۷ کی صحیح تاریخ ۳ جنوری ۱۹۱۹ء ہے نہ کہ ۳ جنوری ۱۹۲۶ء[1] -

(۲) ص ۲۵۷ :- خط نمبر ۱۰۱ کی تاریخ تحریر ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء درج ہے - متنِ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آں ایّام میں مولانا انور شاہ صاحب انجمن خدام الدین کے سالانہ جلسے میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لائے تھے - اس خط میں ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی کا ذکر ہے ، اور آن کے مطابق جلسہ مارچ ۱۹۲۵ء میں منعقد ہوا تھا[2] - مزید برآں مولانا انور شاہ کی تاریخ وفات ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء[3] ہے - اس لیے اس خط کی تاریخ ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء ہے ، نہ کہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء -

(۳) ص ۳۰۰ : خط نمبر ۱۱۹ کی صحیح تاریخ ۲۴ فروری ہے ، نہ کہ ۲۲ فروری[4] -

(۴) ص ۳۰۶ : خط نمبر ۱۲۲ کی صحیح تاریخ ۲۴ ستمبر ہے ، نہ کہ ۲۲ ستمبر[5] -

---

۱- بحوالہ مکتوب ہٰذا مطبوعہ *Islamic Education* ، جنوری ، فروری ۱۹۷۵ء -

۲- اقبال کی صحبت میں : ص ۱۲۶ -

۳- اقبال کے ممدوح علما : ص ۴۱ -

۴ ، ۵- امروز : ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء -

(۵) ص ۳۰۸ : خط نمبر ۱۲۳ کی صحیح تاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۳۲ء[1] ہے ، نہ کہ ۲۹ مئی ۱۹۳۲ء -

(٦) ص ۳۱۸ : خط نمبر ۱۲۷ کی صحیح تاریخ ۱۴ جنوری ۱۹۲۲ء[2] ہے ، نہ کہ ۱۴ جنوری ۱۹۲۳ء

(۷) ص ۳۲۰ : خط نمبر ۱۲۸ کی صحیح تاریخ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۹ء[3] ہے ، نہ کہ ۱۴ اپریل ۱۹۱۹ء -

(۸) ص ۳۳۳ : خط نمبر ۱۴۱ کی صحیح تاریخ ۳۰ اپریل ہے ، نہ کہ ۲۰ اپریل[4] -

تاریخوں کے علاوہ متن خوانی اور نقل نویسی میں بھی بہت سی غلطیاں ہوئی ہیں - صفحات : ۶۴ ، ۶۵ ، ۲۸۹ ، ۳۱۹ پر بعض الفاظ نہیں پڑھے جا سکے- بعض مقامات پر متعدد الفاظ غلطی سے رہ گئے ہیں ، مثلاً : ص۳۰۳ پر سطر ۲ میں ایک لفظ ، اور آگے چل کر پورا شعر درج ہونے سے رہ گیا -

"اقبال نامہ" ، دوم میں شامل بعض مکاتیب کے جو عکس دستیاب ہیں ، اُن کی روشنی میں متن کی سیکڑوں ایسی غلطیوں کی نشان دہی کی جا سکتی ہے ، جو نقلِ متن میں بے احتیاطی کے سبب سرزد ہوئیں - ان سب کا شمار ، غیر معمولی طوالت کا سبب ہوگا - ہم یہاں صرف دو تین مثالیں پیش کرتے ہیں :

(۱) مکتوب بنام راغب احسن (ص ۲۵۱ - ۲۵۲) میں نو اغلاط اور تین تصرفات پائے جاتے ہیں :

| سطر | اقبال نامہ | عکس خط |
|---|---|---|
| ۱ | سے ہر ایک جزو کی | سے پھر ایک خبر کی |
| ۲ | مقاصد کو | مقاصد وغیرہ کو |

---

۱- مکتوباتِ اقبال : ص ۸۳ -
۲ ، ۳- مکاتیب اقبال بنام نیاز : ص ۴۰ -
۴- اقبال کی صحبت میں : ص ۳۰۵ -

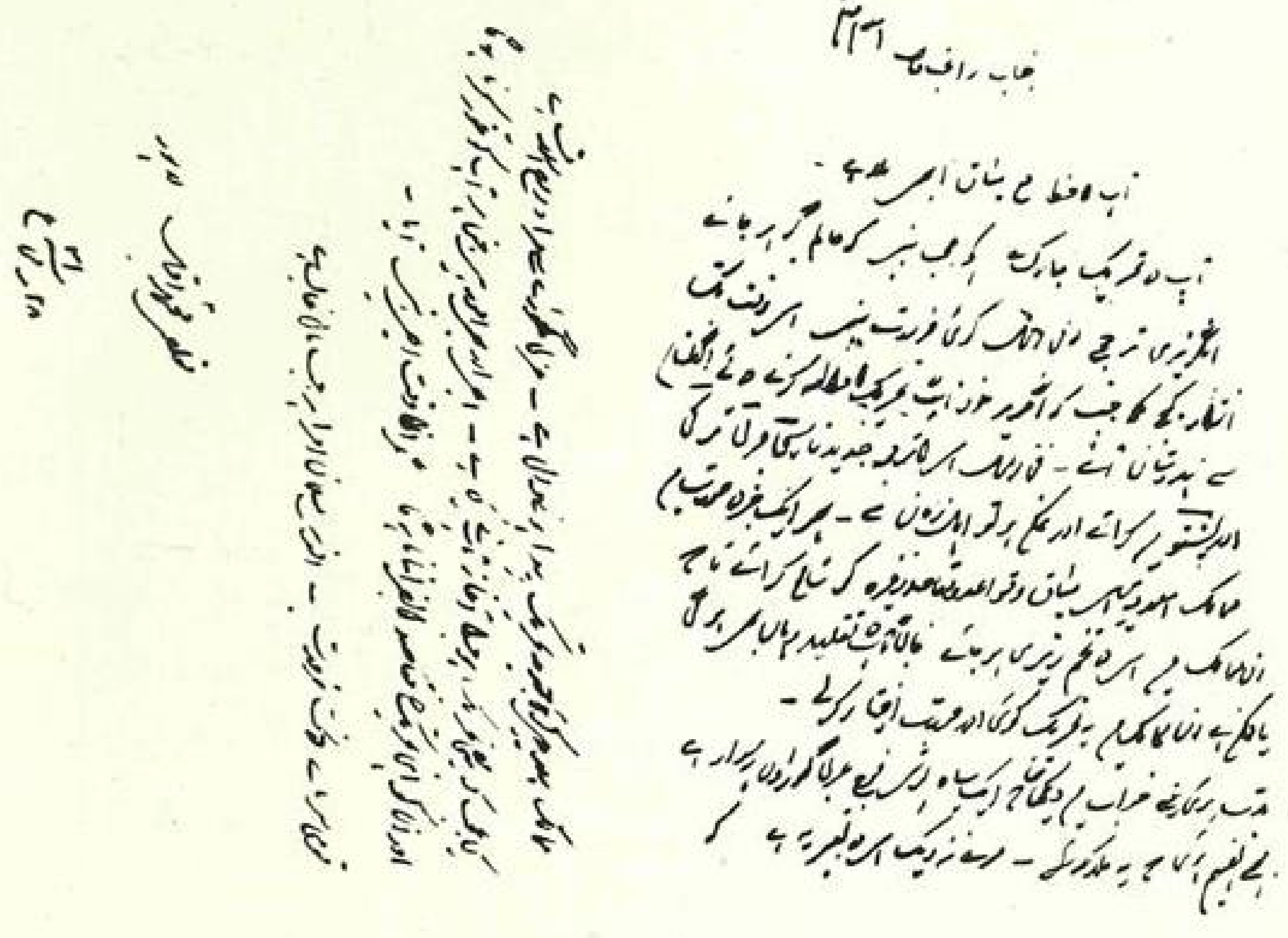

## مکتوب بنام راغب احسن

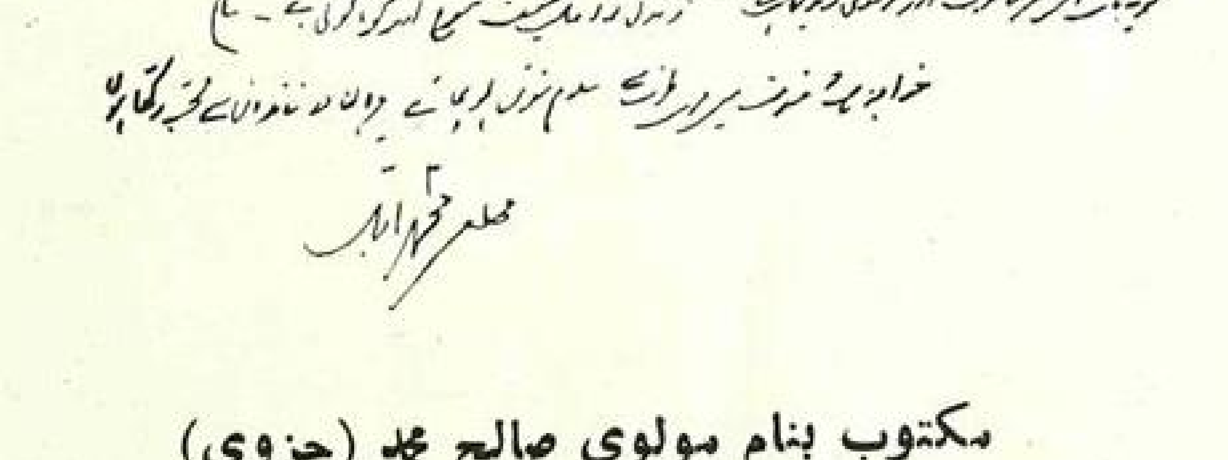

## مکتوب بنام مولوی صالح محمد (جزوی)

| | | |
|---|---|---|
| ۴ | کرے | کر لے |
| ۸ | گھوڑوں | گھوڑے |
| ۸ | روح اسلامیت | روحِ اسلاف |
| ۱۰ | تحریک اور مقاصد | تحریک کے مقاصد |
| ۱۱ | کا جزو | کے اجزا |
| ۱۳ | والسلام | × |
| ۱۵ | محمد | محمد؟ |

بالمقابل صفحے پر خط کا عکس دیکھنے سے اندازہ ہوگا کہ مرتب نے نقلِ متن میں متذکرہ بالا اغلاط کے علاوہ ، خط کی ترتیب میں تین طرح کے تصرفات کر دیے ہیں ۔ اول : اصل خط میں نیا پیرا گراف ، جو : " آپ کی تحریک ۔ ۔ ۔" سے شروع ہو رہا ہے ، اُسے اوپر کی سطر سے ملا دیا ہے ۔ دوم : مقام اور تاریخ تحریر جو خط کے آخر میں درج تھے ، انہیں ابتدا میں لکھ دیا ۔ سوم : ۳۱ء کو ۱۹۳۱ء بنا دیا ۔ معنوی اعتبار سے تو ممکن ہے ان تصرفات کی اہمیت کچھ نہ ہو ، مگر اس سے ، اور متذکرہ بالا اغلاطِ متن سے بھی ، یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ مرتب نے خاطر خواہ دقتِ نظر اور احتیاط سے کام نہیں لیا ۔

(۲) مکتوب بنام مولوی صالح محمد (ص ۳۷۰ - ۳۷۲) کا عکس دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خط کے آخری حصے کی یہ عبارت بالکل چھوڑ دی گئی ہے : "خواجہ صاحب کی خدمت میں میری طرف سے سلام مسنون پہنچائیے ۔ میں اُن کے خاندان سے محبت رکھتا ہوں ۔" (خط کا جزوی عکس بالمقابل صفحے پر ملاحظہ کیجیے ۔)

(۳) مکتوب بنام مولوی عبدالحق (ص ۸۵) کی نسبتاً ایک طویل عبارت محذوف ہے[۱] ۔

---

۱۔ متذکرہ خط کا عکس اور مکمل متن "اقبال اور عبدالحق" از ممتاز حسن (ص : ۵۰) میں ملاحظہ کیجیے ۔ اقبال نامہ ، دوم میں شامل مکاتیب بنام مولوی عبدالحق میں سے کسی ایک کا متن بھی صحیح نہیں ہے ۔

(۴) شاطر مدراسی کے نام خط نمبر ۴ (ص ۳۰۶ - ۳۰۷) کا ، اصل مکتوب کے عکس (امروز ، ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء) سے موازنہ کریں تو مندرجہ ذیل اغلاط نظر آتی ہیں :

| صفحہ | سطر | اقبال نامہ | عکس خط |
|---|---|---|---|
| ۳۰۶ | ۱۵ | اعجاز حق | اعجاز عشق |
| ۳۰۷ | ۲ | فلسفہ مجھے یقین ہے کہ ایک دن | فلسفہ و مذہب کے حقائق سے لبریز ہے - مجھے یقین ہے کہ اہلِ دل |
| ۳۰۷ | ۴ | فرمایا ہے آپ | فرمایا آپ |
| ۳۰۷ | ۶ | ابھی شائع | ابھی تک شائع |

اغلاطِ متن کے علاوہ ، اس مجموعے میں بعض دیگر نوعیت کی اغلاط بھی موجود ہیں ، مثلاً :

(۱) بعض خطوط کے مکتوب الیہم غلط ہیں ، مثلاً : (الف) ص : ۱۰۰ :- متنِ خط سے ظاہر ہے کہ خط "فلسفۂ عجم" کے مترجم کے (میر حسن الدین) نام لکھا گیا - تصدق حسین تاج تو "فلسفۂ عجم" کے ناشر تھے - (ب) ص ۲۲۸ :- یہ خط مولوی صالح محمد کے نام نہیں ، بلکہ سردار ایم .بی احمد، مشیر انکم ٹیکس بمبئی کو لکھا گیا[1] - (ج) ص ۲۶۵ : یہ خط محمد دین فوق کو نہیں ، بلکہ مولوی انشاء اللہ خاں کو لکھا گیا[2] - (د) ص ۳۵۱ : یہ خط اختر شیرانی کے نام نہیں ، بلکہ آن کے والد

---

۱- *Letters of Iqbal* : ص ۱۴۸ -

۲- خطوطِ اقبال : ص ۹۳ - [مزید برآں اقبال نامہ ، دوم میں یہ خط نامکمل ہے - "خطوط اقبال" میں مکمل خط شامل ہے - ص ۹۳ تا ۱۰۳] -

پروفیسر محمود شیرانی کے نام ہے[1] -

(۲) انگریزی خطوط کے تراجم میں بھی بے احتیاطی جھلکتی ہے ، مثلاً : (الف) جناح کے نام خطوط میں Confidential اور Strictly Confidential دونوں کا ترجمہ "بصیغہ راز" کیا گیا ہے ، حالانکہ ترجمے میں کچھ فرق روا رکھنا ضروری تھا - (ب) ص ۲۵۴ : خط کے آخر میں اصل الفاظ ہیں : Yours truly[2] - اس کا ترجمہ "نیازمند" اس خط کے سیاق و سباق میں کسی طرح درست نہیں - (ج) ص ۲۵۵ :- سطر ۳ - اصل خط کے الفاظ ہیں : Lucknow critics[3] - اس کا ترجمہ "ہندوستانی ناقدین" کسی اعتبار سے بھی درست نہیں - (د) ص ۲۵۵ :- خط نمبر ۹۸ اصل انگریزی خط کے آخر میں ایک انگریزی جملے :

[As to disreg you have done me nothing of the kind.[4]]

کا ترجمہ سرے سے غائب ہے - (ہ) ص ۲۱۲ - ۲۲۲ :- صاحبزادہ آفتاب احمد خاں کے نام اصل خط انگریزی میں ہے ، مگر یہاں صراحت نہیں کی گئی - اصل خط کے آغاز میں :

Sialkot City
4th June, 1925

اور آخر میں :

Yours Sincerely
Mohammad Iqbal

---

۱- اس خط پر تاریخ درج نہیں ، مگر متنِ خط کے اس جملے : "میں کل کابل جا رہا ہوں" سے اس کی تاریخِ تحریر متعین کرنا مشکل نہیں - اقبال ، ۲۰ اکتوبر کی صبح لاہور سے روانہ ہوئے (اقبال نامہ ، اول : ص ۱۷۶) یہ خط اس سے ایک روز پہلے کا ہے ، اس لیے یقیناً ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو لکھا گیا - ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کے بیان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے (اقبال کی صحبت میں : ص ۳۷۶) -

۲- خطوطِ اقبال : ص ۱۳۲ -

۳ ، ۴- کتابِ مذکور : ص ۱۳۴ -

کے الفاظ موجود ہیں ، مگر ان کا ترجمہ نہیں دیا گیا ۔

(۳) ص ۱۱۵۲ :۔ عطیہ بیگم کے نام مکتوب محررہ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء کے آخری حصے کو ، ایک الگ خط بنا کر پیش کیا گیا ، حالانکہ مکتوب نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ (مسلسل نمبر ۵۳ اور ۵۴) دراصل ایک ہی خط ہے[1] ۔

حصہ اول کی طرح حصہ دوم میں بھی متونِ خطوط کے بعض الفاظ اور عبارات حذف کی گئی ہیں ، مثلاً : ص ۵۰ ، ۵۲ ، ۶۷ ۔ محمد اکبر منیر کے نام خط نمبر ۲ (ص ۱۵۶) سے فلسفے کی چار کتابوں اور خط نمبر ۴ (ص ۱۶۲) سے فلسفے کی تین کتابوں کے نام حذف کر دیے گئے ہیں ۔ یہ بے رحمانہ محذوفات نہایت نامناسب بات ہے ۔ ان کتابوں سے اقبال کے پسندیدہ فلسفیوں اور کتبِ فلسفہ کے بارے میں قیمتی معلومات حاصل ہو سکتی تھیں ۔ "اقبال نامہ" ، دوم میں ایسی اغلاط بھی نظر آتی ہیں ، جو خالصتاً کتابت کی غلطیاں شمار ہوں گی ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۲۳۲ | ۱۴ | السّلام | والسّلام |
| ۲۵۱ | ۴ | بیاد | بنیاد |
| ۳۷۱ | ۷ | ایقاطی | ایقاظی |
| ۳۱۰ | ۱۲ | نالہ و آہ و فغانے | نالہ ، آہے ، فغانے |

متذکرہ بالا تمام تر اغلاط اور خامیوں کے باوجود ، شیخ عطاء اللہ کی اس غیر معمولی کاوش کی اہمیت کم نہیں ہوتی ۔ مکاتیبِ اقبال کا یہ قیمتی ذخیرہ مدوّن نہ ہوتا ، تو عین ممکن ہے کہ اس کا ایک معتد بہ حصہ گردشِ ایام کی دستبرد کا شکار ہو کر معدوم ہو چکا ہوتا ۔ "اقبال نامہ" خطوط کی تعداد کے اعتبار سے ، مکاتیب کے تمام مجموعوں میں سرِ فہرست ہے ۔ مرتب کا ارادہ تھا کہ فراہمیِ خطوط کا کام جاری رکھا جائے ، اور

---

۱۔ دیکھیے اس انگریزی مکتوب کا عکس : *Letters to Atiya* ، ص ۷۵ تا ۷۷ ۔

نہ صرف خطوط کے مزید مجموعے مدوّن کیے جائیں ، بلکہ خطوطِ اقبال کے تراجم انگریزی ، فارسی اور عربی میں بھی شائع کیے جائیں[۲] ، مگر موصوف کی مزید کوئی کاوش سامنے نہ آ سکی ۔

## مکاتیبِ اقبال ، بنام خان محمد نیاز الدین خاں مرحوم

اناسی مکاتیب پر مشتمل ، زیرِ نظر مجموعہ ، اقبال کے شعری مجموعوں کے مروج سائز پر باریک ٹائپ میں طبع کیا گیا ۔ سالِ طباعت درج نہیں ، مگر ایس اے رحمان کی تمہیدی سطور بہ عنوان : "تصدیق" پر ۸ جولائی ۱۹۵۳ء کا تاریخ درج ہے ، جس سے سالِ اشاعت کا تعین کیا جا سکتا ہے ۔ یہ تمام خطوط ، بستی دانش منداں (جالندھر) کے رئیس خان محمد نیاز الدین خاں مرحوم کے نام ہیں ، جنھیں ان کے دو صاحبزادوں خان افتخار الدین احمد اور خان نفیس الدین احمد نے اشاعت کے لیے بزمِ اقبال لاہور کے سپرد کیا ۔ ناشر کی طرف سے مجموعے پر یہ اعلان درج ہے : "بشکریہ و اجازت نفیس الدین احمد خاں" ۔ متونِ خطوط کے بارے میں ایس ۔ اے رحمٰن نے تصدیق کی ہے کہ : "میں نے اصل خطوط ۔ ۔ ۔ دیکھ لیے ہیں اور آن کا مقابلہ اس مجموعہ کی مشمولہ نقول سے بہ دقتِ نظر کر لیا ہے ۔ خطوط مشمولہ ہٰذا کی نسبت تصدیق کی جاتی ہے کہ وہ اصل خطوط کی صحیح نقول ہیں ۔"

مجموعے میں دو خطوط کے عکس بھی شامل ہیں ، جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ متونِ خطوط احتیاط سے نقل کیے گئے ہیں ، تاہم مطلوبہ دقتِ نظر یہاں بھی مفقود ہے ، مثلاً :

(الف) ص ۳ : تیسرے خط کے آخر میں اقبال کی تحریر میں تاریخ اس طرح درج ہے : "۱۳ مارچ ۱۶ء" جسے مجموعے میں ۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء نقل کیا گیا ہے ۔

(ب) ص ۱۱ : "۲۷ نومبر ۱۷ء" کو "۲۷ نومبر ۱۹۱۷ء" لکھا گیا ہے اور "محمدؐ" کو "محمد" ۔

---

۱۔ دیباچہ ، "اقبال نامہ" ، دوم : ص ۸۲ - ۸۳ ۔

(ج) ص ۴٦ - ۴۷ : خط نمبر ٦۵ کا عکس۔ خط سے موازنہ کرنے پر تین اختلافات نظر آتے ہیں :

| صفحہ | سطر | مکاتیب اقبال بنام نیاز | عکس خط |
| --- | --- | --- | --- |
| ۴٦ | ۱۹ | موہومی | موہوم |
| ۴۷ | ۷ | محمد | محمدؐ |
| | ۷ | × | لاہور |

اس مجموعے میں یہ اہتمام برتا گیا ہے کہ اقبال نے تاریخ ، خط کے آغاز میں لکھی ہے ، تو آغاز ہی میں درج کی گئی ہے ، اگر اصل خط کے آخر میں ہے ، تو اس کی پابندی کی گئی ہے۔ بعض دوسرے مجموعوں میں یہ احتیاط نظر نہیں آتی۔ کہیں کہیں بعض الفاظ قوسین میں درج کیے گئے ہیں ، مثلاً : ص ۲۵ ، ۳۰ ، ۳۳ ، مگر یہ وضاحت نہیں کی گئی کہ قوسین کے الفاظ بعینہ قوسین کے ساتھ اصل خطوط میں بھی موجود ہیں ، یا اصل خط میں یہ الفاظ اقبال سے سہواً چھوٹ گئے تھے (جیسا کہ متعدد دوسرے خطوں میں ہوا) ، اور مرتب یا نقل نویس نے ربط قائم کرنے کے لیے قوسین میں اپنی طرف سے ان الفاظ کا اضافہ کیا۔

خط نمبر ۴۴ (ص ۳۳) میں دس مقامات پر دس اصحاب کے نام اور ان کے کوائف حذف کیے گئے ہیں ، تاہم حاشیے میں یہ وضاحت درج ہے کہ مصلحتاً ایسا کیا گیا ہے۔ مجموعے کی پروف ریڈنگ احتیاط سے کی گئی ہے۔ آخری صفحے پر لفظ "مخلص" غلطی سے "ملص" چھپ گیا ہے۔ ص ۹ ، سطر ۴۲ : "اعصاد" نہیں ، "اعصار" درست ہے۔

جناب ایس۔ اے رحمٰن مجموعے کے "پیش لفظ" میں لکھتے ہیں : "اس میں صرف دو خط ایسے شامل ہیں ، جو اقبال نامہ میں شامل ہو چکے ہیں ، باقی غیر مطبوعہ ہیں "۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ خط نمبر ٦۵ کا عکس بھی ، مجموعے سے پہلے کسی اخبار[۱] میں چھپ چکا ہے۔ اس طرح مطبوعہ خطوں کی تعداد تین بنتی ہے۔ باقی تمام خطوط ، اس مجموعے کی

---

۱- راقم کو اس اخبار کا تراشہ محمد طفیل صاحب (مدیر نقوش) کی وساطت سے دیکھنے کا موقع ملا ، اس پر پورے خط کا عکس موجود ہے ، مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کس اخبار کا تراشا تھا۔

صورت میں پہلی بار منظر عام پر آئے - جن سے بقول ایس - اے رحمٰن : "اقبالیات کے ذخیرے میں بیش بہا اضافہ" ہوا - یہ تمام خطوط مسلسل ہیں اور مکتوب الیہ ایک ہی شخص ہے ، اس لیے بعض تشریح طلب امور کی وضاحت باقی نہیں رہتی ، پھر بھی کئی مقامات پر حواشی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے -

مجموعی اعتبار سے یہ مجموعہ "بقامت کہتر و بقیمت بہتر" کی عمدہ مثال ہے -

## مکتوباتِ اقبال

سید نذیر نیازی کا مرتبہ یہ مجموعہ مکاتیب : "حکیم الامت حضرت علامہ اقبال کے اُن مکتوبات کا مجموعہ ہے جو وقتاً فوقتاً مرتب کے نام لکھے گئے"[۱] ، البتہ ۲۰ جولائی ۱۹۱۲ء کا محررہ (اس مجموعے کا سب سے پہلا) خط نیازی صاحب کے والد سید عبدالغنی صاحب اور ۲۸ مارچ ۱۹۳۶ء کا محررہ خط ، نیازی صاحب کے دوست سلامت اللہ شاہ صاحب کے نام ہے - مکاتیب کی تعداد ۱۸۲[۲] ہے - ان میں سے دو خط انگریزی میں ہیں (صفحات ۲۸ - ۲۹ ، اور ۳۳۹) ابتدا میں دو خطوں کا عکس دیا گیا ہے - تین خطوں کا عکس اس سے پہلے "امروز" کے اقبال نمبر ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء میں چھپ چکا ہے - آٹھ خطوط کی عکسی نقول "جنگ" کراچی کے اقبال ایڈیشن اپریل ۱۹۷۴ء میں شائع کی گئی ہیں - دو خطوط "اقبال نامہ" ، دوم (ص ۳۰۹ - ۳۱۲) میں بھی شامل ہیں - تاہم اہم امور و معاملات سے متعلق توضیحی حواشی اور یادداشتوں کے ساتھ ، مرتب و منضبط صورت میں یہ مکاتیب ، پہلی بار ستمبر ۱۹۵۷ء میں اقبال اکادمی پاکستان ، کراچی سے شائع ہوئے -

---

۱- مکتوباتِ اقبال کے سرورق کی عبارت -

۲- نذیر نیازی کے نام اقبال کا ایک مکتوب (محررہ : ۱۱ جنوری ۱۹۳۱ء) اس مجموعے میں شامل نہیں ہے - مکتوبِ مذکور کے لیے دیکھیے : فنون ، اقبال نمبر ، دسمبر ۱۹۷۷ء ، ص ۱۵) اس خط کے بارے میں نیازی صاحب نے بتایا کہ ضائع ہوگیا (مکتوباتِ اقبال : ص ۸۴) -

ابتدائی بارہ صفحات (سرورق ، انتساب ، فہرست اور عکسِ مکاتیب) پر صفحات کے نمبر درج نہیں ہیں ۔ پھر آٹھ صفحات کی تمہید پر صفحات کا شمار الف تا ح کیا گیا ہے ۔ کتاب کا متن (متونِ خطوط اور حواشی و تعلیقات) ۳۷۲ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔ آخر میں ۱۲ صفحات کا اشاریہ شاملِ کتاب ہے ۔

"تمہید" کے زیر عنوان مرتب نے اقبال کی خطوط نگاری ، زیر نظر خطوط کے پس منظر اور ترتیبِ کتاب کے متعلق ضروری امور پر روشنی ڈالی ہے ۔ نذیر نیازی نے خطوط کو محض ترتیبِ زمانی کے مطابق مرتب کرنا ہی کافی نہیں سمجھا ، بلکہ اپنے توضیحی اشارات کی مدد سے خطوط کے درمیان ایک ربط پیدا کر کے ، متفرق خطوط پر مشتمل اس کتاب کو ایک اکائی بنا دیا ہے ۔ لکھتے ہیں :

> "میں نے یہ التزام رکھا ہے کہ اول ہر مکتوب کی رعایت سے بعض ایسی باتوں کی صراحت کر دی ہے ، جن کا تعلق اصل مضمون سے تھا ، پھر پورا مکتوب نقل کر دیا ، لیکن اگر کوئی امر اس کے باوجود وضاحت طلب رہ گیا ، تو اس کی پھر سے وضاحت کر دی ، بلکہ ضروری معلوم ہوا تو ذیل میں مختصر سے حواشی بھی بڑھا دیے[1] ۔"

انھوں نے بعض امور کی وضاحت کرتے ہوئے ، اقبال سے ملاقاتوں اور ان کے حضور نشستوں میں ہونے والی گفتگوؤں کو بھی نقل کیا ۔ یہ قیمتی وضاحتیں ، جہاں تفہیم مکاتیب میں معاونت کرتی ہیں ، وہاں بجائے خود ، ملفوظاتِ اقبال کا قیمتی سرمایہ بھی ہیں ۔ حواشی کہیں کہیں زیادہ طویل ہو گئے ہیں اور خود مرتب کو اس کا احساس ہے ۔ لکھتے ہیں : "مجھے اعتراف ہے کہ یہ تصریحات کہیں کہیں ضرورت سے زیادہ طویل ہو گئی ہیں[2] "۔

---

۱۔ مکتوبات اقبال : ص "ہ" ۔

۲۔ مکتوباتِ اقبال : ص "ح" ۔

بعض امور اب بھی وضاحت طلب ہیں ، مثلاً : ۱۸ ستمبر ۱۹۳۴ء کے خط میں علامہ اقبال نے لکھا تھا : "علی گڑھ کے حالات اچھے نہیں سنے جاتے ۔" ص (۲۰۰) نذیر نیازی صاحب نے اس کی وضاحت اس طرح کی ہے : "علی گڑھ میں اس وقت وطنیت اور اشتراکیت نے اسلامیت کے خلاف ایک زبردست محاذ قائم کر رکھا تھا ۔" (ص ۲۰۹) پھر آگے چل کر علی گڑھ میں قائم ہونے والی Anti-God انجمن کا ذکر آتا ہے ، اور یہ کہ انجمن توڑ دی گئی اور اس کے منتظمین کو یونیورسٹی سے خارج کر دیا گیا ، مگر نذیر نیازی صاحب نے اصل واقعات نہیں لکھے ، نہ یہ بتایا ہے کہ اشتراکیت کے لیے سرگرمِ عمل کون لوگ تھے ؟ مذکورہ انجمن کب ، کیسے اور کن لوگوں کے ہاتھوں قائم ہوئی ؟ پھر اخراج کا واقعہ کیا تھا ؟ وغیرہ ـــ اصل میں نیازی صاحب بسا اوقات اصل موضوع سے بھٹک کر خیالات کی رو میں دُور نکل جاتے ہیں ، اس طرح بات بہت طویل ہو جاتی ہے ، حالانکہ وہی بات نسبتاً اختصار کے ساتھ کی جا سکتی ہے ۔ ایک مقام پر نیازی صاحب کی یادداشت ، مغالطے کا شکار ہو گئی ہے ۔ ۱۷ مارچ ۱۹۳۳ء کے واقعات کے ضمن میں نیازی بتاتے ہیں کہ جب میں نے اقبال کو آج کی تازہ خبر سنائی (کہ آرنلڈ فوت ہو گئے) تو وہ رونے لگے۔ راقم کا خیال ہے کہ یہ واقعہ ، ۱۹۳۰ء کے واقعات درج ہونا چاہیے تھا ، غلطی سے ۱۹۳۳ء میں درج ہو گیا ، کیونکہ پروفیسر آرنلڈ کی تاریخ وفات ۹ جون ۱۹۳۰ء[1] ہے ۔

یہ مجموعہ ، بہ اعتبارِ سنین ، کئی ابواب میں منقسم ہے ۔ سنہ (کو باب کا عنوان بنا کر اس) کے ذیل میں وہ نمایاں موضوعات و امور ضمنی عنوانات کے طور پر لکھ دیے ہیں ، جن پر اس باب میں بحث یا اظہارِ خیال ملتا ہے ، پھر اس سال کے مکاتیب اور متعلقہ تشریحی اشارات درج کیے گئے ہیں ۔ تین خطوط کی کتابت نسبتاً خفی ہے ۔ اگرچہ شیخ عطا اللہ کے نزدیک مجموعوں کے برعکس یہ مجموعہ زیادہ احتیاط و کاوش اور محنت سے

---

۱۔ *Dictionary of National Biography* ، جلد ۳۰ ، ص ۲۶ [مفصل بحث کے لیے دیکھیے : پروفیسر صدیق جاوید کا مضمون "اقبال اور ایک واقعاتی مغالطہ" مطبوعہ : اورینٹل کالج میگزین ، اقبال نمبر ، ۱۹۸۱ء ، ص ۵۳ - ۶۶]۔

مرتب کیا گیا ، پھر بھی یہ اغلاط سے پاک نہیں ہے ۔ متنِ خطوط میں کئی طرح کے نقائص نظر آتے ہیں ۔ دوسرے ناقلین کی طرح نذیر نیازی بھی کسی لفظ یا حرف کو بعینہٖ نقل نہیں کرتے ، چنانچہ انھوں نے "محمد اقبالؒ" کو "محمد اقبال" نقل کیا ہے ، یعنی "محمد" پر علامت ؐ درج کرنے کا التزام نہیں برتا ۔ اسی طرح "۳۳ء" کو "۱۹۳۳ء" (ص ۲۲) اور "۳۵ء" کو "۱۹۳۵ء" لکھا ہے ۔ وہ خطوط کے اصل پیراگراف بھی برقرار نہیں رکھتے ۔ بعض اوقات خط کے آغاز میں مندرج تاریخ تحریر کو خط کے آخر میں لکھ دیتے ہیں[1] ۔ اور بعض اوقات اس کے برعکس (ص ۷ پر سب سے پہلے خط میں یہ صورت موجود ہے ۔ دیکھیے : انوار اقبال ، ص ۱۹۶) ان کے نقل کردہ متن میں کئی اغلاط موجود ہیں ، مثلاً : ۲۷ اپریل ۱۹۳۰ء کے خط (ص ۲۳) میں ایک جملہ ہے : "اس کی جلد بندی ۶ اپریل تک ختم ہو جائے گی" یہاں ۶ مئی ہونا چاہیے ۔ اسی طرح ، ص : ۱۶۲ (سطر ۱۴) ۲ جون کے بجائے ۲ جولائی صحیح ہے ۔ ص : ۲۱۲ (سطر ۱۴) ۱۹ اکتوبر کے بجائے ۱۹ ستمبر صحیح ہے ۔ ص : ۲۳۵ (سطر ۱۱) ۲۷ ستمبر کے بجائے ۲۷ دسمبر صحیح ہے ۔ کہیں کہیں تو متن خاصا ناقص ہے ۔

۶ اگست ۱۹۳۴ء کے متنِ خط (ص ۱۸۳) کا عکسِ خط[2] سے موازنہ کیا جائے تو یہ اختلاف نظر آتے ہیں :

| مکتوبات کی سطر | مکتوبات اقبال | عکس خط |
|---|---|---|
| ۳ | رات کو نہیں کھائی ۔ میں نے بھی ۔ ۔ ۔ | رات کی نہیں کھائی ۔ آج بھی ۔ ۔ ۔ |
| ۴ | بخار مجھے نہیں ہوا ۔ | بخار آج نہیں ہوا ۔ |
| ۷ | معائنہ کرایا ہے ۔ | معائنہ کرا لیا ہے ۔ |
| ۹ | حکیم صاحب سے عرض کریں کہ اب روحانی اثر ۔ ۔ ۔ | حکیم صاحب کی خدمت میں عرض کریں کہ آپ کے روحانی اثر ۔ ۔ ۔ |

---

۱۔ اصل خطوط کا عکس ملاحظہ کیجیے : جنگ ، اقبال ایڈیشن ، اپریل ۱۹۷۴ء ۔

۲۔ حوالۂ مذکور ۔

بعض دیگر خطوط میں بھی اس طرح کی اغلاط موجود ہیں - ۱۸ اگست ۱۹۳۴ء کے مکتوب میں دو جگہ "عرض کر دیجیے" کو "عرض کر دیں"، اور "زیادہ محسوس ترقی" کو "زیادہ ترقی" لکھا ہے، اور خط کے آخر میں اپنی طرف سے لاہور کا اضافہ کیا ہے[1] - ۱۶ جولائی ۱۹۳۴ء کے خط میں اقبال لکھتے ہیں : "ہوا خوری کی کوشش کروں گا ، مگر اس کی عادت پڑنا مشکل ہے - کیونکہ تمام گھر میں کبھی ایسا نہیں کیا -" (ص ۱۷۱) یہاں لفظ "گھر" قابل غور ہے - سیاق و سباق کو دیکھیں تو "عمر" ہونا چاہیے ، "گھر" بہرحال غلط ہے ، ممکن ہے یہ کتابت کی غلطی ہو - ص ۸۳ (سطر ۱۲) پر متن خط میں Is religion possible کے الفاظ درج نہیں ہو سکے - مرتب نے بعض مقامات پر متن خطوط سے بعض نام اور عبارات حذف کر دی ہیں، کیونکہ : "ان کی حیثیت نہایت نجی تھی -" (دیباچہ : ص "د") -

اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور نے اکتوبر ۱۹۷۷ء میں طبع اول کا فوٹو لے کر ، مجموعہ دوبارہ شائع کیا - طبع دوم کی ضخامت میں چار صفحات کم دیے گئے - بلا شمار کے بالکل ابتدائی صفحات بارہ کے بجائے آٹھ ہیں - دوسرے ایڈیشن کا کاغذ نسبتاً بہتر ہے -

## انوارِ اقبال

بہ قول ممتاز حسن : "اقبال کی تقاریظ ، خطوط ، مضامین اور نادر کلام کا یہ مجموعہ" بشیر احمد ڈار نے مرتب کر کے مارچ ۱۹۶۷ء میں کراچی سے شائع کیا ، اس کا غالب حصہ اقبال کے خطوط پر مشتمل ہے ، اس لیے ہم اس کا جائزہ مجموعہ ہائے مکاتیب کے ضمن میں پیش کر رہے ہیں - (انوارِ اقبال میں اقبال کا کچھ نادر کلام اور بعض تقاریر و مضامین بھی شامل ہیں ، جن پر باب نمبر ۵ میں بحث ہوگی) -

پہلے سولہ صفحات (سرورق ، پیش لفظ ، عرض حال اور مندرجات کی فہرست) کے بعد متنِ کتاب کے آغاز سے از سرِ نو صفحات کا شمار کیا گیا

---

۱- عکس ملاحظہ کیجیے : جنگ ، اقبال ایڈیشن ، اپریل ۱۹۷۴ء -

ہے ، جو ۳۱۶ صفحات پر پھیلا ہوا ہے ۔ آخر میں ۲۶ صفحات کا اشاریہ بھی شاملِ کتاب ہے ۔ کتاب نستعلیق میں ہے ، مگر ص ۳۱۳ تا آخر نسخ ٹائپ استعمال کیا گیا ہے ۔ کاغذ غیر معمولی طور پر دبیز اور مضبوط ہے ۔

جس زمانے میں یہ مجموعہ مرتب ہوا ، بشیر احمد ڈار اقبال اکادمی کے ڈائرکٹر تھے ۔ اکادمی میں بہت سا غیر مطبوعہ اور غیر مدوّن مواد موجود تھا ، جس کی ترتیب و تدوین ایک لحاظ سے آن کا فرضِ منصبی تھا ۔ تاہم اس وقیع مجموعے کی تیاری اور ترتیب میں انھوں نے جو محنت و کاوش کی ، اس میں کلام نہیں ۔

"انوار اقبال" میں شامل اصل خطوط کی تعداد ۱۷۵ ہے ۔ ان میں سے زیادہ تر خطوط ، اس سے پہلے مختلف اخبارات و رسائل میں چھپ چکے تھے ، مگر کسی مجموعۂ مکاتیب میں شامل نہ تھے ۔ بعض غیر مطبوعہ خطوط بھی اس مجموعے میں شامل کیے گئے ہیں ۔ شیخ عطا محمد کے نام ایک خط اور اقبال کے دو خطوط کے عکس بھی دیے گئے ہیں ۔

مجموعہ مرتب کرتے وقت ، بشیر احمد ڈار نے کتاب کی ایک ترتیب قائم کرنے کی کوشش کی ، چنانچہ فہرست مندرجات پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مشمولات کو آن کی نوعیت کے اعتبار سے ان عنوانات کے تحت تقسیم کیا گیا ہے :

۱۔ تقاریظ اور مضامین

۲۔ خطوط

۳۔ متفرق خطوط

۴۔ روئداد سفر مدراس

۵۔ بزم آخر (تقاریظ ، خطوط ، مضامین ، بیانات ، اقبال کا ابتدائی کلام) ۔

مگر کئی اعتبار سے مجموعے کی ترتیب ناقص ہے ۔ آخری حصے بہ عنوان "بزمِ آخر" میں ہر نوع کی تحریریں شامل ہیں ۔ مرتب نے "تدوین کی اس خامی اور ناہمواری" کے لیے معذرت پیش کرتے ہوئے اس کا سبب یہ بتایا ہے کہ کتابت کے دوران میں مزید دستیاب شدہ مواد ، پہلے مواد

سے "مناسب اور متوازن انداز میں منسلک نہ ہو سکا"[۱] ـــــ اس کے باوجود مرتب نے ابتدائی چار عنوانات کے تحت جو تحریریں یکجا کی ہیں ، اُن میں کوئی معنوی ترتیب نظر نہیں آتی ، مثلاً :

(الف) "تقاریظ اور مضامین" کے زیر عنوان نو مکاتیب بھی شامل ہیں ۔ انھیں دوسرے یا تیسرے حصے میں آنا چاہیے تھا ۔ اسی حصے میں شامل "اقبال سے مجید ملک کی ملاقات کا حال" بھی یہاں موزوں نہیں ، اسے متفرقات کے تحت دینا مناسب تھا ۔

(ب) دوسرا اور تیسرا ، دونوں حصے خطوط پر مشتمل ہیں ۔ بظاہر انھیں دو الگ حصے بنانے کا کوئی جواز نظر نہیں آتا ۔

(ج) دوسرے حصے بہ عنوان "خطوط" کے تحت فوق کی ایک تحریر (حالاتِ اقبال) دی گئی ہے ۔ اسے "متفرقات" میں آنا چاہیے تھا ، کیونکہ اس کی نوعیت اقبال سے متعلق تحریروں کی ہے ۔

(د) خطوط میں کوئی داخلی ترتیب بھی موجود نہیں ۔ نہ تو انھیں سنین وار مرتب کیا گیا ہے ، اور نہ مکتوب الیہم کی اسما ابجدی ترتیب سے ۔

ترتیب میں ان نقائص کے علاوہ فہرستِ مندرجات مکمل بھی نہیں ۔ مجموعے میں تیرہ ایسے مکاتیب موجود ہیں ، جن کا ذکر فہرست میں نہیں ہو سکا ، مثلاً : بنام حسن نظامی (ص ۴) ثاقب کانپوری (ص ۵) خواجہ وصی الدین (ص ۶) شوق سندیلوی (ص ۹) حاجی محمد احمد (ص ۱۱) عبدالقوی فانی (ص ۱۵) سلیم ہزاروی (ص ۱۵) اظہر عباس (ص ۱۶) مولوی کرم الٰہی (ص ۱۶) سر اکبر حیدری (ص ۳۲) غلام احمد مہجور (ص ۷۰) نجم الغنی رامپوری (۲۸۴) محمد ادریس (ص ۳۱۶) ۔

متن خوانی اور نقل نویسی میں جو احتیاط اور دقتِ نظر مطلوب تھی "انوارِ اقبال" میں اس کا فقدان ہے ۔ بعض خطوط کا اصل خطوط سے موازنہ کرنے پر ، بشیر احمد ڈار کے ہاں بھی ، شیخ عطا اللہ کی سی بے احتیاطی

---

۱۔ عرضِ حال از مرتب : انوارِ اقبال ، ص ۱۰ ۔

نظر آتی ہے ۔ ذیل کی چند مثالوں سے اندازہ ہو سکے گا :

(الف) ص ۱۸٦ : میاں عبدالرشید کے نام دوسرا خط (عکس مطبوعہ : کردارِ نو ، اپریل مئی ۱۹٦۳ء) ۔

| انوارِ اقبال | اصل خط |
|---|---|
| آپ کے دوست | آپ اور آپ کے دوست |
| کے لیے وصول | کے لیے موصول |

(ب) ص ۲۰۴ : مکتوب بنام رب نواز خان (عکس مطبوعہ : "آزاد کشمیر" ۲۲ اپریل ۱۹۵۵ء) ۔

| | |
|---|---|
| ۲٦ جون ۳۰ء | ۲٦ جولائی ۳۰ء |
| الحمد للہ کہ | الحمد |
| ہوئے ۔ زیادہ | ہوئے ۔ اللّٰھم زد فزد ۔ زیادہ |

(ج) ص ۲۱۰ : مکتوب بنام خواجہ عبدالوحید (عکس مطبوعہ : ماہِ نو ، اپریل ۱۹۵۵ء) ۔

| | |
|---|---|
| میں ان کے لیکچر | میں ایک لیکچر |
| محمد | محمدؐ |

اس خط کا پہلا جملہ ہے : "ابھی تک جواب نہیں (آیا)" ، یہاں لفظ "آیا" اصل خط میں موجود نہیں ، سہواً چھوٹ گیا ہے ۔ "انوارِ اقبال" میں یہ لفظ تو قوسین میں لکھ دیا گیا ہے ، مگر وضاحت نہیں کی گئی کہ قوسین میں دیا گیا لفظ ، متنِ خط کا حصہ ہے ، یا مرتب کی طرف سے بڑھایا گیا ہے ۔ یہ طریقہ اصولِ تدوین کے خلاف ہے ۔ اس طرح کی مزید مثالیں صفحات ۵۲ ، ۱۸۰ ، ۱۸٦ ، ۱۹۱ اور ۱۹۵ پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں ۔

(د) ص ۱۰۰ - ۱۰۷ : مکاتیب بنام غلام رسول مہر (اصل خطوط اقبال میوزیم میں محفوظ ہیں) ۔

| صفحہ | اصل خط | انوارِ اقبال |
|---|---|---|
| ۱۰۰ | Another Unity Conference | Conference |
| ۱۰۰ | Md. | Mohammad |
| ۱۰۰ | × | ۱۷ اگست ۱۹۳۲ء |

| صفحہ | اصل خط | انوارِ اقبال |
|---|---|---|
| ۱۰۰ | لندن | × |
| ۱۰۲ | اطالی | اطالین |
| ۱۰۷ | ارسال ہے کہ آپ کو | مرسل ہے کہ آپ کا |
| ۱۰۷ | ۱۴ اگست ۱۹۳۳ء | × |

۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء اور یکم فروری ۱۹۳۳ء کے خطوط (ص ۱۰۰ - ۱۰۱) علی الترتیب لندن اور پیرس سے لکھے گئے۔ اصل خطوط کی پیشانی پر لندن اور پیرس میں اقبال کی جائے قیام بھی درج ہے - ۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء کے خط پر یہ الفاظ چھپے ہوئے ہیں :

Queen Ann's Mansion
St. James Park
London S.W.I.

اور یکم فروری ۱۹۳۳ء کے خط پر یہ پتہ موجود ہے :

Hotel Luletia
43- Boulevard Raspail Square
DU Bon Marche
Paris

متونِ خطوط کے ساتھ ان پتوں کو درج کرنا اس اعتبار سے ضروری تھا کہ اقبال کے کسی سوانح نگار کے ہاں یہ تفصیل نہیں ملتی ، ان سے اقبال کے تیسرے سفرِ یورپ (بہ سلسلہ تیسری گول میز کانفرنس) میں ان کی بعض قیام گاہوں کا علم ہوتا ہے -

محمد دین فوق کے نام ایک خط (ص ۵۲ - ۵۳) پر تاریخ درج نہیں ہے ، مگر متنِ خط کی روشنی میں اس کا سالِ تحریر متعین کرنا مشکل نہیں - یہ خط ٹرینٹی کالج کیمبرج سے لکھا گیا ، جس میں اقبال نے لاہور سے روانہ ہوتے وقت فوق سے ملاقات نہ ہونے پر افسوس کا اظہار کیا ہے - اس خط میں فوق کے "کشمیری میگزین" کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے ، جو جنوری ۱۹۰۶ء جاری ہوا - اس کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ یہ خط فروری ، مارچ ۱۹۰۶ء میں لکھا گیا ہوگا ، خواجہ

عبدالوحید کے نام خط (ص ۲۱۰) پر تاریخ درج نہیں ۔ یہ خط خواجہ صاحب کے مکتوب (محررہ ۲۷ فروری ۱۹۳۳ء : ماہِ نو اپریل ۱۹۵۵ء) کے جواب میں ، فروری ۱۹۳۳ء کے آخری ایام میں لکھا گیا ہوگا ۔

"انوارِ اقبال" میں شامل بعض خطوں کی تاریخیں صحیح نہیں ہیں ۔ متونِ خطوط کی روشنی میں بآسانی ان کی صحت ہو سکتی ہے ۔

(الف) مکتوب بنامِ وصل بلگرامی (ص ۱۷۴) پر تاریخ درج نہیں ۔ اس خط میں مذکور شعر "مرقع" کے اولیں شمارے (جنوری ۱۹۲۶ء) میں شامل ہے ۔ گویا خط ۱۹۲۵ء میں لکھا گیا ہو گا) ۔

(ب) محمد دین تاثیر کے نام خط (ص ۲۰۵) پر ۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء کی تاریخ اس لیے صریحاً غلط ہے کہ اس خط میں "جاوید نامہ" پر لکچر دینے کا ذکر ہے ، جو ۱۹۳۰ء میں چھپا ہی نہ تھا ۔ خط میں لکھا ہے کہ : "میں یہاں بھوپال میں بغرضِ علاج برقی مقیم ہوں" ، اور یہ کہ : "نواب بھوپال نے مجھے "تاحیات پانچ سو روپیہ ماہوار کی لٹریری پنشن عطا فرمائی ہے ۔ آپ کو شاید اس کا علم اخباروں سے ہو گیا ہوگا"۔ پنشن کا اجرا جون ۱۹۳۵ء سے ہوا ۔ علاج کے لیے دوسری بار بھوپال میں ۱۷ جولائی سے ۲۸ اگست ۱۹۳۵ء تک مقیم رہے[1]، اس لیے یقینی طور پر یہ خط ۲۲ جولائی ۱۹۳۵ء کا لکھا ہوا ہے ۔

(ج) محمد سعید الدین جعفری کے نام خط (ص ۲۸۵) پر ۱۳ اگست ۱۹۲۲ء کی تاریخ درج ہے ، جو درست نہیں ۔ خط میں اقبال اطلاع دیتے ہیں کہ ان دنوں "زبورِ جدید" اور انگریزی میں ایک مفصل مضمون The Idea of Ijtihad in the Law of Islam زیر تصنیف ہے ۔ نیاز الدین خاں کے نام ۱۳ جولائی ۱۹۲۴ء کے ایک خط[2] میں بتاتے ہیں کہ ان دنوں

---

۱- اقبال اور بھوپال : ص ۹۰ ۔

۲- مکاتیبِ اقبال بنام نیاز : ص ۵۰ ۔

Songs of a Modern David نامی کتاب لکھ رہا ہوں۔ سلیمان ندوی کے نام ۱۸ اگست اور ۲۷ اگست ۱۹۲۴ء کے خطوط[1] میں بعض فقہی مسائل کے بارے میں استفسارات کیے ہیں۔ اس سے واضح ہے کہ محمد سعید الدین جعفری کے نام اس خط کا سالِ تحریر ۱۹۲۴ء ہے، نہ کہ ۱۹۲۲ء۔ رحیم بخش شاہین کے منقول متن[2] میں بھی ۱۹۲۴ء ہے۔

صفحات: ۱۷۵ - ۱۷۷ پر مندرج دو خطوط سے پہلے یہ نوٹ دیا گیا ہے:

> "ان خطوط کے مکتوب الیہ جناب وحید احمد مدیر "نقیب" (بدایوں) ہیں۔ یہ رسالہ پہلے ۱۹۱۹ء میں جاری ہوا اور کچھ عرصے کے بعد بند ہو گیا۔ ۱۹۲۱ء میں دوبارہ جاری ہوا۔ اقبال نامہ، حصہ اول (صفحہ: ۴۲۵ - ۴۲۸) میں یہی خطوط، عشرت رحمانی کے نام سے درج ہیں، لیکن بقول عابد رضا بیدار: یہ خطوط وحید احمد کو لکھے گئے تھے، جیسا کہ تیسرے خط کی آخری سطر سے ظاہر ہوتا ہے (دیکھیے: اقبال نامہ، حصہ اول، صفحہ ۴۲۸): معلوم نہیں کون کا شعر آپ کے پاس امانت ہے، بہتر ہے چھاپ دیجیے۔"

اس نوٹ کی روشنی میں، اس کے بعد دیے گئے خطوط پر نظر ڈالیں، تو وہ تین نہیں، صرف دو خطوط ہیں۔ مبینہ طور پر تیسرا خط، جس کی آخری سطر یہاں نقل کی گئی ہے، "انوارِ اقبال" میں نہیں ملتا۔ نمعلوم "یہی خطوط" سے مرتب کی کیا مراد ہے؟ اقبال نامہ، اول (ص ۴۲۵ - ۴۲۸) کے تین خطوط "انوارِ اقبال" کے زیرِ بحث دو خطوں (ص ۱۷۵ - ۱۷۷) سے یکسر مختلف ہیں۔ قیاس ہے کہ "انوارِ اقبال" کا جو مسودہ بشیر احمد ڈار نے تیار کیا تھا، اس نوٹ کے معاً بعد، اس کے کچھ اوراق ضائع ہو گئے، یا کتابت شدہ اوراق کہیں گم ہو گئے، مندرجہ بالا

---

۱- اقبال نامہ، اول: ص ۱۳۱ - ۱۳۵ -

۲- اوراقِ گم گشتہ: ص ۱۱۸ -

نوٹ کے بعد وحید احمد مدیر نقیب کے نام تین خط انھی اوراق میں تھے ، باقی دو خطوط رہ گئے ، جو ص ۱۷۵ - ۱۷۷ پر منقول ہیں - پہلے خط کے ایک جملے [نقیب کے لیے دو تین اشعار حاضر ہیں] سے واضح ہے کہ مکتوب الیہ وحید احمد مدیر "نقیب" ہیں - دوسرے خطوط کا متن' پیش کرتے ہوئے ، اکبر علی خاں نے وضاحت کی ہے کہ یہ خط مولانا وحید احمد مدیر "نقیب" کے نام ہے -

اس مجموعے میں محمد دین فوق ، غلام رسول مہر ، رشید احمد صدیقی ، میر خورشید احمد ، تمکین کاظمی ، منشی سراج الدین اور مولانا محمد عرفان خاں کے نام مشمولہ بیشتر مکاتیب ، قبل ازیں "نقوش" کے مکاتیب نمبر (۱۹۵۷ء) میں چھپ چکے ہیں ، مگر دونوں کے متون میں غیر معمولی اختلافات ہیں ، مثلاً : فوق کے نام ۲ اگست ۱۹۰۸ء کے خط میں یہ اختلافات موجود ہیں :

| نقوش | انوارِ اقبال |
| --- | --- |
| کشمیری میگزین دیکھتا ہوں ، اس میں جو کامیابی - - - | میگزین میں جو کامیابی - - - |
| کچھ نہ لکھ سکوں گا کیونکہ قانونی کتب - - - | کچھ نہ کر سکوں گا ، کیونکہ ہمہ تن قانون کی کتب - - - |
| لاہور آ کر مستقل - - - | لاہور چلا جاؤں گا اور مستقل - - - |
| آپ سے خوب خوب ملاقاتیں ہوا کریں گی | آپ سے ملاقات ہوا کرے گی - |
| کشمیری میگزین کی ترقی و اشاعت کے لیے بھی - - - | کشمیری گوت کے متعلق بھی - - - |
| تارا (حلوائے سوہن فروش ، دہلی دروازہ) کی - - - | تارا چند صاحب کی - - - |

---

۱- اقبال ریویو ، جولائی ۱۹۶۲ء "انوارِ اقبال" کا ماخذ بھی غالباً یہی ہے -

محمد دین فوق کے نام اصل خطوط محمد عبداللہ قریشی کے پاس تھے - خطوط کی نقول انھوں نے ہی "نقوش" کو مہیا کی تھیں ، لہٰذا "نقوش" کا متن ہی معتبر سمجھنا چاہیے - سید عبدالغنی کے نام مکتوب (ص ۱۹۲) "مکتوبات اقبال بنام نذیر نیازی" (ص ۷) میں شامل ہے ، مگر متن میں دو جگہ اختلاف ہے - بہرحال اس طرح کے اختلافات دیکھ کر یوں لگتا ہے ، جیسے ناقلین نے حسب منشا ، متون خطوط کی اصلاح فرمائی ہے ، یا نقول تیار کرنے میں حد درجہ بے احتیاطی سے کام لیا ہے -

"انوار اقبال" میں حوالوں کی کمی بُری طرح کھٹکتی ہے - مرتب نے اِکا دُکا مقامات کے سوا کہیں نہیں بتایا کہ کسی خط کا ماخذ کیا ہے؟ راقم نے کئی برس پہلے بشیر احمد ڈار کو "انوار اقبال" کی اس خامی کی طرف متوجہ کیا ، تو انھوں نے ۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء کو جواباً یوں وضاحت کی :

> "جہاں تک ماخذات کی کمی کا معاملہ ہے ، اس کی ایک خاص وجہ تھی ---[1] جیسے لوگ دوسرے لوگوں کی محنت پر ڈاکہ ڈالنے کے عادی ہیں ، اور پھر اس کو تسلیم کرنے سے بھی مُنکر - اگر آپ بالفرض "انقلاب" سے کوئی چیز بڑی محنت سے معلوم کر کے شائع کروا دیں ، تو کچھ عرصے بعد یہی چیز "انقلاب" کے حوالے سے وہ خود کسی مجموعہ میں شامل کر کے ، تمام سرخروئی اپنے لیے مخصوص کر لیتے ہیں - اُن کی اس حرکت سے بچنے کے لیے میں نے عمداً اُن تمام ماخذات کو آخری مسودے سے حذف کر دیا تھا -"

ڈار صاحب کا خدشہ ، ممکن ہے ، بجائے خود درست ہو ، مگر اُن کا طرز فکر غیر علمی ہے - سرقے کے خدشے سے حوالہ حذف کرنا اصولاً غلط ہے - اس سے کتاب کی ثقاہت مجروح اور اس کی استنادی حیثیت ختم ہو جاتی ہے - مرتب نے "انوار اقبال" میں مشمولہ خطوط ، مختلف اخبارات

---

۱- یہاں ایک معروف اقبالی مصنف کا نام تھا ، جسے حذف کر دیا گیا ہے -

و رسائل اور کتابوں سے اخذ کیے ہیں ۔ ذیل میں ہم بعض خطوط کے ماخذات کی نشاندہی کر رہے ہیں :

| صفحہ | مکتوب بنام | ماخذ |
| --- | --- | --- |
| ۵ | ثاقب کانپوری | چراغِ راہ ، مارچ ۱۹۶۰ء |
| ۱۵ | ابوالمکارم محمد عبدالسلام سلیم | (الف) نقوش ، خطوط نمبر<br>(ب) جنگ ، اقبال نمبر ۱۹۶۵ء |
| ۱۶ | اظہر عباس | چراغِ راہ ، اپریل ۱۹۶۵ء |
| ۱۷۳ | وصل بلگرامی | چراغِ راہ ، اپریل ۱۹۶۵ء |
| ۱۷۶ | وحید احمد | اقبال ریویو ، جولائی ۱۹۶۲ء |
| ۱۹۸ | شفاعت اللہ خاں | سرودِ رفتہ، ص ۵ (عکسی نقل) |
| ۲۰۴ | سردار رب نواز خاں | آزاد کشمیر، ۲۲ اپریل ۱۹۵۵ء (عکسی نقل) |
| ۲۱۰ | خواجہ عبدالوحید | ماہِ نو، اپریل ۱۹۵۵ء (عکسی نقل) |
| ۲۱۳ | نواب بہادر یار جنگ | جنگ ، ۲۱ اپریل ۱۹۷۵ء (عکسی نقل) |
| ۲۲۶ | تلوک چند محروم | مخزن ، اپریل ۱۹۵۱ء (عکسی نقل) |
| ۲۹۲ | مرتضٰی احمد خاں میکش | احسان ، ۳۰ مئی ۱۹۳۸ء |

مزید برآں محمد دین فوق کے نام سترہ خطوط ، مہر کے نام نو ، میر خورشید احمد کے نام چھ ، تمکین کاظمی کے نام چار ، منشی سراج الدین کے نام تین ، رشید احمد صدیقی اور مولانا محمد عرفان کے نام ایک ایک خط "انوارِ اقبال" کی اشاعت سے بارہ برس پہلے "نقوش" کے مکاتیب نمبر میں چھپ چکے ہیں ۔

"انوارِ اقبال" میں شامل بعض خطوط کے اصل ، اقبال میوزیم لاہور میں

محفوظ ہیں ، مثلاً : غلام احمد مہجور[1] کے نام ۱۲ مارچ ۱۹۲۲ء (انوار اقبال : ص ۷۰) غلام رسول مہر کے نام ۱۰ جولائی ۱۹۳۱ء ، ۱۷ اگست ۱۹۳۲ء ، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۲ء ، یکم فروری ۱۹۳۳ء ، ۲۱ مارچ ۱۹۳۳ء ، ۱۴ اگست ۱۹۳۳ء (ص ۹۶ ، ۱۰۰ ، ۱۰۱ ، ۱۰۷) شیخ عطاء اللہ کے نام ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء اور نواب بہادر یار جنگ کے نام ۱۴ ستمبر ۱۹۳۳ء (ص ۲۱۳) کے مکاتیب -

"انوار اقبال" کے مرتب نے : "تالیف کے وقت پوری کوشش کی --- کہ [اس مجموعے میں] کوئی ایسی چیز شامل نہ ہو جائے ، جو عام مطبوعہ مجموعوں میں آ چکی ہے"[2] مگر سہواً بعض مدون خطوط بھی "انوار اقبال" میں شامل ہوگئے ہیں - میر حسن الدین کے نام خط (ص ۲۰۱) اقبال نامہ ، دوم (ص ۱۰۰) میں ؛ ظفر احمد صدیقی (ص ۲۱۷ تا ۲۲۰) اور محمد رمضان (ص ۲۲۳) کے نام خطوط مع عکسی نقول ، اقبال نامہ ، اول (بالترتیب ص ۳۰۵ اور ۳۳۸) میں اور محمود شیرانی کے نام خط (ص ۲۸۸) اقبال نامہ ، دوم (ص ۳۵۱) میں شامل ہیں -

مرتب نے مختصر حواشی کا بھی اہتمام کیا ہے ، مگر کہیں کہیں تشنگی محسوس ہوتی ہے - بعض امور کی کسی قدر مزید توضیح ضروری تھی ، مثلاً : یہ کہ ثاقب کانپوری کے مجموعۂ کلام (ص ۵) کا نام[3] کیا تھا ؟ وغیرہ -

"انوار اقبال" کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۷ء میں طبع اول کا عکس لے کر شائع کیا گیا - اس میں طبع اول کی تمام اغلاط موجود ہیں - طبع دوم کا کاغذ نسبتاً باریک ہے -

---

۱- "انوار اقبال" میں یہ خط مکاتیب بنام محمد دین فوق میں درج ہے ، مگر محمد عبداللہ قریشی کے مطابق اس کے مکتوب الیہ غلام احمد مہجور ہیں (روحِ مکاتیبِ اقبال ، ص ۲۸۴) -

۲- انوارِ اقبال : ص ۸ -

۳- "متاعِ درد" -

## مکاتیبِ اقبال ، بنام گرامی

اقبال کے نوّے خطوط پر مشتمل یہ مجموعہ ، مولانا شیخ غلام قادر گرامی اور اقبال کے باہمی ربط و تعلق کا ایک دلچسپ مرقع ہے ۔ اقبال اصل خطوط شیخ سردار محمد کے توسط سے اقبال اکادمی کو حاصل ہوئے تھے ۔ محمد عبداللہ قریشی نے ان خطوط کو ایک سیر حاصل مقدمے (ص ۱۱ تا ۸۷) اور مفید حواشی و تعلیقات کے ساتھ مرتب و مدوّن کیا ، اور اقبال اکادمی پاکستان ، کراچی نے اپریل ۱۹۶۹ء میں شائع کیا ۔ سب سے پہلا خط ۱۱ مارچ ۱۹۱۰ء کا ہے ، اور آخری ۳۱ جنوری ۱۹۲۷ء کا ۔ سات خطوط پر کوئی تاریخ یا سنہ درج نہیں ، مرتب نے مندرجاتِ خط سے اندازہ لگا کر ، اُن کے قیاسی سالِ تحریر متعین کیے ہیں ۔

ابتدائی سولہ صفحات (سرورق ، فہرست ، پیش لفظ از ممتاز حسن) کے بعد صفحات کا شمار از سرِ نو کیا گیا ہے ۔ مولانا غلام رسول مہر نے سات صفحات کے "تمہید و تعارف" میں گرامی کی شخصیت ، اور اقبال اور گرامی کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالنے کے بعد ، مرتب کی "دیدہ ریزی" اور "دماغ کاری" کو ہر اعتبار سے قابلِ قدر اور مستحق ستایش قرار دیا ہے جس کے نتیجے میں یہ مجموعہ "اقبالیات کے سلسلے کا ایک قابل قدر مرقع" بن گیا ہے ۔ مرتب نے مقدمے میں گرامی کے سوانح ، ان کی شخصیت و شاعری ، زیرِ نظر خطوط اور ان کے حوالے سے اقبال اور گرامی کے باہمی روابط کی تفصیل مہیا کی ہے ۔ خطوط تاریخ و سنہ وار ہیں ۔ ہر خط کے خاتمے پر تعلیقات کے زیر عنوان ، اُس خط سے متعلق توضیح طلب امور پر مختصر اور طویل شذرات درج کیے گئے ہیں ۔ ان شذرات میں مرتب نے گرامی کے جوابی خطوط (بنام اقبال) سے بھی مدد لی ہے ۔ محمد عبداللہ قریشی نے اس "اصل کام" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے :

> "اصل کام یہ ہے کہ ان خطوں کو سیاق و سباق اور پیش منظر و پس منظر کے ساتھ ایسے طریقے سے قاری کے سامنے لایا جائے کہ کوئی ضروری امر اس سے مخفی نہ رہے ۔ اگر خط میں کسی واقعہ کا ذکر ہے ، تو یہ واقعہ پڑھنے والے کو معلوم ہو جائے ، اگر کسی

شخصیت کا نام آ گیا ہے ، تو اس شخصیت سے واقفیت
بہم پہنچائی جائے ، اور اگر کوئی اشارہ مبہم ہے تو
اسے واضح کر دیا جائے - یہ کام ذرا مشکل تھا ، لیکن
خدا نے آسان کر دیا"[۱] -

اس مجموعے میں شامل بعض مکاتیب قبل ازیں مختلف مجموعوں میں چھپ چکے ہیں ، مثلاً : خط نمبر ۱ اور ۳۸ "اقبال نامہ" ، اول (ص : ۱۲ ، ۱۳ ، ۱۴ ، ۱۵) میں ؛ خط نمبر ۲ ، ۳ ، ۱۸ ، ۲۱ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۶۰ اور ۸۷ "نقوش" ، خطوط نمبر ، اول (ص : ۲۳ ، ۲۴ ، ۲۵ ، ۲۶ ، ۲۷ اور ۲۸) میں - خط نمبر ۱۶ اور ۴۶ اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ ہیں -

نقل متن میں ، مرتب نے خاصی احتیاط سے کام لیا ہے ، تاہم دیگر مرتبین خطوط کی طرح انھوں نے "محمد" پر ؐ کی علامت نہیں بنائی ، حالانکہ اقبال نے ہمیشہ اس کا التزام رکھا - اسی طرح ۱۷ء کو ۱۹۱۷ء بنا دیا ہے (ص ۱۱۸) - "انا علیہ راجعون" (ص ۲۳۷) درست نہیں ، "انا الیہ راجعون" ہونا چاہیے -

اس مجموعے کے بعض خطوط کی تاریخیں درست نہیں - مثلاً مکتوب نمبر ۲ پر تاریخ درج نہیں ، مرتب نے اس خط کو "۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۲ء" کے درمیان کا قرار دیا ہے ، درحقیقت یہ آغاز ۱۹۱۲ء کا[۲] ہے - اسی طرح مکتوب نمبر ۷۰ کا آغاز "لاہور، ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء" سے ہوتا ہے ، حالانکہ متن سے ظاہر ہے ، کہ یہ خط لدھیانے سے ۱۹۲۳ء میں لکھا گیا[۳] -

مرتب کے حواشی و تعلیقات سے خطوط میں مذکور کئی شخصیات ، کتب اور مسائل و امور پر روشنی پڑتی ہے ، مگر کئی باتیں اب بھی بھی وضاحت طلب رہ گئی ہیں ، مثلاً : "ریوڑی کا شکریہ" (ص ۲۲۴) اور

---

۱- عرض حال از مرتب ، مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۱ -
۲- ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار : مجلہ تحقیق ، جلد اول ، شمارہ ۱ ، ۲ : ص ۴۸ -
۳- مجلۂ مذکور : ص ۴۹ -
۴- مکاتیب اقبال بنام گرامی : ص ۲۰۳ -

"خط مع ریوڑی مل گیا ہے" (ص ۲۳۹) سے معلوم کیا مراد ہے ؟— محمد عبداللہ قریشی ایک جگہ لکھتے ہیں : "۱۹۲۲ء میں پھر زیادہ تعداد خطوں کی نظر آتی ہے ، یہ سال پیامِ مشرق کی تصنیف کا ہے" (ص ۶۹) مرتب نے غالباً یہ نتیجہ ۲۴ اپریل ۱۹۲۲ء کے مکتوب سے اخذ کیا ہے ، جس میں "پیام مشرق" کا ذکر کرتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں : "اس کی اشاعت کو دو ہفتہ سے زیادہ نہیں گزرا ۔" حالانکہ (جیسا کہ اُوپر ذکر آ چکا ہے کہ) اس خط کا سالِ تحریر ۱۹۲۲ء نہیں ۱۹۲۳ء ہے ۔ مرتب کے بعض تعلیقات زیاہ طوالت اختیار کر گئے ہیں ، مثلاً : راقم کے خیال میں سر عبدالقادر (ص ۱۰۷ - ۱۰۸) نواب ذوالفقار علی خاں (ص ۱۰۸ - ۱۰۹) اور اکبر الہ آبادی (ص ۱۷۸) کے تعارفی شذرات نسبتاً مختصر ہوتے ، تو بہتر تھا ۔ ۱۶ مئی ۱۹۲۲ء میں "خضرِ راہ" کا ذکر آیا ہے ، مرتب نے تعلیقات میں نظم پر اپنی طرف سے اظہارِ خیال کے بعد نظم کے متعلق غلام رسول مہر کا $7\frac{1}{2}$ صفحات کا ایک طویل تنقیدی مضمون نقل کر دیا ہے ، جس کا یہاں محل نہ تھا ۔

جون ۱۹۸۱ء میں اقبال اکادمی پاکستان لاہور نے یہ مجموعہ دوبارہ شائع کیا جو طبع اول کی عکسی اشاعت ہے ۔ آخر میں "اضافۂ طبع دوم" کے تحت گرامی کے نام ایک نئے خط ، اور بیگم گرامی کے نام سات خطوں (ماخوذ از : "خطوط اقبال بنام بیگم گرامی" مرتبہ : حمید اللہ شاہ ہاشمی) کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ اغلاطِ متن (دیکھیے : ص ۲۵۹ - ۲۶۰) میں سے بعض تو درست کر دی گئی ہیں ، مگر متعدد اغلاط اب بھی موجود ہیں ۔

## خطوطِ اقبال

یہ مجموعہ ، اقبال کے ایک سو گیارہ ایسے خطوط پر مشتمل ہے ، جو جو کسی مجموعۂ مکاتیب میں موجود نہیں ، اگر موجود ہیں تو ان کا متن ناقص ، ادھورا یا غلط ہے ۔ ان میں اردو کے ۹۱ ، انگریزی کے ۱۹ اور عربی کا ایک خط شامل ہے ۔ عربی اور انگریزی خطوط کا اصل متن مع ترجمہ دیا گیا ہے ۔ مجموعے میں اقبال کے ۹ اردو اور انگریزی خطوط کی عکسی نقول بھی شامل ہیں ۔ اقبال کے نام جامعہ ازہر کے علامہ مصطفےٰ المراغی کے جوابی خط کی عکسی نقل بھی مہیا کی گئی ہے ۔

پیش لفظ ڈاکٹر سید عبداللہ کے قلم سے ہے - "عرض مرتب" کے زیر عنوان مرتب نے صحت متن کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے مختلف مثالوں کے ذریعے وضاحت کی ہے کہ مرتبین مکاتیب ، متن خوانی میں سہل پسندی اور بے احتیاطی کا شکار ہوئے ہیں - زیر نظر مجموعے کے سلسلے مرتب نے لکھا ہے :

"میں نے اول تو خطوط کی عکسی نقول مہیا کرنے کی کوشش کی ، اور جس قدر خطوں کی عکسی نقول مل سکیں ، انھیں سامنے رکھ کر ، خطوط کے متون نقل کرنے میں حتی الامکان پوری احتیاط سے کام لیا - یہاں تک کہ حضرت علامہ کا اصل املا بھی جوں کا توں برقرار رکھا ہے - اسی طرح اگر تاریخ کسی خط کے آغاز میں درج ہے ، تو آغاز ہی میں درج کی ، اگر آخر میں ہے تو آخر میں - خط میں سنہ "۱۶ء" لکھا ہے تو اسے "۱۹۱۶ء" نہیں بنایا ، یعنی نقل نویسی میں نقل کی اصل سے مطابقت کو برقرار رکھا گیا ہے - پھر جن خطوں کی عکسی نقول دستیاب نہیں ہو سکیں ، دوسرے ذرائع سے امکانی حد تک ، ان کا صحیح متن دریافت کرنے کی سعی کی گئی - بعض خطوں کے ایک سے زائد متون ملے تو قابل ترجیح متن اختیار کر کے اختلافات کی نشان دہی حواشی میں کر دی گئی - اسی طرح انگریزی خطوط کے ترجموں میں بھی خاصی احتیاط سے کام لیا ہے - جس جس انگریزی خط کا متن دستیاب ہو سکا ، وہ اردو ترجمے کے ساتھ درج کر دیا گیا ہے ، تاکہ قارئین ترجمے کا موازنہ اصل متن سے کر سکیں - ترجمے کے ضمن میں ایک وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ میں نے انگریزی خطوط کے القاب کا انگریزی ترجمہ نہیں کیا ، بلکہ انھیں جوں کا توں رہنے دیا ہے کیوں کہ اول تو ان القاب کا ایسا مناسب و موزوں ترجمہ کرنا آسان نہیں ، جو پوری طرح اس مفہوم کو

ادا کرے ، جو خط لکھتے ہوئے علامہ اقبال کے ذہن میں ، کسی خاص مکتوب الیہ کے لیے موجود تھا ۔ دوسرے : ڈیر سر ، مائی ڈیر اکبر وغیرہ ایسے القاب ہیں ، جو حضرتِ علامہ نے اپنے اردو خطوں میں بھی کئی جگہ استعمال کیے ہیں ، اس لیے ایسے القابات کو اردو میں بھی علیٰ حالہٖ برقرار رکھنے میں کوئی قباحت نہیں''[1] ۔

اس سے زیرِ نظر مجموعے کی پوری سکیم واضح ہو جاتی ہے ۔ ''خطوطِ اقبال'' کے آغاز میں مکاتیبِ اقبال کے مختلف مجموعوں کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہوئے ، اقبال کے خطوط اور ان کی خطوط نویسی پر ایک تنقیدی نظر ڈالی گئی ہے ۔ خطوط کی ترتیب تاریخ و سنہ وار ہے ، البتہ ایک مکتوب الیہ کے نام جملہ خطوط یکجا ہی دیے گئے ہیں ۔ ہر خط سے پہلے مکتوب الیہ کا مختصر تعارف اور خط کا مختصر پس منظر درج ہے ۔ مختصر پاورقی تعلیقات میں متنِ خط کے اختلافات اور بعض شخصیات وغیرہ کے بارے میں تعارفی اشارات موجود ہیں —— کتاب کا تیسرا حصہ (ضمیمے : ص ۲۹۲ - ۳۰۸) متونِ مکاتیب سے متعلق بعض نثری و شعری تحریروں پر مشتمل ہے ۔ چوتھے حصے بعنوان ''مآخذ'' میں ہر خط کے ذریعۂ حصول ، قبل ازیں اس کی اشاعت اور بعض انگریزی خطوط کے ناقص ترجموں سے بحث کی گئی ہے ۔ مجموعے کے آخر میں کتابیات اور ایک مفصل اشاریہ بھی شامل ہے ۔

اس میں شبہ نہیں کہ ''خطوطِ اقبال'' میں بہ قول ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار : ''متن کی تصحیح کے علاوہ بعض تاریخوں کو بھی درست کیا گیا ہے[2] '' ، تاہم نقولِ متن میں خود مرتب سے بھی بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں ، مثلاً :

---

۱- خطوطِ اقبال : ص ۲۲ ، ۲۳ ۔
۲- مجلہ تحقیق ، جلد اول ، شمارہ ۱ ، ۲ : ص ۳۵ ۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۰۳ | ۹ | نومبر | ستمبر |
| ۱۲۲ | ۲ | خفتہ | سفتہ |
| ۱۲۲ | ۳ | دیباچہ | دیباچہ |
| ۱۲۶ | ۱۳ | رکھتا ہوں | رکھتا ہو |
| ۱۳۱ | ۳ | نالید | نالیدو |
| ۱۶۰ | ۴ | تکلیف | تکلیف دیتا |
| ۱۷۷ | ۶ | نصیرالدین | نصرالدین |
| ۲۰۱ | ۳ | میں پیش | میں نہیں پیش |
| ۲۰۹ | ۲ | میں گوشت | میں نے گوشت |
| ۲۱۱ | ۱۲ | ۲۴ فروری | ۲۴ جنوری |
| ۲۲۴ | ۱۲ | تھامس | تھامسن |
| ۲۳۷ | ۱۷ | الجھن | الجھی |
| ۲۴۹ | ۵ | مفید طلب | مفید مطلب |

ممکن ہے ، ان میں سے بعض ، کتابت کی اغلاط ہوں ، تاہم مرتب کی ذمہ داری کم نہیں ہوتی ۔ مقدمہ ، حواشی اور توضیحی شذرات میں بھی کئی غلطیاں نظر آتی ہیں ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | |
|---|---|---|
| ۳۷ | ۱۷ | ۱۴ اکتوبر صحیح ہے اور ۱۹ اکتوبر غلط ۔ |
| ۳۷ | ۱۸ | صفحہ ۲۲ صحیح ہے اور ۴۳ غلط ۔ |
| ۷۶ | ۶ | جہاز کا نام ملوجا غلط ہے ۔ |
| ۷۷ | ۱۶ | مصرعِ ثانی کی صحیح صورت یہ ہے : کچھ ملے مجھ کو بھی اس دربارِ گوہربار سے |
| ۷۹ | | حاشیہ نمبر ۴ : ٹامس کک ایک ٹریول ایجنٹ ہے نہ کہ جہازراں کمپنی ۔ |
| ۹۳ | ۱۵ | صحیح : " کچھ مشکل نہ تھی "۔ |
| ۱۰۴ | ۳ | مرحوم ۱۹۶۶ء میں فوت ہوئے ۔ |
| ۱۲۲ | ۶ | صحیح نام : میر سردار احمد خاں ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| ۱۵۱ | ۶ | ۱۹۲۳ء صحیح ہے اور ۱۹۳۲ء غلط ۔ |
| ۱۵۴ | ۱۰ | ۱۹۲۳ء صحیح ہے اور ۱۹۶۳ء غلط ۔ |
| ۲۳۸ | ۱۶ | "جامِ حالی" صحیح ہے نہ کہ "نامِ حالی"۔ |
| ۲۲۷ | ۷-۸ | ڈاکٹر ریاض الحسن ، کراچی یونیورسٹی میں کبھی استاد نہیں رہے ۔ |
| ۲۶۱ | ۱۵ | نومبر ۱۹۳۴ء صحیح ہے اور نومبر ۱۹۳۶ء غلط ۔ |

بعض خطوط کی تاریخیں اور سنہ اصلاح طلب ہیں ، مثلاً : مکتوب بنام جاوید اقبال ، ۱۹۳۳ء میں لکھا گیا ، نہ کہ ۱۹۳۲ء میں (ص : ۲۲۲) مکتوب بنام مصطفےٰ المراغی ۱۹۳۷ء میں لکھا گیا ، نہ کہ ۱۹۳۶ء میں (ص : ۲۱۴) مکتوب بنام یلدرم ، دسمبر ۱۹۳۳ء میں لکھا گیا ، نہ کہ دسمبر ۱۹۳۲ء میں (ص : ۱۵۱) محمد نعمان کے نام خط اکتوبر ۱۹۳۷ء کا تحریر کردہ ہے (گفتار اقبال : ص ۲۱۰)

ان اغلاط کے باوجود ، اس مجموعے کی وجہ سے صحتِ متن کی طرف توجہ مبذول ہوئی ، اور بہت سے خطوط پہلی بار صحیح اور مکمل صورت میں سامنے آئے ۔ ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء کو کیمبرج سے لکھے جانے والے ایک طویل مکتوب کو ، اب تک محمد دین فوق کے نام قرار دیا جاتا رہا ، "خطوط اقبال" میں اس کے اصل مکتوب الیہ (مولوی انشاء اللہ خاں) کی نشان دہی کی گئی ہے (ص ۹۳) اس مجموعے میں "اقبال نامہ" اول ، دوم اور "انوارِ اقبال" کی بعض اغلاط کی تصحیح کی گئی ہے ۔ مکتوب بنام شیخ عظیم اللہ (ص : ۲۰۱) پر تاریخِ تحریر درج نہیں ، اس کی تاریخ تحریر ۲۲ نومبر ۱۹۳۵ء ہے[1]۔

تقریباً ایک سال بعد ۱۹۷۷ء میں طبع اول کے عکس پر مبنی "خطوطِ اقبال" کی ایک اور اشاعت دہلی سے عمل میں آئی ۔ یہ اشاعت مرتب کی اجازت و اطلاع کے بغیر ہوئی ، اس لیے اس ایڈیشن میں ، طبع اول کے تمام

---

۱- اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام : ص ۱۳۰ ۔

عیوب و نقائص موجود ہیں[1] ۔

## خطوطِ اقبال بنام بیگم گرامی

بیگم مولانا گرامی کے نام اقبال کے آٹھ خطوط کا یہ مختصر مجموعہ، حمید اللہ شاہ ہاشمی نے مرتب کر کے جنوری ۱۹۷۸ء میں فیصل آباد سے شائع کیا تھا - مولانا گرامی کی وفات کے بعد، بیگم گرامی اُن کا کلام مرتب کر کے چھپوانا چاہتی تھیں، اس سلسلے میں وہ علامہ اقبال سے مشورہ و اعانت کی طالب ہوئیں ۔ اقبال کے یہ خطوط کلامِ گرامی کی ترتیب و تدوین اور کتابت و طباعت کے ضمن میں ہدایات پر مشتمل ہیں ۔ یہ خطوط مولانا گرامی کے ورثا سے حاصل کر کے مرتب کیے گئے ہیں ۔

مرتب نے مجموعے کے ابتدائی حصے میں مولانا گرامی اور اقبال کے باہمی بے تکلفانہ روابط پر روشنی ڈالی ہے ۔ اس سلسلے میں انھوں نے اقبال کے مطبوعہ مکاتیب کے علاوہ، گرامی کی غیر مطبوعہ یادداشتوں سے بھی مدد لی ہے، پھر بیگم گرامی کا مختصر تعارف کرایا ہے ۔ بعد ازاں خطوطِ اقبال کا متن درج کیا ہے ۔ آخر میں عکسِ خطوط شامل ہیں ۔

مرتب دیباچے میں لکھتے ہیں: "جتنے خطوط دستیاب ہوسکے ہیں، وہ بلا کم و کاست شائع کیے جا رہے ہیں ۔" (ص ۱۰) مگر متونِ خطوط نقل کرنے میں مرتب سے متعدد اغلاط سرزد ہوئی ہیں، مثلاً:

| صفحہ | سطر | خطوطِ اقبال بنام بیگم گرامی | عکسِ خطوط |
|---|---|---|---|
| ۴۷ | ۴ | ۱۹۱۸ء | ۱۸ء |
| ۴۷ | ۸ | تعمیلِ سمن نہیں ہوئے | تعمیل سمن کی نہیں ہوئی |
| ۴۷ | ۹ | امید ہے آپ | امید کہ آپ |
| ۴۷ | ۱۱ | ۸ دسمبر ۱۹۱۷ء | ۸ دسمبر ۱۷ء |

---

۱۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فروغ احمد کا مضمون بہ عنوان "خطوطِ اقبال، ایک تنقیدی جائزہ" مشمولہ: "اقبال ریویو" اقبال نمبر، جولائی تا اکتوبر ۱۹۷۷ء، ص ۲۱۷ - ۲۳۴ ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۵۲ | ۲ | الحمد للّٰہ | الحمد للہ |
| ۵۲ | ۵ | اس کام کے | اس کے |
| ۵۲ | ۷ | پہلے آن | پہلے صرف ان |
| ۵۲ | ۱۴ | ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء | ۱۳ ستمبر ۲۷ء |
| ۵۳ | ۴ | نہ کہ کتاب | نہ کتاب |
| ۵۳ | ۸ | ۲۰ اپریل ۱۹۳۰ء | ۲۵ اپریل ۳۰ء |
| ۵۶ | ۳ | کوئی ایسی بات | کوئی بات ایسی |
| ۵۶ | ۵ | بھیجوگی | بھیجونگی |
| ۵۶ | ۸ | ۱۱ جون ۱۹۳۰ء | ۱۱ جون ۳۰ء |
| ۵۸ | ۳ | قابلِ اعتبار | قابلِ اعتماد |
| ۶۰ | ۵ | عزیز سے میں نے | عزیز سے یا آپ سے میں نے |
| ۶۰ | ۱۲ | آپ سارا کلام | آپ کل کلام |
| ۶۱ | ۱۶ | باہر سے آنے والے | باہر رہنے والے |
| ۶۱ | ۱۸ | نہ ہوتی | نہ ہو سکتی |
| ۶۱ | ۱۹ | نوبت نہیں | نوبت ہی نہیں |

اس مجموعے میں مولانا گرامی کے نام، اقبال کا ایک غیر مطبوعہ خط بھی شامل ہے۔ مجموعی اعتبار سے، یہ مجموعہ ذخیرۂ مکاتیبِ اقبال میں ایک مفید اضافہ ہے۔ محمد عبداللہ قریشی نے ان تمام خطوط کو "مکاتیبِ اقبال بنام گرامی" کے دوسرے ایڈیشن میں شامل کر لیا ہے۔

## LETTERS OF IQBAL TO JINNAH

قائد اعظم محمد علی جناح کے نام اقبال کے تیرہ خطوط پر مشتمل یہ مجموعہ، مختصر ہونے کے باوجود، معنوی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ خطوط محمد شریف طوسی کو جناح کی ذاتی لائبریری سے دستیاب ہوئے۔ انھوں نے خطوط کو ٹائپ کیا اور تاریخ وار مرتب کر کے مکتوب الیہ کو ان کی اشاعت کے لیے آمادہ کیا[۱]۔ جناح چاہتے تھے کہ اقبال کے نام آن کے جوابی

---

۱- *My Reminiscences* : ص ۱۱ -

خطوط بھی شامل کر کے ، مجموعے کو معنوی اعتبار سے زیادہ مکمل و مربوط بنا دیا جائے ، مگر اقبال کے ہاں سے جناح کے جوابی خطوط دستیاب نہ ہو سکے[۱] ، چنانچہ انھوں نے اس پر ایک پیش لفظ کا اضافہ کر کے مجموعہ اشاعت کے لیے دے دیا -

پہلا ایڈیشن تین ہزار کی تعداد میں اپریل ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا - بعد کی ایک اشاعت (۱۹۶۸ء) میں First Edition 1942 کے الفاظ مرقوم ہیں ، مگر یہ اندراج درست نہیں - میاں بشیر احمد کا بیان ہے کہ جنوری ۱۹۴۳ء میں قائد اعظم نے خطوط جناح بنام اقبال تلاش کروانے کی ہدایت کی - جواباً میں نے ۲۴ فروری ۱۹۴۳ء کو انھیں خطوط کی عدم دستیابی سے مطلع کیا[۲] - اس صورت میں ۱۹۴۲ء میں مجموعے کی اشاعتِ اول ناممکن ہے -

اشاعتِ اول کے سرورق پر یہ توضیحی عبارت درج ہے :

A collection of Iqbal's Letters to the Quaid-i-Azam conveying his views on the Political Future of Muslim India.

بعد میں اس عبارت کو تبدیل کر کے یوں بنا دیا گیا :

Allama Iqbal's views on the Political Future of Muslim India.

یہ مجموعہ اب تک کئی بار چھپ چکا ہے ، اور اس اعتبار سے مکاتیبِ اقبال کے مجموعوں میں سب سے زیادہ چھپنے والا مجموعہ ہے - تمام اشاعتوں کا متن یکساں ہے -

اس مجموعے کو از سرِ نو مرتب کرنا چاہیے - اس میں ، اول : علامہ اقبال اور قائد اعظم کے باہمی تعلقات اور سیاسی جد و جہد میں دونوں کے اشتراک و تعاون پر روشنی ڈالنے کی ضرورت ہے —— دوم : ان خطوط میں مذکور سیاسی اور تاریخی احوال و مسائل کے متعلق توضیحی حواشی کا اضافہ ضروری ہے ، خصوصاً ایک عام قاری کے لیے ان کی معنویت

---

۱- *Quaid-i-Azam As Seen by His Contemporaries* : ص ۱۷ -

۲- حوالۂ مذکور -

خاطر خواہ طریقے سے اسی وقت نمایاں ہوتی ہے ، جب انھیں مختصر تمہیدی شذرات اور پاورقی حواشی کے ذریعے واضح کیا جائے ـــــ سوم : بشیر احمد ڈار کے مجموعے *Letters* (ص ۱۰۵ - ۱۱۱) میں ایک ایسا خط شامل ہے ، جو غلام رسول کی طرف سے اقبال کی ہدایت پر محمد علی جناح کو لکھا گیا - "اقبال کے آخری دو سال" (ص : ۵۹۴ اور ۶۰۸) میں بھی اس نوع کے دو مراسلوں کا اردو ترجمہ شامل ہے ، جو علامہ کے حسبِ حسبِ ارشاد ۱۷ فروری اور ۷ مارچ ۱۹۳۸ء کو غلام رسول کی طرف سے جناح کے نام بھیجے گئے ، مزید دو خطوط کا اردو ترجمہ "قومی زبان" (اپریل ۱۹۸۱ء) میں چھپا ہے - ان سب کو زیرِ نظر مجموعے میں بہ طور ضمیمہ شامل کرنا چاہیے -

بشیر احمد ڈار نے ان تیرہ خطوں کو اپنے مجموعے *Letters of Iqbal* میں شامل کیا ہے اور مناسب حواشی و تعلیقات بھی دیے ہیں -

## IQBAL'S LETTERS TO ATTIYA BEGUM

عطیہ بیگم کے نام اقبال کے نو خطوط[1] پر مشتمل یہ مجموعہ پہلی بار فروری ۱۹۴۷ء میں بمبئی سے شائع ہوا - اگرچہ ان خطوط کا متن *Letters of Iqbal* میں بھی شامل ہے ، مگر زیرِ نظر مجموعہ اس لیے اہمیت رکھتا ہے کہ اس میں پہلی بار اصل مکاتیب کے عکس شائع کیے گئے- ایس - اے رحمٰن نے اس کتاب کو "The monograph of Attiya Begum on Iqbal"[2] قرار دیا ہے ، مگر اس مونوگراف کی ساری عمارت اقبال کے نو خطوط پر استوار ہے - پھر کتاب کے گرد پوش پر مندرج عنوان (*Iqbal's Letters to Attiya Begum*) سے بھی ظاہر ہے کہ اسے مجموعۂ مکاتیب کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے - پہلا خط کیمبرج سے ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء ، اور آخری لاہور سے ۱۴ دسمبر ۱۹۱۱ء کو لکھا گیا - ان

---

۱- عطیہ بیگم کے نام دسواں اور آخری خط ، زیرِ بحث کتاب کے اردو ترجمے بہ عنوان "اقبال" (مترجم ضیاء الدین احمد برنی ، کراچی ۱۹۵۶ء) میں شامل کیا گیا -

۲- فلیپ : *Iqbal* ، طبع دوم -

خطوط سے ، اس عرصے میں اقبال کے جذباتی ہیجان ، ذہنی خلفشار اور قلبی اضطراب کا اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہے ۔ عطیہ بیگم کی یادداشتوں نے خطوط کے پس منظر اور پیش منظر کو مزید واضح کر دیا ہے ۔ اس مجموعے کی اشاعت سے حیاتِ اقبال کے ایک اہم باب سے متعلق نہایت قیمتی، اور بالکل نیا مواد منظرِ عام پر آیا ، جس کی بنیاد پر اقبال کے نقادوں کو ان کی جذباتی زندگی کے متعلق حاشیہ آرائی کے مواقع فراہم ہو گئے ۔ اس میں اقبال کی بعض نظموں کے ایسے عکس بھی شامل ہیں ، جن سے ان کی تاریخِ تحریر متعین ہوتی ہے ، مثلاً : نوائے غم ، دسمبر ۱۹۱۱ء ، دعا دسمبر ۱۹۱۱ء ، نویدِ صبح ۳۱ دسمبر ۱۹۱۱ء (بانگِ درا : ص ۱۲۴ ، ۲۱۲ ، ۲۱۱) ۔

کتاب کے گرد پوش پر تو یہ عنوان درج ہے : *Iqbal's Letters to Attiya Begum* ، مگر اندرونی سرورق پر عنوان کو صرف Iqbal تک محدود رکھا گیا ہے ۔ ابتدا میں آرٹ پیپر پر مطبوعہ ، نواب حسن یار جنگ بہادر اور فیضی رحیمن کی تصاویر شامل ہیں ۔ ٹائپ باریک ہے ۔ واقعات کی مناسبت سے متن کے درمیان ہی چھوٹے سائز میں مندرجہ ذیل تصاویر[1] بھی دی گئی ہیں : (۱) سید علی بلگرامی کے ہاں پکنک ، کیمبرج (۲) فراپروفیسر ہیرن (۳) فرالین شینے شال (۴) اقبال اور عطیہ ، محوِ گفتگو (۵) مسجد باغِ فردوس (۶) عطیہ بیگم ، کشتی چلاتے ہوئے (۷) اقبال ، کشتی چلاتے ہوئے ۔

اقبال کے یہ خطوط نسبتاً مفصل ہیں ، ۷ اپریل ۱۹۱۰ء کا خط گیارہ صفحات ؛ ۱۷ جولائی ۱۹۰۹ء کا سات صفحات اور ۳۰ مارچ ۱۹۱۰ء کا خط پانچ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اقبال نے اس قدر طویل نجی خطوط عطیہ بیگم کے سوا اور کسی کو نہیں لکھے ۔

۱۷ اپریل ۱۹۰۹ء کے خط سے ، تین مختلف مقامات سے کچھ حصے حذف کیے گئے ہیں ۔ اسی کتاب کے دوسرے ایڈیشن (لاہور ، ۱۹۶۹ء)

---

۱۔ کتاب کا زیرِ بحث پہلا ایڈیشن اس لیے بھی اہم ہے کہ یہ تصاویر طبع دوم یا کتاب کے کسی اردو ترجمے میں شامل نہیں ہیں ۔

میں مشمولہ عکس میں خط کے پہلے صفحے کے دو محذوف جملے شامل ہیں :

(1) I too wish to see you and pour out my entire self before you.

(2) Your letters to me have always kept in a safe chest ; nobody can see them.

تاہم دوسرے صفحے سے جو جملہ حذف کیا گیا ، وہ طبع دوم کے عکس میں بھی بحال نہیں ہو سکا - ایک عام قاری کے لیے ان خطوط کو روانی سے پڑھنا آسان نہیں - متن کو ٹائپ میں بھی دیا جاتا ، تو بہتر تھا -

دوسرا ایڈیشن ۱۹۶۹ء میں لاہور سے آئینہ ادب نے شائع کیا - اس کا ٹائپ موٹا اور کاغذ دبیز ہے - فلیپ کی عبارت ایس - اے رحمٰن کے قلم سے ہے - (مورخہ : ۸ اپریل ۱۹۶۹ء) - کتاب کا متن بعینہ، پہلے ایڈیشن کے مطابق ہے ، البتہ بعض منظومات (دعا ، نمود صبح اور ترسم کہ تو می دانی - - -) کے عکس ، جو پہلے ایڈیشن میں کتاب کی تقطیع سے بڑے سائز پر طبع کیے گئے تھے، طبع دوم میں مصغّر کر دیے گئے ہیں - مزید برآں مندرجہ ذیل چیزیں حذف کر دی گئی ہیں :

(۱) پہلے ایڈیشن کے گرد پوش پر درج شدہ عنوان : *Iqbal's Letters to Attiya Begum* -

(۲) نواب حسن یار جنگ اور فیضی رحیمن کی تصاویر -

(۳) سات تصاویر (جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے) -

تاہم یہ امر تعجب خیز ہے کہ ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء کا محررہ خط (جس کا عکس پہلی بار "اقبال" ، مترجم : ضیاء الدین احمد برنی میں شائع کیا گیا تھا) دوسرے ایڈیشن میں شامل نہیں ہے -

**LETTERS AND WRITINGS OF IQBAL**

نومبر ۱۹۶۷ء میں کراچی سے مطبوعہ ، نثر اقبال کا یہ مجموعہ ، بنیادی طور پر ، ایک مجموعۂ مکاتیب ہے - اس میں اقبال کی ، اور ان سے

متعلق تحریریں بھی شامل ہیں ، مگر ان کی تعداد خطوط کے مقابلے میں کم ہے ۔قبل ازیں اقبال کے متعدد انگریزی خطوط کے اردو تراجم، "اقبال نامہ" میں شامل کیے گئے تھے ، اِکا دُکا انگریزی خط اخبارات و رسائل میں شائع ہوتے رہے ، مگر جملہ دستیاب انگریزی خطوط کتابی اور مدون صورت میں ، اس مجموعے کے ذریعے پہلی بار سامنے آئے۔

ہر خط سے پہلے مکتوب الیہ کا مختصر تعارف اور خط کا پس منظر بیان کیا گیا ہے ، مگر یہ اہتمام سارے خطوں کے سلسلے میں نہیں کیا گیا ۔ بعض مقامات پر پاورق حواشی بھی درج ہیں ، مگر خاصے تشنہ ۔ متن کی صحت کے ضمن میں مرتب کا رویہ وہی ہے ، جس کی جھلک "انوارِ اقبال" میں ملتی ہے ۔ انھوں نے *Attiya* کو *Attiya* نقل کیا ہے[1]، اور by his pupils کو by pupils[2] (ص ۱۱۵) متن میں کہیں کہیں قوسین میں توضیحات درج کی ہیں (ص ۳۳) مگر نہ تو دیباچے میں ، اور نہ حاشیے میں ، اس امر کی وضاحت کی گئی ہے ۔ اقبال نے بہت سے خطوط اپنے رائٹنگ پیڈ پر لکھے، خطوط کو نقل کرتے ہوئے یہ تفریق ضروری ہے کہ مطبوعہ الفاظ کہاں ختم ہوتے ہیں ، اور خط کا اصل متن کہاں سے شروع ہوتا ہے ۔ ص ۱۱۵ پر مکتوب بنام بیگم آرنلڈ میں لفظ Lahore اصل خط[2] کا حصہ نہیں ، مگر ڈار صاحب کے منقول متن میں اسے حصہٴ متن ظاہر کیا گیا ہے ۔ سب سے پہلے خط بنام میجر سعید محمد خان کا اردو ترجمہ "اقبال نامہ" میں شامل ہے ، مگر ترجمے میں دو جملے[3] ایسے ہیں ، جن کا انگریزی متن ، اس خط میں موجود نہیں ہے ۔ ڈار صاحب نے اس سلسلے میں کوئی وضاحت بھی نہیں کی ۔ نمعلوم انگریزی متن ناقص ہے یا اردو ترجمے میں مذکورہ دو جملوں کا اضافہ مترجم نے اپنی طرف سے کیا ہے ؟ —— اس کا ایک بڑا سبب

---

۱۔ عکسِ خط مشمولہ : "اقبال" از عطیہ بیگم ، ترجمہ از ضیاء الدین برنی : ص ۱۶۱ ۔

۲۔ دیکھیے عکسِ خط ، فنون ، اقبال نمبر ۱۹۷۷ء : ص ۱۱۵ ۔

۳۔ "ٹیپو ہندوستان کا آخری مسلمان سپاہی تھا ، جس کو ہندوستان کے مسلمانوں نے جلد فراموش کر دینے میں بڑی نا انصافی سے کام لیا ہے" (اقبال نامہ ، اول : ص ۲۶۶) ۔

یہ ہے کہ مرتب نے ہر خط کے ماخذ کا ذکر نہیں کیا ؟ دیباچے میں
میں انھوں نے بعض اصحاب کے نام گنوائے ہیں ، جن کے توسط سے انھیں
خطوط دستیاب ہوئے ، مگر یہ کہ ان میں سے ہر خط کہاں سے اور کس
صورت میں (اصل ، عکس یا نقل ؟) حاصل ہوا ؟ ، اس بارے میں مرتب
نے اِخفا سے کام لیا ہے - زیرِ نظر مجموعے کی اس خامی کا کوئی جواز پیش
کرنا مشکل ہے - ص ۱۰۳ پر پہلے اقتباسِ خط کو ۱۹۳۱ء کی تحریر بتایا
گیا ہے ، اس میں برگساں سے اقبال کی ملاقات کا ذکر ہے ، یہ ملاقات
جنوری ۱۹۳۳ء میں ہوئی تھی ، اس لیے مذکورہ اقتباسِ خط ۱۹۳۳ء یا
اس کے بعد کا ہے - خواجہ عبدالوحید کے نام خط (ص ۷) پر تاریخ (۲۶)
کے ساتھ ماہ و سال درج نہیں ، یہ ۲۶ اپریل ۱۹۳۵ء کا خط ہے[1] - خطوط
کی کل تعداد ۴۳ ہے - ۲۶ خطوط کا اردو ترجمہ قبل ازیں شائع ہو چکا
ہے - مجموعے میں شامل تین خطوط مکمل صورت میں نہیں ، بلکہ صرف اقتباس
کی شکل میں ہیں - بعض کے القاب و آداب درج نہیں کیے گئے - ایک خط
(بنام جناح : ص ۱۰۵ - ۱۱۱) اقبال کا اپنا نہیں ، بلکہ اُن کے سیکرٹری
غلام رسول کا تحریر کردہ ہے - ص ۱۰۵ پر جناح کے نام خط ۱۹۳۷ء میں
لکھا گیا ، نہ کہ ۱۹۳۴ء میں - مکتوب بنام شیخ ازہر ، اقبال کا اصل خط
نہیں ، بلکہ عربی اخبار "انبلاغ" میں مطبوعہ مکتوبِ اقبال کے ایک خلاصے
پر مبنی ہے - خطوط کے ضمن میں اے مجید کے لیے اقبال کا تحریر کردہ
ایک سرٹیفیکیٹ بھی شامل ہے - اسے بہرحال خط نہیں کہا جا سکتا - اسی
طرح صفحات : ۳۷ ، ۳۸ ، ۴۰ ، ۴۱ پر دی گئی درخواستوں کی نوعیت ،
خطوط سے کسی قدر مختلف ہے - ان مختلف النوع مکاتیب کو مرتب کرتے
وقت الگ الگ حصوں میں یکجا کرنا چاہیے تھا -

ترتیب و تدوین کی ان خامیوں کے باوجود اقبال کے انگریزی خطوط
کا یہ اولیں مجموعہ اہمیت رکھتا ہے ، کیونکہ اس کے ذریعے انگریزی
خطوط کا متن ، یکجا صورت میں سامنے لایا گیا ہے -

مرتب نے اس مجموعے کے تمام مکاتیب ، بعد میں اپنے جامع تر مجموعے
*Letters of Iqbal* میں شامل کرلیے - اس لحاظ سے اس مجموعے کو کالعدم

---

۱- نقوش ، اقبال نمبر ۲ : ص ۴۱۶ -

سمجھنا چاہیے ، اور اس میں شامل مکاتیب سے استفادے کے لیے مرتب کے نئے مجموعے سے رجوع کرنا چاہیے -

## LETTERS OF IQBAL

بشیر احمد ڈار نے نومبر ۱۹٦۷ء میں *Letters and Writings of Iqbal* کے نام سے جو مجموعہ مرتب کیا تھا ، زیرِ نظر مجموعہ اس کی توسیع اور اضافہ شدہ صورت ہے - اس مجموعے میں مرتب نے بہت سے نئے خطوط شامل کیے ہیں ، اور متفرق تحریروں کو خارج کر دیا ہے - اب اس کی نوعیت خالصتاً مجموعہء مکاتیب کی ہے - ایک سو تین خطوں پر مشتمل یہ مجموعہ نسبتاً زیادہ توجہ اور محنت سے مرتب کیا گیا ہے - اس میں تین جزوی خطوط ، ایک نامکمل خط اور چار درخواستیں بھی شامل ہیں - مجموعے کو زیادہ جامع بنانے کے لیے ، مرتب نے خطوطِ اقبال کے دو نسبتاً کم ضخیم مجموعوں یعنی *Iqbal's Letters to Attiya Begum* اور *Letters of Iqbal to Jinnah* کو بھی زیرِ نظر مجموعے میں مدغم کر دیا ہے - اس طرح اب اقبال کے تمام انگریزی خطوط یکجا ہو گئے ہیں -

جن مکتوب الیہم کے نام ، اقبال کے ایک سے زائد خطوط دستیاب ہیں (مثلاً عطیہ بیگم : ۱۰ - سر فضل حسین : ۴ - راس مسعود : ۷ - ڈاکٹر ایس ایم اکرام : ۵ - مسٹر جمیل : ۷ وغیرہ) سب سے پہلے انھیں درج کیا گیا ہے ، بعد ازاں مختلف اشخاص کے نام متفرق خطوط -

مرتب نے مکتوب الیہم کے تعارف اور خطوط کے توضیح طلب مقامات کے بارے میں مفصّل حواشی و تعلیقات اور شذرات لکھے ہیں - مکاتیب بنام عطیہ بیگم پر ایک مفصل مقدمہ اور چند ایک ضمیمے بھی شامل کیے ہیں - مجموعی حیثیت سے ان توضیحات کے ذریعے تفہیم خطوط میں بہت مدد ملتی ہے اور اس ضمن میں مرتب کی محنت قابلِ داد ہے - تاہم بعض مقامات پر خصوصاً متفرق خطوط میں توضیحات ادھوری اور تشنہ ہیں - خط نمبر ۱۲۰ (ص ۱۸۸) کے تعارفی شذرے میں مرتب نے اعتراض کیا ہے کہ مدیر "صحیفہ" نے اس خط کو غیر مطبوعہ قرار دیا ہے ، حالانکہ یہ "پاکستان ٹائمز" (۱۳ فروری ۱۹٦۹ء) میں چھپ چکا ہے - مدیر "صحیفہ" تو نادانستہ ایک مطبوعہ خط کو "غیر مطبوعہ" لکھ گئے ، مگر ڈار صاحب

نے تو دانستہ ، حوالے دینے سے احتراز کیا ہے ۔ انھوں نے مختلف خطوط جن کتابوں سے اخذ کیے ہیں ، ان کی تفصیل اس طرح ہے :

متفرق خطوط نمبر ۲۱ ، ۲۴ ، ۲۹ ، ۳۱ ، ۳۳ ، ۳۴ ، ۳۵ راس مسعود کے نام خط نمبر ۱ "خطوطِ اقبال" سے ؛ متفرق خط نمبر ۲۲ اور ۲۳ *Momentos of Iqbal* سے ؛ متفرق خط نمبر ۲۷ "نقوش" ، اقبال نمبر ۱ ستمبر ۱۹۷۷ء سے ؛ متفرق خطوط نمبر ۴۶ اور ۴۷ "صحیفہ" ، اقبال نمبر ، دوم ، ۱۹۷۷ء ، ۱۹۷۸ء سے اور درخواست نمبر ۴۸ نمایش نامہ ، اقبال کانگریس لاہور ، ۱۹۷۷ء سے ۔

متونِ خطوط سے متعلق ، مندرجہ ذیل امور توجہ طلب ہیں :

(۱) متن خوانی غور سے نہیں کی گئی ۔ عکسِ تحریر کو ضبطِ تحریر میں لاتے ہوئے دانستہ کئی تصرفات کیے گئے۔ اقبال بالعموم Atiya لکھتے ہیں ، ڈار صاحب نے اکثر جگہ اس لفظ کو Atiyya بنا دیا ہے ۔ اسی طرح Feyzee کو Fayzee (ص ۱۷) .Mar کو March (ص ۲۸) .Dec کو December (ص ۳۷) .Md کو Mohammad (ص ۳۶) .Aug کو August (ص ۱۵۸) اور .Oct کو October (ص ۲۰۴) نقل کیا گیا ہے ۔ سب سے زیادہ تصرفات خط نمبر ۱۸[1] (ص ۱۸۵) میں ملتے ہیں ۔

| اصل متن | سطر | ڈار صاحب کا متن |
|---|---|---|
| Aug. | ۲ | August |
| Maulvie | ۳ | Maulve |
| recd. | ۴ | received |
| Asstt. Sec. | ۶ | Assistant Secretary |
| × | ۶ | Muslim |
| R.T.C. | ۱۳ - ۱۴ | Round Table Conference |
| Oct. | ۱۴ | October |
| R.T.C | ۱۶ | The Round Table Conference |
| × | ۲۱ | to Maulve Mohammad Yaqub |

---

۱- اصل خطوط ، کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ میں محفوظ ہیں ۔

درخواست نمبر ۴۸ (عکس ، نمایش نامہ ، اقبال کانگریس لاہور ۱۹۷۷ء میں دیکھیے) کی بعض اغلاط ملاحظہ ہوں :

| | | |
|---|---|---|
| Jan. | ص ۲۲۸ سطر ۱۵ | January |
| grd. | ۲۰ | ground |
| agt. | ۲۰ | against |
| Consideration | ص ۲۲۹ ، سطر ۳ | Examination |
| Govt. | ۱۵ | Government |

خط نمبر ۷۲ بنام شیخ دین محمد[1] (ص ۱۹۷) کے آخر میں Yours etc. کو Your Sincerely میں تبدیل کر دیا گیا ہے ۔

(۲) متن کی تصحیح و تکمیل اور وضاحت کے لیے مرتب نے قوسین میں بعض الفاظ کا اضافہ کیا ہے (دیکھیے : ص ۳٦ ، ۱۲۴ ، ۱۲۵ ، ۱۷۷ ، ۱۹۷ تا ۱۹۹ ، ۲۰۴ ، ۲۱۹) مگر یہ وضاحت موجود نہیں کہ قوسین کے الفاظ ، اصل متن کا حصہ نہیں ہیں ۔

(۳) بعض خطوط کے کچھ حصے درج ہونے سے رہ گئے ہیں ، بظاہر اس کا سبب مرتب کی بے احتیاطی ہے ، مثلاً :

| صفحہ | محذوف الفاظ و عبارات |
|---|---|
| ۳۴ | آخر میں 7th April 10 (عکس خط دیکھیے : Letters to Atiya ص ٦۹) ۔ |
| ۳۸ | "محمد اقبال" |
| ۱۰۰ | "P.S. Ali Bakhsh sends his respects to you and the Begum.[2] |
| ۱۰۱ | "P.S. My wife passed away at about 5.30.[3] |
| ۱۰۲ | آخر میں : "میں نے حکیم نابینا صاحب سے دہلی میں استل کی |

---

۱- صحیح متن "نقوش" اقبال نمبر ، اول ، ۱۹۷۷ء (ص ۵۲٦) میں چھپ چکا ہے ۔

۲ ، ۳- دیکھیے مکمل خطوط *Letters* : ص ۱٦ ۔

علالت کا ذکر کر دیا تھا ، وہ نومبر میں دہلی جائیں ، تو
تو اُن کو ضرور نبض دکھلائیں[1] ۔"

For reasons mentioned in my last letter.[2] ۱۸۵

I would like to see more Muslim teachers like him.[3] ۲۰۰

آخر میں .P.S کے تحت پانچ سطور محذوف ہیں ۔ ان میں اقبال نے اپنے مضمون : Mc Taggart's Philosophy کے بارے میں" اطلاع دی تھی ۔ (اردو ترجمے کے لیے دیکھیے: "اقبال نامہ" ، دوم : ص ۲۸٦) ۔ ۲۳۰

(۳) مکتوب بنام شیخ اعجاز احمد (ص ۱۹۳) کا آغاز "مٹکاف ہاؤس دہلی" سے ہوتا ہے ۔ اصل خط[4] میں "مٹکاف ہاؤس لاہور" ہے ، اقبال غلطی سے دہلی کے بجائے "لاہور" لکھ گئے ہیں ۔ ڈار صاحب نے غلطی کی تصحیح کرتے ہوئے لفظ تبدیل کردیا مگر لفظ Delhi کو ، نہ تو قوسین میں درج کیا ، اور نہ حاشیے میں وضاحت کی ۔

(۴) متن کے بعض الفاظ ، اشعار یا عبارتوں کا ترجمہ ، متنِ خط کے اندر ہی درج کیا گیا ہے ۔ ص ۲٦ ، ۲۹ ، ۳٦ ، ۱٦۴ ، ۲۰۹ ، ۲۲۳) حالانکہ یہ تراجم پاورقی حاشیے میں دینا مناسب تھا ، پھر کہیں ترجمہ بالکل نہیں دیا گیا (مثلاً : ص ۱٦۵) اس طرح کتاب میں یکسانیت برقرار نہیں رہی ۔

(۵) مسٹر سٹرائن کی بیوہ کے نام خط کا آغاز Dear Madam سے ہوتا ہے ۔ اسی مرتب کی کتاب *Letters* میں اس خط کے ساتھ یہ لقب موجود نہیں ؟ اسی خط کے تعارفی نوٹ میں سٹراٹن کا سالِ وفات ۱۹۰۸ء درج ہے ، حالانکہ وہ ۳ اگست ۱۹۰۲ء کو فوت ہوئے[5] ۔

---

۱۔ دیکھیے مکمل خط کتابِ مذکور : ص ۲۰ ۔
۲۔ اصل خط شعبہ تاریخ ، کراچی یونیورسٹی میں محفوظ ہیں ۔
۳۔ دیکھیے مکمل خط ، خطوط اقبال : ص ۱۸۵ ۔
۴۔ دیکھیے عکسِ خط : *Iqbal in Pictures* ۔
۵۔ تاریخ اورینٹل کالج لاہور ، ص ۱۴۹ ۔

(۶) بیگم آرنلڈ کے نام خط کا آغاز Lahore سے ہوتا ہے (ص ۲۱۳) جب کہ اصل خط (عکسِ خط : فنون ، اقبال نمبر ۱۹۷۷ء ، ص ۱۱۵) میں یہ لفظ خط کا حصہ نہیں ہے -

(۷) مکتوب بنام مرزا محمد سعید (ص ۱۹۹) کے آخری حصے That you can for him میں ایک لفظ کا اضافہ کرکے اسے یوں بنا دیا ہے : That you can do for him یہ چیز تصرف سے بڑھ کر "تحریف" کی ذیل میں آتی ہے -

(۸) عطیہ بیگم کے نام خط نمبر ۲ (ص ۲۰) کے آخر میں Bar-at-Law کے الفاظ موجود ہیں - (*Letters to Atiya* : ص ۳۵) -

(۹) عطیہ بیگم کے نام خط نمبر ۷ (ص ۳۱ - ۳۴) کے بعض الفاظ ، اصل خط میں خط کشیدہ ہیں (*Letters to Atiya* : ص ۶۲ ، ۶۳) مرتب نے خط کشیدہ حصوں کو ترچھے ٹائپ (*italics*) میں لکھا ہے (ص : ۲۳) مگر اس کا سبب کہیں نہیں بتایا -

(۱۰) مکتوب بنام ایم - ایم شریف کے تعارفی نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ علامہ نے یہ خط ، مکتوب الیہ کے خط محررہ ۱۷ فروری ۱۹۲۶ء کے جواب میں لکھا - اس اعتبار سے اس کی تاریخ تحریر ۲۷ اگست ۱۹۲۲ء قطعی غلط ہے - اگر سنہ ، ۱۹۲۶ء ہو ، تب بھی قرین قیاس نہیں کہ علامہ نے فروری میں موصولہ خط کا جواب چھ ماہ بعد (اگست میں) دیا ہو - بنا بریں اس خط کی تاریخِ تحریر سراسر قیاسی ہے -

(۱۱) مکتوب بنام راغب احسن (ص ۲۰۰) کی تاریخ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۷ء درج کی گئی ہے - صحیح تاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۳۷ء ہے - (جنگ اقبال ایڈیشن ، نومبر ۱۹۷۷ء) -

مجموعے میں طباعت اور ٹائپ کی متعدد اغلاط بھی موجود ہیں ، مثلاً :

| صفحہ | غلط | صحیح |
|---|---|---|
| ۳۷ | Partitiou | Partition |
| ۱۹۰ | بلبلی | بلبلے |
| ۱۹۰ | اندرین | اندریں |
| ۲۰۹ | لتکونو شهداء | لتکونوا شهداءَ |
| ۲۳۱ | 9th June 1939 | 9th June 1936 |

ان خامیوں کے باوجود ، اقبال کے ذخیرۂ مکاتیب میں اس مجموعے کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں اب تک کے دستیاب تمام انگریزی خطوط جمع کر دیے گئے ہیں ، البتہ عبدالقوی فانی کے نام انگریزی خط (خطوطِ اقبال ، ص ۲۱۳) اس میں شامل ہونے سے رہ گیا ۔

○

محمد عبداللہ قریشی نے "روحِ مکاتیبِ اقبال" میں اقبال کے بیشتر دستیاب خطوط کے منتخب اقتباسات تاریخ وار مرتب کیے ہیں ۔ یہ مکمل خطوط کا مجموعہ نہیں ، بلکہ محض اقتباسات[۱] کا مجموعہ ہے (اسی لیے مرتب نے اس کا نام "مکاتیبِ اقبال" کے بجائے "روحِ مکاتیبِ اقبال" رکھا ہے) چنانچہ خطوطِ اقبال کے مختلف مجموعوں کے ضمن میں اس کا جائزہ لینے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ، تاہم اس مجموعے کے ذریعے بہت سے غیر مدوّن مکاتیب کی ، مکمل صورت میں نہیں ، بلکہ جزوی شکل میں ، بازیافت ہوئی ہے ، جس سے مکمل مطبوعہ خطوط کی تلاش اور فراہمی میں مدد مل سکتی ہے ۔

ڈاکٹر اخلاق اثر نے "اقبال نامے" میں بھوپال کے حوالے سے اقبال کے ۱۷ خطوط جمع کیے ہیں ۔ بیشتر خطوط "اقبال نامہ" سے ماخوذ ہیں ، مگر اس مجموعے کی اہمیت یہ ہے کہ اس میں محمد شعیب قریشی کے نام ایک ، اور سر راس مسعود کے نام تین غیر مطبوعہ خطوں کے علاوہ ، چار ایسے خط بھی شامل ہیں ، جن کا مکمل متن پہلی بار سامنے لایا گیا ہے ۔ مرتب نئے خطوط کا عکس بھی شائع کردیتے تو مجموعہ زیادہ وقیع ہوتا ۔

---

۱- یہ اقتباسات خطوطِ اقبال کے مختلف مجموعوں سے لیے گئے ہیں ، اس لیے تواریخِ تحریر اور متن کی اغلاط سے مبرا نہیں ۔ مرتب نے اقتباسات کے اندر ، قوسین میں اپنی طرف سے توضیحی کلمات و عبارات کا اضافہ کیا ہے ، مگر اس کی صراحت نہیں کی ۔

# (ج) کلیاتِ مکاتیبِ اقبال

مکاتیبِ اقبال کے مختلف مجموعوں میں مدون خطوط کے علاوہ ، علامہ اقبال کے متعدد مطبوعہ اور غیر مطبوعہ خطوط غیر مرتب اور غیر مدون صورت میں موجود ہیں ۔ "خطوطِ اقبال" (لاہور ، ۱۹۷۶ء) کی اشاعت کے بعد سے اب تک ، مختلف ذرائع سے علامہ کے ایک سو سے زائد مکاتیب منظرِ عام پر آ چکے ہیں ۔ مزید برآں راقم کے علم کی حد تک ، متعدد اصحاب کے پاس ، اقبال کے غیر مطبوعہ مکاتیب موجود ہیں ، مثلاً :

(الف) حال ہی میں جرمن نو مسلم ڈاکٹر ہوبوہم نے انکشاف کیا کہ مس ویگے ناست نے اپنے نام اقبال کے چالیس خطوط ، ممتاز حسن مرحوم کے حوالے کیے تھے ۔ بشیر احمد ڈار کا بیان ہے کہ انھوں نے متذکرہ خطوط کی عکسی نقول ، ممتاز حسن کے پاس دیکھی تھیں[1] ۔ ان میں ۲۶ خطوں کی عکسی نقول ہوبوہم کے پاس محفوظ ہیں[2] ۔

(ب) جناب محمد طفیل (مدیر نقوش) کے پاس عبدالعزیز مالواڈہ کے کے نام اقبال کے چودہ ، اور بعض دیگر اصحاب کے نام خاصی تعداد میں غیر مطبوعہ خط موجود ہیں ، جنھیں وہ "نقوش" کے زیر ترتیب اقبال نمبر (جلد سوم) میں شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

(ج) پروفیسر مظہر محمود شیرانی کے پاس اقبال کے تین غیر مطبوعہ مکاتیب بنام حافظ محمود شیرانی موجود ہیں ۔

(د) اقبال اکادمی پاکستان لاہور میں بھی متعدد غیر مطبوعہ خطوط محفوظ ہیں ۔

---

۱- *Letters of Iqbal* : ص ۴۳ ۔

۲- ملاحظہ کیجیے : (الف) افکار ، مارچ ۱۹۸۲ء : ص ۹۵ - ۹۶ ۔
(ب) جنگ ، کراچی : ۷ مئی ۱۹۸۲ء ۔

(ہ) اقبال میوزیم لاہور میں غلام رسول مہر کے نام ایک ، اور پروین رقم کے نام تین غیر مطبوعہ رقعات موجود ہیں -

عین ممکن ہے ، بعض اصحاب کے پاس ، اقبال کے مزید غیر مطبوعہ خطوط بھی موجود ہوں —— ۱۳۰۶ مطبوعہ خطوں[1] میں اگر غیرمطبوعہ مکاتیب کو بھی شامل کر لیا جائے ، تو علامہ اقبال کے دریافت شدہ خطوط کی تعداد پونے چودہ سو تک جا پہنچتی ہے - تحقیقی نظر سے خطوطِ اقبال پر نگاہ ڈالیں ، تو بحیثیتِ مجموعی یہ ذخیرہ کسی منظم ترتیب سے محروم ہے - بیشتر خطوط کا متن بھی ناقص ہے - خطوط کو نقل کر کے انھیں مدوّن کرنے میں کسی اصول کی پیروی نہیں کی گئی ، بلکہ ہر مرتب نے اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق ، جس طرح مناسب سمجھا ، خطوط کو ترتیب دے کر چھاپ دیا - ہر چند کہ مکاتیب ، سند و استناد کے اعتبار سے ، اقبال کی شاعری کے مقابلے میں ثانوی متن کی حیثیت رکھتے ہیں ، پھر بھی نثرِ اقبال کا یہ عظیم الشان ذخیرہ "کلیاتِ مکاتیبِ اقبال" کی شکل میں ، زیادہ توجہ اور دقتِ نظر کے ساتھ مرتب و مدوّن کیے جانے کا محتاج ہے - اس ضمن میں "اقبال اور عبدالحق" از ممتاز حسن پیشِ نظر رہنی چاہیے ، جو قریب قریب ایک مثالی تدوین ہے -

سب سے پہلے تو اردو ، انگریزی ، فارسی ، جرمن اور عربی خطوط کو الگ کر دیا جائے ، پھر باعتبارِ نوعیت ان کی تقسیم اس طرح کی جائے :

اول : وہ خطوط جن کے اصل یا عکس دستیاب ہیں -

دوم : وہ خطوط جن کا متن مستند اور باوثوق حوالوں کے ذریعے دستیاب ہوا ہو -

سوم : وہ خطوط جن کے ایک سے زائد متن دستیاب ہوں -

چہارم : نامکمل اور جزوی خطوط ، جن کا پورا متن موجود نہیں -

(۱) جن خطوط کے اصل یا عکس موجود ہوں، انھیں نہایت دقتِ نظر کے ساتھ پڑھ کر ان کا متن نقل کیا جائے - مکاتیبِ اقبال کے مرتبین ،

---

۱- مختلف مجموعوں میں شامل اصل خطوط اور غیر مدوّن مطبوعہ خطوط کا حاصل جمع -

نقلِ متن میں جن تسامحات کا شکار ہوئے ہیں ، اُن سے بچنا ضروری ہے ۔ متن بعینہ اصل خط کے مطابق ہو ۔ البتہ املا میں تبدیلی کی جا سکتی ہے ، مثلاً "پہونچ" کو "پہنچ" ؛ "لکہنا" کو "لکھنا" ؛ "مینے" کو "میں نے" ؛ وغیرہ نقل کیا جائے ، مگر اس طرح کے الفاظ کی ایک فہرست بنا کر صراحت کر دی جائے ۔ مقام و تاریخِ تحریر خط کے آغاز میں ہے ، تو آغاز میں ہی رہے ، آخر میں ہے تو آغاز میں نہ لایا جائے ۔ اقبال نے اگر ۱۳ء لکھا ہے ، تو اُسے ۱۹۱۳ء نہ بنایا جائے ، اسی طرح انگریزی متن کے انگریزی مخففات بھی علیٰ حالہٖ ہوں ۔ اگر سہواً کوئی لفظ چھوٹ گیا ہو ، تو قوسین میں لکھ کر حاشیے میں وضاحت کردی جائے —— غرض متونِ خطوط کی تقدیس و حرمت برقرار رکھنا ازبس ضروری ہے ۔

(۲) وہ خطوط جن کے اصل یا عکس موجود نہ ہوں ، مگر ان کا متن مستند اور باوثوق ذرائع سے دستیاب ہو ، انھیں بغور مطالعے کے بعد قبول کر لیا جائے ، تاہم اس نوع کے خطوط کا تحقیقی مطالعہ کر کے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ الفاظ اور مطالب ، دونوں اعتبار سے کسی خط میں کوئی داخلی تضاد تو نہیں پایا جاتا ، مثلاً : "خط و کتابت" کی مروجہ غلط ترکیب کو اقبال ہمیشہ "خط کتابت" لکھتے ہیں ، لہٰذا اگر کسی خط میں "خط و کتابت" درج ہو تو اُسے "خط کتابت" سے تبدیل کر دیا جائے ، اسی طرح کسی خط میں معنوی لحاظ سے کوئی ایسا مفہوم موجود ہو ، جو اقبال کے مجموعی افکار سے مطابقت نہ رکھتا ہو ، تو اس کی تحقیق بھی ضروری ہے ۔

(۳) اقبال کے بعض خطوط کے ایک سے زاید متن ملتے ہیں ۔ دو مقامات پر منقول ، ایک ہی خط کے متن میں بین اختلاف پایا جاتا ہے ، اس طرح کے چند خطوط یہ ہیں :

| | | |
|---|---|---|
| (۱) بنام محمد اکبر شاہ خاں نجیب آبادی | اقبال کے آخری دو سال ص ۱۲ | اقبال نامہ ، اول ص ۵۷ |
| (۲) بنام نصیرالدین ہاشمی | نقوش ، مکاتیب نمبر : ص ۳۰۶ | اقبال نامہ ، اول ص ۶۰-۶۱ |
| (۳) بنام محمد امین زبیری | نقوش ، مکاتیب نمبر : ص ۲۹۵ | اقبال نامہ ، اول : ص ۲۵۴ |

| | | |
|---|---|---|
| (۴) بنام بیگم ہمایوں مرزا | اقبال، خواتین کی نظر میں: ص ۴۴ | اقبال نامہ، اول: ص ۴۲۱-۴۲۲ |
| (۵) بنام میر حسن الدین | انوار اقبال: ص ۲۰۱-۲۰۲ نقوش، مکاتیب نمبر: ص ۳۰۷ | اقبال نامہ، دوم[1]: ص ۱۰۰ |
| (۶) بنام حسن نظامی | انوار اقبال: ص ۴، اقبال ریویو: جولائی ۱۹۶۲ء | برہان، دسمبر ۱۹۶۰ء: ص ۳۷۵-۳۷۶ |
| (۷) بنام وحید احمد | اقبال نامہ، اول[2]: ص ۴۲۵ | اقبال ریویو: جولائی ۱۹۶۲ء ص: ۸۲ |

اس نوع کے خطوط کی جانچ پرکھ کر کے، اقبال کے ہاں مختلف الفاظ کے استعمال اور اُن کے اسلوبِ تحریر کی روشنی میں نسبتاً صحیح متن متعین کیا جائے۔ یہ کام اقبال شناسوں کے باہمی اور وسیع تر مشورے سے ہونا چاہیے۔

(۴) نامکمل اور جزوی خطوط کو سب سے آخر میں علیحدہ ترتیب دیا جائے۔

تدوینِ مکاتیب کے ضمن میں مکاتیب الیہم کے تعارف، توضیح طلب نکات کے حل اور مآخذ کے امور، خصوصی توجہ کے طالب ہیں۔ بعض موجودہ مجموعوں میں ان کا اہتمام کیا گیا ہے، مگر تعارف و حواشی کی نوعیت، اور اُن کی طوالت و اختصار وغیرہ کے بارے میں سب سے پہلے کچھ اصول منضبط ہونے چاہییں۔ اہم ترین بات تو یہی ہے کہ تعارفات و تعلیقات میں اختصار و جامعیت مدِ نظر رکھی جائے۔ یہ نہ ہو کہ مکتوب الیہ یا کسی شخصیت کی پوری سوانح درج کردی جائے، بلکہ

---

۱۔ اقبال نامہ، دوم میں اسے تصدق حسین تاج کے نام بتایا گیا، جو درست نہیں۔

۲۔ اقبال نامہ، دوم میں اسے بنام عشرت رحمانی بتایا گیا ہے، جو درست نہیں۔

صرف ان امور کا ذکر ہو جن کا تعلق اقبال سے یا پیش نظر مکتوب کے کسی نکتے سے ہو ۔ مرتبین ، مکاتیب کے مآخذ ، اخفا میں رکھنے کے عادی ہیں ، یہ امر کسی عالم یا محقق کے شایانِ شان نہیں ہے ، اس لیے ہر خط کے ماخذ کا نہ صرف ذکر ہونا چاہیے ، بلکہ حسبِ ضرورت اس پر بحث بھی ضروری ہے ۔

موجودہ مجموعوں میں "شاد اقبال" ، "مکاتیبِ اقبال بنام خان محمد نیاز الدین خاں" ، "مکتوباتِ اقبال بنام نذیر نیازی" اور "مکاتیبِ اقبال بنام گرامی" کو موضوعی مجموعوں کی حیثیت حاصل ہے ۔ ان مجموعوں کو مجوزہ کلیاتِ مکاتیب اردو کے چار حصوں کے طور پر شامل کر لیا جائے ۔ شاد کے نام مزید پچاس خطوط ، "شاد اقبال" میں اور بیگم گرامی کے نام آٹھ خطوط "مکاتیبِ اقبال بنام گرامی" میں پیش کیے جائیں ۔ ان حصوں کے تعارفات و تعلیقات پر نظر ثانی کر کے انھیں مزید جامع لیکن مختصر تر بنایا جائے ۔ باقی مجموعوں (اقبال نامہ ، انوارِ اقبال اور خطوطِ اقبال) کے جملہ خطوط کو تاریخ وار ترتیب دیا جائے ، مگر ہر مکتوب الیہ کے نام خطوط یکجا ہوں ۔ مجوزہ کلیات کے انگریزی حصے میں بھی یہی ترتیب وار برقرار رکھی جائے ۔

مکاتیب اقبال کا ایک مجموعہ ایسا بھی تیار ہونا چاہیے، جس میں اقبال کے تمام خطوط تاریخِ تحریر کے مطابق مرتب کیے گئے ہوں (یا کم از کم ایک اشاریہ ہی مرتب کر دیا جائے) ۔ اس سے بہت سے دلچسپ نکات سامنے آئیں گے ، مثلاً یہ معلوم ہوگا کہ زندگی کے کسی خاص دور میں اقبال کا طرزِ فکر کیا تھا اور کس طرح مختلف خطوں میں انھوں نے اپنے ایک ہی احساس کا ، ایک جیسے الفاظ میں تواتر کے ساتھ اظہار کیا ، مثلاً : ۱۵ جنوری ۱۹۳۴ء کے خطوط میں اقبال کے خیالات اور ان کے اظہار کی یکسانی ملاحظہ ہو :

| بنام سید سلیمان ندوی | بنام راغب احسن |
| --- | --- |
| دنیا اس وقت عجیب کشمکش میں ہے ، جمہوریت فنا ہو رہی ہے ۔۔۔ سرمایہ داری کے خلاف پھر | دنیا اس وقت ایک نئی تشکیل کی محتاج ہے ، جمہوریت فنا ہو رہی ہے ، سرمایہ داری کے خلاف ایک |

ایک جہاد عظیم ہو رہا ہے۔ تہذیب و تمدن ۔۔۔ بھی حالتِ نزع میں ہے، غرض کہ نظامِ عالم ایک نئی تشکیل کا محتاج ہے۔ ان حالات میں آپ کے خیال میں اسلام اس جدید تشکیل کا کہاں تک ممد ہو سکتا ہے ؟

(اقبال نامہ ، اول : ص ۱۸۱)

جہادِ عظیم ہو رہا ہے ، تہذیب و تمدن بھی ایک کشمکش میں مبتلا ہے ۔ ان حالات میں آپ کے خیال میں دنیا کی جدید تشکیل میں اسلام کیا مدد کر سکتا ہے ؟

(جنگ ، ۱۸ مارچ ۱۹۷۹ء)

مختصر یہ کہ مکاتیبِ اقبال عمیق تر تحقیق و مطالعے کے بعد ، از سرِ نو تدوین و ترتیب کے متقاضی ہیں ۔ یہ کام جس قدر اہم ہے ، اسی لحاظ سے محنت و صلاحیت اور وسائل و ذرائع چاہتا ہے ۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کے الفاظ میں : "مکاتیبِ اقبال کی تدوینِ نو ، اقبالیاتی اداروں کا کام ہے ، کیونکہ ان کے پاس ریکارڈ بھی ہے ، اور طباعت و اشاعت کی سہولتیں اور معقول گرانٹیں بھی"[۱] ، بایں ہمہ اقبال کے محقق و نقاد اپنی انفرادی حیثیت میں بھی، اس ذمہ داری سے کلیتاً بری الذمہ نہیں ہو سکتے ۔

---

۱- مجلہ تحقیق ، جلد اول ، شمارہ ۱ ، ۲ : ص ۵۰ ۔

(۴)

# مُستقِل نثری تصانِیف

# (ا) اقبال کی نثر نویسی

علامہ اقبال بنیادی طور پر ایک شاعر ہیں ۔ نثر انھوں نے لکھی ضرور ، مگر بعض مقتضیات کے تحت ، یا کچھ فرمایشوں کی تکمیل کے لیے ۔ ان کی شاعری تو "نوائے سروش" تھی ، جس کے لیے انھیں بالعموم کسی کاوش کی ضرورت پیش نہ آتی تھی ، مگر نثر کا معاملہ مختلف تھا ۔ ان کی شاعری اور نثر کو علی الترتیب "آمد" اور "آورد" کا نام دیا جا سکتا ہے ۔ انھوں نے سنجیدگی کے ساتھ نثر نگاری کی طرف کبھی توجہ نہیں دی ۔ خطوں کے جواب وہ قلم برداشتہ لکھتے ، کبھی اردو اور کبھی انگریزی میں ۔ مکاتیبِ اقبال کی نوعیت ، اُن نثر پاروں کی نہیں ، جو سوچ بچار کے بعد ، سنجیدگی کے ساتھ اور جم کر لکھے جاتے ہیں ، اسی لیے اقبال ، نظرثانی کے بغیر انھیں شائع کرنے کے حق میں نہ تھے[1] ۔

خطوط کے علاوہ ، اردو نثر کی ایک کتاب (علم الاقتصاد) اور چند متفرق مضامین ، انگریزی میں ڈاکٹریٹ کا مقالہ ، خطبات اور چند مضامین ، یہ ہیں اقبال کے نثری آثار ۔ ضخامت اور کمیّت کے اعتبار سے تو اقبال کی نثر ، ان کے شعری ذخیرے کے مقابلے میں کمتر نہیں ، مگر فکری اور معنوی اعتبار سے ان کے نو شعری مجموعے ، اُن کی نثری تحریروں پر فوقیت رکھتے ہیں ۔

یوں تو ہر نوع کی انسانی صلاحیتیں خدائی عطیہ ہیں ، مگر شعر گوئی خالصتاً ایک وہبی صلاحیت ہے ۔ اگر کسی شخص کے اندر یہ صلاحیت موجود ہو تو ، اپنی محنت اور کوشش سے ، اس کے لیے فن کی بلندیوں کو چھو لینا عین ممکن ہے ، لیکن کوئی شخص طبعِ موزوں ہی سے محروم ہو ، تو محض محنت و کاوش سے شاعری نہیں کی جا سکتی ۔ اس کے برعکس نثر نگاری نسبتاً ایک کسبی صلاحیت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ نثر ، بہ نسبت شاعری کے زیادہ یکسوئی ، محنت اور لگن چاہتی ہے ۔ نثر لکھنے کے لیے

---

۱۔ مکاتیبِ اقبال بنام نیاز : ص ۲۴ ۔

زیادہ انضباطِ طبع ، باقاعدگی اور استقلالِ مزاج کی ضرورت ہے ۔ اقبال طبعاً اور مزاجاً ، ان اوصاف سے عاری تھے ۔ طبعی تساہل ، ایک گونہ آزادہ روی اور شاعرانہ مزاجی ان کی شخصیت پر حاوی رہی ۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کا نثری سرمایہ نسبتاً کم ہے ۔ اقبال کو زندگی کے مختلف ادوار میں بہترین علمی و ادبی ماحول میسر رہا ؛ اپنے دور کی بلند پایہ علمی شخصیتوں سے استفادے کا موقع ملا ؛ انھوں نے یورپ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی ؛ قدیم و جدید علوم پر مناسب دسترس بہم پہنچائی ۔ مطالعہ وسیع تھا ، اور ما فی الضمیر کے بیان پر پوری قدرت حاصل تھی ۔ مشکل سے مشکل اور دقیق سے دقیق علمی اور فلسفیانہ مطالب کو بطریقِ احسن بیان کرنے کی پوری صلاحیت رکھتے تھے ، اس کے باوجود اُن کا نثری ذخیرہ کیوں کم ہے ؟ اس کا جواب ان کے شاعرانہ مزاج میں مل سکتا ہے ۔

گذشتہ اوراق میں ذکر آ چکا ہے کہ اُنیسویں صدی کے آخری ایام اور بیسویں صدی کے اوائل میں ، اقبال دو واسطوں سے عوام النّاس سے متعارف ہوئے ، اول : انجمن حمایتِ اسلام لاہور کے سالانہ جلسوں کا پلیٹ فارم ، دوم : "مخزن" کے صفحات ۔ انجمن کے جلسوں میں ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۴ء تک وہ ہر سال کوئی نہ کوئی (مضمون یا مقالہ نہیں) نظم پڑھتے تھے ۔ "مخزن" کے قارئین سے اُن کا تعارف "ہمالہ" کے شاعر کی حیثیت سے ہوا ، اور پھر (نثر کے اِکّا دُکّا مضامین کے مقابلے میں) اقبال کی منظومات و غزلیات "مخزن" کے ہر شمارے کی زینت بنتی رہیں ۔ بیشتر نثری مضامین کسی اندرونی جذبے کی پیداوار نہیں ، بلکہ ضرورتاً لکھے گئے ۔ گویا وہ اقبال کا تخلیقی اظہار نہیں ، بلکہ خارجی عوامل کا شعوری ردِ عمل ہیں ۔ "زبانِ اردو" (مخزن ، ستمبر ۱۹۰۲ء) طبع زاد مضمون نہیں ، ایک انگریزی مضمون کا ترجمہ ہے ، جو "مخزن" کی درخواست[1] پر تیار کیا گیا ۔

---

۱۔ "ہماری درخواست پر ہمارے دوست شیخ محمد اقبال صاحب ایم ۔ اے ۔ ۔ ۔ اسے ناظرینِ مخزن کے لیے ترجمہ کر کے بھیجتے ہیں" (مخزن ، ستمبر ۱۹۰۲ء ، ص ۱) ۔

"اردو زبان پنجاب میں" (مخزن ، اکتوبر ۱۹۰۳ء) ایک جوابی مضمون ہے ، جو ایک صاحب "تنقیدِ ہمدرد" کی طرف سے اقبال اور ناظر کی شاعری پر کیے جانے والے اعتراضات کے دفاع میں لکھا گیا ، "مخزن" کے پہلے پانچ سال کا اشاریہ دیکھا جائے تو یہ صورتِ حال سامنے آتی ہے :

| سال | منظومات | نثر پارے |
|---|---|---|
| ۱۹۰۱ء | ٦ | × |
| ۱۹۰۲ء | ۱۰ | ۱ |
| ۱۹۰۳ء | ۱۱ | ۱ |
| ۱۹۰۴ء | ۱۰ | ۲ |
| ۱۹۰۵ء | ۹ | ۱ |

اس طرح پانچ سالوں میں ، چھیالیس منظومات کے مقابلے میں پانچ نثری تحریروں کی بنا پر یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ نثر نگاری سے اقبال کو طبعی مناسبت نہ تھی ۔

اقبال کی اولیں اور واحد اردو نثری تصنیف "علم الاقتصاد" بھی اسی زمانے (مطبوعہ ۱۹۰۴ء) کی یادگار ہے ۔ جیسا کہ ہم آگے چل کر مفصل بحث کریں گے ، کسی طرح کا جذباتی یا تخلیقی اظہار اس کا محرک نہ تھا ، بلکہ اس کے اسبابِ تالیف میں بعض دیگر مقتضیات شامل تھے ۔ انگریزی میں اقبال کی پہلی تصنیف *Development* پہلے بی ۔ اے اور پھر پی ایچ ڈی کے تعلیمی اور امتحانی تقاضوں کے پیشِ نظر لکھی گئی ۔ ان کی دوسری انگریزی کتاب *Reconstruction* ان کے نثری آثار میں بہت نمایاں شمار ہوتی ہے ۔ اس میں شامل سات خطبات مختلف اوقات میں ، اور اس ضرورت کے تحت تیار کیے گئے ، کہ انھیں مختلف علمی اجتماعات میں پیش کرنا تھا ۔ اقبال کے باقی نثری سرمایے میں بھی زیادہ تر حصہ ، جوابی تحریروں کا ہے (مفصل تذکرہ آگے آتا ہے) ، چنانچہ اقبال کی نثر ، ان کی شعری آثار کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتی ہے ۔ اردو کے نثری ادب میں اقبال کی نثر کس مقام و مرتبے کی حامل ہے ؟ یہاں اس بحث کا محل ہے ، اور نہ موقع ، تاہم اس ضمن میں ایک نکتے کی صراحت ضروری ہے ۔

نثرِ اقبال کے بارے میں بعض نقادوں کی آرا ملاحظہ کیجیے:

(۱) ڈاکٹر سید عبداللہ: "اردو نثر میں حضرت علامہ نے اگرچہ کم لکھا، لیکن وہ علمی اسلوب کا ایک منفرد رنگ اردو نثر کو دے گئے ۔۔۔ میرا اپنا یہ اندازہ ہے کہ اقبال اگر شاعری نہ کرتے اور نثر ہی لکھتے، تو بھی وہ اردو نثر میں مرزا کی مانند ایک خاص دبستان یادگار چھوڑ جاتے ۔۔۔ شاعر اقبال، ایک منفرد طرز کا نثر نگار بھی تھا"[1]۔

(۲) پروفیسر محمد عثمان: "جن اصحاب نے علامہ اقبال کی نثر کا بغور مطالعہ کیا ہے، اُن کے دل میں اس نثر نے بھی ویسی ہی جگہ پیدا کر لی ہے، جو اس سے قبل شعرِ اقبال نے پیدا کی تھی"[2]۔

(۳) ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار: "اقبال اگر نثری ادب کی طرف توجہ کرتے تو یقیناً اس میدان میں بھی ان کے ادبی کارنامے اپنے ان مٹ نقوش چھوڑ جاتے، لیکن ادبی تخلیق کے اس دائرے میں وہ ایک آدھ جھلک دکھا کر صاف نکل گئے ہیں ۔۔۔ اقبال ایک صاحبِ طرز اسلوب نگار ہیں"[3]۔

(۴) ڈاکٹر عبادت بریلوی: "اقبال نے مختلف رجحاناتِ نثر کے امتزاج سے اپنے اندازِ نثر کا ہیولا تیار کیا، اور چند سال میں وہ ایک مخصوص اسلوبِ نثر

---

۱۔ پیش لفظ، مقالاتِ اقبال: ص ۱۷ تا ۱۸۔
۲۔ حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور: ص ۴۶۔
۳۔ اقبال کا اسلوبِ نگارش: مشمولہ *Journal of Research*، جنوری ۱۹۷۶ء: ص ۳۰ تا ۴۰۔

کی تشکیل میں کامیاب ہو گئے ، جس نے
انھیں ایک صاحبِ طرز انشا پرداز بنا دیا"[1] ۔

(۵) غلام دستگیر رشید : "اردو میں یہ طرزِ تحریر منفرد یعنی اپنی مثال آپ ہے ۔"[2]

ان اقتباسات میں "اگر" سے شروع ہونے والی بات تو محض ایک ناتمام حسرت ہے ، اور اظہارِ تمنا کی ایک صورت ، اس لیے چنداں قابلِ توجہ نہیں ہے ، مگر ان سب بیانات میں مشترک نکتہ یہ ہے کہ شاعری ہی کی طرح اردو نثر میں بھی اقبال ایک منفرد رنگ کے صاحبِ طرز انشا پرداز ہیں ۔ راقم کے خیال میں یہ بات خاصی مبالغہ آمیز ہے ۔ اوپر کی سطور میں جو بحث کی گئی ، اس سے یہ نتیجہ واضح ہے کہ شاعری کے مقابلے میں ان کی نثر ثانوی حیثیت رکھتی ہے ۔ جہاں تک نثرِ اقبال کے رنگ و آہنگ کا تعلق ہے ، اقبال کی قدرتِ بیان میں کلام نہیں ۔ وہ کسی کسی موضوع پر اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کی پوری پوری صلاحیت رکھتے تھے ، مگر ان کے جملہ نثری آثار سامنے رکھیں ، تو اس میں کئی طرح کے رنگ نظر آتے ہیں ، مثلاً : ایک وہ رنگ ہے جسے ڈاکٹر سید عبداللہ اور غلام دستگیر رشید نے حکیمانہ اور عالمانہ نثر کہا ہے ۔ "اسرارِ خودی" طبع اول اور "رموزِ بے خودی" طبع اول کے دیباچے ، اور "اسرارِ خودی" کے سلسلے میں وضاحتی اور جوابی مضامین اقبال کے اس رنگِ نثر کی نمایندگی کرتے ہیں ۔ بعض مضامین (مثلاً : بچوں کی تعلیم و تربیت ، قومی زندگی) میں ، عبارت کی سادگی و روانی ، اور بے تکلفانہ انداز کی وجہ سے اقبال ، نثرِ سر سید کے مقلد نظر آتے ہیں ۔ مولوی انشاء اللہ خان ایڈیٹر "وطن" اور منشی طاہر دین کے نام طویل خطوط[3] میں بیسویں صدی کے آغاز کی رومانی تحریک کے اثرات غالب ہیں ۔ "علم الاقتصاد" میں بقول ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ایک گونہ خشکی اور ثقالت[4] نمایاں ہے —— اس طرح اقبال کی مجموعی نثر کو سامنے رکھتے ہوئے انھیں

---

۱- اقبال کی اردو نثر : ص ۲۷ ۔
۲- دیباچہ ، مضامینِ اقبال : ص "ح" ۔
۳- خطوطِ اقبال : ص ۴۷ - ۱۰۳ ، ۲۰۴ - ۲۱۰ ۔
۴- *Journal of Research* : جنوری ۱۹۷۶ ۔

"منفرد" اور "صاحبِ طرز انشا نگار" کہنا درست نہیں معلوم ہوتا ۔

نثرِ اقبال سے متعلق ایک اور نکتہ قابلِ توجہ ہے ۔ نثر میں انھوں نے اردو اور انگریزی کو ذریعۂ اظہار بنایا ۔ یہ معلوم ہے کہ اقبال اردو کے پر جوش حامی تھے ، اور اس کی ترویج و ترقی میں گہری دلچسپی رکھتے تھے ۔ مولوی عبدالحق کے نام ۴ ستمبر ۱۹۳۶ء کے خط میں لکھا : "میری لسانی عصبیت ، دینی عصبیت سے کم نہیں"[1] ۔ پھر ۲۸ ستمبر ۱۹۳۷ء کو لکھا : "کاش میں اپنی زندگی کے باقی دن آپ کے ساتھ رہ کر اردو کی خدمت کر سکتا"[2] ۔ شاعری کا اردو حصہ ، نثری مضامین ، بیانات اور خطوط کی بہت بڑی تعداد ، اردو زبان سے علامہ اقبال کی دل بستگی اور دلچسپی کا مظہر ہیں ۔ "علم الاقتصاد" کے دور (بیسویں صدی کے آغاز) میں ، ایک علمی زبان کی حیثیت سے ، اردو کچھ ایسی ترقی یافتہ نہ تھی ، اور معاشیات جیسے سائنسی فن پر اردو میں کچھ لکھنا خاصا مشکل تھا ، پھر بھی اقبال نے یہ کتاب اردو میں لکھی ۔ مگر اردو زبان سے اس تمام تر دلچسپی اور محبت کے باوجود ، ان کی نثر کا زیادہ تر حصہ انگریزی تحریروں پر مشتمل ہے ۔ ڈاکٹریٹ کا مقالہ (*Development*) تو اردو میں لکھنے کی گنجایش ہی نہ تھی ، لیکن نسبتاً اہم تصنیف *Reconstruction* میں انھوں نے اردو کے بجائے انگریزی کو ذریعۂ اظہار بنایا ۔ خطبات کے علاوہ آن کی تقریروں اور بیانات کی بہت بڑی تعداد انگریزی میں ہے ، سو کے قریب خطوط بھی انگریزی میں تحریر کیے گئے ہیں ، نجی ڈائری *Stray Reflections* کے تمام تر شذرات بھی انگریزی میں ہیں ۔ کیا اقبال ، یہ سب اردو میں نہ لکھ سکتے تھے ؟ اردو کے بارے میں واضح "لسانی عصبیت" رکھنے ، اور اس کا اظہار کرنے کے باوجود انھوں نے ایک بدیسی زبان کو اظہارِ مطالب کا ذریعہ کیوں بنایا ؟--— اس سوال کا دوٹوک جواب آسان نہیں ہے ، تاہم خطوط اقبال کی روشنی میں انگریزی سے علامہ کی اس رغبت کی وجوہ تلاش کی جا سکتی ہیں ۔

عبدالرب نشتر کے نام ایک خط میں اقبال لکھتے ہیں : "زبان کو ، میں

---

۱- اقبال نامہ ، دوم : ص ۷۸ - ۷۹ -

۲- کتابِ مذکور : ص ۸۲ -

ایک بت تصور نہیں کرتا جس کی پرستش کی جائے ، بلکہ اظہارِ مطالب کا ایک انسانی ذریعہ خیال کرتا ہوں''[1] ۔گویا جس ''لسانی عصبیت'' کا انھوں نے مولوی عبدالحق سے ذکر کیا ، وہ کسی قسم کی منفی عصبیت یا اندھی ضد نہ تھی ، بلکہ حمیتِ قومی کی ایک شکل تھی ۔ پھر اقبال مزید وضاحت کرتے ہیں کہ زبان اظہارِ مطالب کا ایک انسانی ذریعہ ہے ۔ صوفی تبسم کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں : ''مجھ کو بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے کہ اردو میں گفتگو کرتے ہوئے میں اپنے مافی الضمیر کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا''[2] ، مگر یہ بات امرِ واقعہ نہیں ، محض اقبال کا ایک احساس ہے ۔ اسی نفسیاتی احساس نے تقویت پا کر ، اس خیال کی شکل اختیار کر لی کہ بعض خاص مضامین و مطالب کا اظہار ، انگریزی ہی میں ممکن ہے ، یا کم از کم اردو کی نسبت انگریزی میں بہتر اظہار ہو سکتا ہے ۔

یہ معلوم ہے کہ اقبال نے انگریزی سکولوں ، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اپنی تعلیم مکمل کی ۔ برطانوی نظامِ تعلیم کے ان اداروں میں نہ صرف ذریعۂ تعلیم انگریزی تھا ، بلکہ انگریزی زبان و ادب کی تدریس ایک لازمی مضمون کی حیثیت سے ہوتی تھی ۔ شعر و ادب میں طبعی مناسبت و رغبت کے سبب ، اقبال نے انگریزی زبان و ادب کا نسبتاً زیادہ دلچسپی اور توجہ سے مطالعہ کیا ۔ پھر گورنمنٹ کالج لاہور کے زمانۂ معلمی میں انٹرمیڈیٹ اور بی ۔ اے جماعتوں کی انگریزی تدریس بھی آن کے ذمے تھی ۔ آن کے ایک شاگرد ایم اسلم کا بیان ہے کہ شاعری پڑھاتے ہوئے ، ''سب سے پہلے اشعار کی تشریح اس طرح کرتے ، جس سے آن اشعار کی فنی خوبیوں پر بھی روشنی پڑتی تھی ، اس مرحلے کے بعد زیرِ بحث انگریزی اشعار کی طرف متوجہ ہوتے اور ایسے دل نشیں پیرائے میں آن کا مطلب بیان کرتے کہ تقریباً مکمل مفہوم اور شعری نزاکتیں واضح ہو جاتیں ۔ یہ تمام لیکچر انگریزی میں ہوتا ۔ ۔ ۔ آن کے پڑھانے کا طریقہ اتنا دل کش تھا کہ غالباً ان کے گھنٹے میں تمام اساتذہ کے مقابلے میں زیادہ حاضری

---

۱۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۵۶ ۔
۲۔ کتابِ مذکور : ص ۴۷ ۔

رہتی''۱ ۔ بعد ازاں اعلٰی تعلیم کے لیے یورپ گئے ، تو آن کا زیادہ تر وقت کیمبرج میں گذرا ، جہاں علمی اور تعلیمی اعتبار سے انھیں بہترین ماحول میسر آیا ۔ انگلستان سے واپسی پر قانونی پریکٹس کے زمانے میں عدالتوں میں بھی وسیلۂ گفتگو انگریزی تھا ، اس طرح اوائلِ عمر میں انگریزی زبان سے آن کا جو رابطہ قائم ہوا تھا ، وقت کے ساتھ وہ زیادہ آستوار اور مستحکم ہوتا گیا ۔ اس کے نتیجے میں انگریزی زبان سے ایک مناسبتِ طبعی پیدا ہو گئی ، بلکہ وہ اس میں ہر طرح کے مشکل مطالب اور ادق خیالات ادا کرنے پر بھی قادر ہو گئے ۔ انگریزی پر اس غیر معمولی دسترس نے اقبال کو انگریزی نثر لکھنے کی طرف راغب کیا ۔

خالصتاً علمی اور فلسفیانہ مطالب کو ، آردو جیسی نسبتاً نئی زبان میں بیان کرنے میں جو مشکلات پیش آتی ہیں ، وہ محتاجِ بیان نہیں ۔ اقبال کے زمانے میں تو ، یہ مشکلات اور بھی زیادہ تھیں ۔ پھر ایک ایسے شخص کے لیے ، جس کا سارا علمی پس منظر انگریزی ہو ، کسی علمی اور فلسفیانہ موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے ، اپنے مافی الضمیر کو کامیابی سے اردو میں واضح کرنا ، ناممکن نہیں ، تو انتہائی مشکل ضرور ہے ۔ اس میں یہ خطرہ بھی ہے کہ وضاحتِ مفہوم میں کوئی کمی رہ جائے ۔ بعض انگریزی مضامین ، خصوصاً خطبات کے انگریزی ملبوس کا یہی جواز ہے ۔ غلام بھیک نیرنگ کے نام ایک خط میں ، اقبال نے خطبات سے متعلق جو وضاحت کی ہے ، اس سے زیرِ بحث مسئلے پر کچھ اور روشنی پڑتی ہے ۔ لکھتے ہیں :

> ''ان لکچروں کے مخاطب زیادہ تر وہ مسلمان ہیں ، جو مغربی فلسفے سے متاثر ہیں ، اور اس بات کے خواہش مند ہیں کہ فلسفۂ اسلام کو فلسفۂ جدید کے الفاظ میں بیان کیا جائے ، اور اگر پرانے تخیلات میں خامیاں ہیں ، تو آن کو رفع کیا جائے ۔ میرا کام زیادہ تر تعمیری ہے ، اور اس تعمیر میں ، میں نے فلسفۂ اسلام کی بہترین روایات کو ملحوظ خاطر رکھا ہے ، مگر میں خیال کرتا

---

۱۔ اوراقِ گم گشتہ : ص ۱۲۶ ۔

ہوں کہ اردو خواں دنیا کو شاید ان سے فائدہ نہ پہنچے ، کیونکہ بہت سی باتوں کا علم ، میں نے فرض کر لیا ہے کہ پڑھنے والے یا سننے والے کو پہلے سے حاصل ہے ، اس کے بغیر چارہ نہ تھا''[۱] ۔

راقم کے خیال میں اقبال کی اس وضاحت کے بعد ، مزید کسی توضیح کی حاجت نہیں رہتی - یہ بیان ، نثر خصوصاً خطبات میں انگریزی کو ذریعۂ اظہار بنانے کی مجبوری ، جواز اور اُس کی حکمت کو بہ خوبی اجاگر کرتا ہے - فنی اعتبار سے اقبال کی انگریزی نثر کیا حیثیت رکھتی ہے ؟ اس کا جائزہ اہلِ نقد و نظر ہی لے سکتے ہیں ، تاہم اس ضمن میں دو باتیں بہت واضح ہیں ؛ اوّل : اقبال کو انگریزی زبان پر مکمل دسترس حاصل تھی ، دوم : تحریر و تقریر میں وہ بہت اچھی ، صحیح اور حسبِ موقع عالمانہ انگریزی لکھنے اور بولنے پر قادر تھے -

---

۱- اقبال نامہ ، اول : ص ۲۱۰ - ۲۱۱ ۔

## (ب) نثری تصانیف

### علم الاقتصاد

ایم۔ اے کرنے کے بعد ۱۳ مئی ۱۸۹۹ء کو اقبال، اورینٹل کالج لاہور میں میکلوڈ عریبک ریڈر مقرر ہوئے۔ ریڈر شپ کے فرائض منصبی میں تاریخ اور پولیٹیکل اکانومی کی تدریس کے علاوہ انگریزی یا ادبی تصانیف کا اردو ترجمہ بھی شامل تھا۔ فاوسٹ (Fawcett) کی *Political Economy* نصاب میں شامل تھی۔ اس طرح ایک طرف تو وہ اقتصادیات پر درس دیتے رہے، دوسری طرف انھوں نے واکر (Walker) کی تصنیف *Political Economy* کا ملخص اردو ترجمہ تیار کیا[1]۔

اقبال کی اولیں اردو تصنیف ''علم الاقتصاد'' ان کی معلمانہ زندگی کے انھی مشاغل کے پس منظر میں تصنیف کی گئی۔ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے ''علم الاقتصاد'' کی تالیف کو اقبال کے ریڈر شپ کے فرائض سے وابستہ[2] قرار دیا ہے، مگر انھوں نے ریڈر شپ کے قواعد ملازمت کی روشنی میں میکلوڈ عریبک ریڈر کے جو تین منصبی فرائض [(۱) یونیورسٹی مطبوعات کی طباعت میں اعانت (۲) انگریزی و عربی کتابوں کا ترجمہ

---

۱۔ پنجاب یونیورسٹی کیلنڈرز اور اورینٹل کالج کی سالانہ رپورٹوں کی بنیاد پر، یہ معلومات ڈاکٹر وحید قریشی اور ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار نے مہیا کی ہیں (دیکھیے: ''علامہ اقبال کی تعلیمی زندگی کی بعض تفصیلات'' مشمولہ: کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ، ص ۳۰۵-۳۲۶ اور ''اقبال اور اورینٹل کالج'' : مشمولہ: *Journal of Research*، پنجاب یونیورسٹی لاہور، جولائی ۱۹۷۷ء و جنوری ۱۹۷۸ء، ص ۸۳ - ۱۱۰)۔

۲۔ *Journal of Research*، جنوری ۱۹۷۶ء: ص ۷۔

(۳)[1] تدریس ] بیان کیے ہیں ، طبع زاد تصنیف ، ان کے دائرۂ کار میں نہیں آتی ۔ بنا بریں ہمارا خیال ہے کہ "علم الاقتصاد" کا سبب ِ تالیف فرض ِ منصبی نہ تھا ، البتہ یہ ممکن ہے کہ اس طرح کا تالیفی کام معلمانہ کارکردگی کے طور پر بہ نظر ِ استحسان دیکھا جاتا ہو ، اور اقبال کے ذہن میں یہ بات موجود ہو ۔ "علم الاقتصاد" کے تالیفی محرکات میں یہ امر ، اس لیے بھی قرین ِ قیاس ہے کہ اورینٹل کالج کی سالانہ رپورٹ ۱۹۰۱ - ۱۹۰۲ء میں زیر ِ تصنیف "علم الاقتصاد" کو بایں الفاظ : A new work of Political Economy in preparation[2] ان کی سالانہ کارکردگی میں شمار کیا گیا ہے ۔

تعلیمی زندگی میں اقبال کی توجہ عربی ، انگریزی اور فلسفے کی طرف رہی ، اقتصادیات اُن کے لیے ایک نیا علم تھا ، مگر تدریسی تقاضوں کے تحت انھوں نے اس کا کسی قدر وسیع مطالعہ کیا ہوگا ، اور ممکن ہے ، نکات ِ مطالعہ (Study Notes) بھی تیار کیے ہوں ۔ اسی اثنا میں ، جیسا کہ وہ دیباچہ میں لکھتے ہیں ، پروفیسر آرنلڈ نے تالیف ِ کتاب کی طرف متوجہ کیا ۔ آرنلڈ سے اقبال کی وابستگی محتاج ِ بیان نہیں ، چنانچہ اُن کا توجہ دلانا "علم الاقتصاد" لکھنے کا فوری محرک ثابت ہوا ۔ مختصر یہ کہ ، اول : علم ِ اقتصادیات کا تازہ مطالعہ ، دوم : آرنلڈ کی تحریک ، اور سوم : تصنیف کا منصبی کارکردگی میں شمار ہونا —— ان سب امور کے پیش ِ نظر انھوں نے "علم الاقتصاد" لکھنے کا بیڑا اٹھایا ۔

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ اورینٹل کالج کی سالانہ رپورٹ (۱۹۰۱ - ۱۹۰۲ء) میں مذکور ہے کہ شیخ محمد اقبال پولیٹیکل اکانومی پر ایک نئی کتاب تیار کر رہے ہیں ۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ "علم الاقتصاد" کا آغاز ۱۹۰۱ء کے نصف آخر یا اوائل ۱۹۰۲ء میں ہوا ہوگا ۔ ۱۹۰۳ سے ۱۹۰۴ء تک اقبال کے ایام ِ ملازمت کی توقیت اس

---

۱- مجلۂ مذکور ، جولائی ۱۹۷۷ء و جنوری ۱۹۷۸ء : ص ۱۰۲ ۔

۲- بحوالہ ڈاکٹر وحید قریشی ، "علامہ اقبال کی تعلیمی زندگی کی بعض تفصیلات" مشمولہ "کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ" ، ص ۳۲۸ ۔

طرح[1] ہے :

| | |
|---|---|
| ۴ جنوری ۱۹۰۱ء تا مارچ ۱۹۰۲ء | قائم مقام اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی، گورنمنٹ کالج ، لاہور |
| مارچ ۱۹۰۲ء تا ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء | میکلوڈ عریبک ریڈر، اوریئنٹل کالج لاہور |
| ۱۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء تا ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء | قائم مقام ایڈیشنل پروفیسر انگریزی، گورنمنٹ کالج لاہور |
| یکم اپریل ۱۹۰۳ء تا ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء | میکلوڈ عریبک ریڈر ، اوریئنٹل کالج لاہور |
| ۳ جون ۱۹۰۳ء تا ۱۹۰۵ء | عارضی اسسٹنٹ پروفیسر ، گورنمنٹ کالج لاہور |

اس سے واضح ہے کہ ''علم الاقتصاد'' کے تالیفی دور میں اُن کا زیادہ تر وقت گورنمنٹ کالج لاہور میں گذرا ۔ گویا کتاب کے آغاز (۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء) سے اس کی اشاعت (۱۹۰۴ء) تک چار سال میں ، انھوں نے نو ماہ کا قلیل عرصہ اوریئنٹل کالج میں گزارا ۔

''علم الاقتصاد'' کے پہلے ایڈیشن میں سالِ اشاعت کی صراحت نہیں ملتی ۔ اس وجہ سے اس کے سالِ اشاعت کے بارے میں اقبال کے سوانح نگاروں کے ہاں متضاد بیانات ملتے ہیں ۔ منشی محمد دین فوق نے کتاب کے سالِ اشاعت کا تعین نہیں کیا[2] ۔ سالک نے بلا حوالہ فوق کے بیان کو دہرا دیا ہے[3] ۔ طاہر فاروقی[4] اور ڈاکٹر عبدالسلام خورشید[5] کے ہاں سالِ اشاعت

---

۱۔ یہ توضیحات ڈاکٹر وحید قریشی اور ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی مہیا کردہ معلومات کی روشنی میں مرتب کی گئی ہے۔

۲۔ فوق لکھتے ہیں : ''اسی زمانہ میں سیاستِ مدن پر ایک کتاب بنام علم الاقتصاد لکھی'' (بحوالہ انوارِ اقبال : ص ۸۱) ۔

۳۔ سالک کے الفاظ ہیں : ''اس زمانہ میں علامہ نے علمِ سیاست مدن پر ایک کتاب علم الاقتصاد کے نام سے اردو میں لکھی'' (ذکرِ اقبال : ص ۴۲) ۔

۴۔ سیرتِ اقبال : ص ۳۳ ۔

۵۔ سرگذشتِ اقبال : ص ۴۳ ۔

# عِلم الاقتصاد

جس کا

## معروف نامِ علمِ سیاستِ مدن ہے

مُصنف

شیخ محمد اقبال ایم۔ اے اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ کالج

لاہور

---

کارخانہ پیسہ اخبار کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں منشی محمد عبد العزیز منیجر کے

اہتمام سے چھپا

کا ذکر ہی نہیں ملتا - کتابیات نگاروں میں سے قاضی احمد میاں اختر جونا گڑھی نے ۱۹۰۱ء[1] اور عبدالغنی و خواجہ نور الٰہی[2] ، نذیر احمد[3] خواجہ عبدالوحید[4] اور رفیع الدین ہاشمی[5] نے ۱۹۰۳ء کو کتاب کا سالِ اشاعت بتایا ہے ، مگر اس غلط فہمی کو عام کرنے میں ممتاز حسن کے اس دیباچے (علم الاقتصاد طبع دوم، ۱۹۶۱ء) کو بہت دخل ہے ، جس کا آغاز اس جملے سے ہوتا ہے : "اقبال کی علم الاقتصاد ۱۹۰۳ء میں شائع ہوئی تھی"[6] - بعد ازاں اسی طبع دوم کے سرورق کو *Iqbal in Pictures* میں طبع اول کے سرورق کے طور پر پیش کیا گیا ، "علم الاقتصاد" کے پہلے ایڈیشن کی کتابت نستعلیق کی تھی ، مگر طبع دوم کا یہ سرورق ٹائپ میں ہے - اس پر نستعلیق میں "۱۹۰۳ء" لکھ دیا گیا ہے ، اور اسی عکس نے متذکرہ بالا غلط فہمی کے لیے گویا تصدیق مہیا کی (بالمقابل صفحے پر "علم الاقتصاد" طبع اول کے سرورق کا عکس ملاحظہ کیجیے - اس پر سالِ اشاعت درج نہیں ہے) -

"علم الاقتصاد" کے سرورق پر مصنف کے نام کے ساتھ "اسسٹنٹ پروفیسر ، گورنمنٹ کالج لاہور" کے الفاظ درج ہیں - اوریئنٹل کالج سے ۳ جون ۱۹۰۳ء سے رخصت لے کر ، اقبال نے یہ منصب سنبھالا - گویا ، کتاب اس تاریخ کے بعد ہی کسی وقت مکمل ہوئی - "مخزن" کے شمارہ اپریل ۱۹۰۴ء میں "علم الاقتصاد" کا آخری حصہ ، بعنوان "آبادی" اس نوٹ کے ساتھ چھپا : "کتاب زیر طبع ہے" (ص ۱) - گویا کتاب ۱۹۰۴ء کے اوائل میں مکمل ہوئی ، اور کتابت کے لیے دے دی گئی ، اور ایک باب "مخزن" میں اشاعت کے لیے بھیج دیا گیا - غالب قیاس یہ ہے کہ فروری

---

۱- اقبالیات کا تنقیدی جائزہ : ص ۱۴ [بشیر احمد ڈار نے بھی ۱۹۰۱ء لکھا ہے : مجلہ "اقبال" ، جولائی تا ستمبر ۱۹۷۱ء ، ص ۸۷]

۲- *Bibliography of Iqbal* : ص ۲ -

۳- کلیدِ اقبال : ص ۴۸ -

۴- *A Bibliography of Iqbal* : ص ۱۳ -

۵- کتابیاتِ اقبال : ص ۱۶ -

۶- عم الاقتصاد ، طبع دوم : ص ۱ -

کے آخری یا مارچ سے ابتدائی ایام میں تکمیل ہوئی ، کیونکہ اسی صورت میں آخری باب کی "مخزن" کے شمارہ اپریل میں شمولیت ممکن ہوئی -

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار لکھتے ہیں : "یہ کتاب ۱۹۰۳ء میں مکمل ہو چکی تھی ، اور اس وقت اقبال گورنمنٹ کالج میں تھے ، شاید اس کی کتابت بھی ۱۹۰۳ء میں ہو گئی ہو"[۱] ـــــ گذشتہ سطور میں ہم نے اقبال کے ایام ملازمت کی جو توقیت مرتب کی ہے ، اس کی روشنی میں ۳۱ مارچ ۱۹۰۳ء تک تو ، اقبال گورنمنٹ کالج میں قائم مقام ایڈیشنل پروفیسر رہے ، یکم اپریل سے ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء تک اورینٹل کالج میں میکلوڈ عربیک ریڈر کے فرائض انجام دیے ، اور ۳ جون کو گورنمنٹ کالج میں اسسٹنٹ پروفیسر مقرر ہوئے - گویا ۳ جون سے قبل تو "علم الاقتصاد" مکمل نہ ہوئی تھی (ورنہ سرورق پر وہ "اسسٹنٹ پروفیسر ، گورنمنٹ کالج لاہور" نہ لکھتے) - اگر کتاب ۱۹۰۳ء کے آخری ایام میں بھی مکمل ہو گئی ہوتی ، تو (یہ معلوم ہے کہ سر عبدالقادر ہمیشہ اقبال کے رشحاتِ فکر کے متلاشی رہتے تھے[۲] -) آخری باب بہ عنوان "آبادی" ، جنوری یا فروری یا زیادہ سے زیادہ مارچ ۱۹۰۴ء کے شمارے میں چھپ جاتا - شمارہ اپریل میں اس کی اشاعت ظاہر کرتی ہے کہ کتاب کا یہ باب فروری مارچ ۱۹۰۴ء میں لکھا گیا ہوگا ، اور یہ بات تو بالکل ہی بعید از قیاس ہے کہ "شاید اس کی کتابت بھی ۱۹۰۳ء میں ہو گئی ہو"- اگر واقعی ایسا تھا تو پھر کتابت شدہ کاپیوں کو دو چار نہیں ، پورے دس ماہ تک روکے رکھنے کی کیا غایت تھی ؟ "مخزن" اپریل ۱۹۰۴ء میں "علم الاقتصاد" کے ایک باب کی اشاعت کے ساتھ کتاب کے زیر طبع ہونے کی خبر دی گئی تھی ، نومبر ۱۹۰۴ء تک ، "مخزن" میں اس بارے میں کوئی اطلاع یا اعلان نہیں ملتا . گویا ان مہینوں میں کتابت و طباعت کے مراحل طے ہوئے ، حتی کہ دسمبر ۱۹۰۴ء کے "مخزن" میں یہ اعلان شائع ہوا :

---

۱- *Journal of Research* ، جولائی ۱۹۷۷ء تا جنوری ۱۹۷۸ء : ص ۱۰۴ -

۲- بنام فوق : "شعر ہے جو کبھی کبھی خود موزوں ہو جاتا ہے ، سر شیخ عبدالقادر لے جاتے ہیں" (انوار اقبال : ص ۵۳) -

"ہم ناظرین کو بڑی خوشی سے یہ اطلاع دیتے ہیں کہ یہ قابلِ قدر کتاب جس کا ایک باب مخزن میں شائع ہو چکا ہے ، چھپ کر تیار ہو گئی ہے[۱]"۔

دسمبر کے شمارے میں شائع شدہ اس اعلان کی روشنی میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ "علم الاقتصاد" کا پہلا ایڈیشن ۱۹۰۴ء میں چھپ کر منظرِ عام پر آیا[۲] ۔

علامہ اقبال "علم الاقتصاد" کے دیباچے میں لکھتے ہیں : "شبلی نعمانی مدظلہ، میرے شکریہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کے بعض حصوں میں زبان کے متعلق قابلِ قدر اصلاح دی"[۳] ۔ غالباً یہ اپریل ۱۹۰۴ء کا ذکر ہے ۔ فقیر وحیدالدین نے *Iqbal in Pictures* میں ۱۹۰۴ء کا ایک گروپ فوٹو شائع کیا ہے ، جس کی بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ ۱۹۰۴ء میں اقبال ، مولانا شبلی سے ملے ہوں گے ۔

بظاہر یہ بات عجیب سی لگتی ہے کہ حصولِ تعلیم کے لیے انگلستان جاتے ہوئے ، اقبال نے "علم الاقتصاد" کا مسودہ اپنے ساتھ لے جانے کا تو اہتمام کیا ، مگر کوئی مطبوعہ نسخہ نہ لے گئے ۔ ممکن ہے دو چار جلدیں لے گئے ہوں ، اور دوست احباب کی نذر کر دی ہوں ۔ عطیہ بیگم کے نام ایک خط[۴] سے واضح ہوتا ہے کہ اپریل ۱۹۰۷ء میں اُن کے پاس "علم الاقتصاد" کا کوئی نسخہ موجود نہ تھا ، جسے وہ عطیہ کو پیش کرتے ۔ ہندوستان میں کتاب دستیاب[۵] تھی ، اور اقبال نے منگانے کا ارادہ بھی کیا ، مگر عطیہ بیگم کا بیان ہے کہ :

---

۱۔ مخزن ، دسمبر ۱۹۰۴ء ۔

۲۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے محض "۱۹۰۴ء" (زندہ رود : ص ۸۷) اور محمد حمزہ فاروقی نے "دسمبر ۱۹۰۴ء" لکھا ہے (اقبال ریویو ، جنوری ۱۹۷۶ء : ص ۶۹) ۔

۳۔ دیباچہ ، علم الاقتصاد ، طبع اول : ص ۷ ۔

۴۔ *Letters to Atiya* : ص ۱۲ ۔

۵۔ "مخزن" میں وقفوں وقفوں سے "علم الاقتصاد" کا اشتہار شائع ہوتا رہا ۔ آخری بار مئی ۱۹۰۸ء کے شمارے میں شائع ہوا ۔

Iqbal presented his original M S of Political Economy to me.[1]

یہ ۱۶ جولائی ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے، بعد میں یہ مسودہ پروفیسر آرنلڈ کو منتقل ہو گیا۔

علامہ اقبال ۸ مارچ ۱۹۱۷ء کو پروفیسر صلاح الدین محمد الیاس برنی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں :

"کتاب المعیشت مل گئی تھی ۔ ۔ ۔ آپ کی تصنیف اردو زبان پر ایک احسانِ عظیم ہے ۔ مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ اردو زبان میں علم الاقتصاد پر یہ پہلی کتاب ہے، اور ہر پہلو سے کامل"[2] ۔

تقریباً پانچ ہفتے بعد ۱۵ اپریل ۱۹۱۷ء کو مہاراجہ کشن پرشاد شاد کو لکھا : "علم الاقتصاد پر اردو سب سے پہلے مستند کتاب میں نے لکھی"[3] ۔ ان بیانات میں تضاد ہے ۔ بظاہر اس کا سبب یہی ہے کہ ۸ مارچ کے خط میں اقبال نے از راہ وضع داری، برنی کی کتاب کو "اردو زبان میں علم الاقتصاد پر پہلی اور ہر پہلو سے کامل کتاب" قرار دیتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی، مگر اسی زمانے میں حیدر آباد ہائی کورٹ کی ججی کے لیے اقبال کا نام بھی زیرِ غور تھا ۔ اس ضمن میں مکتوب بنام شاد میں اپنے سوانحی اور تصنیفی کوائف کی تفصیل لکھتے ہوئے "علم الاقتصاد" کی اس امتیازی حیثیت کا ذکر ضروری تھا کہ اس موضوع پر "سب سے پہلے مستند کتاب" انھوں نے لکھی ۔

حقیقت یہ ہے کہ "علم الاقتصاد" کی تالیف و اشاعت سے پہلے علم المعیشت پر اردو زبان میں کم از کم چھ کتابیں شائع ہو چکی تھیں ۔ ان میں سے پانچ تو انگریزی کتابوں کے تراجم تھے، البتہ "رسالہ علم انتظام مدن" (مصنفہ : محمد منور شاہ خاں و محمد مسعود شاہ خاں) آزادانہ غور

---

۱- *Letters to Atiya* : ص ۱۹ ۔
۲- اقبال نامہ، اول : ص ۳۰۹ ۔
۳- شاد اقبال : ص ۵۴ ۔

و فکر کے بعد ، بطور ایک طبع زاد تصنیف کے لکھا گیا[1] ۔ اس اعتبار سے "علم الاقتصاد" کو معاشیات پر اردو میں پہلی کتاب قرار نہیں دیا جا سکتا ۔

"علم الاقتصاد" کا پہلا ایڈیشن پیسہ اخبار کے خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور میں طبع ہوا ۔ قلم درمیانہ ہے ، حواشی نسبتاً باریک قلم سے ہیں ، سرورق اور اس کی پشت کے صفحات نمبر شمار نہیں کیے گئے ۔ پیش کش (انتساب) ص ۱ پر ہے ، فہرست مضامین ص ۲ پر ، اور ص ۳ خالی ہے ۔ دیباچہ (جسے اقبال نے بالالتزام "دیباجہ" لکھا ہے) ص ۴ تا ۷ اور متن کتاب ص ۸ سے شروع ہو کر ص ۲۱۶ پر ختم ہو جاتا ہے ۔ کتابت خوبصورت ہے ، مگر بہت سے الفاظ قدیم املا کے مطابق لکھے گئے ہیں ، جو اب متروک ہوچکا ہے ، مثلاً : پڑہنے (پڑھنے) ، سعے (سعی)، نہوگی (نہ ہوگی) ، قیمتون (قیمتوں) ، معنون (معنوں) ، پہونچ (پہنچ) ، فلان (فلاں) ، جاوے (جائے) ، تبادلی ((تبادلے) ، بڑ جانا (بڑھ جانا) ، سمجہہ (سمجھ) ، تہوں (تھوں) ، ابہی (ابھی) وغیرہ ۔ کتابت احتیاط سے کی گئی ہے ، پھر بھی کہیں کہیں کتابت کی اغلاط نظر آتی ہیں ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۷ | ۱۶ | کنبٹ | کینٹمب |
| ۹ | ۱۷ | کرتے ۔ احتراز | کرتے ہیں ، احتراز |
| ۱۱ | ۱۴ | کی روے سے | کی رو سے |
| ۲۴ | ۱۲ | ہے | سے |
| ۳۶ | ۱۳ | چاہتے | چاہیے |
| ۵۶ | ۸ | سہد | محمد |
| ۶۳ | ۶ | مفلوں | مغلوں |
| ۶۴ | ۴ | صحت کی خلاف | صحت کے خلاف |
| ۷۵ | ۷ | کم ہوں | کم ہوگی |
| ۹۵ | ۸ | جا سکتا | جا سکنا |
| ۱۲۶ | ۱۴ | حملے | جملے |
| ۱۳۷ | ۷ | عنذالطلب | عندالطلب |
| ۱۴۷ | ۱۹ | ہوتا ہے | ہونا ہے |

---

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے مشفق خواجہ کا مقالہ : "اقبال کا پہلا علمی کارنامہ ، علم الاقتصاد"، مشمولہ : رسالہ "اردو" ، اقبال نمبر ۱۹۷۷ء ، ص ۳۵۵ ۔ ۳۸۰ ۔

پروفیسر محمد عثمان ، "علم الاقتصاد" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :
"یہ کتاب اپنی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد بازار سے ہی غائب ہو گئی"[۱] ۔
یہ ذکر آ چکا ہے "علم الاقتصاد" مئی ۱۹۰۸ء تک تو یقینی طور پر فروخت کے لیے بازار میں موجود تھی (کیونکہ اسی ماہ "مخزن" میں اس کا اشتہار چھپا تھا) ممکن ہے اس کے بعد بھی دستیاب رہی ہو ۔ بہرحال نومبر ۱۹۰۴ء سے مئی ۱۹۰۸ء تک ساڑھے تین برس کے عرصے کو محض "کچھ عرصہ" قرار دینا درست نہیں ، پھر پروفیسر محمد عثمان نے پہلے ایڈیشن کے ختم ہونے کا جس انداز میں ذکر کیا ہے ، ["بازار سے بالکل ہی غائب ہو گئی"] اس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ کتاب کسی منصوبے کے تحت اور پُر اسرار طریقے سے بازار سے غائب کی گئی، حالانکہ نہ تو اس کی ضرورت تھی، اور نہ حقیقتاً ایسا ہوا ۔

یہ درست ہے کہ کتاب ختم ہونے پر ، اقبال نے دوسرے ایڈیشن کی ضرورت محسوس نہیں کی ۔ شاعری کے بیشتر مجموعوں کو انھوں نے اپنی زندگی میں بار بار چھپوانے کا اہتمام کیا ، مگر اپنی اولیں تصنیف کی دوبارہ اشاعت کی طرف وہ کبھی متوجہ نہیں ہوئے[۲] ۔ پہلی اشاعت کے ستاون سال بعد ، اقبال اکادمی پاکستان ، کراچی نے "علم الاقتصاد" کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ۔ اس پر سالِ طباعت درج نہیں ، مگر ممتاز حسن کے پیش لفظ کی تاریخِ تحریر (۱۰ جون ۱۹۶۱ء) سے اس کا سالِ اشاعت متعین کرنا مشکل نہیں ہے ۔

سرورق اور اس کی پشت کا صفحہ شمار میں نہیں لایا گیا ، فہرست ، صفحات الف ، ب ، ج پر درج ہے ، صفحہ د خالی ہے ۔ پیش لفظ (از ممتاز

---

۱۔ اقبال ریویو ، جنوری ۱۹۶۴ء : ص ۹۲ ۔
۲۔ "علم الاقتصاد" اقبال کی واحد تصنیف ہے ، جو انھوں نے خود طبع کرائی ، اور خود ہی فروخت کرتے تھے ("اس کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے ، اور مصنف سے مل سکتی ہے" ۔ مخزن ، دسمبر ۱۹۰۴ء) مگر اس کے بعد اپنی کتابیں اس طرح فروخت کرنے کا جھنجھٹ انھوں نے کبھی نہیں پالا ۔ ممکن ہے "علم الاقتصاد" کی فروخت کا یہی تجربہ مانع رہا ہو ۔

حسن ، ص ۱ تا ۱۰) مقدمہ (از انور اقبال قریشی ، ص ۱۱ تا ۱۹) پیش کش (انتساب اور مصنف ، ص ۲۱) اور دیباچہ (از مصنف ، ص ۲۳ تا ۲۶) کے بعد متنِ کتاب سے صفحات کا از سرِ نو شمار ہوتا ہے - دوسرے ایڈیشن کی سب سے اہم بات ، طبع اول کے متن کی تصحیح ہے - سرورق پر مرتب کا نام درج نہیں ، مگر دیباچے میں ممتاز حسن نے وضاحت کی ہے کہ : "موجودہ نسخے کے متن کی تصحیح مجلّہ "اقبال ریویو" کے مدیر معاون جناب خورشید احمد صاحب کی کوششوں کی مرہونِ منت ہے"- (ص ۹) - مرتب نے ترمیم و تصحیح کے سلسلے میں حسب ذیل نوعیت کی تبدیلیاں یا اضافے کیے ہیں :

(۱) کتاب پانچ حصوں میں منقسم ہے - ہر حصے کے شروع میں ایک ایک ورق کا فلیپ بنا کر اس پر متعلقہ حصے کے عناوینِ ابواب کی تفصیل دی گئی ہے (پہلا حصہ صرف ایک باب پر مشتمل ہے ، لہٰذا اس کے ساتھ "باب اول" (ص ۳) لکھنے کی ضرورت نہ تھی - طبع اول میں بھی یہ الفاظ موجود نہیں ہیں) -

(۲) معاشیات کی اردو اصطلاحات کے انگریزی مترادفات ، حاشیے میں دیے گئے ہیں -

(۳) کتاب کے آخر میں "ان معاشی اصطلاحات کا انگریزی ترجمہ جو اس کتاب میں استعمال ہوئی ہیں " کے زیرِ عنوان دس صفحات کا ایک ضمیمہ شامل ہے -

(۴) مرتب نے پاورقی حاشیے میں بعض مترادفات ، معاشیات کی خاص اصطلاحوں اور مسائل کے بارے میں حسبِ ضرورت تصریح کر دی ہے - (ملاحظہ کیجیے ، صفحات : ۳ ، ۶ ، ۱۰ ، ۱۸ ، ۲۳ ، ۲۹ ، ۴۴ ، ۵۳ ، ۵۶ ، ۸۵ ، ۱۰۹ ، ۱۲۱ وغیرہ -)

(۵) کتابت کی اغلاط درست کر دی گئی ہیں - کہیں کوئی لفظ سہواً رہ گیا تھا تو لکھ دیا گیا ، اور حاشیے میں اس کی صراحت کر دی گئی - راقم کے خیال میں ہر محذوف لفظ کے بارے میں بار بار حاشیے میں وضاحت سے بہتر تھا کہ آغاز میں ایک بار تصریح کر دی جاتی ، اور چھوٹے ہوئے لفظ قلابین [ ] میں دے دیے جاتے ، بہرحال یہ ساری

ترامیم اور اضافے تو مناسب ہیں ، لیکن ترامیم کی بعض دیگر نوعیتیں غور طلب ہیں ، مثلاً :

| نمبر شمار | صفحہ | سطر | طبع اول | صفحہ | سطر | طبع دوم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۹ | ۱ ، ۲ | جواب میں اول تو یہ | ۴ | ۵ | جواب میں اول تو ہم یہ .. |
| ۲ | ۹ | ۵ | یہ کہا جا سکتا ہے .. | ۴ | ۹ | یہ بھی کہا جا سکتا ہے - |
| ۳ | ۹ | ۱۹ | لفظ "دولت" کا استعمال کئی جگہ کیا ہے - | ۵ | ۱ | لفظ "دولت" کئی کئی جگہ استعمال کیا ہے - |
| ۴ | ۱۰ | ۱۵ | مطلوب یا وہ تمام اشیا | ۵ | ۵ | مطلوب اشیا یا وہ تمام اشیا |
| ۵ | ۱۰ | ۱۴، ۱۵ | سرانجام کرتا ہے | ۵ | ۲۱ | سرانجام دیتا ہے - |
| ۶ | ۳۳ | ۹، ۱۰ | قیمت پر کچھ اثر نہ ہوگا - | ۳۲ | ۱ | قیمت پر زیادہ اثر نہ ہوگا |
| ۷ | ۵۷ | ۱، ۲، ۳ | پیدایش دولت کے لحاظ سے کسی قوم کی قابلیت اس قوم کی زمین... | ۵۷ | ۱ | کسی قوم کی قابلیت، پیدایش دولت کے لحاظ سے اس قوم کی زمین .. |

نمبر ۱ ، ۲ اور ۴ کے بارے میں مرتب نے وضاحت کی ہے کہ ان میں علی الترتیب "ہم" "بھی" اور "اشیا" سہواً حذف ہوگئے تھے ، ایسا ممکن ہے ، لیکن ہمارا خیال ہے کہ اگر یہ سہواً محذوف نہ ہوئے ہوں ، اور اقبال کی اصل تحریر اسی طرح ہو ، تب بھی مفہوم میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ، اس لیے یہاں ان الفاظ کا اضافہ کرنے کی ضرورت نہ تھی - نمبر ۳ اور ۷ میں بعض الفاظ کی تقدیم و تاخیر کا مسئلہ ہے ، اور یہ لکھنے والے کی صواب دید اور ذوق پر منحصر ہے کہ وہ کس لفظ کو پہلے لاتا ہے ، اور کس کو بعد میں - مفہوم دونوں طرح واضح ہے ، لہٰذا یہ ترامیم بھی بلا ضرورت ہیں - نمبر ۵ : یہ محاورے کے استعمال کا مسئلہ ہے - ہمارے خیال میں "سرانجام کرنا" بھی غلط نہیں ، اس لیے اس تبدیلی کی

بھی ضرورت نہ تھی - نمبر ۶ : یہ ترمیم البتہ مناسب ہے ، کیونکہ یہاں مصنف کا مفہوم لفظ "زیادہ" سے واضح ہوتا ہے ، نہ کہ "کچھ" سے -

ان مثالوں کی روشنی میں ، مرتب کی ترامیم و اصلاحات کا جائزہ لیں ، تو ان میں سے بیشتر بلا ضرورت نظر آتی ہیں - ان اصلاحات سے فقرے ُچست ہو گئے ہیں اور عبارت میں زیادہ روانی اور وضاحت پیدا ہو گئی ہے ، لیکن اقبال کا اصل متن ، تبدیل ہو گیا ہے ، اور تصحیحِ متن کے یہ معنی نہیں کہ اصل متن میں جدید اسلوب ، لسانی تقاضوں یا مروج روزمرہ و محاورہ کے مطابق ، حسبِ ضرورت تبدیلیاں یا تصرفات کر دیے جائیں ، چنانچہ طبع دوم کی بہت سی ترامیم و تبدیلیاں ، راقم کے خیال میں نامطلوب تھیں . اصل متن ُجوں کا ُتوں رہنا چاہیے تھا ، زیادہ سے زیادہ ، حواشی میں صراحت کر دی جاتی -

راقم کے خیال میں مرتب نے "حرمتِ متن" کا ادراک نہیں کیا ، یہی وجہ ہے کہ متن میں بیسیوں مقامات پر ترمیم کی گئی ، مگر حواشی میں یہ صراحت صرف چند مقامات تک محدود ہے - بہت سے تصرفات کے بارے میں یہ ذکر نہیں ہوا کہ یہ مرتب کی اصلاحات ہیں ، مثلاً :

| نمبر شمار | صفحہ | سطر | طبع اول | صفحہ | سطر | طبع دوم |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱ | ۵۰ | ۲، ۳ | موسوم کیا کرتے ہیں - | ۳۶ | ۱۱، ۱۲ | موسوم کیا جاتا ہے - |
| ۲ | ۵۰ | ۳ | کوشش کی ہے کہ تنظیم . | ۳۶ | ۱۲ | کوشش کی ہے کہ یہ واضح کریں کہ تنظیم .. |
| ۳ | ۶۴ | ۷، ۸ | دستکاروں کے ہنر سمجھ اور دور اندیشی .. | ۵۹ | ۲۸ | دستکاروں کی ہنر سندی اور درویشی |
| ۴ | ۷۰ | ۴ | قرض اٹھاتے ہیں - | ۶۵ | ۲۶ | قرض لیتے ہیں - |
| ۵ | ۳۴ | ۱۰ | خاک سیاہ ہو جاتا ہے - | ۳۲ | ۲۳ | خاک ہوجاتا ہے - |

اس نوع کی مثالیں صفحات : ۴۰ (اول ، ص ۳۴) ، ۴۲ (اول : ص ۴۴) ، ۴۶ (اول : ص ۴۵) ۵۶ (اول : ص ۶۰) ، ۶۲ (اول : ص ۶۶)، ۷۰ (اول : ص ۷۲) ، ۷۱ (اول : ص ۷۴) ، ۷۳ (اول : ص ۷۶) ، ۹۰ (اول : ص ۹۳) ، ۹۱ (اول : ص ۹۴) ، ۱۴۰ (اول : ص ۱۴۶) ، اور بہت سے دیگر مقامات پر دیکھی جا سکتی ہیں ۔

طبع اول میں کئی مقامات پر متعدد عبارات اور جملوں کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے نیچے خط کھینچا گیا ہے ۔ (صفحات : ۶۷ ، ۶۸ ، ۸۱ ، ۸۲ ، ۸۷ ، ۸۸ ، ۹۵ ، ۱۲۰ ، ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۲۸ وغیرہ) مگر طبع دوم میں ان حصوں کو خط کشیدہ نہیں بنایا گیا ، اور نہ اس کی کہیں وضاحت ملتی ہے ، حالانکہ یہ ضروری تھا ۔ طبع اول میں "دیباجہ' مصنف" (ص ۵) ہے ، اور یہ صحیح ہے ۔ یہ فارسی لفظ "دیباچہ" کا معرب ہے ، اقبال بالعموم "دیباجہ" ہی لکھتے ہیں ۔ طبع اول ص ۶ اور ۷ پر بھی انھوں نے "دیباجے" لکھا ہے ۔ "اسرار خودی" میں منقول جامی کے ایک شعر میں بھی "دیباجہ" ہے (ص ۲۱) ۔ طبع دوم میں اس لفظ کو "دیباچہ" بنا دیا گیا ہے ، جو درست نہیں ۔

طبع اول میں "دوم" کو ایک جگہ "دوئم" (ص ۲۰۹) اور "سوم" کو دو جگہ "سوئم" (ص ۷۱ ، ۱۰۹) لکھا گیا ہے ۔ طبع دوم میں اس کی اصلاح کے بجائے ہر جگہ ، حتیٰ کہ فہرست میں بھی ، "دوئم" اور "سوئم" کر دیا گیا ہے ۔

آج "علم الاقتصاد" کی اہمیت ، اقبال کی اولیں تصنیف اور ایک یادگار کے طور پر ہے ، نہ کہ معاشیات کی ایک کتاب کی حیثیت سے ۔ معاشی نظریات اور اصولوں میں اتنی پیش رفت ہو چکی ہے کہ "علم الاقتصاد" کا علمی مرتبہ لائقِ اعتنا نہیں ، اور نہ یہ کتاب جدید معاشیات کے طلبہ کے لیے چنداں سودمند ہو سکتی ہے ۔ جُوں جُوں وقت گذرے گا ، اس کی یہ حیثیت گھٹتی چلی جائے گی ، مگر اقبال کی تصنیف کے طور پر اس کی اہمیت بدستور باقی رہے گی ۔ اس لیے اس کے متن میں کسی طرح کی تبدیلی یا تصرف نامناسب ہے ، تاہم حسبِ ضرورت حواشی کا اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔

۱۹۷۷ء میں "علم الاقتصاد" کا تیسرا ایڈیشن لاہور سے شائع ہوا۔ ناشر کی حیثیت سے اس پر اقبال اکادمی پاکستان کا نام درج ہے، مگر "اہتمام" ایم۔ اے سلام آئینہ ادب لاہور کا ہے۔ اس تیسرے ایڈیشن پر "بار اول، ۱۹۷۷ء" کے الفاظ، کتاب کے ناشر اور مہتمم دونوں کی بے توجہی کے غماز ہیں۔ ایڈیشن میں خطِ نسخ کو خطِ نستعلیق میں بدل دیا گیا ہے۔ کتابت گوارا ہے، طبع اول میں حواشی کا قلم، متن سے نسبتاً باریک تھا، مگر زیرِ نظر ایڈیشن میں اس فرق کا اہتمام روا نہیں رکھا گیا۔ فہرست میں یہ تبدیلی کی گئی ہے کہ ہر حصے کے ذیلی عنوانات کے ساتھ درج شدہ باب اول، دوئم، سوئم وغیرہ کے الفاظ دیے گئے ہیں، اور پیش لفظ سے ضمیمے تک ہر عنوان کو مسلسل شمار کرتے ہوئے، اس کے ساتھ نمبر لکھ دیا ہے۔ یہ اختراع غالباً خوش نویس کی ہے، جس کی ضرورت تھی، اور نہ کوئی جواز۔

## THE DEVELOPMENT OF METAPHYSICS IN PERSIA

اقبال اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء کو کیمبرج پہنچے[1]، اور چھ روز بعد یکم اکتوبر کو ٹرینٹی کالج میں advanced student کے طور پر داخلہ لینے[2] کے فوراً ہی بعد، اپنی تحقیق کا آغاز کر دیا۔

---

۱۔ خطوطِ اقبال، ص ۱۰۳ ["خطوطِ اقبال" میں اس خط پر "۲۵ نومبر" درج ہے، جو درست نہیں]۔

۲۔ ڈاکٹر سعید اختر درانی نے اپنے مضمون "علامہ اقبال کی تاریخ پیدایش، چند نئے زاویے" ("جنگ" لندن، ۲۰ ستمبر ۱۹۷۷ء، ص ۴) کے ساتھ ٹرینٹی کالج کیمبرج کے رجسٹر داخلہ سے، یکم اکتوبر ۱۹۰۵ء کے اندراجات کا عکس شائع کرایا ہے، جس سے ٹرینٹی کالج میں اقبال کے داخلے کی تاریخ، اور اس کی نوعیت (Advanced student) کا تعین ہوتا ہے۔ اقبال نے اپنے ایک مضمون میں بھی ذکر کیا ہے کہ وہ ٹرینٹی کالج میں بطور advanced student زیرِ تعلیم رہے (*Speeches*، شیروانی: ص ۱۴۳)۔

۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء کے خط[1] میں اقبال نے حسن نظامی سے تصوف سے متعلق بعض استفسارات کیے ، اور ساتھ ہی تصوف کے موضوع پر قرآنی آیات کے حوالے تلاش کر کے "بہت جلد مفصل جواب" لکھنے کی تاکید کی۔ اس سے پہلے یکم اور ۸ اکتوبر کے درمیان بھی ، وہ اسی سلسلے میں ایک خط لکھ چکے تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آغاز کار کے ساتھ موضوع کا تعین ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر میک ٹگرٹ ، اقبال کے نگران تحقیق اور ایچ سیج ِوک (H. Sidgwick) آن کے ٹیوٹر تھے[2]۔ یہ تحقیقی مقالہ (Dissertation) وہ بی۔ اے کی ڈگری کے لیے تیار کر رہے تھے[3]۔ تقریباً ڈیڑھ سال بعد ۷ مارچ ۱۹۰۷ء کو انھوں نے مقالہ بہ عنوان *The Development of Metaphysics in Persia* مکمل کر کے داخل کر دیا ، جس پر کیمبرج یونیورسٹی نے ۷ مئی ۱۹۰۷ء کو انھیں ایک سند[4] اور ۱۳ جون[5] ۱۹۰۷ء کو بی۔ اے کی ڈگری عطا کی۔

---

۱۔ اقبال نامہ ، دوم : ص ۳۵۳ ، ۳۵۴ ۔

۲۔ مطابق رجسٹر داخلہ ٹرینٹی کالج کیمبرج ۔

۳۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کا خیال ہے کہ کیمبرج سے بی۔ اے کی ڈگری لینے کی بات درست معلوم نہیں ہوتی ۔ (زندہ رود ، اول : ص ۱۱۳) مگر انھوں نے اسی کتاب میں ، چند صفحات آگے چل کر ، اقبال کا یہ قول نقل کیا ہے : "جب میں نے کیمبرج سے بی۔ اے کر لیا ." (ص ۱۲۶) اصل بات یہ ہے کہ ٹرینٹی کالج کے رجسٹر داخلہ کے اندراجات کے مطابق اقبال نے Advanced student کی حیثیت سے داخلہ لیا تھا ، اس حیثیت میں ، آن کے لیے یہ پابندی نہیں تھی کہ وہ بی۔ اے کے عام طالب علموں کی طرح تین سال کی مدت پوری کر کے باقاعدہ امتحان میں بیٹھنے ، اور امتحان پاس کرنے کی شرط پوری کریں ۔ انھیں تو اپنا مقالہ (Dissertation) پیش کرنا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ اسی اثنا میں انھوں نے ۶ نومبر ۱۹۰۵ء کو لنکنز اِن میں بھی داخلہ لے لیا تھا ، اور اسی سلسلے میں اکثر لندن آتے تھے۔

۴۔ عکس ملاحظہ کیجیے : *Iqbal in Pictures* ۔

۵۔ بحوالہ ڈاکٹر سعید اختر درانی ، جنگ ، لندن ، ۲۲ جون ۱۹۷۸ء : ص ۳ ۔

اس اثنا میں بیرسٹری کا کورس بھی جاری تھا ، اقبال نے پی ایچ ڈی کرنے کا ارادہ کر لیا (اس طرف متوجہ کرنے میں ، اُن کے کیمبرج کے اساتذہ اور پروفیسر آرنلڈ وغیرہ کا دخل ہوگا) کیمبرج میں اُن دنوں پی ایچ ڈی نہیں ہوتی تھی (وہاں یہ سلسلہ ۱۹۲۱ء میں جاری ہوا) اور ڈاکٹریٹ کے لیے طلبہ بالعموم جرمنی جاتے تھے۔ اقبال کے حلقۂ احباب میں کئی جرمن فاضل شامل تھے[۱] ۔ مزید برآں ایک عربی مخطوطے پر تحقیق کے سلسلے میں ، پروفیسر آرنلڈ نے ، اقبال کو جرمنی بھیجنے کی تجویز پیش کی[۲] ۔ ذاتی طور پر وہ جرمنوں کے مداح تھے ، اور اُن کی طرف خاصا میلانِ طبع رکھتے تھے ۔ عطیہ بیگم نے اقبال کا یہ قول نقل کیا ہے : "اگر علم کو پختہ کرنا ہو تو جرمنی جاؤ"[۳] ۔ ان سب عوامل کی بنا پر ، اقبال نے پختہ ارادہ[۴] کر لیا کہ جرمنی جا کر پی ایچ ڈی کی جائے ۔

---

۱- *Letters to Atiya* : ص ۱۵ ۔
۲- کتابِ مذکور : ص ۱۷ ۔
۳- اقبال از عطیہ بیگم : ص ۸۴ ۔
۴- ڈاکٹر جاوید اقبال لکھتے ہیں : "معلوم ہوتا ہے اقبال نے بھی کیمبرج میں رہائش اختیار کرنے کے فوراً بعد اپنے موضوعِ تحقیق کے متعلق ضروری رجسٹریشن میونخ یونیورسٹی میں کروا دی تھی" (زندہ رود ، اول : ص ۱۲) مگر یہ بات درست نہیں کیونکہ اقبال کے ایک بیان سے واضح ہوتا ہے کہ کیمبرج سے بی ۔ اے کرنے کے بعد انھوں نے پی ایچ ڈی کا ارادہ کیا ، اور شیخ عطا محمد صاحب سے مزید کچھ رقم بھیجنے کی درخواست کی (آثارِ اقبال : ص ۳۶) پھر یہ بات بھی غور طلب ہے کہ بقول جاوید اقبال : اگر ، اقبال نے کیمبرج سے بی ۔ اے نہیں کیا (زندہ رود ، اول : ص ۱۱۳) اور بیرسٹری کے لیے لنکنز اِن میں بھی داخلہ لے رکھا تھا ، تو کیمبرج میں کس لیے قیام پذیر تھے ، اور ریسرچ سکالر کی حیثیت سے ٹرینٹی کالج میں داخلہ (حوالۂ مذکور) کیوں لیا تھا ؟ انھیں لندن میں رہنا چاہیے تھا، یہاں ایک طرف بیرسٹری کی تیاری کرتے ، اور ساتھ ساتھ میونخ یونیورسٹی کی ریسرچ بھی جاری رہتی ۔

آن دنوں جرمن یونی ورسٹیوں میں پی ایچ ڈی کے طلبہ کے لیے کم از کم ڈیڑھ برس کی حاضری لازمی تھی ، اور مقالہ جرمن یا لاطینی زبان میں لکھنا پڑتا تھا ، تاہم اقبال کو اپنے کیمبرج کے اساتذہ کی سفارش پر دونوں شرائط میں استثنٰے مل گیا[1] - اقبال ۱۷ یا ۱۸ جولائی[2] ۱۹۰۷ء کو انگلستان سے روانہ ہو کر جرمنی چلے گئے -

عطیہ بیگم کا بیان ہے کہ اقبال نے : "وہ علمی مقالہ بھی مجھے بخشا ، جس پر انھیں بی - اے کی ڈگری عطا ہوئی"[3] - ایک اور جگہ انھوں نے MS.[4] (یعنی مسودہ) لکھا ہے - ممکن ہے یہ اصل مقالے کی نقل ہو یا اصل مقالہ ہو ، اور اس کی نقل اقبال نے اپنے پاس محفوظ کرلی ہو - جرمنی پہنچ کر انھوں نے اپنے مقالے کے سلسلے میں مزید تحقیقات شروع کیں، اور اس ضمن میں جرمن علما (بشمول پروفیسر ویگے ناست اور سینے شل) سے تبادلۂ خیال اور بحث و مباحثہ کے ساتھ ساتھ جرمنی کے بعض کتب خانوں سے بھی استفادہ کیا - مقالے کی تیاری میں اقبال نے جن مخطوطات سے مدد لی ، آن میں سے تین برلن کی لائبریری میں تھے[5] - ممکن ہے

---

۱- *Letters of Iqbal* : ص ۱۴۸ -

۲- ڈاکٹر جاوید اقبال نے لکھا ہے : "غالباً جولائی کے تیسرے ہفتے میں ہائیڈل برگ چلے گئے" (زندہ رود ، اول : ص ۱۱۹) سعید اختر درانی کا خیال ہے کہ : "لندن سے ۲۰ جولائی ۱۹۰۷ء کے لگ بھگ جرمنی روانہ ہوئے" (جنگ ، لندن ، ۲۲ جون ۱۹۷۸ء : ص ۳) - راقم کے خیال میں انگلستان سے روانگی کی تاریخ ۱۷ یا ۱۸ جولائی بنتی ہے - ۱۶ جولائی کو وہ لندن میں تھے (اقبال از عطیہ بیگم : ص ۸۴) جرمنی پہنچ کر انھوں نے عطیہ بیگم کو جو خط لکھا وہ عطیہ نے ۲۳ جولائی کو دوستوں کو پڑھ کر سنایا (حوالۂ مذکور) یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اقبال ۱۷ ، ۱۸ جولائی کو لندن سے روانہ ہو کر ۱۸ ، ۱۹ جولائی کو جرمنی پہنچے ہوں ، اور اسی روز یا اگلے روز عطیہ بیگم کو خط لکھ دیا ہو -

۳- "اقبال" از عطیہ بیگم : ص ۸۴ -

۴- *Letters to Atiya* : ص ۱۹ -

۵- تعارف : *Development* ، ص XI -

ماخذات کی تلاش میں انھوں نے یورپ کے بعض دیگر شہروں[1] کا سفر بھی کیا ہو ۔ مجموعی طور پر جرمنی میں اقبال کا قیام بہت خوش گوار[2] رہا ۔ وہ زیادہ تر ہائیڈل برگ میں مقیم رہے ، جہاں اُن کی رہایش دریاے نیکر کے کنارے ایک پُر فضا جگہ واقع ایک مکان[3] میں تھی ۔ اس طرح انھوں نے نہایت سازگار ماحول میں اور کلی جمعیتِ خاطر کے ساتھ اپنے مقالے کو آخری شکل دی[4] ۔

جرمنی میں قیام کے دوران میں ، انھوں نے جرمن زبان پر مناسب حد تک دسترس بہم پہنچائی[5] تھی ، جس کے بارے میں ان کے اساتذہ کا خیال تھا کہ : "اقبال نے تین مہینے میں جتنی جرمن زبان سیکھی ہے ، اتنی جلد کوئی حاصل نہیں کر سکتا"[6] ۔ زبانی امتحان جرمن میں ہوا ، اور میونخ یونیورسٹی نے ۴ نومبر ۱۹۰۷ء میں اس علمی مقالے پر اقبال کو پی ایچ ڈی کی ڈگری عطا کی ۔

اقبال کا یہ تحقیقی مقالہ ، اقبال کے قیامِ انگلستان ہی کے زمانے میں لندن کی لوزاک اینڈ کمپنی (Lozac & Co.) نے کتابی صورت میں شائع کیا تھا ۔ سالِ اشاعت ۱۹۰۸ء درج ہے ۔ برمنگھم یونیورسٹی لائبریری میں موجود نسخے [ حوالہ نمبر : (15231+) S B 741 ] پر ، جو اقبال نے اپنے دوست ایف ۔ ڈبلیو تھامس کو پیش کیا ، اقبال کے دستخطوں کے ساتھ

---

۱۔ مثلاً وی آنا (ڈاکٹر سعید اختر درانی ، جنگ ، لندن ، ۲۲ جون ۱۹۷۸ء : ص ۳) ۔

۲۔ اس کا کچھ اندازہ عطیہ بیگم کی ڈائری کے اندراجات ("اقبال" : ص ۸۶ تا ۹۸) سے لگایا جا سکتا ہے ۔

۳۔ ۱۹۶۶ء میں اس پر ایک یادگاری پتھر نصب کر دیا گیا ۔

۴۔ اقبال نے اپنے ایک پرانے مضمون : The Doctrine of Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim al-jili. (مطبوعہ : *Indian Antiquary* ، ستمبر ۱۹۰۰ء) کو ترمیم کے بعد ، اپنے مقالے میں شامل کر لیا ۔

۵۔ *Letters of Iqbal* : ص ۱۴۸ ۔

۶۔ "اقبال" از عطیہ بیگم : ص ۹۴ ۔

۳ جولائی ۱۹۰۸ء کی تاریخ[1] درج ہے۔ گویا کتاب ۱۹۰۸ء کی پہلی ششماہی کے آخری دنوں میں شائع ہوئی۔ اس کی طباعت ای۔ جے۔ بریل (E J Brill) کے زیر اہتمام لائیڈن (ہالینڈ) میں ہوئی۔ پروفیسر آرنلڈ کے نام انتساب کی عبارت سے اپنے استاد کے لیے اقبال کی محبت و عقیدت کے انتہائی جذبات ظاہر ہوتے ہیں۔ شروع میں غلط نامہ بھی شامل ہے۔

سرورق اور اس کی پشت کے صفحے کا شمار نہیں کیا گیا؛ انتساب، غلط نامہ، فہرست اور تعارف از مصنف بارہ صفحات پر مشتمل ہیں، اور ان کا شمار رومن ہندسوں میں ہے، متنِ کتاب صفحہ ایک سے ۱۹۵ تک محیط ہے، غلط نامے، فہرست اور پاورق حواشی کا ٹائپ باریک ہے، تبادلۂ حروف میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کا وضع کردہ طریقہ اپنایا گیا ہے۔

حسنِ صوری کے اعتبار سے پہلے ایڈیشن کی طباعت معیاری ہے۔ متن کا ٹائپ روشن اور واضح ہے۔ رموز اوقاف کا خاص اہتمام نظر آتا ہے۔ تقریباً دو صد صفحات کے متن میں ایک درجن سے بھی کم اغلاط سے پروف ریڈر کی دقتِ نظر اور ناشر کے ترددِ طباعت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ پہلے ایڈیشن کی دو طباعتیں ملتی ہیں ○ طباعت ''الف'': اس کا تفصیلی ذکر اوپر کی سطور میں کیا گیا۔ اس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے۔ طباعت ''ب'': اس کا سرورق طباعت الف کے سرورق سے کسی قدر مختلف ہے۔ اس میں Lebenslauf کے زیرِ عنوان اقبال کے مختصر حالات شامل ہیں، نیز ابتدائی آٹھ صفحات کے اندراجات کی ترتیب، طباعت الف کی ترتیب سے مختلف ہے۔ بہ قول منیر شیخ: ''آج سے پندرہ برس پہلے بون میں مقیم، اقبال کے ایک جرمن عاشق اور ایک اعلٰی سرکاری ملازم ڈاکٹر مونش نے جناب ممتاز حسن کی فرمایش پر ۱۹۶۸ء میں اسی پہلے نسخے کے پچاس ری پرنٹ شائع کیے تھے، جو پاکستان بھی بھیجے گئے''[1] مگر راقم کو کسی ری پرنٹ کا سراغ نہیں مل سکا۔ ۱۹۸۱ء

---

۱۔ یہ اطلاع ڈاکٹر سعید اختر درانی کی فراہم کردہ ہے۔

۱۔ احساس، اقبال نمبر، جلد ۲، شمارہ ۱۱-۱۲: ص ۱۰۷۔

میں ڈاکٹر سعید اختر درانی نے ماربرگ یونیورسٹی لائبریری (جرمنی) میں اسی طباعت "ب" کے ایک نسخے کا سراغ لگایا اور پروفیسر آر۔ برانٹ کی مدد سے اس کے ایک سو ری پرنٹ تیار کرائے[۱]، ان میں سے تین نسخے، انھوں نے اقبال میوزیم لاہور، اقبال اکادمی پاکستان لاہور اور گورنمنٹ کالج لاہور کی لائبریریوں کو ہدیہ کیے۔

طباعت "الف" اور طباعت "ب" کے ابتدائی آٹھ صفحات کی ترتیب اور اندراجات کے اختلافات یہ ہیں:

| صفحہ | طباعت "الف" | طباعت "ب" |
|---|---|---|
| سرورق | دونوں سرورقوں کے عکس بالمقابل صفحے پر ملاحظہ کیجیے: | |
| سرورق کی پشت | پرنٹ لائن[۲] | × |
| [I] | پروفیسر آرنلڈ کے نام انتساب کی عبارت | اقبال کی مختصر خود نوشت بہ عنوان Lebenslauf[۳] |
| [II] | × | × |
| [III] | اغلاط نامہ | کتاب کا نام |
| VI | × | × |
| V | فہرست مضامین | سرورق[۴] |
| VI | × | پرنٹ لائن[۵]۔ نیز یہ عبارت: Genehmigt auf Antrag des Herrn Professor Dr. Fr HOMMEL |

---

۱۔ افکار، مارچ ۱۹۸۲ء۔

۲۔ Printed by : E. J BRILL—LEIDEN (Holland)

۳۔ اس کا عکس *Iqbal in Pictures* میں شامل ہے۔

۴۔ مطابق عکس، بالمقابل صفحہ۔

۵۔ مطابق حاشیہ ۲۔

باقی تمام صفحات کی ترتیب اور متن یکساں ہے اور ان کی طباعت میں ایک ہی پلیٹیں استعمال کی گئی ہیں - چنانچہ طباعت "الف" کی تمام اغلاط طباعت "ب" میں بھی موجود ہیں -

اب سوال یہ ہے کہ ایک ہی سال (۱۹۰۸ء) میں کتاب دوبارہ کیوں چھپی ؟ (یہ تو قریب قریب ناممکن ہے کہ چند ہی ماہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہو گیا ہو، اور اسی سال دوسرا ایڈیشن چھاپنا پڑا ہو - (نسخہ "الف" یا "ب" پر طبع اول یا دوم کی کوئی صراحت بھی نہیں ملتی) - اگر کتاب ایک ہی بار چھپی ، تو پھر ابتدائی آٹھ صفحات کے اندراجات میں فرق کیوں ہے ؟ طباعت "الف" میں Leben-lauf والا صفحہ کیوں شامل نہیں ؟ اسی طرح طباعت "ب" میں آرنلڈ کے نام انتساب والے صفحے کی عدم موجودگی کا سبب کیا ہے ؟ اس سلسلے میں بعض قرائن ، نیز ڈاکٹر سعید اختر درانی کی فراہم کردہ معلومات کی بنا پر راقم اس نتیجے پر پہنچا کہ طباعت "ب" پہلے عمل میں آئی ، اس کے چند نسخے ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے چھاپے گئے ، (ڈاکٹر اینماری شمل کے مطابق ڈاکٹریٹ کی ڈگری کے لیے ، ان دنوں مقالہ طبع کرا کے پیش کیا جاتا تھا۱) اس کے سرورق کی جرمن عبارت سے بھی تصدیق ہوتی ہے ، سرورق پر مصنف کے نام کے ساتھ صرف M.A. درج ہے ، پی ایچ ڈی کا ذکر نہیں ہے - اس وقت تک طباعت کی اغلاط بھی دریافت نہیں ہوئی تھیں ، اس لیے اس طباعت میں "اغلاط نامہ" شامل نہیں کیا گیا - ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل گئی تو انھی پلیٹوں سے کتاب کے مزید نسخے شائع کیے گئے ، مگر اس نئی اشاعت ("الف") کے ابتدائی صفحات میں بعض ترامیم کی گئیں - ڈاکٹریٹ کی ڈگری مل چکی تھی ، اس لیے سرورق ، نیز صفحہ [VI] کی جرمن عبارات نکال دی گئیں ، ایک صفحے کی مختصر خود نوشت بھی حذف کر دی گئی ، کیونکہ طباعت "الف" میں یہ بھی غالباً امتحانی ضرورت کے تحت ہی شامل کی گئی تھی ، مصنف کے نام کے ساتھ Ph.D. (Munich) کا اضافہ کیا گیا، اسی طرح آرنلڈ کے نام انتسابی عبارت بھی بڑھائی گئی - اس وقت تک

---

۱- روایت ڈاکٹر سعید اختر درانی ، مکتوب بنام رفیع الدین ہاشمی ، ۱۵ مارچ ۱۹۸۰ء -

طباعت کی بعض اغلاط دریافت ہو چکی تھیں ، اس لیے "اغلاط نامہ" بھی لگا دیا گیا ۔ یوں طباعت "الف" عمل میں آئی ۔

ضمناً یہ تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ طباعت "اف" کا "اغلاط نامہ" بھی غلطیوں سے خالی نہیں ۔ سطر ۱ میں Buudadish کی جگہ Bundadish ہونا چاہیے ۔ سطر ۹ میں He-ness کی جگہ I-ness ہونا چاہیے ۔ سطر ۱۰ میں مذکور غلطی ، کتاب میں موجود نہیں ہے ، البتہ اسی صفحہ (۱۶۶ ، سطر ۲۱) پر لفظ peace سے پہلے a ہونا چاہیے تھا ، مگر "اغلاط نامہ" میں اس کی نشاندہی نہیں کی گئی —— دونوں طباعتوں کے Contents میں صفحہ : ۱۲۰ کی جگہ ۱۲۱ ، اور ۱۲۱ کی جگہ ۱۵۰ درست ہے ۔

علامہ اقبال کی زندگی میں ، اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع نہیں ہوا ، کیونکہ انھوں نے اس کی اشاعتِ مکرر میں کبھی دلچسپی نہیں لی ۔ ۱۹۱۷ء میں جب حیدر آباد ہائی کورٹ میں بحیثیت جج اُن کے تقرر کا امکان پیدا ہوا ، تو انھوں نے شاد کے نام ایک خط میں اپنی علمی لیاقت ، تعلیمی امتیازات اور تدریسی تجربے کی تفصیل بیان کی ۔ تصنیف و تالیف کے ضمن "علم الاقتصاد" کا ذکر کرتے ہوئے کتاب کی انفرادی حیثیت کا اِن الفاظ میں ذکر کیا : "اردو میں سب سے پہلے مستند کتاب میں نے لکھی"[1] ۔ لیکن زیرِ بحث کتاب کے بارے میں ، جو یورپ میں اُن کی دو سالہ علمی تحقیق کا ثمر تھی ، انھوں نے صرف یہ لکھا : "ایک مفصل رسالہ فلسفۂ ایران پر بھی لکھا ہے"[2] ۔ اس کے ساتھ کوئی ایسا توصیفی لفظ یا جملہ نہیں ہے ، جس سے ظاہر ہو کہ اقبال اس کتاب کو ایک اہم تصنیف کا درجہ دیتے ہیں ۔ تین برس بعد ، خان محمد نیاز الدین خاں کو لکھا : "ایران کے فلسفے پر میں نے ایک کتاب لکھی تھی ، محض ایک خاکہ تھا ، جسے بعد میں پُر کرنے کا مقصد تھا ، مگر وقت نے مساعدت نہ کی"[3] ۔ ۱۹۲۷ء

---

۱- شاد اقبال : ص ۴۵ ۔
۲- کتابِ مذکور : ص ۴۵ ، ۴۶ ۔
۱- مکاتیبِ اقبال بنام نیاز : ص ۳۱ ۔

میں میر حسن الدین نے ، اس کے اردو ترجمے کی اجازت طلب کی ، تو انھیں لکھا :

"میرے نزدیک اس کا ترجمہ کچھ مفید نہ ہوگا - یہ کتاب اب سے اٹھارہ سال پہلے لکھی گئی تھی ، اس وقت سے بہت سے نئے امور کا انکشاف ہوا ہے ، اور خود میرے خیالات میں بھی بہت سا انقلاب آ چکا ہے - جرمن زبان میں غزالی ، طوسی وغیرہ پر علیحدہ کتابیں لکھی گئی ہیں ، جو میری تحریر کے وقت موجود نہ تھیں - میرے خیال میں ، اب اس کتاب کا تھوڑا سا حصہ باقی ہے ، جو تنقید کی زد سے بچ سکے - میری رائے میں ترجمہ کرنے سے بہتر یہ بات ہے کہ آپ خود ایسی تاریخ لکھیں"[1] -

گویا وقت گذرنے پر اقبال کی نظر میں ، آن کی اس تصنیف کی علمی حیثیت و اہمیت ختم ہو چکی تھی - اس کا ایک سبب تو یہی ہے کہ اقبال کی اس ابتدائی کاوش کے بعد ، اس موضوع پر کئی عالمانہ اور وقیع کتابیں لکھی گئیں ، مگر اپنی اس فلسفیانہ تصنیف سے اقبال کی عدم دلچسپی اور بے اطمینانی میں یہ نکتہ بھی اہم ہے کہ فلسفے سے آن کی دلچسپی بہت کم ہو گئی تھی[2] -

۱۹۵۴ء[3] میں اس کا دوسرا ایڈیشن بزم اقبال لاہور نے شائع کیا - اس کا کاغذ دبیز اور پایدار ہے - ابتدائی چودہ صفحات (سرورق ، پیش لفظ از ایم ایم شریف ، انتساب ، تعارف اور فہرست) کے بعد صفحات کا شمار

---

۱- انوار اقبال : ص ۲۰۱ - ۲۰۲ -

۲- یکم ستمبر ۱۹۲۲ء کو پیرزادہ ابراہیم حنیف کو ایک خط میں لکھا : "میں ایک عرصے سے فلسفے کا مطالعہ چھوڑ بیٹھا ہوں"- (انوار اقبال : ص ۲۴۴) -

۳- اس پر سال طباعت درج نہیں، مگر بعد کی اشاعتوں میں First Edition 1954 درج ہے ، جس سے طباعت کا سال ۱۹۵۴ء متعین ہو جاتا ہے -

از سرِ نو ہوتا ہے ۔ متن ص ۱۴۹ پر ختم ہوتا ہے ۔ ص ۱۵۰ خالی ہے ۔ اشاریے کے آٹھ صفحات الگ شمار کیے گئے ہیں ۔ بحیثیت مجموعی اس ایڈیشن کی ترتیب اور مندرجاتِ متن و حواشی ، طبعِ اول کے مطابق ہیں ، تاہم اس میں بعض ترامیم اور اضافے کیے گئے ہیں ، اگرچہ ظاہری اور باطنی اعتبار سے یہ چنداں اہمیت کے حامل نہیں ، پھر بھی ان کی نشان دہی ضروری ہے :

(۱) پہلے ایڈیشن کا سائز (۱۸$\frac{1}{۲}$ × ۱۲ س م) ترک کر کے ، دوسرا ایڈیشن بڑی تقطیع (۲۴ × $\frac{1}{۲}$۱۵ س م) پر چھاپا گیا ہے ۔ اس تبدیلی کی وجہ سے اب متن کا ایک صفحہ ۲۵ کی بجائے ۳۱ سطروں پر مشتمل ہے ۔

(۲) سرورق سے مصنف کے نام سے Shaikh کا سابقہ ، اور تعلیمی اسناد کی تفصیل حذف کر دی گئی ہے ۔

(۳) سرورق کی پشت پر ان الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے :

With the Kind Permission
of
Messers. Luzac & Company
LONDON

(۴) پیش لفظ (از ایم ۔ ایم شریف) کا اضافہ کیا گیا ہے ، جس میں بتایا گیا ہے کہ اقبال کی یہ اولیں فلسفیانہ تصنیف خامیوں سے مبّرا نہیں ہے ۔ مزید برآں اس موضوع پر کہیں زیادہ جامع اور بہتر کتابیں چھپ گئی ہیں ، تاہم مطالعۂ مشرقیات میں اس کی اہمیت کے پیشِ نظر ، اور طلبائے اقبالیات کے افادے کے لیے ، کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا جا رہا ہے ۔

(۵) فہرست اور Introduction کی ترتیب تبدیل کر دی گئی ہے ۔ طبع اول میں فہرست پہلے اور Introduction بعد میں ہے ، دوسرے ایڈیشن میں ترتیب اس کے برعکس ہے ۔

(۶) طبعِ دوم میں ہر حصے (Part) سے پہلے ایک ورق لگا کر اس پر ، اس حصے کا عنوان درج کیا گیا ہے ، طبعِ اول میں یہ اہتمام نہیں ملتا ۔ طبعِ اول میں ایک باب ختم ہونے پر ، اسی صفحے سے اگلا باب

شروع ہوتا ہے جب کہ طبعِ دوم میں ہر باب کا آغاز نئے صفحے سے ہوتا ہے۔

(۷) طبعِ اول میں ابواب کے ضمنی عنوانات اسی طرح درج ہیں۔ ایک سطر میں عنوان نمبر : I § ، II § - پھر دوسری سطر میں عنوان کے الفاظ ، مگر طبع دوم میں ایک ہی سطر میں پہلے عنوان نمبر : 1 ، 2 ، اور اور اس کے ساتھ ہی عنوان کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔

(۸) طبع اول میں عربی و فارسی اسما و الفاظ کے رسم الخط میں تبادلۂ حروف کے مسلمہ اصولوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے ، طبع دوم میں بحیثیتِ مجموعی اس کی پابندی کی گئی ہے ، مگر عناوینِ ابواب میں یہ اہتمام برقرار نہیں رہ سکا ، مثلاً :

| طبع دوم | صفحہ | طبع اول | صفحہ |
|---|---|---|---|
| MANI | ۱۱ | Mānī | ۱۲ |
| SUFIISM | ۷۶ | Ṣufiism | ۹۶ |
| QURANIC | | Qū'rānic | |
| AL-ISHRAQI | ۹۴ | Al-Ish rāqī | ۱۲۱ |
| AL-JILI | ۱۱۶ | Al-Jilī | ۱۵۱ |

(۹) طبع اول میں ٹائپ کے حروف یکساں ہیں ، مگر طبع دوم میں بعض حروف مثلاً Gh جو "غ" کی آواز کو اور Sh جو "ش" کی آواز ظاہر کرتے ہیں ، نسبتاً باریک ہیں (صفحات : ۶۵ ، ۹۴ ، ۹۵ وغیرہ) اس سے کتاب کے صوری حسن میں فرق واقع ہوا ہے۔

(۱۰) طبع دوم میں آٹھ صفحات پر مشتمل اسما و اعلام ، اور موضوعات کا ایک مفید اشاریہ بھی کتاب کے آخر میں لگایا گیا ہے۔

۱۹۵۹ء اور ۱۹۶۴ء میں علی الترتیب تیسرا اور چوتھا ایڈیشن بھی بزمِ اقبال لاہور کے زیرِ اہتمام شائع ہوا ، یہ دونوں ایڈیشن ہر اعتبار سے طبع دوم کے مطابق ہیں۔

## SIX LECTURES
## ON THE RECONSTRUCTION
## OF RELIGIOUS THOUGHT
## IN ISLAM

بظاہر ایک مغربی مصنف نکولاس پی اغنیدز (Nicholas P. Aghanides) کا یہ جملہ اقبال کے انگریزی خطبات کا نکتہ[1] آغاز ثابت ہوا :

> 'As regards the ijma, some Hamifites and the Mu'tazilites held that the ijma 'can repeal the Koran and the Sunnah.''[1]

اسے پڑھ کر اقبال کا تجسس[2] بڑھا ، اور اس ضمن میں انھوں نے سید سلیمان ندوی[3] اور ابوالکلام آزاد[4] سے استفسار کیا ۔ خود بھی اس موضوع پر غور و خوض کرتے رہے ۔ اس اثنا میں انھوں نے لدھیانے میں مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی ، مولوی محمد امین لدھیانوی اور لاہور میں مولوی سید طلحہ ، مولانا اصغر علی روحی اور مولانا غلام مرشد[5] سے بھی اس موضوع پر تبادلہ[1] خیال کیا ۔ بالآخر ۱۹۲۳ء میں انھوں نے

---

۱- *Mohammedan Theories of Islam* : ص ۹۱ ۔

۲- اس کا تذکرہ کئی جگہ ملتا ہے ، مثلاً :

(الف) *Reconstruction* ، طبع اول : ۲۴۲ ۔

(ب) اقبال نامہ ، اول : ص ۱۳۱ ، ۱۳۲ ، ۱۳۵ ۔

(ج) اقبال کی صحبت میں : ص ۳۰۰ ، ۳۰۱ ۔

۳- اقبال نامہ ، اول : ص ۱۳۱ تا ۱۳۶ ۔

۴- اس کا ذکر سید سلیمان ندوی کے نام ایک خط میں ملتا ہے ۔ دیکھیے : کتابِ مذکور ، ص ۱۳۲ ۔

۵- اقبال کی صحبت میں : ص ۳۰۱ ، ۳۰۲ ۔ نیز ملاحظہ کیجیے : مولانا غلام مرشد کا مضمون بہ عنوان : "علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سے سعادت مندانہ ملاقاتیں" مشمولہ ، نقوش ، جنوری ۱۹۷۷ء ، ص ۳۰۱ تا ۳۲۷ ۔

اجتہاد فی الاسلام[1] کے موضوع پر انگریزی میں ایک خطبہ تیار کیا ، جو کسی قدر ترمیم اور نظرثانی کے بعد حبیبیہ ہال لاہور میں ، سر عبدالقادر صدارت میں منعقدہ ، ایک اجلاس میں پڑھا گیا ۔ یہ واقعہ دسمبر ۱۹۲۴ء کا ہے ۔ مجموعۂ خطبات کا چھٹا خطبہ The Principle of Movement in the Structure of Islam ، اسی تقریر کی ترمیم و اضافہ شدہ صورت ہے ۔

اسی اثنا میں مدراس کی "مسلم ایجوکیشنل ایسوسی ایشن آف سدرن انڈیا" کی طرف سے انھیں اسلام پر لکچر دینے کی دعوت ملی ۔ قبل ازیں ۱۹۲۵ء میں سید سلیمان ندوی ، سیرتِ نبویؐ کے مختلف پہلوؤں پر ، آٹھ لکچر دے چکے تھے ۔ اقبال نے یہ دعوت قبول کرتے ہوئے چھ خطبات ، تحریری صورت میں تیار کر لیے ۔

انجمن حمایت اسلام لاہور کے ۴۲ ویں سالانہ جلسے (۱۶ اپریل ۱۹۲۷ء) میں انھوں نے The Spirit of Muslim Culture کے موضوع پر ایک تقریر کی ، بعد ازاں اس کا اردو ملخص بھی پیش کیا[2] ۔ اس تقریر میں پانچویں خطبے سے متعلق کئی نکات و اشارات ملتے ہیں ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خطبات کی تیاری اپریل ۱۹۲۷ء ہی سے شروع ہو چکی تھی ۔ عین انھی دنوں اقبال نے ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کی وساطت سے محمد یعقوب

---

۱۔ محمد سعید الدین جعفری کے نام ۱۳ اگست ۱۹۲۴ء کے خط میں اسی خطبے کی طرف اشارہ ہے ۔ اقبال لکھتے ہیں : "میں ایک مفصل مضمون انگریزی میں لکھ رہا ہوں : The Idea of Ijtihad in the law of Islam" : (اوراقِ گم گشتہ : ص ۱۱۸) ۔

۲۔ اس کا جزوی متن "اقبال اور انجمن حمایت اسلام" (ص ۱۱۰ - ۱۱۳) میں روداد ''بیالیسواں سالانہ جلسہ منعقدہ ۱۶ اپریل ۱۹۲۷ء'' کے حوالے سے اور ''گفتار اقبال" (ص ۲۵) میں روزنامہ ''زمیندار" ۲۰ اپریل ۱۹۲۷ء کے حوالے سے شامل ہے ۔

سٹینو ٹائپسٹ کو بلوایا تاکہ خطبات املا کرائے جائیں[1] ۔

مدراس میں چھ خطبات پیش کرنے کا ارادہ تھا ، مگر بمشکل تین خطبے تیار ہو سکے ، اور وہ بھی اگلے برس یعنی ۱۹۲۸ء کے نصف آخر میں ۔ اس سلسلے میں اقبال بذریعہ خط کتابت سید سلیمان ندوی سے بعض مسائل پر تبادلۂ خیال کرتے رہے ، اور بعض کتابیں بھی منگا بھیجیں[2] ۔ کچھ کتابیں ڈاکٹر عبداللہ چغتائی کی وساطت سے منگائی گئیں[3] ۔ ۵ دسمبر ۱۹۲۸ء تک تین خطبات تیار ہو گئے[4] ۔ ۵ جنوری ۱۹۲۹ء کو اقبال مدراس پہنچے اور ۵ ، ۶ اور ۷ جنوری کو یہ خطبات گوکھلے ہال میں مدراس کے اہل علم کے سامنے پیش کیے[5] ۔ بعد میں یہی خطبے بنگلور ، میسور اور حیدر آباد دکن کے اجتماعات میں بھی پڑھے گئے ۔

اوپر ذکر آ چکا ہے کہ کل چھ خطبات تیار کرنے کا ارادہ تھا ، چنانچہ وکالت اور دیگر مصروفیات کے باوجود ، اقبال باقی تین خطبوں کی طرف متوجہ رہے ۔ محمد جمیل خان کے نام ۴ اگست ۱۹۲۹ء کے خط میں لکھا :

---

۱- اقبال نامہ ، دوم : ص ۳۳۳ ["محمد یعقوب لدھیانے کا باشندہ تھا ۔ وہ ظفر اللہ خاں اور ڈارلنگ کا سٹینو بھی تھا ۔ یعقوب سے میں نے انتظام کیا تھا کہ وہ علامہ سے املا لیا کرے اور باقاعدہ ٹائپ کر کے علامہ کی خدمت میں پیش کرے ۔ ۔ ۔ بعد کے تین لکچرز کے لیے علامہ نے الگ انتظام کیا تھا"۔ مکتوب ڈاکٹر عبداللہ چغتائی بنام رفیع الدین ہاشمی ، ۲۵ فروری ۱۹۷۷ء] ۔

۲- اقبال نامہ ، اول : ص ۱۵۲ تا ۱۵۸ ۔

۳- اقبال نامہ ، دوم : ص ۳۳۴ ، ۳۳۵ ، ۳۳۷ ۔

۴- اقبال نامہ ، اول : ص ۲۱۱ ۔

۵- اقبال کے اکثر سوانح نگاروں (طاہر فاروقی ، عبدالسلام ندوی ۔ عبدالمجید سالک ، عبدالسلام خورشید) نے اسے دسمبر ۱۹۲۸ء کا واقعہ لکھا ہے اور لکچروں کی تعداد چھ بتائی ہے ۔ یہ دونوں باتیں درست نہیں ۔ سفر مدراس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے : "اقبال کی صحبت میں" ، ص ۳۱۹ تا ۳۴۲ ۔ نیز "نقوش" اقبال نمبر ، اول ، ۱۹۷۷ء : ص ۵۵۰ تا ۵۶۷ ۔

The courts are closed for summer vacations and I am writing down my remaining three lectures which I hope to finish by the end of October[1]

اس زمانے میں اقبال کے خطباتِ مدراس کا چرچا ہوا ، تو علی گڑھ یونیورسٹی کی طرف سے خطبات دینے کی دعوت ملی ـ اب بقیہ تین خطبوں کی تکمیل اور بھی ضروری ہو گئی تھی ـ ۴ نومبر ۱۹۲۹ء کو محمد جمیل خاں کو اطلاع دی کہ خطبات مکمل ہو چکے ہیں[۲] ـ ۱۸ نومبر ۱۹۲۹ء کو علی گڑھ پہنچے ، اور ۱۹ نومبر سے شام چھ بجے سٹریچی ہال میں خطبات کا آغاز ہوا ـ اس طرح چھ مکمل خطبے علی گڑھ میں پڑھے گئے ـ

اقبال کے ان خطبات کی زبان انگریزی تھی ، اور مباحث فلسفیانہ ، لہٰذا ہر کہ و مہ کے لیے انھیں سمجھنا آسان نہ تھا ـ اسی احساس کے تحت انھوں نے سید نذیر نیازی کو لکھا : ”مجھے اس میں شبہ ہے کہ عام لوگ اس سے مستفیض ہو سکیں گے ـ علما جنھوں نے فلسفہ کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہے ، وہ میرا مقصد سمجھ سکیں گے“[۳] ، چنانچہ عوام نہ سہی ، خواص کے لیے ہی خطبات کی اشاعت ضروری تھی ، اور اس کا خیال ، اقبال کے ذہن میں دسمبر ۱۹۲۸ء سے موجود تھا ـ میر غلام بھیک نیرنگ کو ۵ دسمبر ۱۹۲۸ء کے خط میں لکھا : ”آیندہ دسمبر [۱۹۲۹ء] تک یہ تمام لکچر تیار ہو کر چھپ جائیں گے ـ اس وقت میں آپ کی خدمت میں ایک کاپی بھیج سکوں گا“[۴] مدراس میں بھی انھوں نے اسی ارادے کا اظہار کیا : ”یہ لکچر عنقریب بصورت کتاب چھپ جائیں گے“[۵] ـ

غالباً علی گڑھ سے واپسی پر انھوں نے چھ خطبات کو کتابی صورت میں مرتب کر دیا تھا ، مگر طباعت میں کئی ماہ صرف ہو گئے ـ نذیر

---

۱- *Letters of Iqbal* : ص ۱۱۹ ـ
۲- کتابِ مذکور ، ص ۱۲۱ ـ
۳- مکتوباتِ اقبال : ص ۲۴ ـ
۴- اقبال نامہ ، اول : ص ۲۱۱ ـ
۵- اقبال کی صحبت میں : ص ۳۲۴ ـ

نیازی کو ۴ اپریل ۱۹۳۰ء کے خط[1] میں اطلاع دی کہ لکچر ۱۵ اپریل تک چھپ جائیں گے ، پھر ۲۷ اپریل کے خط[2] میں لکھا : "کتاب چھپ گئی ہے ، اس کی جلد بندی ۲ [مئی[3]] تک ختم ہو جائے گی"۔ معلوم ہوتا ہے چند کتابیں مئی کے آغاز ہی میں تیار ہو کر آ گئیں ۔ پروفیسر آر ۔ اے نکلسن کو پیش کردہ نسخے پر ۵ مئی ۱۹۳۱ء اور سر مانٹیگو بٹلر کو پیش کردہ نسخے پر ۲ مئی ۱۹۳۱ء کی تاریخ درج ہے[4] ۔ کتاب کا اصل عنوان *Six Lectures* ہے ۔ اس کے نیچے بطور وضاحت *On the Reconstruction of Religious Thought in Islam* کے الفاظ نسبتاً خفی ٹائپ میں درج ہیں ۔ ابتدائی آٹھ صفحات (سرورق ، فہرست ، دیباچہ اور پہلے خطبے کا فلیپ) کے بعد ، پہلے خطبے کے متن سے صفحات کا شمار ہوتا ہے ۔ ہر خطبے سے پہلے ایک ورق کا فلیپ لگایا گیا ہے ۔ متن کا ٹائپ روشن اور واضح ہے جبکہ اقتباسات باریک ٹائپ میں ہیں ۔ متن کا صفحہ تین سطری ہے ۔ کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ خاصی احتیاط سے کی گئی ہے ، پھر بھی ٹائپ کی بہت سی اغلاط موجود ہیں ۔ آغاز میں غلط نامہ لگایا گیا ہے ، جس میں بارہ اغلاط کی نشاندہی کی گئی ہے ، مگر اغلاط کی اصل تعداد اس سے زیادہ ہے ۔ ذیل میں مکمل فہرست دی جا رہی ہے ۔ کتاب سے منسلک غلط نامے میں مذکور اغلاط کے سامنے علامت * بنائی گئی ہے :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۷ | ۱۶ | Simulate | Stimulate |
| ۱۶ | ۳۳ | he | the |
| ۱۷ | ۳۰ | cloud | camel |

---

۴۔ مکتوبات اقبال : ص ۲۲ ۔

۵۔ کتاب مذکور : ص ۲۳ ۔

۶۔ متن خط میں ۶ اپریل ہے ، جو درست نہیں ۔

۷۔ اول الذکر نسخہ کیمبرج یونیورسٹی لائبریری میں (حوالہ نمبر 13.7. C. 90.3) اور موخرالذکر ٹرینٹی کالج لائبریری ، کیمبرج میں (حوالہ نمبر : Adv. C. 25.38) محفوظ ہے [ان اطلاعات کے لیے راقم ، ڈاکٹر سعید اختر درانی کا ممنون ہے] ۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | |
|---|---|---|---|---|
| ۳۵ | ۱۲ | fo | to | |
| ۳۹ | ۸-۷ | Teleogical | Teleological | |
| ۴۲ | ۳۹ | teological | Teleogical | |
| ۴۴ | ۱۰ | understend | understand | |
| ٦۳ | ۱ | s how | is how | |
| ٦۹ | ۳۰ | pruposes | purposes | |
| ۷۳ | ۲۲ | whch | which | |
| ۸۲ | ۲٦ | appreciate | appreciative | |
| ۹۰ | ۲۲ | connection | conception | |
| ۹۲ | ٦ | plurity | plurality | * |
| ۹۲ | ۸ | boute | quote | * |
| ۱۰۸ | ۲۱ | event | events | * |
| ۱۰۰ | ۲۴ | hole | whole | * |
| ۱۱۱ | ۱ | cretional | creational | * |
| ۱۲٦ | ۷ | of | for | * |
| ۱۲٦ | ۱۲ | its | his | * |
| ۱۲۷ | ۳ | single | a single | * |
| ۱۵۸ | ۸ | dogmatisms | dogmatism | * |
| ۱٦۱ | ٦ | Nietche | Nietzche's | |
| ۱۸۱ | ۱۹ | Christia | Christian | * |
| ۱۸۸ | ۱٦ | neck-vain | neck-vein | |
| ۱۹۰ | ۱۸ | angles | angels | |
| ۲۱٦ | ۱۱ | unanalyasable | unanalysable | |
| ۲۳٦ | ۱۸ | inheriance | inheritance | * |
| ۲۴۹ | ۱ | hinderance | hindrance | |

قابلِ ذکر بات یہ ہے Nietzsche کا املا ہر جگہ غلط (Nietsche)
ہے - دیکھیے : صفحات : ۱۵۸/۲۰ ، ۱۵۸/۲٦ ، ۱۵۹/۱۳ ، ۱٦۰/۱٦ ، ۱٦۰/۲۹)

اقبال نے تمام خطبات میں آیاتِ قرآنی کے حوالے دیے ہیں ، لیکن اصل متن کی جگہ انگریزی ترجمہ درج کیا ہے ،کئی مقامات پر تراجم کے ساتھ آیت کا شمار نمبر غلط ہے ، مثلاً :

| صحیح | غلط | صفحہ |
|---|---|---|
| 44 38-39 | 44 : 38 | ۱۳ |
| 3. 189-190 | 3 : 186 | ۱۳ |
| 29 : 201 | 29 : 19 | ۱۳ |
| 95 : 4-5 | 95 : 4 | ۱۴ |
| 84 : 17-19 | 84 : 17-20 | ۱۵ |
| 6 : 98-100 | 6 : 95 | ۱۷ |
| 25 : 45-46 | 25 : 47 | ۱۷ |
| 32 : 7-9 | 32 : 6-8 | ۲۰ |
| 42 : 51 | 42 : 50 | ۲۶ |
| 2 : 164 | 2 : 159 | ۶۲ |
| 25 : 63 | 255 : 63 | ۶۲ |
| 55 : 14 | 53 : 14 | ۷۷ |

لاہور سے شائع ہونے والے زیرِ بحث مجموعۂ خطبات میں ، اقبال کی اولیں انگریزی تصنیف *Development* (مطبوعہ لندن ۱۹۰۸ء) کی طرح تبادلۂ حروف کے مسلمہ اصولوں کی پابندی نہیں کی گئی ۔ تاہم اس میں ، اس کا نسبتاً صحیح املا اختیار کیا گیا ہے ، جیسے : Ibn-i-Khaldun (ص ۱۴۹) یا Ibn-i-Rushd (ص ۵) یہ املا ، لندن کی مطبوعہ محولہ بالا کتاب کے املا (Ibn Rushd, Ibn Khaldun) سے بہتر ہے ۔

## THE RECONSTRCTION OF RELIGIOUS THOUGHT IN ISLAM

علمی حلقوں میں خطبات کا خاصا چرچا ہوا ۔ اگست ۱۹۳۲ء کے تیسرے ہفتے[۱] میں انگلستان کی ارسطاطالین سوسائٹی کی طرف سے علامہ

---

۱۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۲۲۰ ۔

اقبال کو دعوت موصول ہوئی کہ جس میں لندن آ کر ''کسی فلسفیانہ موضوع پر لکچر دینے کی درخواست کی''[1] گئی تھی - یہ درخواست قبول کرتے ہوئے، انھوں نے ستمبر ۱۹۳۲ء میں Is Religion Possible کے عنوان سے ایک اور خطبہ تیار کیا - اختتامِ سال، جب وہ تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کے لیے لندن گئے، تو یہ خطبہ مذکورہ سوسائٹی کے ایک اجتماع میں پڑھا گیا -

انگلستان کے علمی حلقوں میں اس خطبے کے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے، چنانچہ اقبال کے ایک برطانوی مداح لارڈ لودین (Lord Lothin) کے ایما پر، آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے خطبات کی مکرر اشاعت کا بیڑا اٹھایا - دوسری اشاعت میں ساتویں خطبے بہ عنوان : Is Religion Possible کا اضافہ کیا گیا - نذیر نیازی کے نام ۱۱ ستمبر ۱۹۳۳ء کے خط میں علامہ اقبال لکھتے ہیں :

> ''کتاب کی طباعت آکسفورڈ یونیورسٹی نے شروع کر دی ہے، اور میں نصف کے قریب پروف دیکھ چکا ہوں - یہ پہلا پروف ہے - مسٹر مائفورڈ، مہتمم یونیورسٹی پریس نے مجھے اطلاع دی ہے کہ کتاب فروری میں فروری میں چھپ کر تیار ہو جائے گی''[2] -

مگر طباعت میں قدرے تاخیر ہو گئی اور مطبوعہ صورت میں کتاب، مئی ۱۹۳۴ء کے آخری ایام میں انگلستان سے ہندوستان[3] پہنچی، گویا دوسرے ایڈیشن کی اشاعت مئی کے پہلے ہفتے میں عمل میں آئی - ابتدائی آٹھ صفحات (سرورق کے دو اوراق، دیباچہ اور فہرست) کے بعد متنِ کتاب سے صفحات کا شمار ہوتا ہے - ہر خط نئے صفحے سے شروع ہوتا ہے، مگر پہلے ایڈیشن کے برعکس ہر خطبے سے پہلے بطور فلیپ الگ ورق کا اہتمام نہیں کیا گیا - کاغذ نسبتاً دبیز ہے - متن کا ٹائپ، پہلے ایڈیشن کے مقابلے میں باریک ہے - چنانچہ متن کا صفحہ ۳۵ سطروں کا ہے - پہلے ایڈیشن کے

---

۱- مکتوباتِ اقبال : ص ۸۳ -

۲- مکتوباتِ اقبال : ص ۱۱۷ -

۳- کتابِ مذکور : ص ۱۳۲ -

حوض (۱۴ ½ × ۹ ¼ س م) کے مقابلے میں اس کا حوض (۱۶ ¼ × ۹ ¾ ہے۔ اس وجہ سے سات خطبوں کا متن ۱۸۸ صفحات میں سما گیا ہے، جب کہ پہلے ایڈیشن میں صرف چھ خطبات ۲۴۹ صفحات پر پھیلے ہوئے تھے، اس ایڈیشن میں :

(الف) کتاب کے عنوان سے Six Lectures on کے الفاظ حذف کر دیے گئے ہیں، اس طرح اب کتاب کا عنوان یوں ہو گیا ہے :
*The Reconstruction of Religious Thought in Islam*

(ب) مصنف کے نام سے Barrister-at-Law, Lahore کے الفاظ حذف کر دیے گئے ہیں۔

(ج) آخر میں چار صفحات پر مشتمل اسما و موضوعات کے ایک اشاریے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

(د) ٹائپ کی اغلاط درست ہو گئی ہیں، البتہ ص ۸۲ کی غلطی بدستور موجود ہے۔

(ہ) سب سے اہم تبدیلی، متن کی وہ ترمیمات اور اضافے ہیں، جس کا ذکر اقبال نے متعدد خطوط[1] میں کیا ہے، ان کی تفصیل یہ ہے :

| صفحہ | سطر | طبع اول | صفحہ | سطر | طبع دوم |
|---|---|---|---|---|---|
| ۸ | ۸ | within the... | ۶ | ۷ | within itself the .. |
| ۲۵ | ۱۴ | to my own... | ۱۸ | ۳۰ | to our own .. |
| ۳۴ | ۱۴ | sub-consciousness | ۲۵ | ۱۱ | sub-conscious... |
| ۵۷ | ۲۶ | slice of... | ۴۰ | ۱۳ | piece of... |
| ۶۴ | ۴ | from centre... | ۴۵ | ۴ | from the centre .. |
| ۸۱ | ۲۳ | vision. The 'not yet'... | ۵۷ | ۲۱ | vision. God's life .. is self-revelation, not the pursuit of an ideal to be reached. The 'not yet' .. |

---

۱۔ مکتوباتِ اقبال : ص ۱۱۷، ۱۶۵، نیز : خطوطِ اقبال، ص ۲۱۵۔

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| is intensive, not axtensive... | ٢٤ | ٦١ | is intensive,... | ٢٠ | ٩٠ |
| farther... | ٢٩ | ٦٣ | further... | ١٨ | ٩٣ |
| (A.D. 933) | ٦ | ٦٣ | (933 A.D.) | ١ | ٩٣ |
| (A D. 1012) | ٨ | ٦٣ | (1012 A.D ) | ٣ | ٩٣ |
| Nazzam... | ٣٣ | ٦٥ | they... | ١٣ | ٩٦ |
| according to him a... | ١ | ٦٦ | according to these thinkers, a... | ١٩ | ٩٦ |
| Discussions. Razi... | ١٠ | ٤ | Discussions, which saw the light of publication only a short time ago at Hyderabad, Razi... | ١٢ | ١٠٥ |
| of the characteristic features of the mystic levels of consciousness. Not... | ٣،٢ | ٩٢ | of its characteristic features. Not... | ٢١،٢٠ | ١٣٥ |
| which emerges the ego of... | ٢٠ | ١٠٠ | which emerge finite life and consciousness of... | ٢٢ | ١٣٤ |
| degree of co-ordination... | ٢٢ | ١٠٠ | degree of complexity... | ٢٥ | ١٣٤ |
| could not but raise... | ٣ | ١٠٢ | could not raise... | ١ | ١٥٠ |
| 'I am time' (Muhammad)... | ٩ | ١٠٣ | 'I am destiny, (Muawiya) | ٣ | ١٥٣ |
| The centres of this energy are limited in nnmber,... | ٢٣ | ١٠٨ | The number of the centres of this energy is limited... | ٢٠،١٩ | ١٥٩ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| connexion... | ۱ | ۱۱۰ | connection... | ۱۵ | ۱۹۱ |
| of their own... | ۲ | ۱۵۶ | of its own... | ۳۰ | ۲۳۲ |
| looked at through... | ۳۳ | ۱۶۷ | looked through... | ۷ | ۲۳۵ |
| today, is there anything .. | ۳۰ | ۱۶۹ | today , there is anything... | ۳۴ | ۲۳۷ |
| the Muslim of... | ۳۳ | ۱۷۰ | the Musalman of... | ۱۵ | ۲۳۹ |

تیسرا ایڈیشن ، دس برس کے نسبتاً طویل وقفے کے بعد ۱۹۴۴ء میں لاہور سے شائع ہوا ، اس میں طبع اول کے ص ۸۲ کی غلطی درست کر دی گئی - البتہ ص ۱۱۸ پر دوسرا مصرع اس طرح چھپ گیا :

ع تو عین ذات می نگری و در تبسمی

اس میں "و" زاید ہے - یہ غلطی ۱۹۵۴ء اور ۱۹۶۰ء کی اشاعتوں میں بھی موجود ہے - البتہ ۱۹۶۵ء کے ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو گئی - ۱۹۷۱ء کے ایڈیشن میں ایک نئی غلطی روپذیر ہو گئی - ص ۲۶ (سطر ۶) پر صحیح لفظ effacing ہے ، نہ کہ effacting -

تیسرا ایڈیشن ۱۹۴۴ء میں شیخ محمد اشرف تاجر کتب لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا تھا ، بعد کے تمام ایڈیشن ۱۹۵۴ء، ۱۹۶۰ء، ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۸ء، ۱۹۷۱ء وغیرہ) بھی انھیں کے اہتمام سے منظر عام پر آئے -

# (ج) نثری تصانیف کی تدوینِ نو

علامہ اقبال کے مختلف النوع نثری ذخیرے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

۱- مستقل تصانیف

۲- خطوط اور مقالات و مضامین

۳- تقاریر و بیانات

۴- متفرقات (ملفوظات وغیرہ)

گذشتہ صفحات میں اقبال کی جن تین تصانیف [ ۱- علم الاقتصاد ، ۲- *Development* ، ۳- *Reconstruction* ] کو زیرِ بحث لایا گیا ہے ، اُن کا تعلق اولیں نوعیت سے ہے - ان تین کتابوں کو یہ امتیازی حیثیت حاصل ہے کہ ، انھیں اقبال نے بذاتِ خود تحریر کیا ، خود ہی مرتب و مدوّن کیا ، اور ان کی اشاعت ان کی زندگی میں ہوئی - اس کے برعکس خطوط ، مقالات و مضامین ، یا تقاریر و بیانات ، اور ملفوظات کے کسی مجموعے کو یہ حیثیت حاصل نہیں ہے -

اقبال کی مستقل نثری تصانیف اب تک کئی بار چھپ چکی ہیں ، ملک میں اور بیرونِ ملک بھی علمی حلقوں میں ان کتابوں کو وسیع پیمانے پر پذیرائی ہوئی ہے -

انگریزی خطبات کے اردو ، پنجابی ، پشتو ، ترکی ، عربی ، فارسی ، فرانسیسی اور بنگالی اور *Development* کے اردو ، فارسی اور بنگالی تراجم شائع ہو چکے ہیں ، وقت کے ساتھ ، اقبال کی تصانیف کی طرف عالمی توجہ بڑھتی جا رہی ہے -

اس پس منظر میں ، اقبال کی مستقل نثری تصانیف کی تدوینِ نو اور ان کے جدید ایڈیشنوں کی اشاعت نہایت ضروری ہے - یہ ایڈیشن نہ صرف صوری حُسن کے اعتبار سے مثالی ہونے چاہییں بلکہ تدوین ، طباعت اور صحت

و استناد کے لحاظ سے بھی اُن کا معیار ، اقبال جیسے عظیم مفکر کے شایانِ شان ہو ، مگر ان کی تدوینِ نو کس نہج پر ہو ؟ اور آیندہ اُن کی اشاعت میں کون سے امور ملحوظ رکھے جائیں؟ اس سلسلے میں چند نکات مدِ نظر رکھنا ضروری ہیں :

(۱) تصحیحِ متن پر خصوصی توجہ دی جائے (انگریزی کتابوں میں اغلاط کم ہیں ، مگر "علم الاقتصاد" میں ان کی تعداد کثیر ہے) مشکوک الفاظ کے بارے میں متعلقہ اہلِ علم اور اقبال شناس اصحاب سے رجوع کیا جائے ، اگر متن میں قواعدِ زبان کے پیشِ نظر یا وضاحتِ مفہوم کے لیے تبدیلی ضروری ہو، تو حاشیے میں اس کی صراحت کی جائے ، اگر اقبال سے کوئی واقعاتی غلطی سرزد ہوئی ہے یا کوئی نکتہ بیّن طور پر غلط ہے ، تو اس کی تصحیح کے لیے بھی ، متن میں تبدیلی کے بجائے حاشیے میں وضاحت کی جائے ۔

(۲) اقبال نے جن مصنفین اور کتابوں کے حوالے دیے ہیں ، اصل کتابوں کی روشنی میں دیکھا جائے کہ کہیں نقلِ اقتباس یا حوالے میں کوئی غلطی تو نہیں رہ گئی ؟ اقبال نے اکثر مقامات پر حوالوں کا التزام نہیں برتا ، مثلاً "علم الاقتصاد" میں وہ : ایک محقق لکھتا ہے ۔ ۔ ۔ بعض حکما کی رائے یہ ہے ۔ ۔ ۔ وغیرہ کہہ کر مغربی مصنفین کی آرا بیان کر دیتے ہیں ۔ انھوں نے مالتھس اور مارشل کے خیالات سے براہ راست استفادہ کیا ہے ۔ "علم الاقتصاد" کے پہلے صفحے کا پہلا پیراگراف بہ قول مشفق خواجہ *Principles of Economics* کے پہلے صفحے کے پہلے پیراگراف کا لفظی ترجمہ ہے[1] ۔ انگریزی خطبات میں انھوں نے برٹرینڈ رسل ، گوئٹے ، کومٹ ، ولیم جیمز ، پروفیسر میکڈونلڈ ، فان کریمر ، جان برکلے ، اور بیسیوں دوسرے مصنفین کے افکار سے بحث کی ہے ۔ کہیں نام لے کر اور کہیں نام لیے بغیر ۔ اقبال نے کہیں تو متعلقہ کتاب کا نام لکھ دیا ہے ، مگر اکثر صفحات نمبر درج نہیں کیا ، یا پھر کتاب کا نام ہی نہیں لکھا ۔ دوسرے خطبے میں عرفی اور ناصر سرہندی کے ایک ایک شعر کا متن بھی نقل کیا ہے ۔ اسی طرح تیسرے خطبے میں رومی کا ایک شعر (مگر اس کا

---

۱- "اردو" اقبال نمبر ، ۱۹۷۷ء : ص ۳۶۷ تا ۳۶۹ ۔

ترجمہ نہیں دیا) ضروری ہے کہ پاورقی حاشیے میں ان مصنفین کے صحیح حوالے (مصنف ، کتاب ، ایڈیشن اور صفحات) تلاش کرکے درج کیے جائیں[1]۔

(۳) "علم الاقتصاد" میں انگریزی کتابوں سے اور انگریزی تصانیف میں قرآن و حدیث یا دیگر عربی ، فارسی یا اردو کتب و مخطوطات سے بعض اقتباسات ، بصورتِ تراجم نقل کیے گئے ہیں ۔ متعلقہ مقام پر تراجم سے پہلے ان کا اصل متن بھی درج کیا جائے ، اور مرتب کی طرف سے یہ صراحت کر دی جائے کہ اصل عبارات و اقتباسات بعد میں بڑھائے گئے ہیں ۔

(۴) "علم الاقتصاد" کا املا قدیم اور متروک ہے ، اس لیے اسے جدید املا کے مطابق مرتب کیا جائے ، مگر یہ تبدیلی ، باقاعدہ متعین اصولوں کے تحت عمل میں لائی جائے ۔ الفاظ کی قدیم اور موجودہ صورتوں کا ایک تقابلی گوشوارہ مرتب کر کے ، آغازِ کتاب میں اس تبدیلی کی وضاحت کی جائے ۔ اگر کسی لفظ کے استعمال یا ترکیب کی صحت میں اشتباہ پیدا ہو تو اقبال کی تحریروں سے استصواب کیا جائے ۔

(۵) توضیحِ مطالب کے لیے ، حسبِ ضرورت جامع مگر مختصر تعلیقات کا اضافہ کیا جائے اور جہاں ضروری ہو ، تائید و تردید کے لیے تقابلی حوالے بھی دیے جائیں ۔ "علم الاقتصاد" کے دوسرے ایڈیشن میں پروفیسر خورشید احمد نے جو مفید حواشی شامل کیے ہیں ، انھیں مزید بہتر بنایا جا سکتا ہے ، مگر معاشیات کے ماہر اساتذہ ہی اس کے اہل ہیں ۔ *Development* اور انگریزی خطبات کی تعلیقات ایسے اہلِ علم کے سپرد ہونی چاہییں ، جو جدید یورپی علوم اور فلسفے کے ساتھ عربی اور فارسی میں بھی مہارت رکھتے ہوں ۔

(۶) انگریزی کتابوں میں تبادلۂ حروف کا مسئلہ خاص توجہ کا طالب ہے ۔ اس وقت تبادلۂ حروف کے متعدد طریقے رائج ہیں ، مثلاً :

---

۱- اس سلسلے میں ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کے مقالے "اعلام خطباتِ اقبال" سے مدد مل سکتی ہے ۔ (متعلقات خطباتِ اقبال) : ص ۴۷ تا ۱۵۹ ۔

پروفیسر لکلسن کا طریقہ ، انسائیکلوپیڈیا آف اسلام (لائیڈن) کا طریقہ ، پیرس اکیڈمی کا طریقہ ، اور جرمن محققین و علما کا طریقہ ـــــ یہ سب طریقے مستشرقین نے وضع کیے ہیں - ضروری نہیں کہ ہم آنکھیں بند کر کے ، انھیں جُوں کا تُوں قبول کریں - عربی و فارسی کے مزاج اور تلفظ کے مطابق حسبِ ضرورت ان میں تراسیم کی ضرورت ہے - ہم ، جو نیا طریقہ وضع کریں ، اقبال کی تمام انگریزی تصانیف میں یکساں طور پر اس طریقے کی پابندی ضروری ہے - ہر کتاب کے شروع میں اس کی مناسب صراحت کر دی جائے -

گذشتہ صفحات میں پیش کردہ تینوں کتابوں کے مفصل جائزے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تا حال ، اقبال کی زیرِ بحث مستقل تصانیف کے بارے میں بنیادی معلومات بھی مرتب نہیں کی گئیں - جو معلومات دستیاب ہیں ، وہ نامکمل ، ناقص اور غیر مستند ہیں ، مثلاً : "علم الاقتصاد" کب اور کن حالات میں لکھی گئی ؟ اس کی اولیں اشاعت کب عمل میں آئی ؟ اقبال کو ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھنے کی تحریک کیسے ہوئی ؟ اپنی تحقیق میں کیمبرج اور ہائیڈل برگ کے اہلِ علم سے انھوں نے کس حد تک اور کیسے استفادہ کیا ؟ مقالے کی تکمیل زبانی امتحان ، عطائے ڈگری ، پھر اس کی اولیں اشاعت کے مراحل کیوں کر طے ہوئے ؟ اسی طرح انگریزی خطبات کا مفصل پس منظر کیا ہے ؟ یہ خطبات کب لکھے گئے ؟ کہاں پڑھے گئے ؟ پھر انھیں کس طرح مرتب کر کے شائع کیا گیا ؟ غرض تحقیق کی روشنی میں تینوں کتابوں کی مفصل تاریخ یا داستان مرتب کرنے کی ضرورت ہے ، جو ان کتابوں کے بارے میں مستند بنیادی معلومات اور ان کے مکمل پس منظر و پیش منظر پر مشتمل ہو ، تاکہ اقبال کی یہ تصانیف ، ان کی سوانح ، شخصیت ، اور ان کے فکر سے مربوط معلوم ہوں - ہر کتاب کی یہ تاریخ ، اس کے مجوزہ جدید ایڈیشن کے آغاز میں بطور مقدمہ شامل کی جائے ، تاکہ قارئین کے لیے مقدمے کی روشنی میں کتاب اور اس کے مندرجات کو سمجھنا زیادہ آسان ہو -

(۵)

# مُتفرّق نثری مجموعے

# (ا) اقبال کی مضمون نویسی

خطوط اور تین مستقل نثری تصانیف کے علاوہ (جن کا جائزہ گذشتہ ابواب میں لیا جا چکا ہے)[1] - علامہ اقبال کے باقی نثری آثار مختلف النوع ہیں - ان میں متفرق مقالات ، مضامین ، خطبات ، بیانات ، تقاریر ، دیباچے ، تقاریظ ، مصاحبے (انٹرویوز) پیغامات ، توصیفی اسناد اور شذرات وغیرہ شامل ہیں ، جنھیں متعدد اردو اور انگریزی مجموعوں کی صورت میں مرتب و مدون کرکے شائع کیا گیا ہے - ان نثری مجموعوں کی حیثیت مرتبات مابعد کی ہے - زیر نظر باب میں انھی مجموعوں کا تحقیقی اور توضیحی مطالعہ پیش نظر ہے -

"علم الاقتصاد" کا آغاز ۱۹۰۱ء کے نصف آخر یا اوائل ۱۹۰۲ء میں ہوا[1] - عین اسی زمانے میں اقبال نے اردو مضمون نگاری شروع کی - ان کا قدیم ترین دستیاب اردو مضمون "بچوں کی تعلیم و تربیت" ، "مخزن" کے شمارہ جنوری ۱۹۰۲ء میں شائع ہوا تھا - گویا اس کا زمانۂ تحریر دسمبر ۱۹۰۱ء[2] ہے - یہ اقبال کی ملازمت کا ابتدائی دور تھا - گذشتہ باب میں یہ بحث ہو چکی ہے کہ نثر نگاری سے اقبال کو طبعی مناسبت نہ تھی - مزید برآں معلمانہ مشاغل اور ادبی محفلوں میں بالالتزام شرکت کے سبب انھیں اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ از خود مضمون نویسی کی طرف متوجہ ہوتے - بیشتر مضامین و مقالات کسی فرمایش یا درخواست پر تحریر کئے

---

۱- دیکھیے : باب ۴ ، ص ۲۹۱ -

۲- ممکن ہے انھوں نے اس سے پہلے بھی مضامین لکھے ہوں ، مگر اس کی کوئی شہادت میسر نہیں - اس سلسلے میں پروفیسر محمد عثمان کا یہ قیاس درست نہیں کہ : "ان نثر پاروں - - - کی تحریر کا سلسلہ آن کی جوانی کے زمانے (۱۹۰۴ء) سے شروع ہوتا ہے" (حیات اقبال کا ایک جذباتی دور : ص ۱۴۶) -

گئے یا کسی بحث میں اٹھائے گئے نکات کے جواب میں — پھر بھی ان مستقل مضامین کی تعداد زیادہ نہیں ۔ تفصیل اس طرح ہے :

| | | |
|---|---|---|
| (١) بچوں کی تعلیم و تربیت | مخزن : جنوری ١٩٠٢ء | |
| (٢) زبانِ اردو (انگریزی سے ترجمہ) | مخزن: ستمبر ١٩٠٢ء [مخزن کی درخواست پر] | |
| (٣) اردو زبان پنجاب میں | مخزن : اکتوبر ١٩٠٢ء [ایک دفاعی اور جوابی تحریر] | |
| (٤) قومی زندگی | مخزن : اکتوبر ١٩٠٤ء ، مارچ ١٩٠٥ء | |
| (٥) اسرارِ خودی اور تصوف | وکیل، امرتسر ٥ جنوری ١٩١٦ء | ["اسرارِ خودی" پر اعتراضات کے جواب میں] |
| (٦) سرِ اسرارِ خودی | وکیل، امرتسر ٩ فروری ١٩١٦ء | |
| (٧) تصوف وجودیہ | وکیل، امرتسر ١٣ دسمبر ١٩١٦ء | |
| (٨) علم ظاہر و علم باطن | وکیل، امرتسر ٢٨ جون ١٩١٦ء | |
| (٩) جغرافیائی حدود اور مسلمان | احسان ٩ مارچ ١٩٣٨ء | [مولانا مدنی کے جواب میں] |

تحریروں میں خطبات ، تقاریظ اور دیباچے فرمایشی تحریریں ہیں ۔ جب کہ تقاریر ، بیانات اور مصاحبوں وغیرہ کا شمار اقبال کی "تحریروں" (Writings) میں نہیں ہوتا ، جہاں تک اقبال کے انگریزی مضامین کا تعلق ہے ۔ قدیم ترین دستیاب مضمون : The Doctrine of Absolute Unity as Expounded by Abdul Karim Al-Jilani ، بمبئی کے رسالے *Indian Antiquary* کے شمارہ ستمبر ١٩٠٠ء میں شائع ہوا تھا[١] جو نہ صرف انگریزی

---

١- بعد میں کسی قدر ترمیم کے ساتھ اسے ڈاکٹریٹ کے مقالے *Development* میں شامل کر دیا گیا ہے ۔

بلکہ ان کے اردو اور انگریزی ذخیرۂ مضامین میں سب سے قدیم دستیاب دستیاب مضمون ہے ۔ انگریزی میں اقبال کا نثری ذخیرہ ، اردو کے مقابلے میں زیادہ ہے ۔ متفرق نثر (تقاریظ ، بیانات ، تقاریر ، مصاحبوں وغیرہ) سے قطع نظر کریں ، تب بھی چھوٹے بڑے مستقل تحریری مضامین کی تعداد اکیس[1] بنتی ہے ۔ اس سے ہمارے اس موقف کی مزید تائید ہوتی ہے کہ : علامہ اقبال نے اردو کی نسبت انگریزی نثر نسبتاً زیادہ رغبت کے ساتھ لکھی ۔ چنانچہ اردو زبان سے تمام تر دلچسپی اور محبت کے باوجود ، ان کی نثر کا بیشتر حصہ انگریزی تحریروں پر مشتمل ہے ۔ یہ بھی واضح ہے کہ اردو کے برعکس انگریزی حصے میں فرمایشی اور جوابی مضامین کا تناسب کم ہے ۔

مستقل نوعیت کے مضامین و مقالات کے علاوہ باقی نثری ذخیرے میں ہر نوع کی تحریریں شامل ہیں ۔ کچھ اخباری مصاحبے ، بعض طویل خطوط (جو موضوعی اہمیت کے اعتبار سے بجائے خود مضامین کی حیثیت رکھتے ہیں) مجلسِ قانون ساز میں نو تقاریر ، اخباری بیانات ، مختلف اجتماعات میں کی گئی تقاریر کے خلاصے (جو پرانے اخبارات سے نقل کیے گئے) "اسرارِ خودی" اور "رموزِ بے خودی" کے متروک دیباچے ، دیگر مصنفین کی کتابوں پر تقاریظ ، چھوٹے چھوٹے مختصر مقدمات وغیرہ ۔

اقبال کی توجہ شعری مجموعوں کی ترتیب و تدوین اور اشاعت پر ہی مرکوز رہی (یا پھر انگریزی خطبات دو بار شائع ہوئے) اپنی نثر کی جمع و ترتیب میں ان کے لیے کوئی وجہ کشش نہ تھی ۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ترتیبِ اشعار نے انھیں اتنی مہلت ہی نہ دی کہ وہ ترتیبِ نثر کی فکر کرتے —— بہرحال علامہ اقبال نے اپنا کوئی نثری مجموعہ مرتب

---

۱- تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے *Speeches* (شیروانی) کی فہرست : حصہ اول، کے دو خطبے + حصہ دوم کے پندرہ مضامین + حصہ سوم کے چار مضامین (نمبر ۱ ، نمبر ۲ ، نمبر ۴ اور نمبر ۵) ۔

نہیں کیا ، نہ اُن کی زندگی میں کسی دوسرے شخص کو اس کام میں کوئی کشش محسوس ہوئی - نتیجہ یہ کہ تاحینِ وفات ، کوئی نثری مجموعہ شائع نہ ہو سکا -

نثری مجموعوں کا آغاز ، ۱۹۴۳ء میں "مضامینِ اقبال" کی اشاعت سے ہوا - آیندہ صفحات میں علامہ اقبال کے مختلف اردو اور انگریزی مجموعہ ہائے نثر زیرِ بحث آئیں گے -

# (ب) نثری مجموعے

## مضامینِ اقبال

حیدر آباد دکن میں ، بہت ابتدا ہی سے علامہ اقبال کے مداحوں کا ایک وسیع حلقہ پیدا ہو گیا تھا ، جس میں عوام الناس اور تعلیم یافتہ طبقے کی ایک کثیر تعداد کے علاوہ بہت سے مصنفین و شعرا اور اربابِ حکومت بھی شامل تھے - علامہ اقبال سے ان سب کی دلچسپی ، عقیدت اور لگاو کا بڑا سبب کلام اقبال تھا - مولوی عبدالرزاق کی مرتبہ "کلیاتِ اقبال" نے اس دلچسپی کو اور بڑھا دیا ، چنانچہ اقبال کی اس غیر معمولی مقبولیت کے پیشِ نظر وہاں کے ناشرانِ کتب نے تصانیفِ اقبال کی اشاعت میں خاصی دلچسپی لی - احمدیہ پریس کے تصدق حسین تاج نے اقبال کی زندگی ہی میں ***Development*** کا اردو ترجمہ بعنوان "فلسفۂ عجم" (از میر حسن الدین) شائع کیا تھا - دو برس بعد ، انھوں نے اقبال کی بعض نظموں پر مشتمل دو کتابچے مرتب کر کے چھاپے[۱] - نثری مضامین کی ترتیب و اشاعت کا خیال بھی ، پہلے پہل تصدق حسین تاج کو آیا - اُن کا مرتبہ مجموعہ "مضامینِ اقبال" کے نام سے ۱۳۶۲ھ [۱۹۴۳ء] میں منظرِ عام پر آیا - یہ کتاب اقبال کے شعری مجموعوں کی تقطیع پر شائع کی گئی - مسطر انیس سطری ہے - سرورق اور فہرست کے دو اوراق شمار نہیں کیے گئے - دیباچہ (از غلام دستگیر رشید ، بہ عنوان : "صبح مراد") کے دس صفحات کا شمار الف ب ج د - - - - سے ہے - متنِ مضامین صفحات ۱ تا ۲۰۴ پر محیط ہے —— پروفیسر غلام دستگیر رشید نے دیباچے میں مضامینِ اقبال کی اہمیت اور اقبال کے نثری اسلوب پر شاعرانہ انداز میں روشنی ڈالی ہے - انھوں نے اقبال کے طرزِ

---

۱- (الف) نظم اقبال ، سفر حیدر آباد دکن میں ، ۱۹۳۸ء : ص ۱۵ -
(ب) نظم سپاس جناب امیر اور دوسری نظمیں ، ۱۹۳۸ء: ص ۱۵ -

تحریر کو "منفرد یعنی آپ اپنی مثال ۔ ۔ ۔ نہایت پختہ اور 'پرشوکت"[۱] قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ان مضامین میں "زبان کی لغزشیں کہیں کہیں نمایاں ہیں"[۲] ، مگر اس کی کوئی مثال نہیں دی ۔

"مضامینِ اقبال" میں اقبال کے کل چودہ نثر پارے شامل ہیں ، ان میں سے نصف انگریزی مضامین کے اردو تراجم ہیں ۔ تفصیل اس طرح ہے :

(۱) فلسفۂ سخت کوشی : ڈاکٹر نکلسن کے نام اقبال کے ایک طویل مکتوب مورخہ : ۲۴ جنوری ۱۹۲۱ء کا اردو ترجمہ ہے (از چراغ حسن حسرت) یہی ترجمہ "اقبال نامہ" اول (ص ۴۵۷ - ۴۷۴) میں شامل ہے[۳] ۔

(۲) جناب رسالت مآب صلعم کا ادبی تبصرہ : Our Prophet's Criticism of Contemporary Arabian Poetry کا اردو ترجمہ ہے ۔ اصل مضمون پہلی بار لکھنؤ کے *New Era* (۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء) میں شائع ہوا[۴] ۔ بعد میں اس کا اردو ترجمہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنِ شعر کے مبصر کی حیثیت میں" روزنامہ "ستارۂ صبح" لاہور (۸ اگست ۱۹۱۱ء) میں چھپا[۵] ۔

---

۱- مضامینِ اقبال : ص "ح" ۔

۲- کتابِ مذکور : ص "ط" ۔

۳- انگریزی متن مشمولہ : *Letters of Iqbal* ، ص ۱۴۱ - ۱۴۷ ۔

۴- انگریزی متن مشمولہ : *Speeches* (شیروانی) ، ص ۱۲۴ - ۱۲۶ ۔

۵- "جناب رسالت مآب صلعم کا ادبی تبصرہ" کے ساتھ مرتب نے مترجم کا نام نہیں لکھا ۔ غالباً انھوں نے اسے اردو مضمون تصور کیا ہے ، ڈاکٹر عبادت بریلوی بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں (اقبال کی اردو نثر : ص ۱۹۹ - ۲۰۲) اس مضمون کا اردو روپ روزنامہ "ستارۂ صبح" کے سب سے پہلے شمارے ۸ اگست ۱۹۱۷ء میں شائع ہوا تھا مگر اصل انگریزی مضمون قبل ازاں *New Era* کے شمارہ ۲۸ جولائی ۱۹۱۷ء میں چھپ چکا تھا ۔ "ستارۂ صبح" کے مدیر ظفر علی خاں تھے ۔ قیاس ہے کہ وہی اس کے مترجم ہیں ۔

(۳) ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر : The Muslim Community کا اردو ترجمہ ہے[1] -

(۴) خطبۂ صدارت آل انڈیا مسلم لیگ ۱۹۳۰ء : اصل خط انگریزی میں ہے - نذیر نیازی کا اردو ترجمہ کتابچے کی صورت میں شائع ہوا[2] -

(۵) ختمِ نبوت : Islam and Ahmadism کا اردو ترجمہ ہے - اصل مضمون پہلی بار *Islam* (۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء) میں شائع ہوا[3] -

(۶) دیباچہ مرقع چغتائی : اصل تحریر انگریزی میں ہے - اس طرح اس مجموعے میں اردو نثر پاروں کی تعداد صرف آٹھ[4] رہ جاتی ہے - جب کہ اصل تعداد کہیں زیادہ ہے - مرتب کو صرف آٹھ تحریریں دستیاب ہوسکیں - مرتب نے آخری دو مضامین کے سوا ہر مضمون کے آغاز میں ماخذ کا حوالہ دیا ہے - "قومی زندگی" "مخزن" میں بالاقساط شائع ہوا تھا - پہلی قسط اکتوبر ۱۹۰۴ء میں اور دوسری مارچ ۱۹۰۵ء میں ، مگر مرتب نے اس مضمون کا ماخذ صرف اکتوبر ۱۹۰۴ء بتایا ہے -

نقلِ متن میں مرتب نے احتیاط اور ذمہ داری کا ثبوت دیا ہے - تمام مشمولہ مضامین 'جوں کے 'توں شامل کیے گئے ہیں ، تاہم کہیں کہیں معمولی سا تصرف یا ردوبدل ملتا ہے ، مثلاً :

---

۱- مکمل انگریزی متن کے لیے دیکھیے ضمیمہ نمبر ۳ - جزوی متن مشمولہ *Speeches* (شیروانی) ص ۱۰۳ - ۱۰۷ -

۲- انگریزی متن مشمولہ : *Speeches* (شیروانی) ، ص ۳ - ۱۶ -

۳- انگریزی متن مشمولہ : کتاب مذکور ، ص ۱۷۶ - ۱۹۹ -

۴- زبان اردو ، اردو زبان پنجاب میں ، قومی زندگی ، جغرافیائی حدود اور مسلمان ، "اسرار خودی" اول ، "رموزِ بے خودی" اول اور "پیامِ مشرق" کے دیباچے اور تقریر انجمن ادبی کابل -

| | صفحہ | سطر | صحیح متن | صفحہ | سطر | "مضامین اقبال" کا متن |
|---|---|---|---|---|---|---|
| مخزن ، اکتوبر ۱۹۰۲ | ۲ | ۱۹ | غیر متغیر ہی لکھنا | ۱۱ | ۶ | غیر متغیر لکھنا |
| مخزن ، مارچ ۱۹۰۵ء | ۳۶ | ۱۳ | ہے - نہ ترقی | ۳۷ | ۱ | ہے ، ترقی |
| | ۳۶ | ۱۸-۱۷ | ہمارے ہندو بھائیوں | ۳۷ | ۶ | ہمارے بھائیوں |
| | ۳۰ | ۱۰ | پہلے ہیں | ۳۸ | ۲ | پہلے سے ہیں |
| | ۳۷ | ۱۶ | چھڑوا رہا | ۳۸ | ۸ | چھڑا رہا |
| ستارۂ صبح ۸ اگست ۱۹۱۷ء بحوالہ "نقوش" اقبال نمبر ۱ ، ۱۹۷۷ء | ۴۵۸ | ۸ | سرور کائنات سے | ۴۶ | ۱ | سرور کائنات صلعم سے |
| | ۴۸۵ | ۹ | کرائی | ۴۶ | ۱ | کروائی |
| | ۴۸۵ | ۲۱ | بنو عبس | ۴۶ | ۱۶ | بنو عبس |
| | ۴۸۶ | ۱۰ | خواجہ دو جہاں | ۴۷ | ۱۳ | خواجۂ دو جہاں صلعم |
| | ۴۸۶ | ۱۱-۱۰ | جو قدر اس شعر کی فرمائی | ۴۷ | ۱۳ | جو اس قدر شعر کی تعریف فرمائی |
| دیباچہ اسرار خودی طبع اول | الف | ۳ | مستیز | ۴۸ | ۴ | مستنیز |
| | ج | ۹-۸ | حریت یا بالفاظ دیگر | ۴۹ | ۱۷ | حریت اور بالفاظ دیگر |
| | د | ۲ | تعیین عمل | ۴۹ | ۱۷ | نعین عمل |
| | و | ۱۰ | اثبات | ۵۱ | ۲ | اسباب |
| | ز | ۸ | اندازہ نہیں ہو سکتا | ۵۱ | ۹ | اندازہ ہو سکتا ہے |

ان میں سے ایک آدھ تو کتابت کی غلطی قرار دی جا سکتی ہے ، مگر اکثر تبدیلیاں ارادی اور شعوری ہیں ۔ بعض ایسے مقامات پر ، جہاں رد و بدل کی گنجایش نکل سکتی تھی ، مرتب نے تصرف نہیں کیا ، مثلاً صفحہ ۹ سطر ۶ پر "اس قسم کی معیار" کو "اس قسم کا معیار" اور صفحہ ۹ سطر ۸ پر "عدم صحت کی معیار" کو "عدم صحت کا معیار" بنایا جا سکتا تھا ، کیونکہ "معیار" بالاتفاق مذکر ہے ۔

آیات قرآنی میں اغلاط کتابت زیادہ ہیں ، خصوصاً "جغرافیائی حدود اور مسلمان" میں مذکور ایک آدھ کے سوا تمام آیات کا متن صحیح نہیں (ص ۱۸۸ ، ۱۸۹ ، ۱۹۰) بعض الفاظ کا قدیم املا اختیار کیا گیا ہے ، مثلاً : سیدہا (ص ۳۲) پڑہا ، دیکہا (ص ۳۸) وغیرہ ۔ بعض شمسی مہینوں کا املا اس طرح ہے ۔ سپٹمبر (ص ۱) ، اکٹوبر (ص ۸) ، ڈسمبر (ص ۱۰۷) غالباً دکن میں مہینوں کے نام اسی طرح لکھے جاتے تھے ، کیونکہ "شاد اقبال" میں بھی یہی املا ملتا ہے ۔

"مضامین اقبال" ، علامہ اقبال کی نثر کو جمع و مرتب کرنے کی ایک ابتدائی سی کوشش تھی ۔ نثر اقبال کا بیشتر حصہ مرتب کی نگاہوں سے اوجھل رہا ، پھر بھی پرانے رسائل سے اقبال کے آٹھ مضامین[1] کی بازیافت اور ان کی تدوین و اشاعت ، مرتب کی ایسی خدمت ہے ، جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ اقبال کے اولیں نثری مجموعے کا شرف تو بہرحال اسے حاصل رہے گا ۔ یہ مجموعہ کسی اِدعّا کے بغیر پیش کیا گیا ہے ۔ گو ، اس میں مضامین کی تعداد کم ہے ، مگر صحت متن کے لحاظ سے یہ ، بعد میں اشاعت پذیر ہونے والے دونوں مجموعوں "مقالات اقبال" اور "اقبال کے نثری افکار" پر فوقیت رکھتا ہے ۔

---

۱- بنیادی طور پر "مضامین اقبال" اردو تحریروں کا مجموعہ ہے ، اگرچہ اردو تحریروں کی تعداد آٹھ ہی ہے ۔ بقیہ چھ مضامین ، انگریزی تحریروں کا اردو ترجمہ ہے ۔ اقبال کے تراجم ، اس مقالے کے دائرۂ بحث سے خارج ہیں ۔ اصل انگریزی تحریریں آیندہ صفحات میں ، انگریزی تحریروں کے مجموعوں کے ضمن میں زیر بحث آئیں گی ۔

# مقالات اقبال

"مضامینِ اقبال" کی اشاعت کے بیس برس بعد ، ۱۹۶۳ء میں ، سید عبدالواحد معینی کا مرتبہ مجموعۂ مضامین ، "مقالاتِ اقبال" کے نام سے شائع ہوا - سرورق ، ورقِ انتساب (بہ نام : جاوید اور منیرہ) ، فہرستِ مضامین اور مقدمہ (بہ عنوان : جسارت از ڈاکٹر سید محمد عبداللہ ، ص ۷ - ۱۸) کے اٹھارہ مسلسل صفحات کے بعد مصنف کے بارہ صفحاتی "پیش لفظ" کو الف ب ج د - - - سے شمار کیا گیا ہے - متنِ کتاب صفحہ نمبر ۱ سے شروع ہو کر ۲۴۷ تک محیط ہے - آخر میں تین صفحات کا ایک صحت نامہ شامل ہے -

ڈاکٹر سید عبداللہ نے علامہ اقبال کی نثر نگاری کا تنقیدی محاکمہ کرتے ہوئے اُن کے اسلوبِ نثر کے مختلف رنگوں کی نشان دہی کی ہے ، اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "شاعر اقبال ایک منفرد طرز کا نثر نگار بھی تھا"[۱] —— مرتب نے اپنے پیش لفظ میں علامہ اقبال کی شخصیت اور فکر میں اُن کے نثری مضامین کی اہمیت پر بحث کی ہے - اُن کے خیال میں یہ مضامین "اردو زبان کا گنجِ گراں مایہ"[۲] ہیں - بعد ازاں مرتب نے "پیش لفظ" میں مشمولہ مقالات اور ان کے ماخذات کا ذکر کیا ہے -

"مقالاتِ اقبال" میں شامل نثر پاروں کی تعداد چوبیس ہے - ان میں تین نثر پارے (جناب رسالت مآب کا ادبی تبصرہ - ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر - خلافتِ اسلامیہ) اقبال کی انگریزی تحریروں کے تراجم ہیں - اول الذکر دو مضامین کا تذکرہ "مضامینِ اقبال" کے ضمن میں آ چکا ہے - "خلافتِ اسلامیہ" Political Thought in Islam کا ترجمہ ہے ، جو لندن کے رسالہ Sociological Review میں شائع ہوا ، بعد ازاں The Hindustan Review ، (الہ آباد ، دسمبر ۱۹۱۰ء اور جنوری ۱۹۱۱ء[۱]) اور پھر

---

۱- مقالاتِ اقبال : ص ۱۸ -

۲- کتاب مذکور : ص "ج" -

۱- *Speeches* (شیروانی) : ص ۱۰۷ -

Muslim Outlook (۱۹۲۲ء[1]) میں چھپا تھا ۔ عبدالواحد معینی نے اس کا عنوان "اسلام میں خلافت"[2] یا "Islam and Khilafat"[3] بتایا ہے ، جو درست نہیں ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :

> the substance of article on "Islam and Khilafat" was encorporated by Iqbal in "Political Thought in Islam", published later on in the Hindustan Review."[4]

معینی صاحب نے "اسلام اینڈ خلافت" کو ایک الگ مضمون سمجھا ہے ، حالانکہ "اسلام میں خلافت" یا "اسلام اینڈ خلافت" کے عنوان سے اقبال نے کبھی کوئی مضمون نہیں لکھا ، درحقیقت جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ، یہ ایک ہی مضمون ہے ، جو دو تین بار مختلف رسائل میں طبع ہوا ۔ اس کا اردو ترجمہ (از چودھری محمد حسین) "خلافتِ اسلامیہ" کتابچے کی شکل میں لاہور سے شائع ہوا[5] ۔ "پیش لفظ" میں مرتب نے اقبال کے علی گڑھ لکچر ۱۹۱۰ء کا متون Islam, as a Social and Political Ideal بتایا ہے ، یہ درست نہیں ۔ علی گڑھ لکچر کا عنوان The Muslim Community تھا ، جس کا اردو ترجمہ (از مولانا ظفر علی خاں) "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" کے عنوان سے کئی جگہ چھپ چکا ہے ۔

---

۱۔ انوارِ اقبال : ص ۳۷ ۔

۲۔ مضامینِ اقبال : ص "ب" [ڈاکٹر عبادت بریلوی نے بلا تحقیق اس غلطی کو دہرا دیا ہے "اقبال کی اردو نثر" : ص ۸۸] ۔

۳۔ *Speeches* (واحد) طبع اول : ص "XIV" ۔ (*Bibliography of Iqbal*) ص ۴ ، اور *A Bibliography of Iqbal* ، ص ۱۵ کے مرتبین بھی اسی غلط فہمی کا شکار ہیں) ۔

۴۔ حوالۂ مذکور ۔

۵۔ ناشر : ظفر برادرس ، ۱۹۲۳ء ، ص ۳۱ (کتابچے میں یہ وضاحت درج ہے کہ یہ تقریر ، اقبال نے ۱۹۰۸ء میں اپنے قیامِ لندن کے زمانے میں ، پان اسلامک سوسائٹی کے زیرِ اہتمام منعقدہ ایک جلسے میں کی تھی) ۔

''جناب رسالت مآب ؐ کا ادبی تبصرہ'' کے متعلق بھی زیرِ نظر مجموعے کے مرتب کا بیان تصحیح طلب ہے ۔ وہ لکھتے ہیں : ''اکثر احباب کا خیال تھا کہ ''ستارۂ صبح'' میں جو مضمون مولانا ظفر علی خاں نے شائع کیا تھا ، وہ شاید انگریزی مضمون کا ترجمہ ہے ، مگر اغلب یہ ہے کہ یہ اردو کا مضمون علامہ نے مولانا ظفر علی خان کی درخواست پر ''ستارۂ صبح'' کے لیے اردو میں لکھا تھا''[1] ۔ اس مضمون کے اردو اور انگریزی متون کا موازنہ کیا جائے ، تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو الگ مضامین نہیں بلکہ اردو متن ، انگریزی تحریر کا ترجمہ ہے ۔ گذشتہ صفحات میں ہم ایک جگہ بتا چکے ہیں کہ اصل انگریزی مضمون Our Prophet's Criticism of Contemporary Arabian Poetry کے عنوان سے *New Era* (۲۸ جولائی ۱۹۱۱ء) میں شائع ہوا تھا ، غور طلب بات یہ ہے کہ اس مضمون کی اشاعت کے معاً بعد ، علامہ اقبال سے اسی موضوع پر اردو مضمون لکھ دینے کی درخواست کا جواز کیا تھا ؟ علامہ اقبال کی یہ مستعدی بھی بعید از قیاس ہے کہ انھوں نے فی الفور اس فرمایش کی تعمیل کر دی ، مزید برآں یہ بھی دلچسپ اتفاق ہے کہ یہ اردو مضمون ، ان کے انگریزی مضمون کا ہو بہو ترجمہ ہے ۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ مولانا ظفر علی خاں نے اپنے نئے اخبار ''ستارۂ صبح'' کی پہلے شمارے میں (غالباً اقبال کی کوئی نئی تحریر نہ ملنے پر ان کے) انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ ہی شائع کر دیا ۔ غالب امکان ہے کہ یہ ترجمہ انھوں نے خود ہی کیا ہوگا ۔

متذکرہ بالا تراجم سے قطعِ نظر ، ''مقالاتِ اقبال'' بنیادی طور پر ، اقبال کی اردو تحریروں کا مجموعہ ہے ۔ اس میں مضامین ، دیباچے، تقاریظ ، تقاریر اور مصاحبے یعنی ہر طرح کے نثر پارے شامل ہیں ۔ جنھیں ان کی نوعیت کے مطابق اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے :

(۱) مضامین کی تعداد آٹھ ہے جن میں سے چار (زبان اردو ، اردو زبان پنجاب میں ، قومی زندگی ، جغرافیائی حدود اور مسلمان) تو وہی ہیں ،

---

۱۔ مقالاتِ اقبال : ص ''ع'' ۔

جو ''مضامینِ اقبال'' میں شامل ہیں - باقی چار مضامین (زبانِ اردو ، اسرارِ خودی اور تصوف ، سرِّ اسرارِ خودی ، تصوف وجودیہ[1]) غیر مدون ہیں - متن کے تقابلی مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب نے اصل ماخذ کی بجائے ثانوی ذرائع سے متن حاصل کیا ہے - یہ بات خاص طور پر اول الذکر مضامین کے متعلق یقینی ہے -

(۲) ایڈیٹر ''وطن'' کے نام اقبال کے دو طویل خطوط ۱۹۰۵ء میں ان کے لاہور سے کیمبرج پہنچنے کی روداد پر مشتمل ہیں ، مرتب نے ایڈیٹر ''وطن'' کا نام [مولوی انشاء اللہ خاں] نہیں بتایا - آخری خط کی تاریخ ۲۵ نومبر ۱۹۰۵ء درج ہے ، جو ۲۵ ستمبر ۱۹۰۵ء ہونی چاہیے -

(۳) اقبال سے محمد دین فوق کا ایک مصاحبہ بہ عنوان ''ایک دلچسپ مکالمہ'' ، اس کا موضوع تصوف ہے - (ماخوذ از ''کشمیری گزٹ'' ، اگست ۱۹۱۴ء) -

(۴) چھ تقاریر محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس ۱۹۱۱ء ؛ محفلِ میلاد النبی ؛ اجلاس انجمن حمایت اسلام ؛ عیدالفطر ۱۹۳۲ء اور جلسہ انجمنِ ادبی کابل ۱۹۳۳ء کے مواقع پر اقبال کے مختصر خطابات کی رپورٹوں پر مشتمل ہیں - مؤخر الذکر تصدق حسین تاج کے مجموعے ''مضامینِ اقبال'' سے ماخوذ ہے ، مگر اس کا عنوان تبدیل کر کے ''اقبال کی ایک تقریر کابل میں'' کر دیا گیا ہے -

(۵) ''اسرارِ خودی'' (طبع اول و دوم) ''رموزِ بے خودی'' اور ''پیامِ مشرق'' کے دیباچے -

(۶) محمد دین فوق کی تین تصانیف (''امتحان میں پاس ہونے کا گُر'' ، ''حریتِ اسلام'' اور ''سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی'') پر اقبال کی مختصر تقاریظ -

مرتب نے ''مقالاتِ اقبال'' میں مشمولہ تمام تحریروں کے مآخذ کی نشاندہی نہیں کی ، تاہم بعض کے آخر میں اُس رسالے یا اخبار کا نام لکھ دیا ، جہاں سے متعلقہ تحریر اخذ کی گئی - ان میں سے اکثر نگارشات ایک

---

۱- ان مضامین کی اولیں اشاعت کے حوالوں کے لیے دیکھیے : ص ۳۲۲ -

سے زائد بار چھپ چکی ہے ۔ متن کے بغور تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتب نے یہ تحریریں اولیں ماخذ سے حاصل نہیں کیں ، بلکہ ثانوی ذرائع سے نقل کی ہیں ۔ جو تحریریں ، قبل ازیں ، "مضامینِ اقبال" میں شامل ہیں ، معینی صاحب نے وہیں سے اخذ کی ہیں ۔ چنانچہ "مقالاتِ اقبال" میں منقول ، "قومی زندگی" ، "دیباچہ مثنوی اسرارِ خودی طبع اول" ، "جناب رسالت مآب ؐ کا ادبی تبصرہ" اور "جغرافیائی حدود اور مسلمان" کے متن میں بھی وہی تصرفات اور اغلاط ملتی ہیں ، جو "مضامین اقبال" میں موجود ہیں ، جب کہ اولیں ماخذ ان تصرفات اور اغلاط سے پاک ہیں ۔ (دیکھیے ، ص ۳۳۸) اور موازنے کے لیے دیکھیے : "مقالاتِ اقبال" کے صفحات : علی الترتیب ۲۲/۶ ، ۵۱/۷ ، ۵۱/۱۳ ، ۵۲/۸ ، ۵۲/۱۵ ، ۱۸۷/۱۴ ، ۱۸۷/۱۴ ، ۱۸۸/۱۷ ، ۱۸۹/۱۴ ، ۱۸۹/۱۵ ، ۱۵۳/۴ ، ۱۵۴/۱۹ ، ۱۵۵/۲ ، ۱۵۶/۷ ، ۱۵۶/۱۵ ،) بہتر تھا ، مرتب ثانوی ماخذ کا حوالہ دیتے تا کہ ان اغلاط اور تصرفات کی ذمہ داری "مضامینِ اقبال" کے مرتب کے سر ہوتی ۔

عبدالواحد معینی نے اصل متن میں خود بھی متعدد ترامیم و اصلاحات اور تصرفات کیے ہیں ۔ املا کی تبدیلیوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ، ذیل میں تبدیلیِ متن کی چند مثالیں ملاحظہ کیجیے :

| صفحہ | سطر | اصل متن | صفحہ | سطر | مقالاتِ اقبال کا متن |
|---|---|---|---|---|---|
| **مخزن ، ستمبر ۱۹۰۲ء** | | | | | |
| ۲ | ۷ | سپاہی روزمرہ | ۱۲ | ۱۲ | سپاہی جن کو روزمرہ |
| ۲ | ۱۳ | تو محمدیہ | ۱۲ | ۱۸ | تو یہ محمدیہ |
| ۳ | ۱۰ | ایسی طرزِ تحریر کو اختیار کیا | ۱۳ | ۱۰ | ایسا طرزِ تحریر اختیار کیا |
| ۳ | ۵ | کی زبانوں پر | ۱۳ | ۲۰ | کی زبان پر |
| ۴ | ۲۱ | ۵۵ لاکھ | ۱۵ | ۴ | پانچ لاکھ |

| صفحہ | سطر | اصل متن | صفحہ | سطر | مقالاتِ اقبال کا متن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۵ | ۱۳ | اس امر کو | ۱۵ | ۱۵ | اس بات کو |
| ۶ | ۶ | کے تعلیم یافتہ | ۱۶ | ۷ | کے تمام تعلیم یافتہ |
| ۶ | ۶،۵ | انگریزی زبان کے | ۱۷ | ۷ | انگریزی کے |
| ۷ | ۱۲ | شستگی ، بانکپن اور لطف | ۱۷ | ۱۳ | شستگی اور لطف |

**مخزن ، مارچ ۱۹۰۵ء**

| صفحہ | سطر | اصل متن | صفحہ | سطر | مقالاتِ اقبال کا متن |
|---|---|---|---|---|---|
| ۲۷ | ۶ | فن تنقید کا | ۲۱ | ۱۴ | فن کا |
| ۲۶ | ۲ | اردو زبان جامع مسجد | ۲۲ | ۹ | اردو جامع مسجد |
| ۳۹ | ۳ | آپ نے اس | ۳۶ | ۲۱ | آپ نے اپنے اس |
| ۳۹ | ۱۹ | پنجابی الفاظ و محاورات | ۳۸ | ۱ | پنجابی محاورات |
| ۴۰ | ۴ | جن میں اس محاورہ کا صحیح استعمال ہے | ۳۸ | ۸،۷ | جس میں اس محاورے کا صحیح استعمال موجود ہے - |
| ۳۶ | ۲ | ز ترقی | ۵۱ | ۷ | ترقی |
| ۳۶ | ۱۳ | ضروریات کو پورا | ۵۱ | ۹ | ضروریات پورا |
| ۳۶ | ۱۶ | ضعیف و ناتواں | ۵۱ | ۱۲ | ناتواں |
| ۳۷ | ۹ | ہیں - امرا | ۵۲ | ۷ | ہیں - ہاں امرا |
| ۳۷ | ۱۰ | پہلے ہیں | ۵۲ | ۸ | پہلے سے ہیں |
| ۳۷ | ۱۳ | حوصلہ ہو بھی تو | ۵۲ | ۱۱ | حوصلہ ہو تو |
| ۳۷ | ۱۵ | سیلئے استاد | ۵۲ | ۱۴ | استاد |
| ۳۷ | ۲۱ | مقدار ان میں روز افزوں | ۵۲ | ۲۱ | مقدار روز افزوں |
| ۴۲ | ۷ | افراد قوم کے | ۵۸ | ۱ | افراد کے |
| ۴۲ | ۲۱ | فضول طور پر خرچ | ۵۸ | ۱۶ | فضول خرچ |
| ۴۳ | ۳ | دستور نہایت مفید | ۵۸ | ۲۰ | دستور مفید |

بعض تبدیلیاں تو گمراہ کن ہیں ، مثلاً : "اس عرب نے اپنے شعر میں اس کی گون کی بات کہی تھی" کو معینی صاحب نے "اس عرب نے اپنے شعر میں ایسی کون سی بات کہی تھی" (ص ۱۸۹) بنا دیا ہے - اسی طرح : "اس کے خیالات کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے" کو "اس کے خیالات کا پورا اندازہ نہیں ہو سکتا" (ص ۱۵۶) میں تبدیل کر دیا ہے - متن میں ان تصرفات کے نتیجے میں عبارت کا اصل مفہوم بدل گیا ہے -

ان مثالوں سے اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مرتب نے متن میں ، بے دریغ اصلاح کی ہے - ہم نے صرف دو مقالات کے محض چند تصرفات کی نشاندہی کی ہے ، ورنہ تصرفات کی مکمل فہرست بہت طویل ہے - جن تبدیلیوں پر اغلاطِ کتابت کا گمان ہو سکتا ہے ، انھیں نظر انداز کردیا گیا ہے - کتاب کے آخر میں صحت نامہ کے زیرِ عنوان انجاس اغلاط کی جو فہرست مرتب کی گئی ہے ، اسے منہا کر کے بھی اغلاط کی تعداد بلا مبالغہ سیکڑوں تک پہنچتی ہے - معدودے چند اغلاط تو سہو کا نتیجہ ہو سکتی ہیں ، مگر ہر صفحے پر پانچ پانچ چھ چھ اغلاط یہ ظاہر کرتی ہیں کہ پروف ریڈنگ انتہائی لاپروائی سے کی گئی ہے[1] - لاپرواہی اور تساہل کے سبب کئی مقامات سے متن کی پوری پوری سطریں غائب ہیں ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | اصل متن | صفحہ | سطر | مقالاتِ اقبال کا متن |
|---|---|---|---|---|---|
| **مخزن ، ستمبر ۱۹۰۲ء** | | | | | |
| ۵ | ۱۹ | ... رکھ لیے ہیں - پس اردو بلحاظ صرف و نحو کے ہندی الاصل ہے جس میں کچھ مارواڑی اور پنجابی | ۱۵ | ۲۱ | ...رکھ لیے ہیں اور ... |

---

۱- ص : ۱۳ اور ۲۰ پر پانچ پانچ ، ۵۲ پر ۶ اور ۵۹ پر ۹ اغلاط و تصرفات موجود ہیں - اسرارِ خودی ، طبع دوم کے دس سطری دیباچے (ص ۱۹۳) میں تین غلطیاں ہیں -

| صفحہ | سطر | اصل متن | صفحہ | سطر | مقالاتِ اقبال کا متن |
|---|---|---|---|---|---|
| | | اجزا بھی شامل ہیں اور... | | | |
| **مخزن ، اکتوبر ۱۹۰۲ء** | | | | | |
| ۳۰ | ۹ | ... کہ بالخصوص ان لوگوں کو جو اہلِ زبان نہیں ہیں ، قدم قدم . | ۳۸ | ۱۳، ۱۴ | ... کہ یہاں قدم قدم ... |
| **''احسان'' بحوالہ ''مضامینِ اقبال''** | | | | | |
| ۱۸۸ | ۱۴-۱۵ | .. انسانیہ کے اصول کی حیثیت میں کوئی لچک اپنے اندر نہیں رکھتا اور ہئیتِ اجتماعیہ انسانیہ کے کسی اور .. | ۲۲۳ | ۲۱ | .. انسانیہ کے کسی اور ... |
| ۱۸۴ | ۵، ۶ | ... ہوگی ، چنانچہ یورپ کا تجربہ دنیا کے سامنے ہے ، جب یورپ کی دینی وحدت پارہ پارہ ہو گئی اور یورپ کی ... | ۲۲۵ | ۱۳ | ...ہوگی اور یورپ .. |

یہ سطور تو سہواً حذف ہو گئیں ، ایک جگہ ڈیڑھ سطر دانستہ حذف کی گئی ہے : ''ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر'' (ص : ۱۲۹ ، س : ۳ ، ۴) کے یہ الفاظ : ''پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے ، جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں'' ، ''مضامینِ اقبال'' (ص : ۹۳) اور محمد عبداللہ قریشی کے منقول[1] متن میں بھی موجود

---

۱- قومی زندگی اور ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر : ص ۸۴ -

ہیں - معینی صاحب نے نجانے کیوں انھیں حذف کر دیا - قرآن و حدیث اور عربی اشعار کے متن کا حال اس سے بھی ابتر ہے - کئی آیات میں اعراب نہیں لگائے گئے (ص ۵۸ ، ۱۰۸ ، ۲۱۳ ، ۲۱۵ ، ۲۳۰ ، ۲۴۴ ، ۲۴۵ ، ۲۴۷) اگر اِعراب ہیں تو غلط (ص ۲۴۱ ، ۲۴۶) -

اس مجموعے کے مرتب ، اقبال پر کئی اردو اور انگریزی تنقیدی مجموعوں کے مصنف ہیں ، اور اقبال سے طویل وابستگی رکھتے تھے۔ انھیں ، اقبال اکادمی پاکستان سے منصبی تعلق کی بنا پر اکادمی کے کتب خانے اور دیگر لوازمے سے بآسانی استفادے کی سہولت بھی حاصل رہی ، مزید برآں ''مضامینِ اقبال'' کے بیس سال بعد ، جب ''مقالاتِ اقبال'' شائع ہوئی ، پرانے اخبارات و رسائل سے علامہ اقبال کی بہت سی نثری تحریریں ''دریافت'' کی جا چکی تھیں ، ایسے وقت میں اور ایسے سازگار حالات میں مرتبِ ''مقالاتِ اقبال'' سے نثرِ اقبال کے ایک جامع تر اور مستند مجموعے کی معیاری تدوین و اشاعت کی توقع تھی ، مگر ''مقالاتِ اقبال'' کی صورت میں نتیجہ انتہائی مایوس کن ہے - ضروری حواشی و توضیحات کا اضافہ تو ایک طرف رہا ، صحتِ متن سے حد درجہ لاپروائی اور غفلت برتی گئی ہے - تعداد کے اعتبار سے ''مضامینِ اقبال'' کی آٹھ اردو نگارشات پر تیرہ نثرپاروں کا اضافہ کیا گیا ہے ، مگر نئی پرانی سب تحریریں اغلاط سے پُر ہیں - ہمارے علمی تنزل کی اس سے زیادہ افسوس ناک مثال اور کیا ہوگی کہ مرتب نے یہ مجموعہ اس اِدعّا کے ساتھ پیش کیا ہے :

حاصلِ عمر ، نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگیِ خویش کہ کارے کردم[1]

## اقبال کے نثری افکار

عبدالغفار شکیل نے علامہ اقبال کے متروک کلام پر مشتمل ایک مجموعہ علی گڑھ سے شائع کیا تھا ، اسی زمانے سے انھوں نے زیرِ نظر مجموعے کی تیاری[2] شروع کر دی ، جس کے نتیجے میں ۲۸۲ صفحات

---

۱- مقالاتِ اقبال ، دیباچہ از مرتب : ص ''ک'' -

۲- اقبال کے نثری افکار : ص ۱۰ -

کی یہ کتاب مارچ ۱۹۷۷ء میں دہلی سے شائع ہوئی ۔

مرتب نے دیباچے (بہ عنوان : عرضِ مرتب) میں اس مجموعے کے جواز اور اس کی اہمیت و انفرادیت پر روشنی ڈالی ہے ، لکھتے ہیں :

"اقبال کا تقریباً تمام شعری سرمایہ منظرِ عام پر آ چکا ہے اور اُن کے کلام کے متعدد ایڈیشن بھی برابر نکلتے رہے ہیں ، مگر ان کی نثری تحریروں میں خاص طور پر اُن کے مضامین ، جو آج سے پچیس تیس برس پہلے شائع ہوئے تھے ، اب نایاب و کمیاب ہیں ۔ ۔ ۔ نوادرِ اقبال کی اشاعت کے بعد اقبال کے نایاب مضامین کی تلاش و جستجو جاری رہی ، جس کے نتیجے میں مجھے اقبال کے کئی مضمون ایسے ملے ، جنھیں اب تک کتابی صورت میں یکجا نہیں کیا گیا تھا ۔ یہ مضامین جن پرانے رسالوں میں شائع ہوئے تھے ، وہ بھی نایاب ہیں ۔ مطالعۂ اقبال کے سلسلے میں ان مضامین کی اہمیت و انفرادیت کے پیشِ نظر "مضامینِ اقبال" کے ساتھ ساتھ یہ نیا مجموعہ میں نے ترتیب دیا ہے ، جس میں اقبال کے ۳۳ مضمون پہلی بار تاریخی ترتیب کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ادھر چند سال ہوئے ، اقبال کے مکاتیب اور کچھ نایاب تحریروں کے چند اور مجموعے سامنے آئے ہیں ۔ اقبال کے نثری افکار بھی اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے ۔ ۔ ۔ (جس میں) پہلی بار علامہ اقبال کے اتنے مضامین یکجا پیش کیے جا رہے ہیں"[۱] ۔

گویا زیرِ نظر مجموعے کا سببِ تالیف یہ ہے کہ :

۱۔ اقبال کے بیشتر نثری مضامین نایاب و کمیاب ہیں ۔

۲۔ یہ نایاب و کمیاب مضامین (مضامینِ اقبال" کے بعد) کسی مجموعے میں شامل نہیں ہیں ۔

---

۱۔ حوالۂ مذکور ۔

۳- اس سے پہلے علامہ اقبال کے اتنے مضامین کسی مجموعے میں یکجا نہیں پیش کیے گئے -

ہمارے خیال میں آخری سبب تو بالکل بے وزن ہے - اگر مضامین کی زیادہ سے زیادہ تعداد کو یکجا کرنا ہی مقصود تھا ، تو اس سے کئی گنا زیادہ ضخامت کے طویل اردو اور انگریزی مکاتیب ، اور انگریزی مضامین اور تقاریر موجود ہیں جنھیں (ترجمہ کر کے) مجموعے کو کہیں زیادہ ضخیم اور جامع بنایا جا سکتا تھا ، البتہ پہلے دو نکات ، "سببِ تالیف" میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں -

مکاتیبِ اقبال کے علاوہ اب تک علامہ اقبال کے مضامین و مقالات اور تقاریر و بیانات کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں :

۱- مضامینِ اقبال ۱۹۴۳ء

۲- مقالاتِ اقبال ۱۹۶۳ء

۳- انوارِ اقبال ۱۹۶۷ء

۴- گفتارِ اقبال ۱۹۶۹ء

۵- اقبال کے نثری افکار ۱۹۷۷ء

اس مجموعے کے پیش لفظ نگار اور انجمن ترقی اردو ہند کے جنرل سیکرٹری کی بے خبری[1] تو خیر کچھ ایسی قابلِ گرفت نہیں ہے —— مرتب نے دیباچے میں "مکاتیب اور کچھ نایاب تحریروں کے چند اور مجموعے" کی مبہم بات کی ہے ، مگر "مقالاتِ اقبال" ، انوارِ "اقبال" یا "گفتارِ اقبال" میں سے کسی کا نام نہیں لیا - مجموعے میں شامل بعض تحریروں کے حاشیے میں "انوارِ اقبال" کا ذکر ملتا ہے ، مگر "مقالاتِ اقبال" اور "گفتارِ اقبال" کہیں بھی مذکور نہیں ہوئیں ، جس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ مرتب ان دونوں مجموعوں کے وجود سے بے خبر ہے - متذکرہ بالا دونوں مجموعوں اور عبدالغفار شکیل کے مجموعے کے درمیان

---

۱- پیش لفظ میں ڈاکٹر خلیق انجم لکھتے ہیں کہ "مضامینِ اقبال" کے بعد "غالباً کوئی مجموعہ شائع نہیں ہوا"- (ص ۸)

علی الترتیب دس اور آٹھ برس کا وقفہ ہے ۔ انتہائی باعثِ تعجب اور تقریباً ناقابلِ یقین امر ہے کہ کوئی مصنف زیرِ تحقیق موضوع پر اسی زبان اور اسی برِصغیر میں چودہ اور آٹھ برس قبل شائع ہونے والی کتابوں سے لاعلم رہا ہو ۔ علم و تحقیق کی دنیا میں معلومات کی کمی یا بے خبری قابلِ مسموع نہیں ہوتی ، اور اس لاعلمی کی بنا پر کوئی مصنف رعایت کا مستحق نہیں سمجھا جا سکتا ۔

"اقبال کے نثری افکار" کے مرتب نے مجموعے میں شامل تمام تحریروں کے ماخذات کا حوالہ نہیں دیا ، ذیل میں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے :

| شمار نمبر | نثر پارہ | مضامین اقبال کا صفحہ | مقالاتِ اقبال کا صفحہ | دیگر مجموعے/کتب |
|---|---|---|---|---|
| ۱ | بچوں کی تعلیم و تربیت | — | ۱ | |
| ۲ | اردو زبان پنجاب میں | ۸ | ۱۶ | |
| ۳ | زبان اردو | ۱ | ۱۱ | |
| ۴ | دیباچہ علم الاقتصاد | — | — | علم الاقتصاد ۱۹۶۳ء |
| ۵ | قومی زندگی | ۲۵ | ۳۹ | |
| ۶ | سودیشی تحریک ["زمانہ" کو انٹرویو] | — | — | انوارِ اقبال : ص ۲۶ - ۳۱ |
| ۷ | اسلامی یونیورسٹی | | | |
| ۸ | مسلمانوں کا امتحان | | — | انوارِ اقبال : ص ۲۷۸ |
| ۹ | دیباچہ ، اسرارِ خودی ، اول | ۴۸ | ۵۳ | روزگارِ فقیر ، دوم : ص ۴۴ تا ۵۲ |
| ۱۰ | اسرارِ خودی اور تصوف | -- | ۱۶۰ | |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۱ | اسرارِ خودی پر اعتراضات[1] کا جواب [مکتوب] | — | — | اوراقِ گم گشتہ: ص ۳۷ تا ۷۷ خطوطِ اقبال: ص ۱۱۴ تا ۱۱۹ |
| ۱۲ | [ سرِّ ] اسرارِ خودی[2] | — | ۱۷۱ | |
| ۱۳ | تصوف وجودیہ | — | ۱۸۲ | |
| ۱۴ | علم ظاہر و باطن | — | — | انوارِ اقبال: ص ۲۶۸ |
| ۱۵ | رسولؐ، فنِ شعر کے مبصر کی حیثیت سے | ۷۵ | — | |
| ۱۶ | دیباچہ، رموزِ بے خودی | ۵۴ | — | |
| ۱۷ | دیباچہ، پیامِ مشرق | ۵۶ | ۲۰۱ | پیامِ مشرق کے جملہ ایڈیشن |
| ۱۸ | مذہب اور سیاست | — | — | انوارِ اقبال: ص ۴۱ گفتارِ اقبال: ص ۲۴۴ |
| ۱۹ | خطبہ عیدالفطر | — | ۲۴۱ | |
| ۲۰ | تقریر: انجمنِ ادبی، کابل | ۲۰۱ | ۲۱۷ | |
| ۲۱ | نبوت (۱) | — | — | انوارِ اقبال: ص ۴۵ |
| ۲۲ | نبوت (۲) | — | — | انوارِ اقبال: ص ۴۷ |
| ۲۳ | شعبۂ تحقیقاتِ اسلامی کی ضرورت | — | — | حرفِ اقبال: ص ۲۲۱ |
| ۲۴ | اسلامیات [اصل: انگریزی مکتوب] | — | — | اقبال نامہ، دوم: ص ۲۶۲ |

---

۱- متن کے عنوان میں "اعتراض" ہے (ص ۱۰۲)۔

۲- مرتب نے عنوان "اسرار خودی" لکھا ہے، جو غلط ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۲۵ | علم الانساب | — | — | |
| ۲۶ | میلادالنبی | — | ۱۹۵ | |
| ۲۷ | ایک شعر کی تشریح | — | — | کلیاتِ اقبال (دکن) ص ۱۰۴ - ۱۰۵ |
| ۲۸ | سالِ نو کا پیغام [اصل ، انگریزی] | — | — | حرفِ اقبال : ص ۲۲۲ تا ۲۲۵ |
| ۲۹ | اسلام اور قومیت [جغرافیائی حدود اور مسلمان] | ۱۸۰ | ۲۲۱ | |
| ۳۰ | خلافتِ اسلامیہ | — | ۸۵ | کتابچے کی صورت میں بھی دستیاب ہے - |
| ۳۱ | ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر | ۷۹ | ۱۱۵ | کتابچے کی صورت میں بھی دستیاب ہے - |
| ۳۲ | حکمائے اسلام کے عمیق تر مطالعے [کی] دعوت | — | — | انوارِ اقبال : ص ۲۴۷ |
| ۳۳ | فلسفۂ سخت کوشی | ۶۴ | — | اقبال نامہ ، اول : ص ۴۵۷ |
| ۳۴ | دیباچہ مرقع چغتائی | ۱۹۷ | — | |
| | **ضمیمہ** | | | |
| | تین خطوط بسلسلہ اسرار خودی | — | — | انوارِ اقبال : ص ۱۷۷ |
| | تین خطوط بسلسلہ نظریۂ قومیت | | | انوارِ اقبال : ص ۱۶۶ - ۱۷۰ |

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ نمبر ۷ (اسلامی یونیورسٹی) اور نمبر ۲۵ (علم الانساب) کے علاوہ تمام نگارشات موجود و دستیاب مجموعوں میں شامل ہیں - اس سے مرتب کی وہ دونوں باتیں غلط ثابت ہو جاتی ہیں ، جن کی بنیاد پر یہ مجموعہ مرتب کیا گیا (کہ : اول ، اس مجموعے میں شامل

بیشتر نثری مضامین نایاب و کمیاب ہیں ، دوم ، یہ نایاب و کمیاب مضامین کسی مجموعے میں شامل نہیں) اس طرح راقم کے خیال میں اس مجموعے کی اشاعت کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا ۔

تاہم مرتب نے ، یہ مجموعہ جب اس اِدعّا کے ساتھ پیش کیا ہے کہ : "میں نے اقبال کی منتشر تحریروں کو تلاش کر کے قوم کی میراث ، قوم تک پہنچانے کی سعی کی ہے اور اقبال پرستوں کے لیے ایک نایاب سوغات" (ص ۱۵) کہ اس طرح : "اقبال پر تحقیق کرنے والوں کو ان کے مضامین سب ایک جگہ مل جائیں گے" (ص ۱۱) تو اس کا جائزہ لینا ضروری ہے ۔ خصوصاً اس نقطۂ نظر سے کہ استناد اور صحتِ متن کے لحاظ سے اس "سوغات" کی کیا حیثیت ہے ، اور اہلِ تحقیق اس سے کہاں تک فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔

مرتب کا دعویٰ ہے کہ یہ نایاب مضامین پرانے اخبارات و رسائل سے اخذ کیے گئے ہیں ، مگر تمام تحریروں کے بارے میں یہ بات صحیح نہیں ہے ۔ بہت سی تحریریں مرتب نے ثانوی ذرائع سے اخذ کی ہیں ، مثلاً "اسرارِ خودی" طبع اول کا دیباچہ انھوں نے ، اصل کتاب سے نہیں ، بلکہ "مضامینِ اقبال" سے نقل کیا ہے (مگر اس کا حوالہ نہیں دیا) یہ بات متن اور املا کے تقابلی مطالعے سے واضح ہوتی ہے :

| صفحہ | اسرار خودی اول | صفحہ | سطر | مضامین اقبال | صفحہ | سطر | اقبال کے نثری افکار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| د | تعیین عمل | ۴۹ | ۱۷ | تعیّن عمل | ۸۷ | ۱۷ | تعیّنِ عمل |
| و | اوحد الدین | ۵۰ | ۱۵ | وحد الدین | ۸۸ | ۱۳ | وحد الدین |
| و | اثبات | ۵۱ | ۲ | اسباب | ۸۸ | ۱۹ | اسباب |
| ز | اندازہ نہیں ہو سکتا | ۵۱ | ۹ | اندازہ ہو سکتا ہے | ۸۹ | ۳،۴ | اندازہ ہو سکتا ہے |
| ی | قوت | ۵۲ | ۱۰ | وقت | ۹۰ | ۵ | وقت |

اسی طرح "سالِ نو کا پیغام" حرفِ اقبال (ص : ۲۲۲ تا ۲۲۵) سے

ماخوذ ہے ، مگر حوالہ نہیں دیا گیا ۔ "حرفِ اقبال" میں ترجمے[1] کی جو اغلاط پائی جاتی ہیں ، وہ اس مجموعے میں بھی جوں کی توں موجود ہیں ، مثلاً heaven knows what else کا ترجمہ : "جانے کیا کیا" کیا گیا ہے ، جو درست نہیں ۔ اسی طرح have proved demons of bloodshed tyranny and oppression کا ترجمہ : "خون ریزی ، سفاکی اور زبردست آزادی کے دیوتا ثابت ہوئے" غلط[2] ہے ۔

یہ کتاب لیتھو میں چھپی ہے ، ممکن ہے یہ ناشر کی مجبوری ہو ، مگر کتابت بھی کسی اچھے خوش نویس سے نہیں کرائی گئی ۔ پھر پروف ریڈنگ میں اور بھی لاپروائی برتی گئی ہے (بلکہ کہیں کہیں گماں ہوتا ہے کہ جو کچھ کاتب نے لکھ دیا ، اسے 'جوں کا توں' چھاپ دیا گیا ہے) چنانچہ اغلاطِ کتابت و املا کی کثرت ہے ، کہیں کہیں اصل متن کی پوری سطور غائب ہیں ، مثلاً : ص ۱۸۷ ، س ۶ کی عبارت صرف اتنی ہے : "زندگی اور اس کے بقا کے لیے ضروری ہے" ، جب کہ صحیح متن اس طرح ہونا چاہیے تھا : "زندگی اور اس کے افکار میں یک جہتی اور ہم آہنگی ہو سکتی ہے ، جو ایک امت کی تشکیل اور اس کے بقا کے لیے ضروری ہے"۔ اسی مضمون کے آغاز سے یہ الفاظ غائب ہیں : " میں نے اپنے مصرع : سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است''۔

صحتِ متن سے غفلت کا ایک اہم پہلو ، کثیر تعداد میں کی جانے والی تبدیلیاں اور تصرفات ہیں ، جن سے بسا اوقات اصل مفہوم ہی الٹ ہو گیا ہے ، مثلاً : "اندازہ نہیں ہو سکتا" کو ''اندازہ ہو سکتا ہے'' بنا دیا (ص ۸۹ ، س ۳ ، ۴) ۔ "قوت" کو "وقت" میں بدل دیا ہے (ص ۹۰ ، س ۵) ''آشنا نہیں'' کی جگہ ''آشنا ہیں'' کر دیا (ص ۹ ، س ۲۱) ۔ یہ تین (اور مزید چار) تصرفات پانچ صفحات کی تحریر (دیباچہ اسرارِ خودی ، طبع

---

۱- حاشیے میں مرتب نے بتایا ہے کہ "بعد کو اس کا انگریزی ترجمہ بھی چھپا" یعنی وہ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اصل پیغام اردو میں تھا ، جب کہ صورتِ حال اس کے برعکس ہے ۔

۲- صحیح ترجمہ یہ ہوگا : ''خون ریزی ، سفاکی اور استبداد کے عفریت ثابت ہوئے" ۔

اول) میں کیے گئے ہیں ، اس تحریر میں آٹھ مقامات پر الفاظ حذف کر دیے گئے ہیں ، پندرہ اغلاطِ کتابت اور اصلا کی تبدیلیاں اس پر مستزاد ہیں ۔ ص ۵۵ پر اغلاط اور تصرفات کی تعداد دس ، ص ۵۶ پر آٹھ اور ص ۱۸۵ پر سات ہے ۔ ص ۱۰۵ پر دو سطر کی قرآنی آیت میں تین غلطیاں اور ص ۱۵۰ - ۱۵۱ پر چار سطری حدیث میں پانچ غلطیاں موجود ہیں ۔ ص ۱۷۷ پر ایک شعر میں تین اغلاط ہیں ۔ ص ۸۲ پر کلمہ طیبہ تین مرتبہ لکھا ہے ، اور تینوں بار غلط ۔ دیباچہ ''رموزِ بے خودی'' (ص ۱۳۴ ، ۱۳۵) کی چوبیس سطروں میں سولہ اغلاط و تصرفات ملتے ہیں ۔ کہیں عبارت کی پیرا گرافنگ میں ، اصل متن کی بجائے مرتب یا خوش نویس نے ذاتی صوابدید سے کام لیا ہے ۔ اس طرح کثرتِ اغلاط میں یہ مجموعہ ، تمام سابقہ مجموعوں پر بازی لے گیا ہے ۔

مرتب کی معلومات بھی خاصی ناقص ہیں ۔ انگریزی مضمون کے اردو تراجم کو حصہ دوم کے تحت الگ یکجا کیا گیا ہے ، اگر مرتب کو اس بات کا علم ہوتا کہ حصہ اول کی تین تحریریں (شعبہ تحقیقاتِ اسلامی کی ضروریات ، اسلامیات ، سالِ نو کا پیغام) بھی انگریزی تحریروں کے تراجم ہیں ، تو یقیناً وہ انھیں بھی حصہ دوم میں شامل کرتے ۔ ''قومی زندگی'' کا ماخذ ''مخزن'' ، اکتوبر ۱۹۰۴ء بتایا ہے (غالباً اس لیے کہ ''مضامینِ اقبال'' میں اتنا ہی حوالہ ہے) حالانکہ یہ مضمون ، ''مخزن'' میں دو قسطوں میں چھپا تھا ، دوسری قسط مارچ ۱۹۰۵ء میں شائع ہوئی ۔ مرتب نے ''انوارِ اقبال'' ، ''مقالاتِ اقبال'' اور ''آثارِ اقبال'' میں منقول بعض تحریروں کو ''کمیاب'' بتایا ہے (ص : ۱۷۵ ، ۲۷۹) حالانکہ متذکرہ مجموعے دستیاب و موجود ہیں ، اور ان کے یہ مشمولات کسی صورت بھی ''کم یاب'' قرار نہیں دیے جا سکتے ۔

مرتب نے اس مجموعے میں شامل مضامین کی تعداد ۳۳ بتائی ہے (ص ۱۰) جب کہ اصل تعداد ۳۵ بنتی ہے ۔ یہ غلطی اس وجہ سے ہوئی کہ فہرست میں ، مضامین کے شمار نمبر ۲۹ کے بعد باقی مضامین کو پھر سے نمبر ۲۸ سے شمار کیا گیا ہے ۔ کتابت کی اس غلطی کی طرف ، مرتب ، ناشر یا پروف ریڈر کسی کی نظر نہیں گئی اور اس بنا پر فاضل مرتب ، اپنے مجموعے میں شامل نثر پاروں کی صحیح تعداد سے بے خبر ہیں ۔

مرتب نے لکھا ہے کہ اس مجموعے کی شکل میں تحقیق کرنے والوں کو یہ سب مضامین ایک جگہ مل جائیں گے (ص ۱۱) ۔ تحقیق میں بنیادی اہمیت ، صحت متن کی ہوتی ہے ، اور اس مجموعے کا سب سے زیادہ کمزور پہلو اس کا ناقص متن ہے ، لہٰذا اس غلط سلط متن کی بنیاد پر جو تحقیق ہوگی ، اس کا نتیجہ معلوم ۔ محققین کے لیے اس کتاب کی افادیت صفر ہے ، بلکہ راقم کے خیال میں تو عام قارئین کے لیے بھی یہ مجموعہ گمراہ کن ہے ۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ اسے کسی عام ناشر کے بجائے انجمن ترقی اردو ہند نے شائع کیا ہے ۔

## گفتار اقبال

محمد رفیق افضل کا مرتبہ ، یہ مجموعہ مذکورہ بالا مجموعوں سے کسی قدر مختلف نوعیت کا ہے ۔ اس میں علامہ اقبال کے مقالات و مضامین کے بجائے ان کی تقاریر اور بعض بیانات مدوّن کیے گئے ہیں ۔ مجموعے کا تعارف کراتے ہوئے ، مرتب لکھتے ہیں :

"مجموعہ زیر نظر میں جو مواد ترتیب دیا گیا ہے ، وہ کسی اور مجموعہ میں شامل نہ تھا ۔ یہ سب کا سب لاہور کے دو روزناموں "زمیندار" اور "انقلاب" کی صرف اُن جلدوں سے لیا گیا ہے ، جو ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کی لائبریری میں محفوظ ہیں ۔ تقاریر ، بیانات ، مکاتیب وغیرہ کا یہ مجموعہ تاریخ وار ترتیب دیا گیا ہے ، سوائے آخر کی دو رویدادوں . . . ضمیمہ کے ، جن کا مواد بعد میں دستیاب ہوا "[1] ۔

اس مجموعے کے مشمولات کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :

۱۔ مختلف علمی ، تعلیمی یا ثقافتی اجتماعات اور سیاسی و انتخابی جلسوں میں کی جانے والی تقاریر ۔

۲۔ اخبارات و رسائل سے مصاحبے اور اخباری نمایندوں کے سوالات کے جوابات ۔

---

۱۔ مقدمہ ، گفتار اقبال : ص "ہ" ۔

۳- اہم سیاسی ، اور تاریخی مواقع پر جاری کیے جانے والے بیانات - ان میں سے بعض بیان علامہ اقبال نے انفرادی حیثیت میں جاری کیے ، اور بعض ، دیگر اکابر کے ساتھ مشترکہ دستخطوں سے جاری کیے گئے -

۴- خطوط ، جو بعض امور کی وضاحت کے لیے بالعموم ''زمیندار'' یا ''انقلاب'' کے مدیران کو لکھے گئے -

۵- اقبال کے دورۂ جنوبی ہند (۱۹۲۸ء - ۱۹۲۹ء) اور دورۂ انگلستان اور اٹلی (۱۹۳۰ء - ۱۹۳۱ء) کی تفصیلات پر مشتمل ، ''انقلاب'' میں مطبوعہ اخباری رپورٹیں اور مکتوبات نمایندہ خصوصی -

۶- متفرقات ، مثلاً : اقبال کی طرف سے جاری کردہ اپیلیں ، پیغامات اور اقبال سے ملاقاتوں کی رودادیں وغیرہ -

کل نثر پاروں کی تعداد ایک سو سترہ بنتی ہے - ہر نثر پارے کے شروع میں ایک مختصر تمہیدی نوٹ دیا گیا ہے - متن کتاب ص ۱ سے ۲۷۲ تک پھیلا ہوا ہے - ابتدائی بیس صفحات (سرورق ، فہرست اور مقدمہ) اس کے علاوہ ہیں - آخر میں ایک مفصل اشاریہ بھی دیا گیا ہے -

''گفتار اقبال'' ٹائپ میں طبع کی گئی ہے - حواشی اور تمہیدی تعارف نامے کسی قدر باریک ٹائپ میں ہیں - اس طرح کتاب کی صوری اور ظاہری حیثیت اطمینان بخش ہے ، تاہم تقاریر و بیانات کے متون نقل کرنے میں پوری احتیاط اور کاوش سے کام نہیں لیا گیا - ''زمیندار'' اور ''انقلاب'' میں مطبوعہ متن کے الفاظ کا املا تبدیل کیا گیا ہے ، جیسے : ''بولشوزم'' کو ''بالشوزم'' (ص ۷) ؛ ''ایکانمی'' کو ''اکانومی'' (ص ۸) ؛ ''قنصل'' کو ''قونصل'' (ص ۱۳۸) ؛ ''طریق'' کو ''طریقہ'' اور ''تصفیے'' کو ''تصفیہ'' (ص ۱۶۳) بنا دیا گیا - املا کی ایسی تبدیلیوں کے سلسلے میں مرتب کی طرف سے وضاحت ضروری تھی - اس طرح جہاں جہاں تصرفات کیے گئے ، اور اخبار کے متن میں واضح اغلاط کو درست کیا گیا ، اُن کی نشان دہی بھی حاشیے میں ہونی چاہیے تھی - ایڈیٹر ''زمیندار'' کے نام مکتوب (ص ۶ - ۸) میں مرتب نے ایک جگہ ''حرمت ربا'' کے الفاظ حذف کر دیے ہیں ، اصل جملہ یہ تھا : ''قرآن کریم نے اس قوت کو

مناسب حدود کے اندر رکھنے کے لیے قانونِ میراث ، حرمتِ ربا اور زکٰوۃ وغیرہ کا نظام تجویز کیا ہے" - "گفتارِ اقبال" میں اس طرح منقول ہے : "قرآن کریم نے اس قوت کو مناسب حدود کے اندر رکھنے کے لیے قانونِ میراث اور زکٰوۃ وغیرہ کا نظام تجویز کیا ہے" ---- یہاں "حرمتِ ربا" کی ترکیب حذف کرنے سے مفہوم مکمل نہیں ہوتا ، ادھورا رہ جاتا ہے - یہ نہایت افسوس ناک غلطی ہے -

نقلِ متن میں مرتب سے بکثرت اغلاط سرزد ہوئی ہیں ، ان کی فہرست بہت طویل ہے - طوالت سے احتراز کرتے ہوئے ، نمونے کے طور پر ، "گفتارِ اقبال" کے صرف تین صفحات کا ، "زمیندار" اور "انقلاب" کے متن سے تقابلی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے :

| اصل متن | صفحہ | سطر | گفتارِ اقبال |
| --- | --- | --- | --- |
| **زمیندار ، ۲۴ جون ۱۹۲۳ء** | | | |
| سرمایہ داری کی قوت | ۷ | ۱۱ | سرمایہ کی قوت |
| مناسب حدود کے اندر رکھنا ہے - یورپ اس نکتہ کو نظر انداز کرکے آج آلام و مصائب کا شکار ہے - میری دلی آرزو ہے کہ بنی نوع انسان کی تمام قوتیں اپنے اپنے ممالک میں ایسے قوانین وضع کریں ، جن کا مقصد سرمایہ کی قوت کو مناسب حدود کے اندر رکھ کر... | ۷ | ۱۲ | مناسب حدود کے اندر رکھ کر... |
| **انقلاب ، ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۲** | | | |
| اعادہ وہ کئی بار... | ۱۶۳ | ۱۴ | اعادہ کئی بار... |
| اور ساتھ میں اس کے جداگانہ انتخاب... | ۱۶۳ | ۲۳ | اور اس کے ساتھ ہی جداگانہ انتخاب .. |
| میری رائے ناقص میں... | ۱۶۳ | ۲۴ | میری ناقص رائے میں... |

| | | | |
|---|---|---|---|
| مشروط طور پر قائم رکھ کر... | ۱۶۳ | ۲۵ | مشروط طور پر رکھ کر... |
| جداگانہ ملی ہستی کو... | ۱۶۴ | ۱ | جداگانہ ہستی کو... |
| غور کیا ہے جن کا اثر اس وقت مشرقی اقوام کے سیاسیات پر ہو رہا ہے ، مجھے اس بات کا .. | ۱۶۴ | ۲ | غور کیا ہے ، مجھے اس بات کا... |
| یہ ہے کہ مسلمان کس طرح اپنی مستقل ملی ہستی سے دستبردار ہو جائیں - ہندی اقوام کی مفاہمت کا وقت قریب آئے گا اور ضرور آئے گا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اکثریت... | ۲۶۴ | ۲۶ | یہ ہے کہ اکثریت... |

اس تقابلی جائزے سے مرتب کے تساہل اور عدمِ احتیاط کا اندازہ لگانا مشکل نہیں - تین صفحات مرتب کرنے میں متعدد مقامات پر الفاظ چھوڑ دینے کے علاوہ تین مقامات پر اصل متن کی متعدد سطور چھوٹ گئی ہیں - پوری کتاب میں اس طرح کے "سہو" کی کثرت ہے اور یوں مرتب کا منقول متن ، بھروسے کے لائق نہیں رہا -

مرتب نے کتاب کے مقدمے میں لکھا ہے : "یہ مواد نہ صرف علامہ اقبال کے مستند سوانح حیات لکھنے کے لیے بلکہ پنجاب اور تحریکِ آزادی کی تاریخ کی ترتیب کے لیے بے حد ضروری ہے"۔ بجاے خود اس لوازمے (مواد) کی اہمیت بجا ہے ، مگر ناقص اور غلط سلط منقول متن کی بنیاد پر کوئی مستند سوانح حیات یا تاریخ نہیں لکھی جا سکتی - "گفتارِ اقبال" کے متن کی پڑتال کے بعد اسے دوبارہ شائع کیا جائے ، تب فی الواقع اس سے وہ کام لیا جا سکے گا ، جس کی توقع فاضل مرتب کے مقدمے میں کی گئی ہے -

## انوارِ اقبال

"انوارِ اقبال" کی حیثیت مجموعۂ مکاتیب کی ہے - مکاتیب کے مختلف مجموعوں کے جائزے میں یہ کتاب تفصیلاً زیرِ بحث آ چکی ہے (ملاحظہ کیجیے : ص ۲۳۹ تا ۲۴۹) تاہم اس مجموعے میں مکاتیب کے علاوہ

علامہ اقبال کی دیگر نثری تحریریں بھی شامل ہیں - یہ تحریریں کئی طرح کی ہیں :

(۱) اقبال کے ایسے مضامین اور تحریریں ، جو "مضامینِ اقبال" یا "مقالاتِ اقبال" میں شامل نہیں ہیں - ان میں "نبوت" کے زیر عنوان دو تحریریں ، "اسرارِ خودی" کے سلسلے کا ایک اہم مضمون ، "علم ظاہر و علم باطن" ، شعائرِ اسلام کے موضوع پر ایک تحریر بہ عنوان "مسلمانوں کا امتحان" اور ایک انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ بہ عنوان "حکمائے اسلام کے عمیق تر مطالعے کی دعوت"[1] شامل ہیں -

(۲) لاہور کے جلسہ عام (۳۰ دسمبر ۱۹۱۹ء) میں اقبال کی ایک تقریر اور دو مختصر بیانات[2] -

(۳) سوراجیہ کے نمایندے سے ایک مصاحبہ ، جو نامکمل[3] ہے -

(۴) مختلف مصنفین کی کتابوں پر اقبال کی تقاریر اور آرا -

(۵) علامہ اقبال کی مرتبہ رویداد پنجاب پروونشل ایجوکیشنل کانفرنس (اپریل ۱۹۱۱ء) -

(۶) اقبال کی مرتبہ بعض درسی کتابوں کے دیباچے -

(۷) اقبال سے ایک ملاقات کی روداد (از مجید ملک) اور آن کے مختصر حالات (از فوق) -

(۸) اقبال کی جاری کردہ متفرق اسناد -

(۹) مدراس کے سفر میں اقبال کو پیش کیے جانے والے بعض سپاس نامے اور ایک اشتہار -

---

۱- A Plea for Deeper Study of the Muslim Scientists کا اردو ترجمہ - اصل مضمون *Speeches* (شیروانی) میں شامل ہے -

۲- ایک بیان ، مکمل صورت میں "گفتارِ اقبال" (ص ۶۱) میں موجود ہے -

۳- نسبتاً مفصل مصاحبہ "گفتارِ اقبال" (ص ۲۲۴ تا ۲۲۶) میں نقل کیا گیا ہے -

گویا مرتب کو اقبال سے متعلق جو کچھ ملا ، اسے ''انوارِ اقبال'' میں جمع کر دیا گیا ہے - قبل ازیں یہ ذکر آ چکا ہے کہ باعتبارِ ترتیب یہ مجموعہ ناقص ہے - ایک ہی نوعیت کی تحریریں مختلف مقامات پر بکھری ہوئی ہیں ، مرتب نے کئی مشمولات کے ماخذ بھی نہیں بتائے ، حواشی مختصر اور ناکافی ہیں ، مثلاً : علامہ اقبال کے "حالاتِ زندگی'' (از محمد دین فوق) میں متعدد باتیں تصحیح طلب ہیں ، حاشیے میں ان کی صحت ضروری تھی . "نبوت'' کے زیرِ عنوان دو شذرات کے بعض حصوں کا عکس بھی شائع کیا گیا ہے ، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مرتب نے ختم نبوت سے متعلق اقبال کی تحریر سے یہ حصہ حذف کر دیا ہے :

> " اور واجب القتل - مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا ، حالانکہ جیسا طبری لکھتا ہے ، وہ حضور رسالت مآب کی نبوت کا مصدق تھا ، اور اس کی اذان میں حضور رسالت مآب کی نبوت کی تصدیق تھی...''

مرتب نے اس جگہ نقطے لگا دیے ہیں - اقبال کی اس واضح اور واشگاف تحریر سے قادیانیت پر چوٹ پڑتی ہے ، مرتب نے غالباً "خوفِ فسادِ خلق'' کے سبب یہ حصہ' تحریر حذف کر دیا ، مگر اصولاً یہ درست نہیں -

## SPEECHES AND STATEMENTS OF IQBAL

علامہ اقبال عملی سیاست سے زیادہ تر گریزاں رہے ، کیونکہ عملی سیاست اُن کے افتادِ طبع کے مطابق نہ تھی - پھر بھی مسلمانوں کے ایک ملی اور سیاسی رہنما کی حیثیت سے اُن کا شمار اکابر شخصیتوں میں ہوتا ہے - تین برس (۱۹۲٦ء - ۱۹۲۹ء) تک وہ پنجاب کی مجلسِ قانون ساز کے ممبر رہے ، اور اس حیثیت میں متعدد تقاریر کیں - انھیں متعدد بار بعض علاقائی اور کُل ہند کانفرنسوں سے خطاب کرنے کی دعوت دی گئی - آخری چند برسوں میں وہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر رہے - دو بار لندن میں منعقدہ گول میز کانفرنسوں میں شریک ہوئے - پھر بھرپور عملی زندگی کے آغاز

---

۱- اقبال کا عکسِ تحریر بالمقابل : ص ۴۴ (انوارِ اقبال) - یہ عکس بہت مصغر کر کے دیا گیا ہے -

(۱۹۰۸ء) سے وفات (۱۹۳۸ء) تک قومی ، سیاسی اور ملی تاریخ سے متعلق مختلف مواقع پر ، اور اہم مسائل و امور سے متعلق ، انھوں نے وقتاً فوقتاً اہم بیانات جاری کیے ۔ اخبارات نے بعض مسائل پر آن کا موقف معلوم کرنے کے لیے آن سے مصاحبے کیے ۔ کبھی کبھی دیگر مسلم اکابر کے ساتھ مشترکہ اپیلیں جاری کرنا پڑیں ۔ علامہ اقبال کی اس نوع کی تقاریر اور بیانات وغیرہ اردو اور انگریزی اخبارات میں شائع ہوتے رہے ۔ گذشتہ اوراق میں "گفتار اقبال" زیر بحث آ چکی ہے ، جس میں اقبال کی بعض تقاریر اور بیانات جمع کر دیے گئے ہیں ۔

اقبال کی زیادہ تر تقاریر انگریزی میں ہیں ۔ آن دنوں بیانات بھی بالعموم انگریزی ہی میں جاری کیے جاتے تھے۔ اسی وجہ سے اردو روزناموں میں اقبال کی یہ تقاریر اور بیانات تفصیلاً اور خاطر خواہ طریق سے شائع نہیں ہو سکے ، یہی وجہ ہے "گفتار اقبال" میں شامل بیانات اور تقاریر مختصر اور زیادہ تر ُجزوی ہیں ۔ اردو اخبارات کے مقابلے میں انگریزی اخبارات کے وسائل زیادہ اور انتظامات بہتر تھے ، چنانچہ انگریزی اخبارات خصوصاً "سول اینڈ ملٹری گزٹ" میں اقبال کی تقاریر و بیانات کا نسبتاً مفصل اور مکمل ریکارڈ محفوظ ہو گیا ۔

گذشتہ صفحات میں علامہ اقبال کے نثری مجموعوں ("مضامین اقبال" اور "مقالات اقبال" وغیرہ) کے ضمن میں آن کے اردو مضامین کا ذکر آ چکا ہے ، اور بعض ایسی انگریزی تحریروں کا بھی ، جن کے اردو تراجم مذکورہ اردو مجموعوں میں شامل ہیں ۔ یہ انگریزی تحریریں ، بعض علمی اور تحقیقی مجلوں میں شائع ہوتی رہیں ۔ بذات خود علامہ اقبال کو، یا آن کے قریبی حلقۂ احباب میں سے کسی کو بھی ، خیال نہیں آیا کہ اس نثری ذخیرے کو جمع کر کے مرتب کیا جائے ۔ لطیف احمد شیروانی نے "شاملو" کے قلمی نام سے ۱۹۴۴ء میں انگریزی تحریروں ، تقاریر اور خطبات و بیانات کو جمع کر کے کتابی صورت میں مدون کیا ۔ یہ مجموعہ مندرجہ بالا عنوان سے پہلی بار مارچ ۱۹۴۵ء[1] میں لاہور سے شائع ہوا ۔ مرتب نے

---

۱- طبع اول میں سال اشاعت درج نہیں ، مگر طبع دوم پر، پہلے ایڈیشن کی تاریخ اشاعت درج ہے ۔

مقدمے میں بتایا ہے کہ اقبال کے انگریزی خطبات اور تقاریر، چھوٹے چھوٹے متفرق کتابچوں اور مجلسِ قانون ساز پنجاب کی رودادوں اور اخبارات کے پرانے شماروں میں بکھری ہوئی تھیں، انھیں زیرِ نظر مجموعے کی صورت میں مرتب کر دیا گیا ہے، تاکہ ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔ آگے چل کر انھوں نے اقبال کے سیاسی افکار پر بحث کی ہے، اور بتایا ہے کہ اقبال نے اپنی اصابتِ فکر کی بنیاد پر دین اور سیاست میں تفریق کے خلاف آواز بلند کی۔

یہ مجموعہ تین حصوں میں منقسم ہے۔ اس تقسیم کے مطابق:

**حصہ اول:** دو طرح کی تقاریر پر مشتمل ہے:-

الف۔ اقبال کے دو صدارتی خطبے (سالانہ اجلاس 'کل ہند مسلم لیگ، الہ آباد، ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء اور 'کل ہند مسلم کانفرنس لاہور، ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء)۔

(ب) مجلسِ قانون ساز پنجاب میں کی جانے والی آٹھ تقاریر۔

**حصہ دوم:** بہ عنوان ''اسلام اور قادیانیت'' کے تحت یہ تحریریں شامل ہیں:-

الف۔ ایک مضمون: ''قادیانی اور راسخ العقیدہ مسلمان''۔

ب۔ مذکورہ مضمون پر قادیانی اخبار ''لائٹ'' کے اعتراضات کا جواب۔

ج۔ مذکورہ بالا مضمون پر روزنامہ ''سٹیٹسمین'' کے اعتراضات کا جواب۔

د۔ قادیانیت کے سلسلے میں پنڈت نہرو کے سوالات کا جواب۔

**حصہ سوم:** تین طرح کی چیزیں جمع کی گئی ہیں:-

الف۔ کل ہند مسلم لیگ کے سیکرٹری کے عہدے سے استعفے کا خط اور سر فرانسس ینگ ہزبینڈ کے نام ایک مکتوب کے بعض حصے۔

ب۔ مختلف سیاسی اور قومی مسائل کے بارے میں ۲۸ بیانات۔

ج۔ سالِ نو کا ریڈیائی پیغام (یکم جنوری ۱۹۳۸ء)۔

مرتب کی طرف سے کہیں کہیں مختصر حواشی کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ مرتب نے مقدمے میں ان تحریروں کے مجموعی ماخذات کا ذکر تو کیا ہے، مگر ہر تحریر کے ساتھ الگ حوالہ درج نہیں کیا، تاہم مجلس قانون ساز کی تقاریر، مجلس کی مطبوعہ رودادوں سے لی گئی ہیں، صدارتی خطبے مطبوعہ کتابچوں سے اور مختلف بیانات ''سول اینڈ ملٹری گزٹ'' کے مختلف شماروں سے ــــ بیانات میں سب سے آخری بیان روزنامہ احسان (۹ مارچ ۱۹۳۸ء) سے اخذ کیا گیا ہے۔ اصل بیان اردو میں تھا، زیر بحث مجموعے میں اس کا انگریزی ترجمہ شامل ہے۔ یہ بیان کتاب کی مجموعی سکیم کے دائرے میں نہیں آتا، کیونکہ اصلاً یہ کتاب انگریزی تقاریر و بیانات کا مجموعہ ہے، مگر موضوع (مسئلہ قومیت) کی اہمیت کے پیش نظر، اور اس لیے بھی کہ یہ اقبال کی آخری مفصل تحریر ہے؛ مرتب نے اسے اپنے مجموعے میں شامل کرنا ضروری سمجھا۔ اس مضمون میں آیات قرآنی کے عربی متن کے ساتھ مرتب نے انگریزی ترجمے کا اضافہ کر دیا ہے۔ ص ۲۳۱ پر قرآنی آیت کے ساتھ مندرجہ ذیل دو آیات غلطی سے حذف ہو گئی ہیں:

(۱) وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِی اِبْرٰهِیْمَ

(۲) فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِیْمَ حَنِیْفًا ۝

تینوں حصوں کی تحریروں کو زمانی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔ مگر تحریک کشمیر کے سلسلے میں ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کا بیان ۱۹ ستمبر ۱۹۳۳ء کے بیان کے بعد آنا چاہیے تھا۔ بعض تحریروں کے پس منظر کی وضاحت کے لیے تمہیدی اور تعارفی اشارات کی ضرورت تھی، مثلاً حصہ دوم میں قادیانیت سے متعلق تحریروں کا ایک خاص پس منظر ہے، مرتب کی طرف سے اس پر مختصر روشنی ڈالی جاتی، تو عام قارئین کے لیے ان تحریروں کو سمجھنا زیادہ آسان ہوتا۔

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ساڑھے تین برس بعد ستمبر ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا۔ چند اضافوں کے سوا، یہ ایڈیشن ہر اعتبار سے پہلے ایڈیشن کے مطابق ہے۔ اس پر دونوں ایڈیشنوں کی تاریخیں درج کر دی گئی ہیں، مگر کسی مقدمے کا اضافہ نہیں کیا گیا۔ پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد، مرتب کو اقبال کی جو مزید تحریریں اور بیانات دستیاب ہوئے، انھیں

زیرِ نظر ایڈیشن میں شامل کر لیا گیا ہے ۔

حصہ دوم میں دو چیزوں کا اضافہ کیا[1] ہے ، اول : ایک مضمون بہ عنوان : Mc Taggart's Philosophy ، دوم Some Study Notes، (اس کا موضوع حیات بعد الممات ہے) ——

حصہ سوم میں مس فارقوہرسن کے نام دو مکاتیب (مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء اور ٦ ستمبر ۱۹۳۷ء) کا اضافہ ہوا ہے —— یہ مکاتیب مکمل مکمل صورت میں نہیں ہیں ، آغاز و اختتام سے القاب وغیرہ محذوف ہے ، ممکن ہے کچھ جملے بھی شامل نہ کیے گئے ہوں ۔

اس مجموعے میں ٹائپ کی بعض اغلاط موجود ہیں ، مگر ان کی نوعیت ایسی نہیں کہ مفہوم میں کوئی فرق واقع ہوتا ہو ، مثلاً :

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱۵٦ | ۷ | non-special | non-spatial |
| ۱۵٦ | ۸ | oorporeal | corporeal |
| ۱۵٦ | ۱۱ | is (?) is | is |
| ۱٦۰ | ۷ | and | an |

فارسی اور اردو اشعار کے متن میں بعض نمایاں غلطیاں ہیں :

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۵۱ | ۸ | وہم | وہم |
| ۱۵۱ | ۱۲ | آبد | آید |
| ۱۵۱ | ۲۲ | ددام | دوام |
| ۱۵۱ | ۲۵ | زا آن | ازاں |
| ۱۵۲ | ۳ | نجات کے | بخاشا کے |
| ۱۵۲ | ۵ | بردست بردن | برخود بریدن |
| ۱۵٦ | ۲ | سوفت | سوخت |
| ۲۳۰ | ۱۲ | فقہ | فقیہ |
| ۲۳٦ | ٦ | گسے کہ | کسے کو |

---

۱- یہ مضمون علی الترتیب *Indian Art and Letters* (لندن) ۱۹۳۲ء کے شمارہ اول اور *The Muslim Revival* ، ستمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئے ، مرتب نے حوالہ نہیں دیا ۔

فہرست میں ”تحریکِ کشمیر“ کے سلسے میں ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کے بیان کی تاریخ غلطی سے ۲۲ اکتوبر درج ہے ، یہ غلطی ٹائپ کی ہے -

اس مجموعے کا تیسرا ایڈیشن مرتب کی نظرثانی اور معتدبہ اضافوں کے ساتھ (نئے نام *Speeches, Writings and Statements of Iqbal* کے تحت) ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا -

**SPEECHES, WRITINGS AND STATEMENTS OF IQBAL**

دوسرا ایڈیشن ۱۹۴۸ء میں شائع ہوا تھا - ایک عرصے تک تیسرا ایڈیشن نہ چھپ سکا - اس اثنا میں ، اس مجموعے کے مشمولات کو قدرے ترمیم کے ساتھ ، بعض دیگر حضرات نے نئے مجموعوں کی صورت میں چھاپ[۱] لیا - اقبال صدی (۱۹۷۷ء) کے موقع پر مرتب نے اپنے مجموعے کو از سرِ نو ترتیب دیا - اس کا نام بھی بدل دیا - مزید برآں : اول ، دوسرے ایڈیشن کے مشمولات کی پھر سے پڑتال کی - دوم ، بہت سی نئی چیزوں کا اضافہ کیا - سوم ، حوالوں اور پاورقی مختصر حواشی کا اضافہ کیا - تفصیل اس طرح ہے :

**(الف) اضافات**

(۱) مجلسِ قانون ساز میں ۱۸ جولائی ۱۹۲۷ء کی تقریر (بسلسلہ ضمنی اور اضافی گرانٹس) -

(۲) Religion and Philosophy کے عنوان سے ایک حصہ : اس میں دو مضامین تو وہ ہیں ، جو طبع دوم میں بڑھائے گئے تھے ، مگر تیرہ نئے طویل اور مختصر مستقل مضامین شامل کیے گئے ہیں -

(۳) ”اسلام اور قادیانیت“ (جو ، اب کتاب کا تیسرا حصہ ہے) کے زیر عنوان دو نئی چیزوں کا اضافہ (۱) پنڈت نہرو کے نام ایک خط (۲) ایک وضاحتی بیان -

---

۱- (الف) *Thoughts and Reflections of Iqbal* مرتبہ : ایس - اے واحد لاہور ، مئی ۱۹٦۴ء -
(ب) *Speeches and Statements of Iqbal* مرتبہ : اے - آر طارق لاہور ، اپریل ۱۹۷۳ء -

(۴) حصہ دوم کی ایک تحریر Some Study Notes کے پہلے پیرا گراف کے آخر میں یہ جملہ بڑھایا گیا ہے :

I am sure this passage will interest the readers of the Muslim Revival.[1]

اس تحریر میں بعض آیاتِ قرآنی کے حوالے درج کیے گئے ہیں ، اور بعض آیات کے شمار نمبروں کی تصحیح کی گئی ہے۔

(۵) حصہ چہارم میں دو چیزوں کا اضافہ : (۱) گاندھی کے نام ایک خط (۲) بمبئی کرانیکل میں مطبوعہ انٹرویو۔

**(ب) تراسیم**

(۱) طبع دوم ، حصہ دوم کے چوتھے مضمون (ص ۱۱۱) کا عنوان بدل کر Islam and Ahmadism کر دیا گیا ہے۔

(۲) طبع دوم میں Mc Taggart's Philosophy میں مذکور "گلشنِ رازِ جدید" کے فارسی اشعار ، شامل تھے۔ طبع سوم میں اشعار کا متن نکال کر ، ان کا انگریزی ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔

(۳) طبع دوم میں شامل ایک تحریر Some Study Notes کا عنوان تبدیل کر کے Corporeal Resurrection بنا دیا گیا ہے۔ اس مضمون کے متن میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں کی گئی ہیں :

| طبع سوم | سطر | صفحہ | طبع دوم | سطر | صفحہ |
|---|---|---|---|---|---|
| the author refers | ۲۷ | ۱۵۱ | he refers | ۱۵ | ۱۵٦ |
| more exact | ۲ | ۱۵۲ | more and more exact | ۱۲،۱۱ | ۱۵٦ |
| would ever admit | ۱۰ | ۱۵۲ | would admit | ۸ | ۱۵۷ |
| except what | ۲۰ | ۱۵۲ | except by what | ۱۵ | ۱۵۷ |
| complete all his | ۵ | ۱۵۳ | complete his | ۱۵ | ۱۵۸ |
| that life | ۲٦ | ۱۵۳ | that all life | ٦ | ۱۵۹ |

۱- *Speeches* (شیروانی) : ص ۱۵۱ -

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| so that I may | ۲۹ | ۱۵۳ | so that may | ۱۰ | ۱۵۹ |
| readers of the Muslim Revival | ۳۷ | ۱۵۳ | readers | ۲۱ | ۱۵۹ |
| as a unification to culture | ۲۰ | ۱۵۴ | as a uniform culture | ۱۲ | ۱۶۰ |

مجموعے میں ٹائپ کی اغلاط بھی ہیں ، مگر بہت کم ، مثلاً :

| | | | |
|---|---|---|---|
| an | a | ۲۷ | ۱۵۲ |
| astonishing | astounding | ۸ | ۱۵۴ |
| unified | unification | ۲۰ | ۱۵۴ |

مرتب کا خیال تھا کہ اس مجموعے میں صرف وہی چیزیں شامل کی جائیں ، جو خود انھوں نے اصل مآخذ سے حاصل کی ہیں ، اور جو دوسرے مستند مجموعوں میں موجود نہیں ، چنانچہ انھوں نے *Thoughts* (واحد) میں شامل کئی تحریریں ، اپنے مجموعے میں شامل نہیں کیں ، البتہ آخری وقت پر ناشر کے اصرار پر *Mementos of Iqbal* سے چند تحریریں لے کر شامل کی گئیں[۱] ۔

مرتب نے حاشیے میں ان رسائل و اخبارات کے نام اور تاریخ اشاعت درج کر دی ہیں ، جہاں سے یہ تحریریں اخذ کی گئی ہیں ۔ ان حوالوں کی مدد سے ہر نگارش کی تاریخ تحریر کا تعین آسان ہے ، یوں اگر کوشش کی جاتی ، تو مزید حتمی تاریخیں بھی متعین کی جا سکتی تھیں ، مثلاً : Mc Taggart's Philosophy کے بارے میں اقبال نے ۲۲ مئی ۱۹۳۲ء کو مس فارقوہرسن کو لکھا : ''میں نے آج ہوائی ڈاک سے برطانوی فیلسوف میک ٹیگرٹ پر ایک مقالہ بھیجا ہے ۔ ۔ ۔ اس سے متعلق یہ مقالہ سر فرانسس ینگ ہزبینڈ کی فرمایش پر لکھا ہے''[۲] ۔

---

۱۔ مکتوب لطیف احمد شیروانی بنام رفیع الدین ہاشمی ، ۱۴ جون ۱۹۷۹ء (شیروانی صاحب کے الفاظ ہیں : ''یہ میں نے اپنی مرضی کے خلاف کیا تھا'') ۔

۲۔ اقبال نامہ ، دوم : ص ۲۸۶ ۔

حواشی بھی مختصر ہیں ۔ کسی قدر مزید تفصیل ممکن تھی ، مثلاً : ۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء کے بیان (ص ۲۲۱) میں عبدالمجید سندھی کے نام جس تار کا ذکر کیا گیا ہے ، اس کا متن "گفتارِ اقبال" (ص ۱۶۰) میں موجود ہے ۔ اسی طرح ص ۲۲۲ پر اقبال نے جن متعدد تاروں کا ذکر کیا ہے ، ان کے جواب میں اقبال کے جوابات کتابِ مذکور (ص ۱۶۰ - ۱۶۱) میں دیکھے جا سکتے ہیں ۔ حواشی اور تقابلی حوالوں کے اندراج سے مجموعہ اور زیادہ مفید بن سکتا تھا ۔

اگرچہ اس مجموعے کو مزید بہتر اور جامع بنانے کی گنجایش موجود ہے ، تاہم بحالتِ موجودہ بھی یہ اقبال کی انگریزی نگارشات اور نثری ذخیرے کا مستند اور صحیح تر مجموعہ ہے ۔ یہ انفرادی کاوش لائقِ تحسین ہے ، خصوصاً اس اعتبار سے کہ مرتب نے یہ کام محض ذاتی لگن اور نجی وسائل سے کام لیتے ہوئے انجام دیا ہے ۔

## THOUGHTS AND REFLECTIONS OF IQBAL

مئی ۱۹۶۴ء میں مطبوعہ ، سید عبدالواحد کا مرتبہ ، یہ مجموعہ چار حصوں میں منقسم ہے :

(۱) دائیس متفرق مقالات و مضامین اور صدارتی خطبات ، شذراتِ فکر اور بعض کتابوں پر تقاریظ وغیرہ ۔

(۲) اسلام اور قادیانیت پر سات تحریریں ۔

(۳) مجلس قانون ساز پنجاب کی آٹھ تقاریر ۔

(۴) سیاسی اور ملی مسائل کے بارے میں بارہ بیانات ۔

یہ مجموعہ ، شاملو کی کتاب *Speeches* (دوم ، ۱۹۴۸ء) کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے ۔ شاملو کے مجموعے میں انچاس نگارشات شامل ہیں ، جب کہ زیر نظر مجموعے میں ان کی تعداد پچاس ہے ۔ مرتب نے شاملو کے مجموعے سے اٹھارہ بیانات خارج (۴۹ − ۱۸ = ۳۱) کرکے انیس نئی تحریروں کا اضافہ (۳۱ + ۱۹ = ۵۰) کیا ، اور شاملو کے مجموعے کو ایک نئے نام سے چھاپ دیا ۔ راقم کے خیال میں علمی دیانت کا تقاضا یہ تھا کہ سید عبدالواحد ، شاملو کی اجازت سے ، ان کی کتاب *Speeches* (دوم) کا ایک

نیا ایڈیشن تیار کرتے ، کیونکہ دو تہائی سے زیادہ تحریریں شاملو کی جمع و مہیا کردہ ہیں[1] -

مرتب نے *Speeches* (دوم) کی اٹھارہ نگارشات کو Topical ہونے کی بنا[2] پر اپنے مجموعے میں شامل نہیں کیا - یہ فیصلہ آسان نہیں کہ کون سی تحریر وقتی نوعیت کی ہے یا کسی ہنگامی موضوع سے متعلق ہے ، یا اس کی حیثیت مستقل ہے - مرتب نے اس ضمن میں کسی تحریر کی موضوعی اہمیت کو پیش نظر نہیں رکھا ، بلکہ محض اپنی صواب دید کو راہنما بنایا ہے ، مثلاً : "کمیونل اوارڈ" کے موضوع پر اقبال کا ۲ اگست ۱۹۳۲ء کا بیان تو شامل کر لیا گیا ، مگر اسی موضوع پر ۱۴ جولائی ۱۹۳۳ء کا بیان شامل نہیں کیا گیا - مسئلہ فلسطین سے متعلق ۲۷ جولائی ۱۹۳۷ء کو جاری کردہ بیان تو مرتب کے نزدیک اہم تھا ، مگر اس موضوع پر اس سے ایک ہفتہ پہلے (۲۰ جولائی ۱۹۳۷ء) کا محررہ خط ، بنام مس فارقوہرسن مرتب کے نزدیک لائق اعتنا نہیں - علی ہٰذا القیاس ، محذوف بیانات ہندوستان کی سیاسی اور ملی تاریخ کے نہایت اہم موضوعات سے متعلق ہیں - راقم کے خیال میں ، ان سب کو مجموعے میں شامل ہونا چاہیے تھا -

جن انیس نثرپاروں کا اضافہ کیا گیا ہے ، ان میں سے بیشتر اقبال کی تحریریں ہیں - یہ اس مجموعے میں قیمتی اضافہ ہے - *Stray Thoughts* کے زیر عنوان دیے گئے متفرق شذرات ، تین سال پہلے مطبوعہ *Stray Reflections* میں شامل ہیں ، لہٰذا انھیں شامل کرنے کی ضرورت نہ تھی ، کیونکہ مذکورہ عنوان سے اقبال کے شذرات فکر پر مشتمل ایک مستقل کتاب موجود ہے - اس مجموعے کا سب سے اہم اضافہ The Muslim

---

۱- "باقیات اقبال" کا پہلا ایڈیشن سید عبدالواحد نے مرتب کیا تھا ، محمد عبداللہ قریشی نے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن میں تقریباً تین گنا ضخامت کا نیا مواد شامل کیا ، مگر اولیں مرتب کی حیثیت سے سید عبدالواحد کا نام کتاب کے سرورق پر برقرار رکھا - سید عبدالواحد نے ، زیر نظر انگریزی مجموعے میں ، اس کے برعکس رویہ اختیار کیا ، جس کا کوئی جواز نہیں بنتا -

۲- تعارف : *Thoughts* ، ص xiii -

Community کا ہے - مولانا ظفر علی خان نے اقبال کے خطبۂ علی گڑھ (۱۹۱۰ء) کا اردو ترجمہ "ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر" کے عنوان سے شائع کیا تھا ، مگر اصل انگریزی خطبہ ناپید ہوگیا[1] - حسنِ اتفاق سے مردم شماری کی ایک رپورٹ (۱۹۱۱ء) میں اس خطبے کا ایک حصہ محفوظ رہ گیا تھا ، مرتب یہ متن ، مذکورہ رپورٹ سے اخذ کر کے منظرِ عام پر لے آئے ہیں - دیگر اضافے بھی اہم ہیں -

مرتب نے بعض نگارشات کے ساتھ ذیلی حاشیے بڑھائے ہیں ، بعض مضامین کے آغاز میں تمہیدی نوٹ بھی درج ہیں - بیشتر تحریروں کے ماخذ کا حوالہ دیا گیا ہے - مرتب نے *Speeches* (دوم) سے منقول مواد کا ماخذ *Civil and Military Gazette* بتایا ہے ، مگر یہ دعویٰ محلِ نظر ہے - کیونکہ مختلف تقاریر و بیانات کے آخر میں اخبار کے متعلقہ شماروں کی تاریخ و صفحات کا حوالہ نہیں دیا گیا - مرتب نے شاملو کے مختصر حواشی کو بالعموم برقرار رکھا ہے ، البتہ ایک دو جگہ حاشیے اڑا دیے ہیں ، اور ایک حاشیے (ص ۲۲۴) کا اضافہ کیا ہے ، جس کی چنداں ضرورت نہ تھی - شاملو کے ہاں Mc Taggart's Philosophy کے متن میں اشعار کا اصل متن درج ہے ، زیر نظر مجموعے میں تین اشعار کو اُن کے انگریزی ترجمے سے بدل دیا گیا ہے - بعض مصنفین کی کتابوں پر اقبال کی تقاریظ بھی مجموعے میں شامل ہیں ، مگر ان کتابوں کے مقامِ اشاعت اور سالِ اشاعت کا کچھ پتہ نہیں چلتا ، یہ معلومات بھی حاشیے میں درج کر دی جاتیں ، تو بہتر تھا -

مرتب کے نزدیک اقبال کے مندرجہ ذیل چار مضامین کا متن تاحال دستیاب نہیں ہو سکا :

---

۱- راقم الحروف کو یہ نایاب مضمون مکمل صورت میں دستیاب ہو گیا ہے - ملاحظہ کیجیے ضمیمہ نمبر ۳ -

۲- احمد نواز ملک نے یہی متن "فنون" کے اقبال نمبر ، دسمبر ۱۹۷۷ء میں شائع کرایا ہے - انھیں علم نہ ہو سکا کہ تیرہ برس پہلے یہ متن زیر نظر مجموعے میں شائع ہو چکا ہے - دلچسپ بات یہ ہے کہ احمد نواز ملک نے اپنے مضمون کے آغاز میں ، اس مجموعے (*Thoughts*) کا ایک اقتباس بھی نقل کیا ہے -

(1) Islam and Khilafat.

(2) Islam as a Social and Political Ideal.

(3) Inner Synthesis of Life.

(4) Notes on "Qurratul Ain".

ہم گذشتہ صفحات (۳۴۱ - ۳۴۰) میں تفصیلاً بتا چکے ہیں کہ Islam and Khilafat کے عنوان سے اقبال نے کبھی کوئی مضمون نہیں لکھا ، اور نہ تقریر کی ۔ جس تقریر کا اردو ترجمہ "اسلام اور خلافت" کے عنوان سے چھپا ، اس کا اصل عنوان Political Thought in Islam ہے ۔ دوسرے مضمون کا صحیح عنوان Islam as a Moral and Political Ideal[1] ہے ، اور یہ مضمون زیر نظر مجموعے (ص ۲۹ تا ۵۵) میں شامل ہے ۔ مرتب کی یہ وضاحت درست نہیں کہ یہ خطبہ ۱۹۱۰ء میں علی گڑھ میں دیا گیا ۔ خطبۂ علی گڑھ (۱۹۱۰ء) کا عنوان The Muslim Community ہے ۔ تیسرا مضمون بلاشبہ زیر نظر مجموعے کی اشاعت (۱۹۶۴ء) تک دستیاب نہیں ہوا تھا ۔ بعد میں لطیف احمد شیروانی نے دریافت کر کے ، اپنے مجموعے کے تیسرے ایڈیشن *Speeches* (شیروانی) میں شامل کر لیا (ص ۱۲۸) ، البتہ چوتھی تحریر تاحال معدوم ہے ۔

متنِ مضامین میں مذکور آیاتِ قرآنی کا متن صحیح نہیں (ص ۲۳۶ ، ۲۳۹) ۔

---

۱۔ ڈاکٹر ایس ۔ وائی ہاشمی نے یہ مضمون تعارف ، حواشی اور ضمیمے کے ساتھ مرتب کرکے کتابی صورت میں ۱۹۵۵ء میں لاہور سے شائع کرایا ۔ موصوف نے اول تو مضمون کے عنوان میں لفظ Moral کو Ethical سے بدل دیا ، دوم : متن میں بعض تصرفات کیے ۔ سوم : متن کو طویل اور غیر ضروری حواشی کے شکنجے میں اس طرح جکڑا کہ کتاب ایک گورکھ دھندا بن کر رہ گئی ہے ۔ ۱۹۷۷ء میں اس کتاب کی اشاعتِ مکرر ہوئی ، لطف یہ کہ تعارفات و حواشی میں یہ ذکر کہیں نہیں ملتا کہ مضمون کب لکھا گیا اور کہاں چھپا ؟ تدوین (editing) کی یہ ایک بڑی مثال ہے ۔

اگرچہ مرتب نے بہت سے مفید حواشی درج کیے ہیں ، تاہم کئی مقامات پر تشنگی محسوس ہوتی ہے - مزید توجہ اور محنت سے توضیح طلب امور کی صراحت زیادہ مشکل نہ تھی - سب سے پہلے مضمون (ص ۳ - ۲۷) کے حاشیے میں یہ وضاحت ضروری تھی کہ بعد میں اقبال نے "الجیلانی" کو "الجیلی" سے بدل دیا ہے ، اور مضمون کو قدرے ترمیم کے بعد اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے (*Development*) میں شامل کر لیا - ص ۲۹۷ پر اقبال نے اپنے جس علی گڑھ لیکچر[1] کا ذکر کیا ہے ، مرتب کو حاشیے میں بتانا چاہیے تھا کہ یہ لیکچر ، زیر نظر مجموعے میں شامل ہے -

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن نو برس بعد ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا - یہ ایڈیشن مشمولات اور ضخامت وغیرہ ہر لحاظ سے طبع اول کے مطابق ہے -

**SPEECHES AND STATEMENTS OF IQBAL**

زیر نظر کتاب شاملو کے مجموعے *Speeches* (دوم) کی مکرر اشاعت ہے ، جسے مرتب (اے - آر طارق) نے محض اپنے دیباچے کے اضافے کے ساتھ اپنی مرتبہ (Compiled) کتاب کی حیثیت سے پیش اور شائع کیا ہے - اس کے مشمولات کی تعداد اور ان کی ترتیب بعینہٖ *Speeches* (دوم) کے مطابق ہے -

زیر نظر کتاب کا جواز پیش کرتے ہوئے ، مرتب دیباچے میں لکھتے ہیں :

> Long ago when I saw this book, I did't find its printing and get-up upto the standard of its topic. Therefore, I revised it thoroughly... all the verses of Iqbal in this book were without translation. Now I have translated them into English .. and have also given important foot-notes.''

اس اقتباس کی روشنی میں زیر نظر مجموعے کی تالیف کے دو اسباب ہیں :

---

۱- اقبال نے اسے ۱۹۱۱ء کا لیکچر بتایا ہے ، مگر ۱۹۱۰ء صحیح ہے -

(۱) شاملو کے مجموعے کی طباعت اور گٹ اپ معیاری نہیں تھی ۔

(۲) اس میں اردو اور فارسی اشعار کا ترجمہ نہیں دیا گیا تھا ۔

دونوں "دلائل" نہ صرف کمزور اور بودے ہیں ، بلکہ مضحکہ خیز بھی ہیں ۔ اگر ایسے ہی "دلائل" کو سرقے کے لیے وجہِ "جواز" تسلیم کرلیا جائے ، تو پھر دنیا کے معروف مصنفین کی بیشتر تصانیف ، جو شخص چاہے اپنے نام سے چھاپ سکتا ہے ، کیونکہ "معیاری طباعت" تو ایک اضافی بات ہے ۔ پھر دلچسپ بات یہ ہے کہ "مرتب" نے اس مجموعے پر "Copy-rights Reserved" کے الفاظ لکھنے سے بھی دریغ نہیں کیا ۔

جہاں تک مرتب کے "important footnotes" کا تعلق ہے ، ان کا اضافہ صفحات : ۲۱٦ ، ۲۲۹ ، ۲۳۰ ، ۲۳۳ ، ۲۴۲ اور ۲۴٦ پر کیا گیا ہے ۔ حواشی کی ان سطور کی مجموعی تعداد صرف اٹھارہ بنتی ہے ۔ بقیہ تمام نوٹ شاملو کے ہیں ، مگر دونوں کے درمیان کوئی تفریق قائم رکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی ۔ اس وجہ سے ، جب تک شاملو کا مجموعہ اور زیر نظر مجموعہ دونوں سامنے نہ ہوں ، ظاہری تاثر یہی ہوتا ہے کہ سارے حواشی اے ۔ آر طارق نے شامل کیے ہیں ۔ ص ۲۳۹ پر قرآنی آیت کا ایک حصہ : [ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ] اصل متن میں شامل نہیں ، اے ۔ آر طارق نے اپنی طرف سے بڑھایا ہے ۔

## MEMENTOS OF IQBAL

رحیم بخش شاہین کے مرتبہ زیر نظر مجموعے پر سال اشاعت درج نہیں ، تاہم کتاب کے تعارف میں مرتب نے بتایا ہے کہ میرا اردو مجموعہ "اوراقِ گم گشتہ"[1] زیر طباعت ہے ۔ مزید برآں زیر نظر مجموعے کا پورا لوازمہ *Islamic Education* کے شمارہ جنوری ، فروری ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا ۔ اس اعتبار سے اس مجموعے کا سالِ اشاعت ۱۹۷۵ء بنتا ہے ۔

مرتب نے تمہیدی سطور میں بتایا ہے کہ سوانح اقبال کے لیے لوازمے کی تلاش کے دوران میں ، انھیں اقبال کی بعض ایسی اہم تحریریں دستیاب

---

۱- یہ مجموعہ اپریل ۱۹۷۵ء میں شائع ہوا تھا ۔

ہوئیں ، جو کسی سابقہ انگریزی مجموعے میں شامل نہ تھیں ، انھیں زیر نظر مجموعے کی صورت میں مرتب و مدوّن کیا جا رہا ہے - یہ خالصتاً نثرِ اقبال کا مجموعہ نہیں ، بلکہ اس کا ایک تہائی حصہ ، اقبال کے بارے میں مختلف اہلِ قلم کے مضامین پر مشتمل ہے - مجموعہ تین حصوں میں منقسم ہے -

(۱) **حصہ اول** : اس حصے کو "مضامین و بیانات" کا عنوان دیا گیا ہے ، مگر اس میں مختلف النوع تحریریں شامل ہیں - دو مضامین ، چار تقاریر ، دو انٹرویوز ، ایک پیغامِ تعزیت اور ایک مشترکہ اپیل - بیشتر تحریریں لاہور کے انگریزی ہفت روزہ ''*Light*'' کے پرانے شماروں سے اخذ کی گئی ہیں - اقبال کی اصل تقاریر اردو میں تھیں ، اس لحاظ سے اس مجموعے میں شامل انگریزی متن کو ، تراجم کہنا درست ہوگا - چار میں سے دو تقاریر کا اصل متن "گفتارِ اقبال" (ص ۱۱۶ ، ۱۴۲) میں موجود ہے -

(۲) **حصہ دوم** : "خطوط" کے زیر عنوان آٹھ خطوط کے ساتھ ڈاکٹر تاثیر کے لیے ایک توصیفی سند بھی شامل ہے - یہ تمام مکاتیب بعد ازاں "خطوطِ اقبال" (۱۹۷۶ء) میں اور پھر ***Letters of Iqbal*** (۱۹۷۷ء) میں شامل کر لیے گئے -

(۳) **حصہ سوم** : گیارہ متفرق نثر پاروں میں سے صرف دو نگارشات (ایک تحریر اور ایک بیان) اقبال کی ہیں - بقیہ مضامین مختلف اہلِ قلم کے ہیں ، جن میں اقبال کی شخصیت اور سوانح سے متعلق بعض پہلوؤں پر مفید روشنی ڈالی گئی ہے -

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ مرتب نے جو تین عنوانات قائم کیے ہیں ، مشمولات کی تقسیم میں آن کی پابندی نہیں کی گئی - حصہ اول میں مضامین و بیانات کے علاوہ دیگر نوعیت کی تحریریں بھی شامل ہیں - پھر ایک بیان (ص ۵۹) متفرقات کے ذیل میں دیا گیا ہے ، حالانکہ اسے حصہ اول میں آنا چاہیے تھا - حصۂ مکاتیب کے ساتھ ایک توصیفی سند بھی منسلک کر دی گئی ہے - اس مجموعے میں اغلاط کی کثرت ہے - چھ صفحات پر مشتمل غلط نامے کے مطابق تعداد اغلاط ۲۱۸ ہے -

کل نثر پاروں کی تعداد اکیس ہے - مرتب نے ہر پارے کے آغاز میں مختصر تعارفی نوٹ دیا ہے ، جس میں سیاق و سباق کے علاوہ حوالہ بھی

درج کر دیا گیا ہے —— یہ مجموعہ سلسلہ باقیاتِ نثرِ اقبال میں ایک مفید اضافہ ہے -

**DISCOURSES OF IQBAL**

شاہد حسین رزاقی کا مرتبہ یہ مجموعہ ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا - اس مجموعے کے آغاز میں ، مرتب کے نام قائد اعظم محمد علی جناح کے ایک خط محررہ : ۹ اگست ۱۹۴۱ء کا عکس دیا گیا ہے ، جس میں انھوں نے علامہ اقبال کو خراجِ عقیدت پیش کیا ہے - قائد اعظم نے حضرتِ علامہ کے بارے میں اپنے یہ تاثرات ، رزاقی صاحب کی درخواست پر انھیں لکھ بھیجے تھے -

مرتب نے دیباچے میں بتایا ہے کہ اقبال کی اردو اور انگریزی تحریریں جمع کرنے کا کام ، انھوں نے ۱۹۴۱ء میں ، اس وقت شروع کیا ، جب وہ حیدر آباد دکن میں مقیم تھے ، اور اس کام میں انھوں نے بہادر یار جنگ اور حسرت موہانی سے بھی مدد حاصل کی - ۱۹۴۶ء میں علامہ اقبال کی اردو اور انگریزی تحریروں کا ایک ایک مجموعہ اشاعت کے لیے تیار ہوگیا ، مگر ۱۹۴۷ء کے پُر آشوب حالات ، اور بعد ازاں دکن سے پاکستان ہجرت کے سبب مسودات ضائع ہوگئے - مرتب بتاتے ہیں کہ انھوں نے ہمت نہ ہاری ، اور اقبال کی تحریروں کو دوبارہ جمع کرنا شروع کر دیا ، یہاں تک کہ انگریزی تحریروں کا مسودہ ۱۹۶۰ء کے لگ بھگ ایک بار پھر اشاعت کے لیے تیار ہوگیا ، لیکن بخت کی نارسائی دیکھیے کہ اس بار ناشر کے تساہل اور عدم تعاون کی بنا پر کئی برس تک اس کی اشاعت کی نوبت نہ آ سکی[1] - بڑی مشکل سے پانچ سال بعد ، مرتب اپنا مسودہ واپس لینے میں کامیاب ہوئے ، اور اب اسے شائع کیا جا رہا ہے -

زیر نظر مجموعے میں علامہ اقبال کی ۳۳ انگریزی تحریریں ، تقاریر اور بیانات شامل ہیں - ایک تحریر کے علاوہ یہ تمام تحریریں *Thoughts* اور *Speeches* (شیروانی) میں شامل ہیں - مرتب کے دیباچے میں کوئی ایسا قرینہ نہیں ، جس سے اندازہ ہو سکے کہ وہ لطیف احمد شیروانی یا

---

۱- اسی اثنا (۱۹۶۳ء) میں سید عبدالواحد کا مرتبہ مجموعہ *Thoughts* شائع ہوا -

سید عبدالواحد کے مرتبہ مجموعوں سے باخبر ہیں ، اور یہ بات باعثِ تعجب ہے ، لکھتے ہیں :

> no serious effort has yet been made to compile, edit and publish a complete collection of his treatises, both in English and Urdu.[1]

آگے چل کر کہتے ہیں :

> The present collection is being published with the object that Allama Iqbal's prose writings may be brought before the public in a suitable book-form,[۲]

گویا وہ نثرِ اقبال کے سابقہ مجموعوں[۳] سے واقعی بے خبر ہیں ، یا پھر دانستہ ان کے وجود سے منکر ——

مرتب کے مطابق ، انھوں نے اقبال کی مختلف تحریریں اولین منابع سے حاصل کی گئی ہیں - انھوں نے حسبِ موقع ان کے حوالے بھی دیے ہیں - جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا ، اس مجموعے کی ایک تحریر Basic Philosophy of Asrar-i-Khudi (ص ۱۸۳ تا ۱۸۸) ایسی ہے ، جو نثرِ اقبال کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے - یہ تحریر ، ڈاکٹر نکلسن کو لکھے جانے والے ایک نوٹ پر مبنی ہے اور حیدر آباد دکن کے مجلہ "میزان" سے اخذ کی گئی ہے - ہر تحریر کے آغاز میں توضیحی اشارات دیے گئے ہیں ، جس سے اس کا سیاق و سباق واضح ہوتا ہے -

۱۹۴۲ء ہی میں (جب ان تحریروں کو پہلی مرتبہ جمع کیا گیا تھا) یہ مجموعہ چھپ کر سامنے آ جاتا ، تو یقیناً مرتب کے لیے یہ اعزاز ہوتا ، مگر شومیِ قسمت سے ایسا نہ ہو سکا - موجودہ صورتِ حال میں ، کہ نثرِ اقبال کے متعدد مجموعے شائع ہو چکے ہیں ، زیر نظر مجموعے

---

۱- *Discourses of Iqbal* : ص xv -

۲- کتابِ مذکور : ص xvii -

۳- (الف) *Speeches* (شیروانی) - (ب) *Thoughts* -
(ج) *Speeches* (طارق) -

*Thoughts* ، *Speeches* (شیروانی) اور *Speeches* (طارق) کی تکرار ہی کہا جا سکتا ہے ۔

**STRAY REFLECTIONS**

ایک شاعر اور مفکر کی حیثیت سے علامہ اقبال کا ذہن ، اور ان کا فکر مسلسل ارتقا پذیر رہا ۔ فکری ارتقا کی ایک دلآویز جھلک تو ان کی شاعری میں ملتی ہے ، مگر ذہنی سر گذشت کا ایک اور پہلو ، وہ قلبی تموجات ہیں ، جو شاعری کے پس پردہ ، زیریں لہروں کے طور پر موجود رہے ۔ شاعری یا نثر میں اقبال نے جو کچھ کہا ، اس کے سوا بھی ع : ''بسے گفتنیہا کہ ناگفتہ ماند''—— کے مصداق ، وہ اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتے تھے ، اس کا اندازہ مکاتیب کے چند اقتباسات سے ہوگا :

**۱۰ اکتوبر ۱۹۱۹ء** : ''میں اپنے دل و دماغ کی سر گذشت بھی مختصر طور پر لکھنا چاہتا ہوں ، اور یہ سر گذشت کلام میں روشنی ڈالنے کے لیے نہایت ضروری ہے ، مجھے یقین ہے کہ جو خیالات اس وقت میرے کلام اور افکار کے متعلق لوگوں کے دلوں میں ہیں ، اس تحریر سے آن میں بہت انقلاب پیدا ہوگا ۔'' (بنام سید سلیمان ندوی[۱])

**۲۷ نومبر ۱۹۱۹ء** : ''میری زندگی میں کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ، جو اوروں کے لیے سبق آموز ہو سکے ، ہاں خیالات کا تدریجی انقلاب البتہ سبق آموز ہو سکتا ہے ، اگر کبھی فرصت ہوگئی تو لکھوں گا ''۔ (بنام وحید احمد[۲]) ۔

**۷ ستمبر ۱۹۲۱ء** : ''...ایک طویل داستان ہے ، کبھی فرصت ہوئی تو اپنے قلب کی تمام سر گذشت قلم بند کروں گا ، جس سے مجھے یقین [ہے] بہت لوگوں کو فائدہ ہوگا'' ۔ (بنام وحید احمد[۳])

موعودہ سر گذشت تو ضبطِ تحریر میں نہ آ سکی ، مگر اقبال کی زندگی

---

۱۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۱۰۹ ۔
۲۔ کتابِ مذکور : ص ۲۲۶ (اقبال نامہ کے مطابق اس کے مکتوب الیہ عشرت رحمانی ہیں ، مگر یہ درست نہیں ۔ دیکھیے ، ص : ۲۲۱) ۔
۳۔ انوارِ اقبال : ص ۱۷۶ ۔

کے ایک نہایت اہم دور سے متعلق اُن کے چند شذراتِ فکر ، ایک ڈائری میں محفوظ ہو گئے۔ باقیاتِ نثر کے مختصر ، مگر معنوی لحاظ سے غیرمعمولی اہمیت کے حامل ، اس مجموعے کو ڈاکٹر جاوید اقبال نے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا - چھوٹی تقطیع کی اس بیاض میں کل ایک سو پچیس اندراجات ہیں - سرورق کے عکسِ تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ، اقبال نے اس کا نام *Stray Thoughts* تجویز کیا تھا ، بعد میں *Thoughts* کو *Reflections* سے تبدیل کر دیا - آغاز ۲ اپریل ۱۹۱۰ء کو ہوا ، اور تمام اندراجات اسی برس ضبطِ تحریر میں آئے -

مطبوعہ بیاض میں بعض صفحات کے عکسِ تحریر بھی دیے گئے ہیں ، جس سے بقول جاوید اقبال ذہنِ اقبال کی توانائی اور خلاق کی عکاسی ہوتی ہے - یہ شذرات صاف اور واضح تحریر میں ہیں - بہت کم مقامات پر ترامیم کی گئی ہیں ، مگر یہ ترامیم ، اقبال کے ذہنی ابداع کی شاہد ہیں -

کئی برس بعد ، اقبال کو ان کی افادیت کا احساس ہوا ، تو انھوں نے سترہ منتخب شذرات رسالہ *New Era* (۷ اپریل ۱۹۱۷ء) میں شائع کرائے - اہم بات یہ ہے کہ اشاعت کے موقع پر ان پر نظرثانی کر کے ان میں متعدد ترامیم کی گئیں - ان کی تفصیل یہ ہے :

| شذرہ نمبر | *S. Reflections* | *New Era* |
|---|---|---|
| ۵۴ | there is a psychological reason... | there are psychological reasons... |
| ۷۸ | an element of obscurity and vagueness in poetry; since the vague and the obscure appear... | an element of vagueness in poetry, since the vague appear... |
| ۱۱۲ | the Divine thought of creation... His Faust is a... | the thought of Divine creation...Faust is a... |

| | | |
|---|---|---|
| writer 'Azad'... Literary criticism sometimes precedes the creation of a great literature. We find Lessing on the... | poet ''Azad'... Literary criticism does not necessarily follow the creation of a literature. We find Lessing at the | ۱۱۶ |
| says the poet, is a necessary... | teaches the poet: is the necessary... | ۱۲۳ |

*New Era* میں شائع شدہ شذرات ، غالباً پہلے بیاض سے نقل کیے گئے ، پھر ان میں ترامیم کر کے اشاعت کے لیے بھیج دیے گئے ، کیونکہ اقبال کے عکسِ تحریر میں ان کی وہی صورت ہے ، جو مطبوعہ کتاب میں دی گئی ہے ۔

یہ شذرات ، اقبال کی ذہنی اور فکری سرگذشت کا ایک اہم ماخذ ہیں ۔ یہ امر قابلِ غور ہے کہ عین اسی دور (اپریل ۱۹۱۰ء اور مابعد) میں مکاتیب بنام عطیہ بیگم میں اقبال کا جذباتی ہیجان عروج پر تھا ، مگر زیر نظر شذرات میں اقبال کا جذباتی رویہ بہت مدھم ، بلکہ قریب قریب معدوم ہے ، اور فکری رویہ غالب ہے ۔ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی کے خیال میں اس بیاض میں ، متذکرہ خطوط کی سی مردہ دلی اور افسردہ ذہنی کہیں نہیں ملتی[1] ۔ علامہ اقبال نے اس مجموعہ شذرات کا نام بھی تجویز کیا ، نظرِ ثانی میں بعض شذرات میں ترمیم کی ، پھر ان کا ایک حصہ شائع کرایا ، وہ اسے اشاعت کے قابل سمجھتے تھے ، اس اعتبار سے ان کی اشاعت (گو یہ بہت تاخیر سے ہوئی مگر) بہت ضروری تھی ۔ نثرِ اقبال کے ان تمام مجموعوں میں ، جنھیں مرتباتِ مابعد کی حیثیت حاصل ہے ، زیر نظر کتاب اپنی فکری معنویت کی بنا پر "بقامتِ کہتر و بقیمت بہتر" کی حیثیت رکھتی ہے ۔

مکرر اشاعت کے موقع پر یہ اہتمام ضروری ہے کہ : اول ، کہ حواشی میں ان مقامات کی نشاندہی کر دی جائے ، جہاں اقبال نے بعض الفاظ

---

۱۔ شذراتِ فکرِ اقبال : ص ۳۱ ۔

و عبارات میں ترمیم کی ہے - (اس طرح کی ترامیم عکسِ تحریر نمبر ۵ ، ۶ ، ۷ ، ۸ ، ۹ ، ۱۰ ، ۱۲ میں موجود ہیں) ، مثلاً : عکسِ تحریر ۱۱ میں یہ شذرہ لکھ کر کاٹ دیا گیا :

The psychologist swims on the surface and/but the poet dives into the deep of the human mind.[1]

بعد میں اس نے یہ صورت اختیار کی :

The psychologist swims, the poet dives.[2]

اگر بعض شذرات کو مکمل طور پر قلم زد کر دیا گیا ہو ، تو انھیں بھی حواشی میں درج کرنا چاہیے -

گوئٹے سے اقبال کا فکری اور معنوی ربط و تعلق اقبال کی شاعری کا ایک اہم پہلو ہے ، مگر دلچسپ بات یہ ہے کہ اقبال نے Goethe کے بجے بالعموم غلط (Geothe) لکھے ہیں[3] -

---

۱- *Stray Reflections* : بالمقابل ص ۳۴ -
۲- کتابِ مذکور ، ص ۱۳۷ -
۳- کتابِ مذکور میں ص ۳۶ اور ۳۷ کے بالمقابل عکسِ تحریر ملاحظہ کیجیے - نیز دیکھیے ، اشارات بسلسلۂ پیام مشرق ضمیمہ : ۲ -

## (ج) متفرق نثرپاروں کی تدوینِ نو

ویسے تو ہر قلمکار کے لیے ، اپنی تخلیقات کے مسوّدات یا ان کی نقول کو محفوظ رکھنے کا اہتمام ناگزیر ہے ، مگر نثرنگار کے مقابلے میں ایک شاعر کے لیے یہ اہتمام نسبتاً آسان ہوتا ہے ۔

علامہ اقبال ''نزول'' اشعار کے موقع پر ، اپنا کلام کسی قلمی بیاض میں محفوظ کر لیتے تھے ۔ بعد میں حسبِ ضرورت ان قلمی بیاضوں سے منظومات و غزلیات نقل کر کے اخبارات و رسائل میں اشاعت کے لیے بھیجی جاتیں ۔ پھر شعری مجموعوں کی ترتیب و تدوین کے موقع پر بھی یہی بیاضیں ، بنیادی ''ماخذ'' کا کام دیتی تھیں ۔

ایک نظم یا غزل کے برعکس مضمون یا مقالے کی نقل تیار کرنا ایک صبر آزما اور نسبتاً مشکل کام ہے ۔ علامہ اقبال بنیادی طور پر ایک شاعر تھے ، اور نثر نویسی ان کے لیے ثانوی حیثیت رکھتی تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شعری بیاضوں میں ان کا کلام آج بھی بہ تمام و کمال محفوظ ہے ۔ مگر ان کی نثری تحریروں کے اصل مسوّدات تقریباً معدوم ہیں ۔ مقالات و مضامین کی نقول انھوں نے شاید ہی کبھی ، اپنے پاس محفوظ رکھی ہوں ۔ یہ اہتمام کسی ادبی معاون کے بغیر ممکن بھی نہ تھا ، چنانچہ آج ہم نثرِ اقبال کی اوّلیں مطبوعہ صورت ہی کو ، بنیادی متن قرار دینے پر مجبور ہیں ۔

اقبال کی شہرت و مقبولیت کے پیشِ نظر ، ان کے نثری رشحاتِ فکر بھی بار بار چھاپے جاتے رہے ۔ اس نقل در نقل میں ''حرمتِ متن'' سے بے خبری کے سبب متن میں کئی طرح کی اغلاط راہ پاتی رہیں ۔ پھر مدیران و مرتبین کے تصرّفات اور خوش نویسوں کی اصلاحات سے متن میں متعدد بنیادی تبدیلیاں ہوتی چلی گئیں ۔ نتیجہ یہ کہ ایک ایک مضمون میں نہ صرف بیسیوں اغلاط موجود ہیں ، بلکہ متعدد تحریروں کا اصل متن بھی ان اصلاحات کا شکار ہو کر مسخ ہو چکا ہے ۔ گذشتہ صفحات میں جو جائزے پیش کیے گئے ہیں ، ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ تساہل اور لاپروائی کے نتیجے میں اقبال

کے نثری متن میں کئی جگہ اصل مفہوم خبط ہو گیا ہے ، اور بعض مقامات پر تو معنوی تضاد و تناقص بھی پیدا ہو گیا ہے ۔

اقبال کا متنوع نثری ذخیرہ مختلف اُردو اور انگریزی مجموعوں کی صورت میں شائع کیا گیا ہے ۔ ان مجموعوں کے مرتبین نے متن کی صحت و حرمت سے تغافل کے علاوہ ترتیب و تدوین کے بنیادی اور مسلمہ اصولوں کو ملحوظ نہیں رکھا ۔ اصل تحریریں اور تراجم ایک ہی مجموعے میں یکجا کر دیے ۔ عام قاری کے لیے دونوں میں تفریق کرنا ممکن نہیں ۔ بعض اوقات تو یہی پتہ نہیں چلتا کہ اصل تحریر اُردو میں لکھی گئی تھی یا انگریزی میں ، پھر ان مجموعوں میں نہ تو موضوعی ترتیب پیشِ نظر رہی ، اور نہ نگارشات کو نوعی اعتبار سے مدوّن کیا گیا ۔ اکثر مجموعوں کی حیثیت ایک ایسے "کشکول" کی ہے ، جس میں مقالات ، مضامین ، شذرات ، خطوط ، تقاریظ ، توصیفی اسناد ، تقاریر ، خطبات ، بیانات اور مصاحبوں وغیرہ کا ایک آمیزہ قارئین کے سامنے پیش کر دیا گیا ہے ۔ بعض تحریریں ادھوری ، جزوی اور نا مکمل ہیں ۔ اس وقت اقبال کی (متفرق) اُردو اور انگریزی نثر کے چار چار مجموعے ملتے ہیں ، ہر مجموعے میں Duplication ہے ۔ کوئی ایک مجموعہ بھی اقبال کے پورے اُردو یا انگریزی نثری ذخیرے کا احاطہ نہیں کرتا ، بلکہ یہ سب مجموعے مل کر بھی اقبال کی متفرق نثر کو محیط نہیں ۔ اکا دکا مجموعوں میں سے قطعِ نظر ، بحیثیتِ مجموعی نثرِ اقبال کے یہ مجموعے صحتِ متن اور معیارِ تدوین دونوں اعتبار سے ناقص اور غیر معیاری ہیں ۔

چنانچہ اقبال کی مستقل تصانیف کی طرح ، اُن کے مختلف اور متنوع اُردو اور انگریزی باقیاتِ نثر کی تصحیحِ متن ، اور بعد ازاں اس متن کی ایک نئی ترتیب و تدوین اقبالیات کا ایک بنیادی تقاضا ہے ۔

اقبال کی مستقل تصانیف کی تدوینِ نو کے سلسلے میں چوتھے باب میں راقم نے بعض ضروری نکات کی وضاحت کی تھی[۱] ۔ اگرچہ باقیاتِ نثر کی تدوین میں بھی انہیں پیشِ نظر رکھنا ناگزیر ہے ، لیکن چند ایسے امور

---

۱۔ ملاحظہ کیجیے : باب ۴ (ج) ، نکات نمبر ۱ تا ۶ ۔

بھی ہیں ، جن پر توجہ دیے بغیر نثرِ اقبال کی تدوینِ نو خاطر خواہ طریقے سے انجام نہیں پا سکتی ۔

(۱) معدودے چند تحریروں کے علاوہ ، اقبال کی بیشتر نثری تحریروں کے اصل مسودات دستیاب نہیں ہیں[1] ، اس لیے اوّلیں مطبوعہ متن ہی کو بنیادی متن قرار دینے کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ سب سے پہلے متعلقہ اخبارات و رسائل سے اوّلیں مطبوعہ متن کی نقول تیار کرائی جائیں اور کتابت و املا کی اغلاط دور کر کے متن کو درست کیا جائے ۔ بعض تقاریر و بیانات بیک وقت کئی اخبارات میں شائع ہوئے ، ایک ہی تقریر یا بیان کی جملہ رپورٹیں (مختلف اخبارات کے متون) جمع کر کے ایک جامع متن تیار کیا جائے ، اس میں ممکن حد تک جملوں کی ساخت برقرار رکھی جائے ۔

انگریزی اور اردو نثر کے الگ الگ مجموعوں میں جملہ نثری ذخیرے کو نوعی حیثیت سے علیحدہ حصوں میں یکجا کیا جائے ، مثلاً : (الف) مضامین و مقالات (ب) خطوط (ج) تقاریر و خطبات (د) اخباری بیانات (ہ) مصاحبے (د) مشترکہ اپیلیں (ز) تقاریظ و آرا (ح) متفرقات ۔ داخلی طور پر ہر حصے میں زمانی ترتیب ملحوظ رہنی چاہیے ۔

(۳) ہر تحریر کے تعارفی نوٹ میں متعلقہ تحریر، پس منظر اور سیاق و سباق واضح کیا جائے ، تاکہ قارئین کے لیے نہ صرف متن کی تفہیم آسان

---

۱۔ Islam and Ahmadism کا اصل مسودہ نیشنل میوزیم کراچی میں محفوظ ہے ۔ The Inner Synthesis of Life کا عکس *Speeches* (شیروانی) (بالمقابل ص ۲۸) میں شامل ہے ، مگر اقبال کے بہت سے مسودات زمانے کی دستبرد کا شکار ہو گئے ہیں ۔ ڈاکٹر وحید قریشی کا بیان ہے کہ چودھری محمد حسین مرحوم نے ایک بار انہیں بتایا کہ علامہ اقبال کی وفات کے بعد ، آن کے ترکے سے بہت سے کاغذات و مسودات میں جاوید منزل سے اپنے دفتر لے گیا ، اور حفاظت کے خیال سے انہیں ایک الماری میں مقفل کر دیا ، کچھ عرصے کے بعد الماری کھولی تو انہیں دیمک چاٹ گئی تھی ۔ اس روایت کی تصدیق میاں عبدالمجید نے کی ہے ("اقبال اور چودھری محمد حسین" مطبوعہ : قومی ڈائجسٹ ، نومبر ۱۹۷۸ء ، ص ۵۸ تا ۱۲۸) ۔

ہو ، بلکہ ان کی معنویت بھی آجاگر ہو سکے ۔ اس سلسلے میں اقبال کی سوانح عمریوں اور کتبِ ملفوظات کے علاوہ ہم عصر اخبارات کی فائلوں سے مدد مل سکتی ہے ، مثلاً اُن کے مضمون Islam and Ahmadism کے پس منظر ، تاریخِ تحریر ، تیاری اور اشاعت کی تفصیل خواجہ عبدالوحید اور نذیر نیازی کی مہیا کردہ معلومات (نقوش اقبال نمبر ۲ ، ۱۹۷۷ء : ص ۳۹۳ تا ۳۹۴ ، اور مکتوباتِ اقبال : ص ۳۰۵ تا ۳۱۸) میں موجود ہے ۔ Qadianis and Orthodox Muslims کا پس منظر عبدالرشید طارق نے واضح کیا ہے[۱] ۔

(۴) مختصر تعلیقات کے ذریعے متن کے تشریح طلب نکات کی وضاحت بھی ضروری ہے ۔ اس کی دو صورتیں ہیں : اول ، پاورق حواشی کے ذریعے ۔ دوم ، ہر تحریر کے بعد اُس سے متعلق یکجا تعلیقات ۔ قاری کے لیے اولیں صورت زیادہ موزوں رہتی ہے ۔

(۵) انگریزی اور اردو دونوں جلدوں میں ایک مفصل موضوعی اشاریے کا اہتمام اشد ضروری ہے تاکہ اقبال پر کام کرنے والوں کے لیے ایک ہی موضوع پر مختلف مضامین ، خطوط اور تقاریر میں بکھرے ہوئے نکات تک رسائی اور رجوع میں آسانی ہو ، بلکہ اگر صفحے کے پایانِ دامن میں تقابلی حوالوں کے طور پر ، متعلقہ موضوع پر اہم کتب و مقالات کی نشان دہی بھی کر دی جائے ، تو یہ ان مجوزہ مجموعوں کی اضافی خوبی ہوگی ۔

اقبال کا بیشتر نثری ذخیرہ متذکرہ بالا مجموعوں میں مدوّن ہو چکا ہے ، مگر یہ مجموعے اقبال کی اردو اور انگریزی تحریروں کا کلّی احاطہ نہیں کرتے ۔ بہت سی مکمل و نامکمل تقاریر، مصاحبے اور متفرق تحریریں رسائل و کتب میں بکھری ہوئی ہیں ۔ بشیر احمد ڈار کے مرتبہ مجموعے *Letters* میں اقبال کے دو مصاحبے ، دو تقاریر اور چار مختصر اور طویل تحریریں بھی شامل ہیں ۔ ''صحیفہ'' اقبال نمبر اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ء میں افضل حق قرشی ، محمد حنیف شاہد اور محمد عبداللہ قریشی کے مضامین میں اقبال کی ایک درجن سے زائد ایسی تحریریں ملتی ہیں ، جو کسی نثری مجموعے میں شامل نہیں ہیں ۔ ''اوراقِ گم گشتہ'' میں بھی اس طرح متفرق نگارشات

---

۱- ملفوظات : ص ۲۲۰ ۔

موجود ہیں ۔ روزنامہ "مغربی پاکستان" (۹ نومبر ۱۹۷۷ء) میں ایم ۔ بی گوہری کے لیے اقبال کی ایک سند کا عکس چھپا تھا ۔ کچھ عرصہ قبل محمد حنیف شاہد ، اقبال کی مزید چار تحریریں منظر عام پر لائے (اقبال ریویو، ۱۹۷۸ء) ۔

متذکرہ بالا معلوم اور دستیاب نثری ذخیرے کے علاوہ ، اقبال کی مزید نثری تحریروں کی موجودگی خارج از امکان نہیں ۔ اکتیس برس پہلے ڈاکٹر جاوید اقبال نے ، علامہ اقبال کے ترکے میں "خطوط اور غیر مطبوعہ مضامین" کی موجودگی کی خبر دیتے ہوئے لکھا تھا :

> My desire is to edit these papers gradually and to publish them.[1]

اقبال کی ان تحریروں کی ترتیب و اشاعت میں اب مزید توقف نہیں ہونا چاہیے ۔

علامہ اقبال نے ۱۹۰۸ء میں انگلستان سے خواجہ حسن نظامی کو لکھا :

> "انگلستان میں ، میں نے اسلامی مذہب و تمدن پر لکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے ، ایک لکچر ہو چکا ہے ، دوسرا اسلامی تصوف پر فروری کے تیسرے ہفتے میں ہوگا ، باقی لیکچروں کے معانی یہ ہوں گے "مسلمانوں کا اثر تہذیب یورپ پر" ، "اسلامی جمہوریت" ، "اسلام اور عقلِ انسانی" وغیرہ[2] ۔

مطبوعہ یا تحریری صورت میں لیکچروں کا کہیں سراغ نہیں ملتا ، مزید برآں "زمیندار" ، انقلاب" اور بعض دیگر اخبارات کے پرانے فائلوں میں اقبال کی تقاریر و بیانات کا معتدبہ حصہ غیر مرتب شکل محفوظ ہے[3]۔

---

۱- *Stray Reflection* : ص xxx ۔

۲- اقبال نامہ ، دوم : ۳۵۸ ۔

۳- "گفتارِ اقبال'' کا مواد "زمیندار" اور "انقلاب'' کے صرف آن فائلوں سے اخذ کیا گیا ، جو ریسرچ سوسائٹی آف پاکستان کے کتب خانے میں محفوظ ہیں ۔ "انوارِ اقبال" میں تقاریر و بیانات کی بہت تھوڑی مقدار شامل ہے ۔

گذشتہ صفحات میں ذکر آ چکا ہے کہ علامہ اقبال کے متفرق نثر پارے اس دور کے بعض اخبارات اور مختلف کتب و جرائد میں بکھرے ہوئے ہیں ۔ مزید تلاش و کاوش کی جائے تو اخبارات و جرائد کے پرانے شماروں سے علامہ اقبال کے مزید باقیاتِ نثر دریافت ہونے کی توقع ہے ۔

اس طرح کا تمام معلوم و نامعلوم ، اور بظاہر معدوم لوازمہ اقبالی محققوں اور علما کی توجہ کا منتظر ہے ۔ قادیانیوں کے ترجمان "الفضل" نے ایک بار الزام لگایا تھا کہ قادیانیت پر اقبال کی بعض تحریریں جعلی ہیں[1] ۔ مستقبل میں اس طرح کے الزامات کی راہ مسدود کرنے کے لیے ، اقبال کے نثری ترکے کو تحقیق کی روشنی میں مرتب و مدون کرنا ناگزیر ہے ، چنانچہ نثری ذخیرے کو جامع تر بنانے کے لیے نئے لوازمے کی بازیافت ، اس کی تحقیقی تدوین اور پھر اس کی معیاری طباعت و اشاعت ازبس ضروری ہے ۔

---

۱۔ بحوالہ ، نقوش ، اقبال نمبر ۲ ، ۱۹۷۷ء : ص ۳۹۴ ۔

(۶)

# ملفوظات کے مجموعے

# (۱) ملفوظاتِ اقبال

گذشتہ ابواب میں علامہ اقبال کی جملہ شعری و نثری تصانیف کے علاوہ ان کے فرمودات و ارشادات پر مشتمل مجموعوں کا جائزہ لیا جا چکا ہے - یہ فرمودات بالعموم فی البدیہ تقریروں اور مصاحبوں کی شکل میں ہیں ، اور اقبال کے سماعی متن کی حیثیت رکھتے ہیں - پیشِ نظر حصے میں علامہ اقبال کے سماعی متن کی قدرے مختلف نوعیت زیر بحث آئے گی - تقریروں اور مصاحبوں میں تو موضوع ، موقع محل اور سیاق و سباق کی حدود کا بہرحال پابند ہونا پڑتا ہے ، مگر متعیّن موضوعات سے متعلق ان فرمودات سے الگ ، اقبال کے سماعی متن کا ایک اہم اور نمایاں حصہ ، اُن گفتگوؤں پر مشتمل ہے ، جنھیں نسبتاً بے تکلفانہ ماحول میں ، اور بلا قیدِ موضوع ، آزادانہ اظہارِ خیال کی ایک صورت کہا جا سکتا ہے - سماعی متن کی یہ نوعیّت "ملفوظات" کی ہے -

سیّد نذیر نیازی لکھتے ہیں :

> "حضرتِ علامہ کے ارشادات کی دنیا وسیع تھی ، اتنی وسیع کہ ہم اُن کی خدمت میں حاضر ہیں - کوئی بات شروع ہوئی ، کیسے ؟ اور کہاں سے ؟ اس سے غرض نہیں ، غرض ہے تو اس سے کہ بات شروع ہوئی - ہم نے حضرتِ علامہ کا مزاج پوچھا ، یا حضرتِ علامہ نے خود اپنی طبیعت کا حال بیان کیا - کوئی استفسار فرمایا ، یا کسی امر کی طرف اشارا ہوا ، اور بات ہے کہ معمولی سے معمولی مسائل ، معمولی سے معمولی واقعات اور حوادث سے پھیلتے پھیلتے ، اسلام ، عالمِ اسلام ، تاریخ ، تمدّن ، سیاست اور معیشت سب پر چھا گئی - انسان و کائنات ، علم و عقل ، فکر و وجدان ، ادب اور فن سب اس کی زد میں ہیں ، اس پر حضرتِ علامہ کا حسنِ بیان ،

صاف و سادہ اور دل نشیں الفاظ ، فصاحت و بلاغت ، برجستگی اور بے ساختگی ، توجّہ اور التفات ، شفقت اور تواضع ، خلوص اور دردمندی کہ جو ارشاد ہے ، دل میں اتر رہا ہے ؛ جو بات ہے ذہن میں بیٹھ رہی ہے ؛ پھر اُن کا انکسارِ علم ، شگفتگی اور زندہ دلی کہ ادعا ہے ، نہ تعلی ، نہ غرور ، نہ تمکنت ؛ متانت بھی ہے ، تو ظرافت کی چاشنی سے خالی نہیں ؛ ادھر ہم ہیں کہ سراپا ادب ، سراپا احترام ، حضرتِ علامہ کے ارشادات سن رہے ہیں ؛ بغیر کسی جھجھک کے سوالات کر رہے ؛ سوالات کا جواب دے رہے ہیں ؛ حقائق و معارف کی دنیا سامنے ہے ؛ قلب و نظر کے حجاب اٹھ رہے ہیں ؛ دل و دماغ کا رنگ بکھر رہا ہے ۔ اللہ اکبر ! کیا بے تصنّع گفتگوئیں ، اور کیا بے تکلف صحبتیں تھیں''[1] ۔

یہی صحبتیں اور ان صحبتوں میں ہونے والی گفتگوئیں ، ملفوظاتِ اقبال کا ماخذ و منبع ہیں ۔

علامہ اقبال کی صحبتوں سے مستفید و فیض یاب ہونے والوں میں کئی طرح کے لوگ شامل تھے ۔ اقبال کے بعض معاصرین ، اور بے تکلف دوستوں (شیخ عبدالقادر ، مرزا جلال الدین ، غلام بھیک نیرنگ وغیرہ) کو اوائل و آغاز ہی سے اقبال کی قربت نصیب ہوئی ۔ بعض کو سفر و حضر میں علامہ کی ہمرکابی کا موقع ملا (چودھری محمد حسین ، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ، غلام رسول مہر اور سیّد امجد علی وغیرہ) ۔ کچھ اصحاب اقبال کے آخری سالوں میں بالالتزام ان کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے ۔ (سیّد نذیر نیازی ، خواجہ عبدالوحید ، چودھری محمد حسین ، میاں محمد شفیع) تاہم زیادہ تر تعداد ایسے نیازمندوں کی تھی ، جو علامہ سے اپنے جذبۂ عقیدت کو تازہ رکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً حاضر ہو کر اُن کے ملفوظات سے فیض یاب ہوتے (میاں بشیر احمد ، محمد حسین عرشی ، مہر ، سالک ، حفیظ ہوشیار پوری ، حمید احمد خاں ، تاثیر ، عبدالرشید طارق ، ایم اسلم اور خواجہ عبدالحمید وغیرہم) ۔ مگر یہ

---

۱- اقبال کے حضور ، اول : ص ''و'' ۔

سب ، وہ لوگ تھے ، جو مستقلاً لاہور میں مقیم تھے، بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی ، جو بیرونِ لاہور یا بیرون ملک سے آتے ، اور عقیدت و محبت کے انتہائی جذبات کے ساتھ ، کشاں کشاں اقبال کے ہاں پہنچتے ، بسا اوقات گھنٹوں ان کے ارشادات سنتے ، اس کے باوجود ایک تشنگی لیے رخصت ہوتے - ان میں ہر طرح کے لوگ شامل تھے - میاں محمد شفیع کے بقول : ''ڈاکٹر صاحب کے ملاقاتیوں میں موچی گیٹ کے کباب فروش سے لے کر اسلامی ملکوں کے علما اور فضلا اور یورپ کے مستشرقین تک سبھی شامل ہوتے تھے ، اور ڈاکٹر صاحب ہر ایک سے ان کے ظرف کے مطابق گفتگو فرماتے''[1] -

علامہ اقبال کی شخصی عظمت میں کلام نہیں - آن کے ارشادات و ملفوظات کی معنویت و افادیت بھی بجا ہے ، اور ان کی خدمت میں حاضری دینے والوں کے جذبات بھی سچے اور بے پایاں تھے - علامہ اقبال کی محفل میں بقول تاثیر : ''ایسی جہاں افروز گفتگو ہوتی تھی کہ ہر ملاقات میں کئی نئی کتابیں لکھنے کا مواد ہوتا تھا''[2] ، مگر اس خیال انگیز گفتگو کو سمجھنا ہر کہ و مہ کے بس کی بات نہ تھی ، اور جنھیں خدا نے یہ توفیق بخشی تھی ، ان میں سے بہت کم ایسے نکلے ، جنھیں ان حکیمانہ ملفوظات کو محفوظ کرنے کا خیال آیا ہو ، اور وہ اس میں کامیاب بھی رہے ہوں - بایں ہمہ ملفوظاتِ اقبال کا اچھا خاصا ذخیرہ تحریری صورت میں منضبط ہو کر محفوظ ہو گیا ہے -

ملفوظاتِ اقبال کا یہ ذخیرہ آن کی شاعری اور نثری افکار کا تتمہ ہے - ملفوظات سے بعض منظومات اور تصانیف کے پس منظر پر روشنی پڑتی ہے ، بعض اشعار و مضامین کا زمانۂ تحریر متعین اور سیاق و سباق واضح ہوتا ہے[3] ، اسی طرح ملفوظات میں بعض اشعار و نکات کی تشریح ، خود

---

۱- علامہ اقبال ، اپنوں کی نظر میں : ص ۱۳۴ -

۲- اقبال کا فکر و فن : ص ۳۴ -

۳- ملاحظہ کیجیے :

(الف) اقبال کے حضور ، اول : ص ۹۴ ، ۱۵۳ -

(ب) ملفوظات ، ص : ۶۸ ، ۹۶ تا ۹۸ ، ۲۲۰ ، ۲۲۱ -

(ج) نقوش اقبال نمبر ۲ ، ص : ۳۹۳ ، ۳۱۴ ، ۴۰۶ ، ۴۴۰ -

اقبال کی زبانی ملتی ہے، اگرچہ فکرِ اقبال کی شرح و تفسیر سے متعلق ملفوظات کا یہ پہلو خاصا اہم ہے ، لیکن فرمودات اقبال کی معنویّت کا اس سے بھی زیادہ اہم رُخ یہ ہے کہ اس میں اقبال کی سوانح کے لیے قیمتی خام لوازمہ موجود ہے ۔ بہت سے دلچسپ واقعات ، اقبال کی زندگی کے مختلف ادوار سے متعلق بعض حالات ، نئے پہلو ، ان کے عادات و اطوار ، تفصیلاتِ سفر ، صحت ، علاج معالجہ ، بیتے ہوئے ایام اور مستقبل کے عزائم ، غرض ملفوظات کی مدد سے اقبال کی ایک دلچسپ "خود نوشت" (Autobiography) مرتب ہو سکتی ہے ۔

خطوط میں بلا شبہ اقبال کی شخصیت کے بہت کے نئے اور نادر پہلو سامنے آتے ہیں مگر ملفوظات میں شخص اور شخصیت کو ، ہم زیادہ قریب سے ، اور زیادہ گہرائی میں دیکھ سکتے ہیں ۔ اُن کا طرزِ فکر ، ان کی سوچ اور اُن کے محسوسات کا انداز ، اُن کی دردمندی اور اُن کا قلبِ رقیق ، یہ سب کچھ ملفوظات میں بہت واضح ہے ۔ میاں محمد شفیع بیان کرتے ہیں :

> " گھر میں کام کرنے والی بھنگن . . . جب صفائی کے لیے جاوید منزل آتی ، تو اپنے بیٹے کو ، جو جاوید کا ہم عمر تھا ، اپنے ساتھ لے آتی ۔ جب تک وہ کام میں مصروف رہتی ، یہ بچہ جاوید منزل کے صحن میں اِدھر اُدھر کھیلتا رہتا ۔ گرمیوں کے موسم میں ایک دن ڈاکٹر صاحب برآمدے میں آرام کرسی ڈال کر آرام کر رہے تھے ، تو اُن کی نگاہ دفعتاً بھنگن کے بچے پر پڑی ، اُسے چند لحظے دیکھنے کے بعد گہری آواز میں فرمانے لگے :
> "میں جب بھی اس بچے کو دیکھتا ہوں ، تو میرا دل اضطراب سے پارے کی طرح تڑپ اٹھتا ہے ، اور میں سوچتا ہوں کہ سماج کی زنجیروں کی وجہ سے یہ بچہ زندگی میں صرف خاکروب بن سکے گا ، حالانکہ اس میں اور جاوید میں ، جہاں تک انسان ہونے کا تعلق ہے ، کوئی فرق نہیں ۔ اگر جاوید ذہانت میں اس لڑکے سے کم بھی ہو ، تو محض اس وجہ سے کہ وہ میرا بیٹا ہے ، اس پر ترقی کے

راستے کھلے رہیں گے "۱ -

یہ چھوٹا سا واقعہ اور اقبال کے یہ چند جملے، اقبال کے قلبِ حساس کی جیسی ترجمانی کرتے ہیں اور اس میں پوشیدہ انسانی ہمدردی اور دردمندی کا جو جذبہ سامنے لاتے ہیں ، اس کی وضاحت و تشریح شاید ایک طویل مقالے میں بھی ممکن نہیں -

اقبال کی زندگی پر متعدد مضامین اور کتابیں لکھی گئی ہیں ، آیندہ بھی بہت کچھ لکھا جائے گا مگر سوانح کی ترتیب و تدوین میں ملفوظات کو نظر انداز کرنا ممکن نہیں ، بلکہ ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت سے ملفوظاتِ اقبال کی اہمیت ہمیشہ برقرار رہے گی -

ذخیرۂ ملفوظات میں دو مستقل کتابوں ("اقبال کے حضور" از نذیر نیازی اور "اقبال کے چند جواہر ریزے" از خواجہ عبدالحمید) کے علاوہ کئی مجموعے ("ملفوظات" ، مرتبہ : محمود نظامی ، "روزگارِ فقیر" ، اول و دوم از فقیر سید وحید الدین) اور بیسیوں اردو انگریزی مضامین شامل ہیں - آیندہ صفحات میں ان کا الگ الگ جائزہ پیش کیا جا رہا ہے -

---

۱- نقوش ، اقبال نمبر ۲ : ص ۴۵٦ -

# (ب) ملفوظات کے مجموعے

## اقبال کے حضور

سید نذیر نیازی ۱۹۱۸ء میں پہلی بار علامہ اقبال سے ملے ، بعد ازاں اٹھارہ برس تک وقتاً فوقتاً اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے - ۱۹۳۶ء سے مستقلاً لاہور میں مقیم ہونے پر بالالتزام ملاقات کی صورت پیدا ہو گئی، چنانچہ وہ روزانہ ہی جاوید منزل پہنچ کر، کئی کئی گھنٹے ، اقبال کی خدمت میں حاضر رہتے ، اور اُن کے ارشادات سے مستفید ہوتے - نیازی صاحب کا معمول تھا کہ بعد میں ملفوظاتِ اقبال کو اپنی بیاضِ یادداشت میں محفوظ کر لیتے -

علامہ اقبال کی وفات کے بعد نیازی صاحب نے یہ روزنامچہ مرتب کیا ، مگر اس کی اشاعت جولائی ۱۹۷۱ء میں عمل میں آئی - بڑی تقطیع اور باریک ٹائپ میں، مطبوعہ ملفوظاتِ اقبال کی زیرِ نظر پہلی جلد ، مرتب کے اصل منصوبے کا ایک 'جزو ہے ، جو یکم جنوری سے ۲۱ مارچ ۱۹۳۸ء تک کے اندراجات پر مشتمل ہے - روزنامچے کے باقی حصے ہنوز ، تشنۂ تکمیل و طباعت ہیں - نذیر نیازی لکھتے ہیں : اس ضمن میں راقم نے ایک بار استفسار کیا تو جواباً لکھا : ''اقبال کے حضور'' (تین یا چار اور حصے (۱) جاوید منزل میں (۲) ۳۶ء ---- (۳) ۳۷ء ---- (۴) ۳۸ء کا دوسرا حصہ ، کچھ مرتب ، کچھ غیر مرتب پڑا ہے . . . میں خود ہی ان کی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہوں''[1] ، مگر یہ حصے ابھی تک منظرِ عام پر نہیں آ سکے -

اقبال کے حضور (اول) جاوید منزل میں پیش آمدہ واقعات ، مناظر اور گفتگوؤں کی ایک تحریری فلم ہے - نذیر نیازی صاحب شب و روز میں

---

۱- مکتوب سید نذیر نیازی بنام رفیع الدین ہاشمی -

خاصی دیر جاوید منزل میں موجود رہتے ، اس عرصے میں کون آیا ؛ کون گیا ؛ کیا گفتگو ہوئی ؛ اقبال کی طبیعت ، ان کا مزاج ، ان کی کیفیاتِ صحت ، دواؤں کا استعمال اور ان کا عمل و ردِ عمل ـــ اور سب سے اہم آن کے استفسارات ، ارشادات و ملفوظات اور احباب سے تبادلۂ خیالات - نذیر نیازی نے ان گفتگوؤں ، خصوصاً علامہ کے ملفوظات کا بہ تمام و کمال احصا کرنے کی سعی کی ہے - - روز نامچے کے ابتدائی اندراجات ، جیسا کہ بالعموم ہوتا ہے ، مختصر تھے لیکن "اقبال کے حضور" مرتب کرتے وقت ملفوظات کو بالتفصیل قلم بند کیا گیا - ۷ فروری کا اندراج اس کی واضح مثال ہے - روزنامچے کا یہ حصہ ، ابتدائی صورت[1] میں صرف چار صفحات پر مشتمل تھا ، مگر بحالتِ موجودہ[2] آن چار صفحوں کی تفصیل دس گیارہ صفحوں پر پھیل گئی ہے ، تاہم مجمل اور مفصل دونوں تحریروں میں ، بہ اعتبارِ مفہوم کچھ فرق نہیں - مرتب نے متنِ ملفوظات سے متعلق ، پاورقی حوالوں اور حواشی کا بھی اہتمام کیا ہے - یہ حواشی بالعموم مختصر ہیں - کتاب کی طباعت جاری تھی کہ مرتب کو بعض یادداشتوں کے نئے اجزا دستیاب ہو گئے ، اسی طرح بعض بیانات کی تصدیق کسی خارجی ذریعے سے ہو گئی ـــ پھر بعض امور نسبتاً زیادہ تفصیل کے ساتھ وضاحت طلب تھے ، مثلاً : مسجد شہید گنج ، اوقاف بل ، لیگ کا اجلاس لاہور ، میثاقِ مدینہ ، احمدیت ، قادیانیت وغیرہ - "استدارگ" کے زیرِ عنوان ، کتاب کے آخر میں متن اور حواشی سے متعلق ان امور کی مزید تصریح و توضیح کی گئی ہے -

ملفوظات کے اس مجموعے سے "ارمغانِ حجاز" کے بعض اشعار کی حتمی تاریخِ تحریر کا پتہ چلتا ہے ، مثلاً : "حسین احمد" کے زیرِ عنوان تین اشعار[3] ۲۸ جنوری ۱۹۳۸ء کو ، اور اس مجموعے کی آخری نظم "حضرتِ انسان"[4] ۷ فروری ۱۹۳۸ء کو کہی گئی - اسی طرح ایک رباعی کے پہلے دو مصرعے ابتدا میں اس طرح تھے :

---

۱- مشمولہ ، "اقبالنامہ" [چراغ حسن حسرت] : ص ۹۴ تا ۹۷ -
۲- اقبال کے حضور ، اول : ص ۱۵۳ تا ۱۶۳ -
۳- کلیاتِ اقبال ، اردو : ص ۶۹۱ -
۴- کتابِ مذکور : ص ۶۹۲ -

ندانی نکتۂ دینِ عرب را          کہ گفتی روزِ روشن تیرہ شب را

۲۲ فروری ۱۹۳۸ء کو نظرِ ثانی میں ترمیم کر کے انھیں اس طرح بنایا گیا :

کسی کو پنجہ زد ملک و نسب را          ندانند نکتۂ دینِ عرب را

## ملفوظات

اس مجموعے کی نوعیت کسی قدر مختلف ہے ۔ یہ مسلسل روزنامچے یا محض ملفوظات کے بجائے ، پندرہ ایسے مضامین کا مجموعہ ہے ، جن میں بعض ملفوظات کے ساتھ ، لکھنے والوں نے اپنے مشاہدات اور اقبال کی شخصیت کے بارے میں اپنے تاثراتِ عقیدت کو قلم بند کیا ہے ۔ یہ تمام مضامین لاہور کی ایک ادبی انجمن ''حلقۂ نقد و نظر'' کی مختلف نشستوں میں پڑھے گئے ، بعد میں حلقے کے سیکرٹری محمود نظامی نے احبابِ حلقہ کی تجویز پر انھیں کتابی صورت میں مرتب کر کے شائع کیا ۔

لکھنے والوں میں سر عبدالقادر ، میاں بشیر احمد ، محمد حسین عرشی ، مرزا جلال الدین ، تاثیر ، حمید احمد خاں ، خواجہ عبدالوحید ، عابد علی عابد ، خضر تمیمی اور عبدالرشید طارق وغیرہ شامل ہیں ۔ سب مضامین ، اقبال کی وفات کے معاً بعد لکھے گئے ، چنانچہ غم و اندوہ اور حسرت و محرومی کی ایک کیفیت ان سب تحریروں پر غالب ہے ۔

اقبال کی شخصیت اور ان سے ملاقاتوں کی یادداشتوں سے متعلق مضامین کے جتنے مجموعے اب تک شائع ہوئے ہیں ۔ ان میں ''ملفوظات'' کو نہ صرف زمانی اعتبار سے اولیت حاصل ہے ، بلکہ مشمولہ مضامین کے معیار و استناد اور لوازمے کی نوعیت و اہمیت کے لحاظ سے بھی یہ مجموعہ سب پر فوقیت رکھتا ہے ۔ سہل پسند راوی بالعموم قیاسات کی بنیاد پر روایات و ملفوظات کے عظیم الشان قصر تعمیر کر دیتے ہیں مگر راویانِ ''ملفوظات'' نے اس معاملے میں قیاس یا اٹکل سے اجتناب کیا ہے ۔ بعض مضامین کی بنیاد روایت نگاروں (مثلاً میاں بشیر احمد ، خواجہ عبدالواحد ، عبدالرشید طارق) کی تحریری یادداشتوں پر ہے، تاہم محض حافظے کی مدد سے قلم بند کیے جانے والے ملفوظات کی روایت میں بھی خاصی احتیاط کا ثبوت دیا گیا ہے ۔ ملفوظات

نگاروں کے احساسِ ذمہ داری کا اندازہ ان کی اس روش سے لگایا جا سکتا ہے :

"یہ کوشش کی گئی ہے کہ کوئی بات جو اُن [ اقبال ] کے عقائد کے خلاف ہو ، اُن کے ذمے لگانے سے احتراز کیا جائے۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا اَوْاَخْطانا"
(محمد حسین عرشی)[1]

---

"سیکڑوں باتیں ہوئیں ، لیکن افسوس کہ حافظہ قوی نہ ہونے کی وجہ سے میں انھیں دماغ میں محفوظ نہیں رکھ سکا ، اور نہیں چاہتا کہ کوئی ایسی بات لکھوں ، جو پوری پوری درست نہ ہو"۔ (میاں بشیر احمد)[2]

روایت نگاروں کی احتیاط کا ایک پہلو یہ ہے کہ اگر کسی شخص ، کتاب یا چیز کا نام لوحِ ذہن سے محو ہو گیا تو انھوں نے اس کے اعتراف میں تامل نہیں کیا[3] ۔

روایت نگاروں نے صحتِ ملفوظات کی خاطر اقبال کے بعض انگریزی الفاظ ، تراکیب اور جملے جُوں کے تُوں نقل کیے ہیں ، تاکہ فرموداتِ اقبال کا اصل مفہوم واضح ہو سکے[4] ۔ کئی جگہ اقبال کے پنجابی جملے منقول ہیں ۔

"ملفوظات" کا معیار کتابت و طباعت مناسب ہے ، انگریزی الفاظ ٹائپ میں دیے گئے ہیں —— پھر بھی کہیں کہیں اغلاطِ کتابت نظر آتی ہیں ، مثلاً :

---

۱- ملفوظات : ص ۵٦ ۔
۲- کتابِ مذکور : ص ۳۲ ۔
۳- ملفوظات : ص ۲۴ ، ۵۴ ، ۵٦ ، ۷۲ ۔
۴- کتابِ مذکور : ص ۳۱ ، ۱۰٦ ، ۱۰۷ ، ۱۱۹ ، ۱۲۱ ، ۱۲۲ ، ۱۴۳ ، ۱۷۴ ، ۲۰۵ ، ۲۰٦ ۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۶ | ۱۱ | کان | فکان |
| ۳۹ | ۱۰ | عَلَی الخُمْس | علیٰ خمسٍ |
| ۴۴ | ۱۵ | زَکَّھَا | زکّٰھا |
| ۱۱۰ | ۱۶ | شپیمگر | سپینگلر |
| ۱۷۲ | ۶ | نقص ِ قطعی | نصّ ِ قطعی |
| ۱۹۷ | ۱۵، ۱۷ | شنیگر | سپینگلر |

دو مقامات ایسے ہیں جہاں قرآنی آیات غلط نقل ہوئی ہیں :

(۱) ص ۱۷۴ : فیھا لَا لغو ولا تاثیم — قرآن حکیم میں اس نوع کی دو آیات ہیں ۔ (الف) لَاْ یَسْمَعُوْنَ فِیْھَا لَغْوًا وَّ لا تاثِیمًا (الواقعہ : ۲۵) (ب) لَاْیَسْمَعُوْنَ فیھْاَ لَغْواً وَّلَا کذّٰبًا (النبا : ۳۵) یہاں انھی میں سے کوئی ایک آیت مراد ہوگی ۔

(۲) ص ۹۴ : آیت کے آخر میں لفظ رِزْقًا زائد ہے (البقرہ : ۱۲۶) ۔

(۳) ص ۵۰ : ذَکّرْ بِاَیّامِ اللہ کی صحیح صورت ہے : وَ ذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللہ (ابراہیم : ۵)

بعض ملفوظات ، حیات ِ اقبال کے متعدد مختلف فیہ امور کو واضح کرتے ہیں ، مثلاً : خالد نظیر صوفی نے اقبال کی ایک آنکھ ضائع ہونے کو "بے بنیاد افواہ"[۱] قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ ایک مفروضہ ہے ، دراصل ان کی "آنکھ کی بینائی بچپن سے کمزور تھی"[۲] ، مگر علامہ اقبال بتاتے ہیں

---

۱- اقبال درون ِ خانہ : ص ۱۹۵ -

۲- کتاب ِ مذکور : ص ۱۹۴ -

کہ : "میری داہنی آنکھ تو شروع سے بیکار تھی . . . دو سال کی عمر میں میری یہ آنکھ ضائع ہو گئی تھی - مجھے اپنے ہوش میں مطلق یاد نہیں کہ یہ آنکھ ٹھیک بھی تھی یا نہیں"[۱] -

تاہم ایک آدھ مقام ایسا ہے ، جہاں معلوم ہوتا ہے کہ روایت نگار کو اقبال کا مفہوم سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی - سید الطاف حسین راوی ہیں :

> "کسی نے پوچھا کہ اگر اردو میں نماز پڑھ لی جائے ، تو کیا حرج ہے ؟ کہنے لگے : عربی میں نماز بالکل سیدھی سادی ہے ، کوئی مشکل الفاظ نہیں ، لہذا نماز کے اردو ترجمے کا خیال نہیں پیدا ہونا چاہیے ، ویسے اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو میں کہوں گا کہ اردو میں بھی کوئی حرج نہیں ، مجھے یاد ہے میری والدہ صاحبہ عربی الفاظ کا تلفظ صحیح نہ کر سکتی تھیں ، لہذا میرے والد صاحب انہیں اجازت دیا کرتے تھے کہ وہ بے شک اردو میں ہی نماز پڑھ لیا کریں"[۲] -

بہ ظاہر یقین کرنے کو جی نہیں چاہتا کہ والدۂ اقبال ، عربی میں نماز ادا نہ کر سکتی ہوں ، رہا اردو میں نماز کا جواز — تو یہ مؤقف ، اقبال کے مندرجہ ذیل بیان سے صریحاً متناقض ہے :

> My own belief is that the congregational prayer is the prayer conceived as a world institution must necessarily be in Arabic . . . all the world over."[۳]

اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن[۴] ۱۹۴۹ء میں شائع ہوا — اس کا سائز

---

۱- ملفوظات : (روایت حمید احمد خاں) ص ۱۱۹ - ۱۲۰ -

۲- کتابِ مذکور : ص ۱۷۵ -

۳- *Mementos of Iqbal* : ص ۶۰ -

۴- سالِ طباعت درج نہیں مگر دیباچے کی تاریخِ تحریر ۲۸ اپریل ۱۹۴۹ء ہے -

تبدیل کر دیا گیا ہے ، مگر اہم تبدیلی مجموعے کے نام کی ہے - نیا نام ''ملفوظات ِ اقبال'' مجموعے کی نوعیت کو بہتر طور پر واضح کرتا ہے - طبع دوم کے آغاز میں ''دیباچہ طبع ثانی'' (از پروفیسر حمید احمد خان) اردو مضامین ''حکیم مشرق'' (از محمد حسن قرشی) اور ''ابا جان'' (از جاوید اقبال) کا اضافہ کیا گیا ہے - ص ۴۴ اور ۹۴ کی اغلاط کی تصحیح ہو گئی ہے - باقی اغلاط بدستور موجود ہیں - مزید برآں ایک اور غلطی روپذیر ہو گئی ہے - وَ الَّذِیْنَ (ص ۵۵) کو اِنَّ الّذِیْن بنا دیا گیا ہے ، جو درست نہیں -

''ملفوظات ِ اقبال'' کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی نے مرتب کر کے شائع کیا - اس میں طبع دوم کے متن پر دو طرح کے اضافے کیے گئے ، اول : مفصل حواشی و تعلیقات ، دوم : متن میں بعض ملفوظات کا اضافہ -

مرتب نے چھبیس صفحات پر مشتمل ''پیش گفتار'' میں ، اس مجموعے کے موضوعات پر بحث کے بعد اقبال کی اس تصویر کو اجاگر کیا ہے ، جو ان ملفوظات کے پس منظر سے ابھرتی ہے -

مرتب کا یہ بیان تصحیح طلب ہے کہ : ''ملفوظات کا دوسرا ایڈیشن پروفیسر حمید احمد خاں صاحب نے مرتب کیا'' [1] پروفیسر موصوف طبع ثانی کے دیباچہ نگار تھے ، نہ کہ مرتب - دوسرے ایڈیشن پر بھی بحیثیت مرتب محمود نظامی ہی کا نام دیا گیا - محض دو مضامین کے اضافے کی بنیاد پر حمید احمد خاں کو دوسرے ایڈیشن کا مرتب قرار نہیں دیا جا سکتا - انھوں نے خود یہ دعویٰ نہیں کیا ، اور نہ اس کا جواز بنتا ہے -

زیر ِ نظر تیسرے ایڈیشن کے اضافوں میں ''اقبال اور عبدالحق'' سے مختصر ملفوظات اور ''روزگار فقیر'' سے بعض منتخب ملفوظات مع حواشی شامل ہیں - آخر میں کتابیات اور ایک مفصل اشاریہ دیا گیا ہے -

اٹھائیس برس بعد، ''ملفوظات اقبال'' کی اشاعت ِ نو نہ صرف ضروری تھی، بلکہ ہر لحاظ سے مستحسن بھی ، مگر ''ترتیب و تدوین اشاعت ِ جدید کی

---

۱- ملفوظات ِ اقبال ، طبع سوم : ص ۱۲ -

[یہ] خدمت''[۱] جس انداز میں انجام دی گئی ہے - اس کے پیش نظر زیر نظر ایڈیشن کو ایک معیاری ایڈیشن قرار دینا مشکل ہے - اس کا بڑا سبب تو یہ ہے کہ مرتب نے اپنی کاوش و محنت کو متنِ کتاب پر مرکوز کرنے کے بجائے ساری توجہ حواشی و تعلیقات پر صرف کی ہے - پھر طبع اول کے ضمن میں، جن اغلاط کی نشاندہی کی گئی ہے، ص ۲۷۱ (طبع اول) کی غلطی کے سوا، باقی تمام اغلاط اس ایڈیشن میں بدستور موجود ہیں - معروف مغربی مصنف سپینگلر کا نام تین جگہ غلط ہے - (سپینگر، ص ۲۴۲، شپنلگر، ص ۲۳۶ اور شپنگلر، ص ۵۲۱) جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ طبع دوم کے متن کو نہ بغور پڑھا گیا، اور نہ اس کی تصحیح کی گئی -

جہاں تک حواشی و تعلیقات کا تعلق ہے، ان کی غیر معمولی طوالت مرتب کی شعوری کاوش معلوم ہوتی ہے - متنِ کتاب ۲۶۲ صفحات پر محیط ہے، اور اس کے حواشی ۲۴۹ پر، یعنی متن اور حواشی کی ضخامت میں صرف ۱۳ صفحات کا فرق ہے - محمد حسین عرشی کا مضمون ۲۷ صفحات کا ہے، مگر تعلیقات ۱۷ صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں - سر عبدالقادر کے ۸ صفحات کے مضمون پر ۱۴ صفحات، اور میاں بشیر احمد کے ۱۷ صفحات کے مضمون کے توضیحِ مطالب کے لیے ۵۰ صفحات کے حواشی بڑھائے گئے ہیں - حواشی کی اس غیر معمولی طوالت کا سبب یہ ہے کہ مرتب نے بعض پیش پا افتادہ موضوعات کے لیے کئی کئی صفحے وقف کر دیے ہیں، مثلاً : مولانا روم : سوا پانچ صفحات (۳۵۹ تا ۳۶۴) "جاوید نامہ" : چار صفحات (۳۶۴ تا ۳۶۸) جمال الدین افغانی : چھ صفحات (۴۰۶ تا ۴۱۲) و علی ہٰذالقیاس - حواشی و تعلیقات طویل ہونے کے علاوہ غیر متوازن بھی ہیں - بعض شخصیات کا تعارف بہت مختصر ہے، مثلاً خواجہ دل محمد چار سطریں (ص ۲۹۸) ارشد گورگانی : سات سطریں (ص ۲۹۸) صوفی تبسم : نو سطریں (ص ۴۷۹) سروجنی نائیڈو : چھ سطریں (ص ۳۹۸) علامہ عبداللہ یوسف علی : آٹھ سطریں (ص ۳۹۸) اس کے برعکس بعض تعارفات بہت طویل ہیں، مثلاً : گارساں دتاسی : پانچ صفحات (۳۲۷ تا ۳۳۲) مرزا عبدالقادر بیدل : ساڑھے چار صفحات (۳۹۸ تا ۴۰۳) جمال الدین

---

۱- پیش گفتار از مرتب، ملفوظاتِ اقبال، طبع سوم : ص ۲۵ -

افغانی : چھ صفحات (۴۰۶ تا ۴۱۲) وغیرہ - اکثر حواشی میں بنیادی معلومات مہیا کرنے کے بجائے تبصرہ و تشریح کا عام انداز اختیار کیا گیا ہے ، مثلاً : شخصیات کے تعارف میں تاریخ ولادت و وفات تک درج نہیں کی گئیں (صفحات : ۲۹۵ ، ۳۰۹ ، ۳۹۸ وغیرہ) -

تدوین کی نمایاں خامی یہ ہے کہ کتاب کے ایک حصے میں ، پہلے مکمل متن اور بعد ازاں مکمل حواشی درج کیے گئے ہیں ، مگر دوسرے حصے (بہ عنوان : اضافۂ متن) میں متن اور حواشی کی یہ ترتیب قائم نہیں رکھی گئی ، بلکہ متن کے ہر ٹکڑے کے بعد اس پر تعلیقات درج کیے گئے ہیں - اس طرح کتاب کے دونوں حصوں میں یکسانیت نہیں رہی ، اور موجودہ صورت میں کتاب ایک کل معلوم نہیں ہوتی - طبع دوم میں "جاوید اقبال" کا مضمون مکمل صورت میں موجود تھا ، زیر نظر ایڈیشن میں اُسے متنِ کتاب سے علیحدہ کر کے "اضافۂ متن" کے حصے میں شامل کر دیا گیا ہے ، مگر تصرف یہ کیا ہے کہ پورا مضمون مکمل اور مربوط صورت میں دینے کے بجائے اس کے بعض حصے الگ الگ ٹکڑوں کی صورت میں دیے ہیں - ہر ٹکڑے کے بعد اس سے متعلق تعلیقات درج کیے گئے ہیں -

"ملفوظاتِ اقبال" کی پہلی دونوں اشاعتوں پر بطورِ مرتب محمود نظامی کا نام درج ہے ، طبع سوم میں بیرونی اور اندرونی سرورق سے ان کا نام حذف کر دیا گیا ہے - یہ بات ناقابلِ فہم ہے - طبع سوم کے مرتب معترف ہیں کہ یہ کوئی نیا مجموعہ نہیں بلکہ "ملفوظاتِ اقبال" کا نیا ایڈیشن ہے - کسی مصنف یا مرتب کی کتاب پر حواشی و تعلیقات کے اضافے سے ، اس کے اصل مصنف یا مرتب کی حیثیت ساقط نہیں ہو جاتی ، اور کسی بھی کتاب میں چند اضافے ، اس امر کا جواز نہیں بن سکتے کہ اصل مرتب کا نام اڑا دیا جائے - یہ طرزِ عمل ، اصل مرتب سے بے انصافی کے مترادف ہے ، اور اس کی کوئی تعبیر و تاویل نہیں کی جا سکتی -

## اقبال علیہ الرحمۃ کے چند جواہر ریزے

پروفیسر خواجہ عبدالحمید نے اقبال سے اپنی ملاقاتوں کی یادداشتوں

پر مشتمل ایک طویل مضمون رسالہ "معارف" میں شائع کرایا تھا ۔ بعد ازاں یہ مضمون ۱۹۴۷ء میں لاہور سے ایک کتابچے کی صورت میں شائع ہوا ۔

علامہ اقبال سے مصنف کی ملاقاتوں کا سلسلہ نومبر ۱۹۲۰ء سے دسمبر ۱۹۳۷ء تک پھیلا ہوا ہے ۔ عام طور پر گاہے گاہے وہ ملاقات کے لیے جاتے ، لیکن ۱۹۲۴ء سے ۱۹۲۷ء تک انھیں ہر ہفتے بالالتزام حاضری کا موقع ملا ۔ اقبال سے مصنف کی یگانگت اور قربت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ انھوں نے مصنف کو یہ ذمہ داری سونپ رکھی تھی کہ وہ فلسفہ اور جنرل سائنس کے متعلق تازہ اور معیاری کتابوں کا مطالعہ کریں ، بعد ازاں وہ کتابیں علامہ کی خدمت میں پیش کریں[2] ۔ لکھتے ہیں :

> "ڈاکٹر صاحب کی زبان فیض ترجمان سے جو ہزارہا جواہر ریزے بکھرتے رہے ، ان میں سے چند کو (جو مجھے ملے ، اور جن میں کوئی ایسی بات نہیں ، جو کسی کے لیے بار خاطر ہو) میں نے یہاں جمع کیا ہے ۔ ان میں اُن باتوں کو درج نہیں کیا ہے ، جن میں ملّی یا سیاسی معاملات پر تفصیلی بحث تھی ، یا جن میں فلسفہ یا سائنس کے دقیق مسائل پر بحث تھی ۔ ایسی باتوں کو بھی ترک کر دیا گیا ہے ، جن کا تعلق ذاتیات سے ہے ایسی باتیں بھی نہایت پُرلطف اور سبق آموز ہوتی تھیں لیکن ان کا شائع کرنا مناسب نہیں"[3] ۔

گویا زیر نظر کتابچہ ، ملفوظاتِ اقبال کا ایک منتخب مجموعہ ہے ، جسے مصنف نے ایک خاص معیار کو مد نظر رکھتے ہوئے مرتب کیا ہے ۔ ملفوظات و واقعات اٹھائیس پاروں (ٹکڑوں) میں منقسم ہیں ۔ ہر پارہ کسی

---

۱۔ قسط نمبر ۱ : معارف ، اگست ۱۹۳۸ء : ص ۱۰۱ تا ۱۱۳ ۔
قسط نمبر ۲ : معارف ، ستمبر ۱۹۳۸ء : ص ۱۶۵ تا ۱۸۰ ۔
۲۔ اقبال کے چند جواہر ریزے : ص ۸ ۔
۳۔ کتاب مذکور : ص ۸ ، ۹ ۔

ایک واقعے یا ایک نشست کی روداد پر مشتمل ہے۔ یہ مجموعہ حیاتِ اقبال کے مختلف ادوار پر محیط ہے۔ ص ۱۶ پر ایک مولوی صاحب کا نام مصلحتاً حذف کر دیا ہے۔

واقعات و ملفوظات کے بیان میں خاصی احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ اس کی مستند حیثیت کے پیش نظر بعض سوانح نگاروں کے کچھ بیانات اس مجموعے سے ماخوذ ہیں۔ عبدالسلام ندوی کا مرتبہ سوانحی خاکہ[1] زیادہ تر خواجہ عبدالحمید کی روایات ہی پر استوار ہے۔

اس مجموعے کی کتابت و طباعت معیاری نہیں ہے۔ صفحات ۳۱ ، ۳۹ ، ۱۴ اور ۶۴ پر اشعار و مصاریع کا قلم غیر ضروری طور پر جلی ہے۔ بایں ہمہ ملفوظاتِ اقبال کے مجموعوں میں یہ مجموعہ قابلِ ذکر ہے۔ اس کے ذریعے بہت سے ایسے واقعات و ملفوظات سامنے آتے ہیں ، جو اقبال کے سوانحی ذخیرے میں مذکور نہیں ہیں۔

## روزگارِ فقیر

''روزگار فقیر'' کے مرتب فقیر سیّد وحید الدین کے گھرانے سے اقبال کے مراسم بہت پرانے تھے۔ وہ لکھتے ہیں : ''اقبال مرحوم سے بچپن میں مجھے ملاقات کا شرف نصیب ہوا ، اور مرحوم کی وفات تک یہ سعادت مجھے نصیب رہی ، جب سے ان متفرق ملاقاتوں کے تاثرات میں ایک امانت کی طرح اپنے دل میں لیے پھرتا ہوں''[2] زیر نظر مجموعے کی شکل میں یہ امانت انھوں نے قارئین کو سونپ دی ہے۔

اس مجموعے پر سال اشاعت درج نہیں ، مگر مرتب کے ''پیش لفظ'' اور فیض احمد فیض کے ''تعارف'' کی تاریخوں سے اس کا سالِ اشاعت (۱۹۵۰ء) متعین ہوتا ہے۔ کتابت و طباعت میں غیر معمولی اہتمام برتا گیا ہے۔ آرٹ پیپر پر پہلے ہلکے سبز رنگ کی گراؤنڈ طبع کی گئی ، اس پر بلاک کی چھپائی کی گئی۔ ''روزگار فقیر'' حسنِ صوری کے اعتبار سے ذخیرۂ نثرِ اقبال میں سرفہرست قرار دی جا سکتی ہے۔

---

۱- اقبالِ کامل : ص ۱ تا ۴۲۔
۲- روزگار فقیر ، اول : ص ''و''۔

یہ مجموعہ دو حصوں میں منقسم ہے - "شرفِ حضور" (ص ۳۳ تا ۱۰۳) میں مرتب نے اقبال سے اپنی نیازمندی کے آغاز ، بعد ازاں مختلف ملاقاتوں ، خاندانی مراسم ، نیز علامہ سے اپنے والد کی ملاقاتوں اور متفرق گفتگوؤں کا ذکر مربوط اور مسلسل انداز میں کیا ہے - "حرفے ز لبش شنیدہ ام من" کے تحت بعض واقعات اور ملفوظات کو متعدد ضمنی عنوانات کے تحت درج کیا ہے -

یہ مختصر مجموعہ معنوی اعتبار سے قدر و قیمت کا حامل ہے - ۱۹۵۰ء کے بعد سوانحِ اقبال پر جو کچھ لکھا گیا ، اس میں "روزگارِ فقیر" کی ان یادداشتوں اور ملفوظات کے حوالے بکثرت اور بہ اکرار ملتے ہیں — بظاہر ایسا کوئی قرینہ نہیں ، جس کی بنا پر کسی روایت یا واقعے کو مشکوک قرار دیا جا سکے ، البتہ ایک جگہ مرتب کو التباس ہوا ہے - مسجدِ قرطبہ کی زیارت کا واقعہ بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ "اسی سفر میں وہ اٹلی بھی گئے"[1] - یہ درست نہیں ہے - سفر ہسپانیہ جنوری ۱۹۳۳ء کا واقعہ ہے ، جب کہ مسولینی سے ملاقات دوسری گول میز کانفرنس سے واپسی پر ۱۹۳۲ء میں ہوئی -

تیرہ برس بعد مرتب نے "روزگار فقیر" کا نیا ایڈیشن تیار کیا ، جسے بڑی تقطیع پر بلاک سے چھاپا گیا - اس میں مندرجہ ذیل اضافے کیے گئے ہیں :

(الف) آغاز میں مولانا صلاح الدین احمد کی وہ تحریر جو انھوں نے اس مجموعے پر بطور تبصرہ ریڈیو سے نشر کی تھی -

(ب) شاعر مشرق کی زندگی کے اہم گوشوں سے متعلق بعض ایسے واقعات ، جنھیں مرتب نے طبع اول کے موقع پر "سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دیا"[2] تھا -

(ج) سید امجد علی اور یوسف سلیم چشتی کے روایت کردہ واقعات و ملفوظات -

---

۱- روزگار فقیر : ص ۵۷ -

۲- روزگار فقیر ، نقشِ ثانی ، طبع اول : ص ۹ -

(ج) اقبال کے والدین ، شیخ عطا محمد ، شیخ اعجاز احمد ، مولوی میر حسن اور جاوید اقبال کا مختصر تعارف ۔

(ہ) اقبال کی تاریخ پیدایش پر بحث ۔

(د) حیاتِ اقبال کی اہم یادداشتیں ۔

(ز) متعدد تصاویر کا اضافہ ۔

مجموعیے کے دو حصے ہیں : (۱) "نقشِ اوّل" (ص ۲۷ تا ۴۷) کا متن طبع اول کے مطابق ہے ۔ صرف اِکا دُکا حواشی ایزاد کیے گئے ہیں ۔ (۲) "نقشِ ثانی" (ص ۵۷ تا ۲۵۶) اضافوں پر مشتمل ہے ۔ "نقش ثانی" کے بعض امور تصحیح طلب ہیں ، مثلاً :

(۱) ص ۸۱ : "رموزِ بے خودی" کے اس شعر :

درمیانِ کارزارِ کفر و دیں  ترکشِ ما را خدنگِ آخریں[1]

کا مشارٌ الیہ ، سلطان ٹیپو نہیں بلکہ اورنگ زیب عالمگیر ہے ۔

(۲) ص ۱۳۰ ، ۲۱۳ : مدراس میں صرف تین لیکچرز دیے گئے تھے ، نہ کہ چھ —— اس وقت تک حضرتِ علامہ صرف تین لیکچرز ہی تیار کر سکے تھے ۔

(۳) ڈاکٹریٹ کا مقالہ *Development* ۱۹۰۸ء میں نہیں ، بلکہ ۱۹۰۷ء میں مکمل ہوا تھا ۔

(۴) ص ۲۴۵ : روم کا سفر ۱۹۳۳ء میں نہیں ، ۱۹۳۲ء میں ہوا ۔ سفر ہسپانیہ اور مسولینی سے ملاقات کے متعلق ، طبع اول کی غلطی اس ایڈیشن میں بھی موجود ہے ۔

مرتب نے نام لیے بغیر "ذکر اقبال" (از سالک) کی بہت سی واقعاتی غلطیوں کی تصحیح کی ہے ۔

اس ایڈیشن کی کتابت و طباعت میں بھی ، پہلے ایڈیشن کا سا اہتمام برتا گیا ہے ، قلم نسبتاً خفی ہے ۔ صرف ایک مقام پر کتابت کی غلطی نظر

---

۱- کلیاتِ اقبال ، فارسی : ص ۹۸ ۔

آئی - ص ۱۳۶ : "خصوص الحکم" کی جگہ "فصوص الحکم" ہونا چاہیے -

"نقش ثانی" (طبع اول : اکتوبر ۱۹۶۳ء) کا یہی نسخہ غیر معمولی مقبولیت کے پیش نظر مزید پانچ بار[1] چھاپا گیا - یہ سب ایڈیشن بلحاظ کتابت و طباعت اور متن یکساں ہیں -

نومبر ۱۹۶۴ء میں "روزگار فقیر" کی جلد دوم شائع ہوئی - "افتتاحیہ" کے زیر عنوان ، مرتب نے اس مجموعہ کی "شانِ نزول" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا : "جب کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی ، تو احساس ہوا کہ میں اپنی یادداشت میں محفوظ کئی اہم واقعات کو قلم بند نہیں کر سکا ، اور - - - بزرگوں کے گنجینۂ معلومات سے بھی بہت سے جواہر ریزے حاصل کیے جا سکتے تھے"[2] چنانچہ زیر نظر جلد میں بہت سے نئے واقعات و ملفوظات کا اضافہ کیا گیا ہے - زیادہ تر روایات ڈاکٹر رحمت اللہ قریشی ، ممتاز حسن اور شیخ اعجاز احمد کے حوالے سے بیان ہوئی ہیں - دوسرے حصے میں اقبال کا ایسا متروک کلام یکجا کیا گیا ہے ، جو باقیاتِ اقبال کے کسی مجموعے میں نہیں ملتا - تیسرا حصہ اقبال کی اور اُن کے متعلق ۶۸ تصاویر پر مشتمل ہے -

جلد دوم کے بعض بیانات اصلاح طلب ہیں ، مثلاً :

(۱) ص ۱۷ - ۱۸ : "سرودِ رفتہ" کی بحث میں مرتب کو مغالطہ ہوا ہے - "ارمغانِ حجاز" (طبع اول تا ہفتم) میں "سرور" ہے نہ کہ "سرود" - صحیح صورت سرود[3] ہے -

(۲) ص ۴۳ : "اسرار خودی" ، طبع اول کا دیباچہ کئی جگہ چھپ چکا ہے - "مقالاتِ اقبال" (۱۹۶۳ء) میں بھی شامل ہے -

(۳) ص ۶۴ : "علم الاقتصاد" پہلی بار ۱۹۰۴ء میں شائع ہوئی تھی -

---

۱- تفصیلی کوائف ضمیمہ ۱ میں ملاحظہ کیجیے -
۲- روزگار فقیر ، دوم : ص ۹ ، ۱۰ -
۳- ملاحظہ کیجیے باب ۲ ، ص : ۱۶۷ -

(۴) ص ۸۰ : اقبال کی تمام تصانیف کے جملہ حقوق محفوظ تھے، اور اس معاملے میں اقبال کا موقف خاصا سخت تھا' ۔ معلوم ہوتا ہے رحمت اللہ قریشی کو واقعے کی اصل صورت یاد نہیں رہی ۔

جلد دوم میں متعدد دستاویزات اور اقبال کے بعض خطوط کے عکس شامل ہیں ۔ حسبِ سابق کتابت و طباعت کا غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے ، چنانچہ آرٹ پیپر پر طبع شدہ اس مجموعے کا ظاہری پیکر بھی معیاری و مثالی ہے ۔

---

۱۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے ، باب : ۱ ، ص ۲۱ ، ۲۲ ۔

## (ج) ملفوظات کی تدوینِ نو

گذشتہ صفحات میں ملفوظات کے مختلف مجموعوں کا جائزہ لیا گیا ، ان مجموعوں کے علاوہ مختلف جرائد و کتب ہیں شامل ، ایسے بیسیوں مضامین اور مصاحبے موجود ہیں ، جو روایت نگاروں کی مستند حیثیت کے پیشِ نظر، اقبال کے ملفوظاتی ذخیرے میں نمایاں اہمیت کے حامل ہیں - ان لکھنے والوں میں حکیم احمد شجاع ، غلام رسول مہر ، عبدالمجید سالک ، عاشق حسین بٹالوی ، ایم اسلم ، حکیم محمد یوسف حسن ، میاں محمد شفیع ، میاں افضل حسین ، یوسف سلیم چشتی ، مجید ملک ، خلیفہ عبدالحکیم ، میاں عطاء الرحمٰن اور متعدد دوسرے اصحاب[1] شامل ہیں —— ملفوظاتی مضامین کا یہ متفرق ذخیرہ خاصا بڑا ہے -

ملفوظاتِ اقبال کے موجود و دستیاب ذخیرے کو زیادہ معتبر اور مستند حیثیت دینے کے لیے، اس کی نئی ترتیب و تدوین از بس ضروری ہے - ملفوظات کا ایک بڑا حصہ مختلف رسائل و جرائد اور متفرق مجموعوں میں منتشر ہے - پھر ایک ہی راوی کی مختلف روایات اور تحریریں یکجا نہیں ملتیں - مزید برآں روایات و ملفوظات میں کہیں کہیں تضاد و تناقص بھی ملتا ہے - بعض اوقات ایک ہی روایت نگار نے دو مختلف روایات بیان کی ہیں - کہیں ایک روایت نگار ، دوسرے راوی کی تردید کرتا نظر آتا

---

۱- ان اصحاب کے مضامین کے لیے ملاحظہ کیجیے : (۱) اقبالنامہ [حسرت] (۲) اقبال درونِ خانہ (۳) انوار اقبال (۴) آثار اقبال (۵) اوراقِ گم گشتہ (۶) اقبال ، اپنوں کی نظر میں (۷) اقبال کی صحبت میں (۸) نقوش ، اقبال نمبر ۲ (۹) صحیفہ اقبال نمبر ، اول ۱۹۷۳ء (۱۰) اقبال ریویو جولائی ۱۹۶۴ء ، جولائی ۱۹۶۶ء (۱۱) سیارہ ، اقبال نمبر ، ۱۹۶۳ء (۱۲) روایاتِ اقبال (۱۳) *The Sword and the Sceptre* (۱۴) *Mementos of Iqbal* -

ہے ـــــ مثال کے طور پر :

(۱) غلام رسول مہر نے اپنے ایک مضمون[۱] (''عظمت موت کے دروازے پر'') میں بتایا ہے کہ اقبال کی وفات کی شب میاں محمد شفیع جاوید منزل میں موجود تھے ، راجہ حسن اختر نے بھی شب کا بیشتر حصہ وہیں گزارا ، اور وفات سے نصف گھنٹہ قبل ایک فارسی رباعی[۲] اقبال کی زبان پر جاری تھی، مگر ڈاکٹر عبدالقیوم ملک نے ان تینوں باتوں کی تردید کی[۳] ہے ۔ مہر صاحب نے ان بیانات کو (جو خود اُن کی اپنی تحریر کی تردید کرتے ہیں) ''مستند''[۴] قرار دیا ہے ۔

(۲) مہر عبدالعزیز کُرد کی روایت کے مطابق اقبال نے بتایا کہ ''میرا بھائی پولیٹیکل ایجنٹ ژوب کے دفتر میں کلرک تھا''[۵] ، مگر ایک مکتوب میں انھوں نے شیخ عطا محمد کو ''سب ڈویژنل آفیسر ملٹری ورکس''[۶] بتایا ہے ۔ یہ اختلاف چنداں اہم نہ سہی ، مگر اس سے مختلف روایات کو تحقیق کی روشنی میں دیکھنے ، اور اُن کی چھان پھٹک کی ضرورت ظاہر ہوتی ہے ۔

(۳) سید الطاف حسین کے مطابق اقبال نے کہا کہ اردو میں بھی نماز پڑھ لی جائے تو کوئی حرج نہیں ، مگر اقبال کی اپنی ہی ایک تحریر سے اس کی تردید ہوتی ہے[۷] ۔

---

۱۔ اقبالنامہ [حسرت] : ص ۵۹ تا ۷۵ ۔
۲۔ سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید ۔ ۔ ۔ الخ ۔
۳۔ اقبال درون خانہ : ص ۱۷۱ ، ۱۷۲ (تاہم یہ امر باعثِ تعجب ہے کہ ڈاکٹر عبدالقیوم کا یہ ''انکشاف'' ۳۳ برسوں (۱۹۳۸ء-۱۹۷۱ء) تک کیوں معرضِ التوا میں رہا ؟)
۴۔ اقبال درونِ خانہ : ص ۱۶ ۔
۵۔ صحیفہ ، اقبال نمبر ، اول ۱۹۷۳ء : ص ۲۲۵ ۔
۶۔ اقبال نامہ ، اول : ص ۶ ۔
۷۔ دیکھیے : ص ۳۰۱ ۔

(۴) امتیاز محمد خاں کے مطابق اقبال نے انھیں بتایا تھا کہ پروفیسر آرنلڈ کی کوششوں سے انھیں مسجدِ قرطبہ میں نماز پڑھنے کی اجازت ملی تھی[۱] ۔ اس روایت کے خلافِ واقعہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ، کیونکہ آرنلڈ ، اقبال کے سفر ہسپانیہ (جنوری ۱۹۳۳ء) سے پہلے ہی (۱۹۳۰ء میں) فوت ہو چکے تھے ۔

(۵) "اقبال درون خانہ" کے واقعات و ملفوظات ، اقبال کے بعض قریبی اعزہ کی روایات کی بنیاد پر مرتب کیے گئے ہیں ، جس کے بارے میں غلام رسول مہر نے لکھا ہے کہ ان "سے زیادہ مستند بیان اور کسی کا نہیں ہو سکتا"[۲] ، مگر اقبال کے برادر زادے شیخ اعجاز احمد نے (جو خود متعدد ملفوظات کے راوی ہیں) نہایت سختی کے ساتھ ، "اقبال درونِ خانہ" کے مندرجات کی تردید کی ہے ، لکھتے ہیں :

> "Some of the statements of the book are factually incorrect, some are half truths and some are Arabian Night Tales. If my uncle could somehow know of its contents in his heavenly abode, he would cry out : "Save me from my friends."[۳]

اس طرح کے تضادات و تناقصات کے پیشِ نظر ، ذخیرۂ ملفوظات کا تحقیقی اور تنقیدی محاکمہ ضروری ہے ۔

ذخیرۂ ملفوظات جمع کر کے ایک ایک سطر کا جائزہ لیا جائے ، اور روایات و ملفوظات کا جو حصہ ہر اعتبار سے مستند اور معتبر ہو ، اور ہر طرح کے داخلی و واقعاتی تضاد سے پاک ہو ، اُسے الگ کر لیا جائے ، پھر اسے از سر نو مرتب و مدوّن کیا جائے ۔

تدوینِ نو میں ، اول : روایت نگاروں کا مختصر تعارف —— دوم : ماخذات کا حوالہ ، سوم : حسبِ موقع مختصر حواشی ، شامل کیے جائیں ۔

---

۱- اوراق گم گشتہ : ص ۳۳۳ ۔
۲- اقبال درونِ خانہ : ص ۱۶ ۔
۳- مجلہ "اقبال" ، جنوری ۱۹۷۴ء : ص ۶۶ ۔

حاشیے میں تقابلی حوالوں کا اہتمام بھی ہو سکے تو اس سے مجوزہ مجموعۂ ملفوظات کی قدر و قیمت اور بڑھ جائے گی ۔ مسلمان علما کے ہاں تحقیقِ ملفوظات کی مستحکم علمی روایت موجود ہے ، جس کی مدد سے "ملفوظاتِ اقبال" کی تحقیقی تدوین زیادہ مشکل نہیں ۔

ملفوظاتِ اقبال کے متذکرہ بالا مطبوعہ ذخیرے کے علاوہ ، حضرتِ علامہ کے ارشادات و فرمودات کا ایک حصہ ایسا بھی ہے ، جو ضبطِ تحریر میں نہ آ سکا ۔ منشی طاہر الدین نے اقبال کو نہایت قریب سے دیکھا ، مگر اُن سے کوئی روایت یا ملفوظات منقول نہیں ۔ بعض اصحاب ، جو ملفوظاتِ اقبال کو صحت کے ساتھ قلم بند کر کے محفوظ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے ، اس طرف خاطر خواہ توجہ نہ دے سکے ، اس کی نمایاں مثال غلام رسول مہر کی ہے ۔ اقبال کی وفات کے بعد انھوں نے لکھا تھا :

> "اگر حیاتِ مستعار باقی ہے ، تو یہ ایک بہت بڑا فرض ہے کہ جو کچھ اپنی آنکھ سے برسوں دیکھا ، اور اپنے کانوں سے برسوں سنا ، اُسے دنیا تک پہنچایا جائے ۔ مرحوم کے فیضانِ محبت کی آغوش میں جس دل و دماغ نے بیس بائیس برس عقیدت مندانہ پرورش پائی ، اس کے واجبات گراں بہا ہیں ، اور ان واجبات کی بجا آوری میں تساہل کو راہ نہیں مل سکتی"[1] ۔

مگر یہ عزم و ارادہ وقت کے ساتھ ساتھ ماند پڑتا گیا ، اور اِکا دُکا متفرق فرمایشی مضامین کے سوا مہر صاحب کچھ نہ لکھ سکے ۔

پھر ملفوضات کا ایک حصہ وہ ہے جو اقبال کی صحبت سے مستفیض ہونے والے بعض اصحاب نے اپنے روزنامچوں میں قلم بند کر لیا ۔ خواجہ عبدالوحید کے روزنامچے کا ایک حصہ شائع ہو چکا ہے[2] ، ممکن ہے علامہ اقبال سے متعلق ، اس میں مزید اندراجات بھی موجود ہوں ۔ غلام رسول مہر بھی ایک زمانے میں اپنی یادداشتیں قلم بند کرتے رہے ، لکھتے ہیں :

---

۱- اقبالنامہ [حسرت] : ص ۵۹ ، ۶۰ ۔

۲- نقوش ، اقبال نمبر ۲ : ص ۳۰۰ تا ۳۲۱ ۔

"رات کو میں اور چودھری محمد حسین ایک دو گھنٹے ضرور حاضرِ خدمت ہوتے ، بعض اوقات حضرت مرحوم ، علی بخش کو بھیج کر بلا لیتے --- میں گھر پہنچتا تو --- ضروری باتیں نوٹ کر لیتا ---گفتگو کی یادداشتوں میں بعض اہم مسائل کا ذکر کیا ہے - میرا ارادہ ہے یہ مسائل مقالات کی شکل میں مرتب کر دوں"[۱]-

مولانا مہر کی متذکرہ بالا یادداشتیں اور ان کے روزنامچے کے اندراجات ہنوز پردۂ اخفا میں ہیں ---- اسی طرح کا ایک روزنامچہ چودھری محمد حسین کا تھا ، جس کے بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال کا بیان ہے :

"۱۹۲۵-۲۶ء میں چودھری صاحب نے علامہ کے ساتھ اپنی ملاقاتوں کی یادداشت بھی لکھنی شروع کی تھی - اس یادداشت میں دینی ، علمی اور ادبی باتوں کے علاوہ بعض باتیں خاصی دلچسپ ہیں"[۲] -

اس کے بعد ڈاکٹر جاوید اقبال نے اس یادداشت سے ایک واقعہ نقل کیا ہے - چودھری محمد حسین کا یہ روزنامچہ بھی تاحال منصۂ شہود پر نہیں آ سکا - مناسب تدوین کے بعد ، ان روزنامچوں کو شائع کرنے کی اہمیت محتاجِ بیان نہیں -

حضرتِ علامہ کے ارشادات و فرمودات کا یہ ذخیرہ منتشر حالت میں ہے - عمومی مطالعے سے قطع نظر ، اس ذخیرے سے علمی استفادہ اسی وقت ممکن ہے ، جب اس کا ایک جامع موضوعاتی اشاریہ تیار کیا جائے - اس کے بغیر یہ معلوم کرنا خاصا مشکل ہے کہ کسی خاص موضوع کے بارے میں حضرتِ علامہ نے کہاں کہاں اظہارِ خیال کیا ہے اور کسی مخصوص امر سے متعلق آن کی کوئی رائے موجود بھی ہے یا نہیں -

---

۱- اوراقِ گم گشتہ : ص ۳۴۷ ، ۳۴۸ -

۲- مے ٔ لالہ فام : ص ۱۹۹ -

۷

# اِقبال کی مُرتّبہ درسی کِتابیں

# (ا) اقبال بحیثیت معلّم

ایم ۔ اے فلسفہ کا امتحان پاس کرنے کے معاً بعد اقبال ، اورینٹل کالج لاہور میں میکلوڈ عریبک ریڈر مقرر ہوئے ، تو دوسرے فرائض کے علاوہ ، انٹرمیڈیٹ اور بی ۔ او ۔ ایل کی جماعتوں کی تدریس بھی انھیں سونپی گئی ۔ اس طرح ان کی عملی زندگی کا آغاز بطور ایک معلم ہوا ۔ تقریباً پانچ برس تک اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریسی فرائض انجام دیتے رہے ۔ یورپ سے واپسی پر انھیں مزید کچھ عرصے کے لیے گورنمنٹ کالج لاہور میں فلسفے کا درس دینا پڑا ، مگر ملازمت کی پابندیاں آن کی افتادِ طبع کے خلاف تھیں ، چنانچہ یکم جنوری ۱۹۱۱ء[1] کو ملازمت حتمی طور پر ترک کر دی ۔

درس و تدریس سے اقبال کا باضابطہ تعلق ختم ہوگیا ، مگر تعلیم و تعلم سے آن کا بالواسطہ رابطہ برقرار رہا ۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کے مختلف اداروں کے رکن رہے ، اور میٹرک ، انٹرمیڈیٹ ، بی اے ، ایم اے (فلسفہ ، فارسی ، تاریخ) ایل ایل بی اور سول سروس امتحانات کے مرتبِ پرچہ اور ممتحن رہے ۔ پہلی بار آنھوں نے ۱۹۰۰ء میں دسویں جماعت کے لیے فارسی کا پرچہ مرتب کیا ۔ یہ سلسلہ وفات تک جاری[2] رہا ۔ پنجاب یونیورسٹی کے علاوہ ، بعض دوسری جامعات (الہ آباد ، علی گڑھ وغیرہ) کے مختلف امتحانوں میں ممتحن کے فرائض بھی انجام دیے ۔ علاوہ ازیں ۱۹۱۸ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے پروفیسر بیگ کی اچانک وفات پر ، اقبال نے دو ماہ تک ایم اے فلسفہ کے طالب علموں کو درس دیا[3] ۔

———

۱- *A History of Government College, Lahore* : ص ۱۱۵ ۔

۲- تفصیل کے لیے دیکھیے : محمد حنیف شاہد کا مضمون "اقبال بحیثیت ممتحن" نقوش اقبال نمبر ۱ ، ستمبر ۱۹۷۷ء ، ص ۳۵۴ - ۳۷۷ ۔

۳- اقبال نامہ ، دوم : ص ۷۳ ۔

تعلیم و تعلم اور درس و تدریس سے اقبال کی اس وابستگی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ انھوں نے مختلف جاعتوں کے لیے اردو اور فارسی کی متعدد کتابیں مرتب کیں ۔ مڈل کی چاروں جاعتوں[1] کے لیے اردو کورس اور میٹرک کے لیے فارسی کتاب "آئینۂ عجم"— اردو کورس (چار کتابیں) حکیم احمد شجاع کے اشتراک سے مرتب کی گئیں ۔ "آئینۂ عجم" اقبال نے خود ہی مرتب کی ۔ یہ اقبال کی تصانیف نہیں ، تاہم ان کی مرتبہ تصانیف ضرور ہیں ، چنانچہ مطالعۂ تصانیفِ اقبال کا جائزہ مکمل کرنے کے لیے متذکرہ بالا درسی کتابوں پر ایک نظر ڈالنا ناگزیر ہے ۔

چھٹی ، ساتویں اور آٹھویں جاعتوں کے لیے اردو کورس کی تین کتابیں ۱۹۲۴ء میں مرتب کی گئیں ۔ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کی "اردو سب کمیٹی" کے اجلاس ۱۲ جنوری ۱۹۲۵ء میں ان الفاظ میں ان کتابوں کی منظوری دی گئی :

> Urdu course for VI, VII and VIII classes by Dr. Sir Mohammad Iqbal M.A. Ph.D., K.T., and Hakim Ahmad Shuja. (Gulab Chand Kapur and Sons, Lahore) Reported upon by M. Mohammad Said, M.A., Lala Tej Ram, M.A. and the Delhi Branch Sub-Committee,
>
> The Sub-Committee decided to recommend the adoption of these books for use in schools, provided that the price of the books are fixed at the rates which the Text-Book Committee books are sold.[2]

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ منظوری سے پہلے کتابیں (۱۹۲۴ء میں)

---

۱۔ اس زمانے میں اول تا چہارم جاعتیں پرائمری درجے میں اور پنجم تا ہشتم جاعتیں مڈل درجے میں شمار ہوتی تھیں ۔

۲۔ عکس روداد ٹیکسٹ بک کمیٹی مشمولہ : ***Iqbal in Pictures*** ۔

طبع کر لی گئی تھیں ۔ چونکہ یہ کتابیں نصاب میں شامل تھیں ، اس لیے بار بار شائع کی گئیں ۔ بالعموم ایک ہزار کی تعداد میں چھاپی جاتی تھیں ۔ تینوں کتابوں کے سرورق پر "سلسلۂ ادبیہ" کے الفاظ درج ہیں ۔ ان سب میں دیباچے[1] کا متن ایک ہے ۔ جس میں "سلسلۂ ادبیہ" کی ان کتابوں کی بعض امتیازی خصوصیات کی طرف قارئین کو متوجہ کیا گیا ہے ۔ یہ دیباچہ "مؤلفین" کی طرف سے ہے ۔ تاہم یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ دیباچہ مکمل طور پر یا اس کا زیادہ تر حصہ اقبال کا تحریر کردہ ہے ۔ اس کی تصدیق اقبال کے ایک مضمون "بچوں کی تعلیم و تربیت"[2] سے ہوتی ہے ، جو انھوں نے اپنی معلمانہ زندگی کے ابتدائی ایام میں لکھا تھا ۔ اس مضمون میں وہ لکھتے ہیں :

> "سچ پوچھیے تو تمام قومی عروج کی جڑ ، بچوں کی تعلیم ہے ۔ اگر طریقِ تعلیم علمی اصولوں پر مبنی ہو تو تھوڑے ہی عرصہ میں تمام تمدنی شکایات کافور ہوجائیں ۔ ۔ ۔ انسان کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ دنیا کے لیے اس کا وجود زینت کا باعث ہو ۔ ۔ ۔ اس کے ہر فعل میں ایک قسم کی روشنی ہو ، جس کی کرنیں اوروں پر پڑ کے ، ان کو دیانت داری اور صلح کاری کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا سبق دیں ۔ اس کی ہمدردی کا دائرہ دن بدن وسیع ہونا چاہیے ، تا کہ اس کے قلب میں وہ وسعت پیدا ہو ، جو روح کے آئینہ سے تعصبات اور توہمات کے زنگ کو دُور کرکے اُسے مجلّا و مصفا کر دیتی ہے ۔ ۔ ۔ حقیقی انسانیت یہ ہے کہ انسان کو اپنے فرائض سے پوری پوری آگاہی ہو ۔ ۔ ۔ کامل انسان بننے کے لیے ضروری ہے کہ ہر انسانی بچے کی تربیت میں یہ

---

۱- دیباچے کا متن "انوار اقبال" (ص ۲۱ - ۲۴) میں منقول ہے ۔
۲- "مخزن" جنوری ۱۹۰۲ء ، (مشمولہ : "مقالاتِ اقبال" ص ۱ - ۹) ۔

غرض ملحوظ رکھی جاوے ، کیونکہ یہ کمال اخلاقی تعلیم و تربیت ہی کی وساطت سے حاصل ہو سکتا ہے ، جو لوگ بچوں کی تعلیم و تربیت کے صحیح اور علمی اصول کو مدِ نظر نہیں رکھتے ، وہ اپنی نادانی سے سوسائٹی کے حقوق پر ایک ظالمانہ دست درازی کرتے ہیں ، جس کا نتیجہ افرادِ سوسائٹی کے لیے انتہا درجہ کا مضر ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ استاد کو چاہیے کہ اُسے [بچے کو] ہمدردی کے متعلق عمدہ عمدہ کہانیاں سنائے اور یاد کرائے ۔ ۔ ۔ معلموں کا فرض ہے کہ ابتدا سے ہی بچے میں اخلاقی تحریکوں سے متاثر ہونے کی قابلیت پیدا کرنے کی کوشش کریں ، مثلاً شروع ہی سے ان کو ہمدردی کرنا سکھائیں ۔''[1]

سلسلۂ ادبیہ کے دیباچے میں کہا گیا ہے کہ :

''مضامین زیادہ تر ایسے ہی منتخب کیے گئے ہیں ، جن میں زندگی کا روشن پہلو جھلکتا ہو تا کہ طالب علم اس کے مطالعہ کے بعد کشا کشِ حیات میں زیادہ استقلال ، زیادہ خودداری اور دیانتداری سے حصہ لے سکیں ۔ حقیقت میں ادبیات کی تعلیم کا یہی مقصد ہونا چاہیے کہ ادبی ذوق کی تربیت کے ساتھ ساتھ طلبہ کی وسیع النظری اور اُن کے دل و دماغ کی جامعیت نشو و نما پائے ۔ ۔ ۔ اس سلسلے کی کتابوں ۔ ۔ ۔ [میں] اخلاقی مضامین کے انتخاب میں اس امر کو ملحوظ رکھا گیا ہے کہ ان کا اسلوبِ بیان ایسا ہو ، جو طالبِ علم کو کمزور اور بزدل بنانے کی بجائے نیک اور بہادر بنائے ، اور اس امر کا لحاظ تو بالخصوص رکھا گیا ہے کہ منتخبہ نظم و نثر پر وطنیت کا رنگ غالب ہو ، تا کہ طلبہ کے دلوں

---

۱۔ مقالاتِ اقبال : ص ۱ ، ۲ ، ۸ ۔

میں اخلاقِ حسنہ اور علم و ادب کی تحصیل کے دوران
میں اپنے وطن کی محبت کا پاک جذبہ موجزن ہو ۔"[1]

ان اقتباسات کے تقابلی مطالعے سے واضح ہے کہ علامہ اقبال کے نزدیک منتخبہ نظم و نثر ایسی ہونی چاہیے، جس سے طلبہ پر اخلاقی اثرات مرتب ہوں ، اور مضامین ، کہانیوں ، اور نظموں کو پڑھ کر اُن کے دلوں میں وسعتِ نظر ، ہمدردی ، خودداری ، نیکی ، بہادری ، دیانت داری ، احساسِ فرض اور امید و روشنی کے جذبات پیدا ہوں ۔ تینوں کتابوں کی نگارشات اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر منتخب کی گئی ہیں ۔ آیندہ صفحات میں ان کتابوں کا مختصر جائزہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

---

۱- دیباچہ اردو کورس ، چھٹی جماعت کے لیے : ص د ، ہ ۔

## (ب) درسی کتابیں

### اردو کورس ، چھٹی جماعت کے لیے

پہلا ایڈیشن ۱۹۲۴ء میں شائع ہوا۔ اس وقت ہمارے پیش نظر ۱۹۲۹ء کا ایڈیشن ہے۔ سرورق اور اس کی پشت کا صفحہ شمار نہیں کیا گیا۔ فہرست مضامین کے دو صفحات "الف ، ب" اور دیباچہ کے چار صفحات : "ج ، د ، ہ ، و" سے شمار کیے گئے ہیں۔ متنِ کتاب سے صفحات کا شمار از سرِ نو ہوتا ہے۔ آخر میں (ص ۲۲۲ - ۲۵۰) ایک فرہنگ بھی شامل ہے۔

آغاز "دعا" کے عنوان سے ایک حمد سے ہوتا ہے۔ اس کے بعد نثر کا ایک سبق ، ایک نظم ، ایک کہانی ، اور پھر ایک نظم — پوری کتاب میں قریب قریب یہی صورت برقرار ہے۔ یعنی ہر نثری سبق کے بعد ایک نظم ، اس طرح کتاب ۲۲ نظموں اور ۳۲ نثر پاروں پر مشتمل ہے۔ نثرپاروں میں خاصا تنوع ہے ، مثلاً : "دنیا کی آبادی" اور "زمین کی سر گذشت" کا تعلق جغرافیے سے اور "سکندرِ اعظم" اور "بابر کا بچپن" کا تعلق تاریخ سے ہے۔ "دانت اور بال" اور "تمباکو اور چائے" کا موضوع صحتِ عامہ ہے۔ یڈھشٹر کا پہلا سبق ، راجہ ہریش چندر ، جیمس فرگسن ، راجہ مایا داس ، نیک دل شہزادہ اور کنگ لیر کہانیاں ہیں۔ "مکڑی اور مکھیاں" اور "مرغ اسیر اور صیّاد" منظوم کہانیاں ہیں۔ نثر یا نظم ، ہر تحریر میں کوئی نہ کوئی اصلاحی مقصد پنہاں ہیں۔ دیباچے میں "اخلاقِ حسنہ" کی بات کی گئی ہے ، معلوم ہوتا ہے مؤلفین نے ان مضامین و منظومات کے انتخاب میں اس امر کا خاص خیال رکھا ہے کہ طالب علم کے ذہن پر ہر سبق کے مثبت اخلاقی اثرات مرتسم ہوں۔ کہیں کہیں براہِ راست بھی پند و نصائح کیے گئے ہیں ، مگر عموماً نظم میں۔ ہر سبق کے مشقی سوالات میں ایک آدھ ایسا سوال شامل ہے ، جس سے طالب علم کے اندر اخلاقی احساس بیدار ہو — کتاب میں متعدد تصاویر بھی شامل ہیں۔

کسی مضمون کے ساتھ مضمون نگار یا نظم کے ساتھ شاعر کا نام نہیں لکھا گیا ، زیادہ تر نظمیں ، غیر معروف شعرا کی معلوم ہوتی ہیں - تاہم معروف شعرا کی چند منظومات بھی شامل ہیں ، مثلاً : اقبال کی "جگنو" (صرف چار اشعار) حالی کی "پردیس" اور تلوک چند محروم کی "کام" —— بعض نظموں (سرزمینِ ہند - ہندوستانی بچوں کا گیت وغیرہ) کا معیار اچھا نہیں ہے - اس کتاب کی کتابت و طباعت بہت اچھی ہے - رموزِ اوقاف اور اعراب کا اہتمام ، آج کل کی نصابی کتابوں سے بہتر ہے - زبان و بیان کے اعتبار سے موجودہ چھٹی جماعت کے طلبہ کو ، ممکن ہے ، یہ کتاب مشکل محسوس ہو -

سرورق پر یہ عبارت درج ہے : "سررشتۂ تعلیم پنجاب و صوبجات متحدہ و احاطہ مدراس کی طرف سے منظور شدہ" —— طبع یاردہم (۱۹۴۵ء) کی عبارت کسی قدر مختلف ہے :

"سررشتہ ہائے تعلیم پنجاب ، دہلی و مدراس کی طرف سے منظور شدہ ٹیکسٹ بک" -

## اردو کورس ، ساتویں جماعت کے لیے

سلسلۂ ادبیہ کا یہ دوسرا حصہ ظاہری ترتیب اور مشمولات کی نوعیت کے اعتبار سے اردو کورس برائے ششم کے مطابق ہے - سرورق[1] ، فہرست مضامین اور دیباچہ (۸ صفحات) کے بعد ص ۱ سے متن کتاب کا آغاز ہوتا ہے - آخر میں ایک مفصل فرہنگ (ص ۲۵۲ - ۳۱۶) بھی شامل ہے -

اسباق کی کل تعداد ۳۶ ہے ، جن میں نصف منظومات ہیں - حسب سابق ان میں تنوع ہے - چھٹی جماعت کی کتاب میں مصنفین و شعرا کے نام نہیں درج کیے گئے تھے ، اس کتاب میں ہر مضمون اور نظم کے ساتھ مصنف اور شاعر کا نام لکھنے کا اہتمام کیا گیا ہے - سلسلۂ ادبیہ کے دیباچے میں مؤلفین لکھتے ہیں :

> "سلسلہ ادبیہ کی ترتیب میں اس امر کا خاص طور پر لحاظ رکھا گیا ہے کہ پرانے اساتذۂ فن کے نتائجِ فکر

---

۱- عکسِ سرورق کے لیے ملاحظہ کیجیے : انوار اقبال ، بالمقابل ص ۲۲ -

کے ساتھ ساتھ زمانۂ حال کے اُن انشا پردازوں اور شاعروں کے مضامین نظم و نثر بھی طالب علم کی نظر سے گزریں ، جنھوں نے اردو کو ایک ایسی زبان بنانے کے لیے ان تھک کوششیں کی ہیں ، جو موجودہ ضروریات کے مطابق اور اداے مطالب پر قادر ہو"[۱] ۔

چنانچہ رتن ناتھ سرشار ، باقر علی داستان گو ، محمد حسین آزاد ، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی ، خواجہ حسن نظامی ، سر عبدالقادر ، بے نظیر شاہ ، میر انیس ، اکبر الہ آبادی ، تلوک چند محروم ، پریم چند ، مولانا ظفر علی خاں ، جوش ملیح آبادی ، سورج نرائن مہر اور خود علامہ اقبال جیسے نامور اکابر اہلِ قلم کے ساتھ ، نسبتاً کم اور غیر معروف مصنفوں مثلاً سید احمد عاشق ، سید علمدار حسین ، حبیب کنتوری ، محمد عثمان مقبول ، اشرف حسین ، سید راحت حسین ، اعجاز حسین اور علی سجاد دہلوی کی تحریریں بھی شامل ہیں ۔ علامہ اقبال کی نظم "میرا وطن" ، "بانگِ درا" میں شامل "ہندوستانی بچوں کا قومی گیت" کی ابتدائی صورت ہے ۔ بعد میں بعض مصرعوں میں ترمیم کی گئی اور آخری بند حذف کر دیا گیا ہے[۲] ۔

منظومات و مضامین میں وہی تنوع ہے ، جس کا ذکر چھٹی جماعت کی کتاب کے ضمن میں ہو چکا ہے ۔ اس حصے کی تحریروں میں بھی مؤلفین کا وہی نقطہ کارفرما نظر آتا ہے ، جس کا اظہار دیباچے میں کیا گیا ہے ، یعنی یہ کہ منتخبہ تحریریں طلبہ کی اخلاقی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون ہو سکیں ۔

## اردو کورس ، آٹھویں جماعت کے لیے

سلسلۂ ادبیہ کی اس تیسری کتاب میں کل ۳۲ نگارشات شامل ہیں ۔ منظومات اور نثر پاروں کی تعداد برابر ہے ۔ ایک مضمون "زمین کی فرسودگی یعنی "ڈھا" پہلے ایڈیشن (۱۹۲۴ء) میں شامل نہ تھا ، بعد میں ایزاد کیا

---

۱۔ اردو کورس ساتویں جماعت کے لیے : ص "ج ، د" ۔
۲۔ محذوف بند "سرودِ رفتہ" (ص ۱۲۴) میں موجود ہے ۔

منظور شدہ سر رشتہ ہائے تعلیم پنجاب صوبۂ دہلی بمبئی و مدراس بلوچستان و جموں

سلسلۂ ادبیہ

# اُردُو کورس

## پانچویں جماعت کے لیئے

مؤلفہ


ڈاکٹر سر محمدؐ اقبال ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ بیرسٹر ایٹ لاء

سابق ممبر پنجاب لیجسلیٹو کونسل

و

حکیم احمد شجاع بی۔ اے۔ (علیگ)

سیکرٹری پنجاب لیجسلیٹو کونسل


---


۱۹۳۷ء

گلاب چند کپور اینڈ سنز بک سیلرز۔ پبلشرز انارکلی لاہور

نے

اپنے مطبع۔ پنجاب آرٹ پریس لاہور میں بابو پیارے لال کے اہتمام سے چھپایا

اڈیشن سوم بار ششم قیمت ۸/۹ پائی

گیا - اس طرح ضخامت ۳۶۶ صفحات ہو گئی ہے - سرورق[1] اور فہرست کا انداز "اردو کورس ، ساتویں جماعت کے لیے" کے مطابق ہے - دیباچہ بھی یکساں ہے ، البتہ ص ۲ پر کتاب میں شامل سات تصاویر کی فہرست بھی دی گئی ہے - سرورق پر یہ عبارت درج ہے : "سر رشتہ تعلیم پنجاب ، و صوبجات متحدہ کی طرف سے منظور شدہ ٹیکسٹ بک" -

اس حصے کے مضمون نگاروں اور شعرا میں بیشتر وہی قلمکار شامل ہیں ، جن کا ذکر "اردو کورس ، ساتویں جماعت کے لیے" کے ضمن میں آ چکا ہے ، البتہ سر سید احمد خاں ، چکبست ، خوشی محمد ناظر ، سید احمد دہلوی ، نظیر اکبر آبادی اور سجاد حیدر یلدرم کی نگارشات بھی اس حصے میں شامل کی گئی ہیں - غیر معروف ادبا و شعرا کی تحریریں نسبتاً کم ہیں - حکیم احمد شجاع کا ڈراما "سراغرساں" اور اقبال کی دو نظمیں "ستارہ" اور" کنارِ راوی" بھی شامل ہیں - "چاند اور ستارے" انگریزی سے ترجمہ ہے ، مگر مترجم کا نام درج نہیں - اسلوبِ مضمون کی بنا پر قیاس ہے کہ یہ ترجمہ حکیم احمد شجاع کا ہے - ایک اور مضمون "دیا سلائی" کے مصنف کا نام بھی درج نہیں ہے - مؤلفین کی طرف سے دیے گئے مختصر حواشی ، مضامین میں مذکور بعض اسما و مسائل کی وضاحت کرتے ہیں -

## اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے

سلسلۂ ادبیہ کی متذکرہ بالا تین کتابوں کا ذکر بعض کتابیات[2] اور "انوارِ اقبال" میں موجود ہے ، لیکن زیرِ بحث "اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے" کا ذکر اقبال کے کسی تذکرے ، سوانح عمری یا کتابیات میں نہیں ملتا - متخصصینِ اقبال اس کتاب کی موجودگی سے لاعلم رہے ہیں - اس اعتبار سے یہ کتاب پہلی بار متعارف کرائی جا رہی ہے (سرورق کا عکس سامنے کے صفحے پر ملاحظہ کیجیے) یہ ذکر ہو چکا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے جنوری ۱۹۲۵ء میں سلسلۂ ادبیہ کی تین کتابوں (برائے

---

۱- عکسِ سرورق کے لیے ملاحظہ کیجیے ، انوار اقبال : بالمقابل ص ۲۳ -

۲- (الف) *A Bibliography of Iqbal* -

(ب) کتب اقبالیات (ج) کتابیاتِ اقب

ششم ، ہفتم اور ہشتم) کی منظوری دی تھی - پانچویں جماعت کے لیے "اردو کورس" ، چار برس بعد ۱۹۲۸ء[1] میں مرتب کیا گیا - یہ کتاب بھی علامہ اقبال اور حکیم احمد شجاع کی مشترکہ تالیف ہے - مؤلفین ، دیباچے میں رقم طراز ہیں :

> "اس سے پہلے چھٹی ، ساتویں اور آٹھویں جماعت کے لیے اردو کورس تیار کیے گئے تھے ، جن کو پنجاب ، صوبجات متحدہ اور مدراس کی ٹیکسٹ بک کمیٹیوں نے منظور فرمایا ، اور مدارس کے معلمین اور طلبا نے بہ نظر پسندیدگی دیکھا - اس وقت یہ کورس عام طور پر ہندستانی مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں - خدا کا شکر ہے کہ یہ کورس جن اصولوں کے ماتحت مرتب کیے گئے تھے ، قابلِ حوصلہ افزائی ثابت ہوئے - اب پانچویں جماعت کا اردو کورس ہدیۂ ناظرین ہے"[2]-

گویا سلسلۂ ادبیہ کی تین کتابوں کی مقبولیت کے بعد ، مؤلفین کو زیر نظر کتاب کی ترتیب و تالیف کا خیال آیا ، چنانچہ انتخابِ مضامین و منظومات اور ترتیب میں مؤلفین نے وہی انداز و آہنگ پیشِ نظر رکھا ہے ، جو سابقہ تین کتابوں میں کارفرما تھا - نثری مضامین اور کہانیاں نسبتاً مختصر ہیں - کتاب میں ۳۰ نثرپاروں کے مقابلے میں ۲۳ منظومات شامل ہیں - آغاز حمد (بہ عنوان خدا کی قدرت) سے ہوتا ہے - لکھنے والوں میں بعض نامور اہل قلم ڈپٹی نذیر احمد ، سید احمد دہلوی ، سر سید احمد خان ، اسمٰعیل میرٹھی ، نواب محسن الملک ، حالی ، رتن ناتھ سرشار ، سر عبدالقادر ، محمد حسین آزاد ، نظیر اکبر آبادی ، حسن نظامی ، پریم چند ، اکبر الہ آبادی کے ساتھ ساتھ نسبتاً نئے اور کم معروف مصنفین ، مثلاً : تلوک چند محروم ، اعظم کریوی ، حامد حسن میرٹھی ، حمید عالم چشتی ،

---

۱- بہ تعیّن شاداں بلگرامی کی اس تاریخِ تحریر (۹ جون ۱۹۲۸ء) سے ہوتا ہے ، جو تمہیدی سطور بہ عنوان "گذارش" پر درج ہے (اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے : ص ۴) -

۲- اردو کورس پانچویں جماعت کے لیے : ص ۲ -

افسر میرٹھی اور سیفی سہواروی وغیرہ بھی شامل ہیں ۔ دو نثر پارے ''اندھی ، بہری اور گونگی عورت'' اور ''بہارستان کا آسیب'' حکیم احمد شجاع کے ہیں ۔ علامہ اقبال کی کوئی نظم شامل نہیں ۔ ایک کہانی ''وفادار غلام'' پر مصنف کا نام درج نہیں ہے ۔ متنِ کتاب ص ۲۳۹ پر ختم ہوتا ہے ۔ حسبِ سابق آخر میں ایک مفصل فرہنگ (ص ۲۴۰ - ۲۷۱) شامل ہے ۔

اس کتاب کا دیباچہ سلسلۂ ادبیہ کی تین کتابوں سے مختلف ہے ۔ مؤلفین لکھتے ہیں :

''اس میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے کہ علم ادب کے مضامین اس طرح جمع کیے جائیں کہ طلبہ کو نئی معلومات حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ ، اردو زبان سے دل بستگی پیدا ہو، اور وہ ایسے اندازِ تحریر سے واقف ہو جائیں ، جو اظہارِ مطالب پر حاوی ہو ۔ مضامین کے انتخاب میں زمانۂ حاضرہ کی تمام ضروریات کا خیال رکھا گیا ہے ، اور کوشش کی گئی ہے کہ مضامین ایسے دلکش اور پُر اثر ہوں کہ بچوں کی طبیعت ان کی طرف خود بخود راغب ہو ۔ یہ مضامین بچوں کے دل میں مادرِ وطن کی محبت ، اخلاق جرأت اور ادبی ذوق پیدا کرنے کے لیے اہل ہیں ۔ امید ہے کہ معلمین ان کو پڑھاتے وقت اُن تمام جذباتِ عالیہ کو طلبہ کے دل و دماغ پر نقش کرنے کی کوشش کریں گے ، جو ان مضامین کی تہ میں موجزن ہیں ۔''[1]

گویا ، اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں بھی ، مؤلفین کے پیشِ نظر ، وہی مقاصد رہے ہیں ، جو پہلی بار تین کتابوں کے اسباق منتخب کرتے وقت ان کے ذہن میں کارفرما تھے ، یعنی یہ کہ اول : ''زمانۂ حال کے مطالبات''[2] کی تکمیل ، دوم : مضامین ''ادبی خوبیاں رکھنے کے باوجود نئی معلومات''[3]

---

۱- اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے : ص ۲ ، ۳ ۔
۲- دیباچہ : اردو کورس ، چھٹی ، ساتویں اور آٹھویں جماعت کے لیے ۔
۳- حوالۂ مذکور ۔

کے حامل ہوں ، اور سوم : کتاب پڑھ کر "طلبہ کے دلوں میں اخلاقِ حسنہ اور علم و ادب کی تحصیل کے ساتھ ساتھ اپنے وطن کا پاک جذبہ موجزن ہو"[1]۔

اقبال کے مضمون "بچوں کی تعلیم و تربیت" کا جو اقتباس ہم نے نقل کیا تھا (ص ۴۲۱ - ۴۲۲) ، اُس کی روشنی میں ، زیرِ بحث دونوں دیباچوں کی عبارت اور مفہوم پر غور کیا جائے ، تو اِن میں ایک واضح معنوی اشتراک نمایاں ہے ۔ اس بنا پر راقم کا خیال ہے کہ سلسلۂ ادبیہ کی اس چوتھی کتاب کا دیباچہ بھی اقبال ہی کا تحریر کردہ ہے ۔

سلسلۂ ادبیہ کی اس کتاب کا ایک نمایاں انفرادی پہلو یہ ہے کہ مؤلفین کی خواہش پر اورینٹل کالج لاہور کے پروفیسر سیّد اولاد حسین شاداں بلگرامی نے اس نصاب کی زبان پر بحیثیت صحت و سقم نظرِثانی[2] کی ۔ موصوف لکھتے ہیں :

> "تعمیلِ ارشاد کے لیے ، جہاں کہیں مجھے اپنے خیالات کے موافق سقم معلوم ہوا ، میں نے بلا امتیاز ترمیم کر دی ، یا نوٹ لکھ دیا ۔ میں اس کتاب کے ہر مضمون کے مؤلف کو قابلِ فخر ہستی سمجھتا ہوں ۔ بعض مصنفین کی قابلیت مسلّم ہندوستان ہے ۔ ساتھ ہی اس کے ، میں یا کوئی خطاے بشری سے خالی نہیں "[3]۔

یہ کتاب بھی ، سلسلۂ ادبیہ کی دوسری کتابوں کی طرح متعدد بار شائع ہوتی رہی ۔

## آئینۂ عجم

علامہ اقبال نے ۱۹۰۰ء میں پہلی بار پنجاب یونیورسٹی کے انٹرنس امتحان کے لیے فارسی کا پرچہ مرتب کیا ۔ یہ سلسلہ کئی سال تک جاری رہا ۔ پھر انھیں انٹر ، بی اے فارسی اور ایم اے فارسی کے پرچے مرتب

---

۱- حوالۂ مذکور ۔
۲- اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے : ص ۴ ۔
۳- حوالۂ مذکور ۔

کرنے کی ذمہ داری بھی سونپی جانے لگی - فارسی کے مختلف امتحانات سے مستقلاً متعلق رہنے کے سبب ، اقبال کے ذہن میں انٹرنس کے لیے ایک جدید فارسی کورس مرتب کرنے کا خیال پیدا ہوا - پہلی بار اس کا اظہار ۳۰ جنوری ۱۹۲۲ء کے خط بنام محمد اکبر منیر میں ملتا ہے - مکتوب الیہ ان دنوں ایران میں مقیم تھے - اقبال نے انھیں لکھا :

> "عرصہ سے میرا ارادہ ایک انٹرنس کورس فارسی ترتیب دینے کا ہے - جدید فارسی نظم و نثر کے کچھ عمدہ اور آسان نمونے مل جائیں تو یہاں کے طلبہ کے لیے نہایت مفید ہوگا - اگر آپ کو چند ایسی کتب نظم و نثر مل جائیں ، تو میرے لیے خرید کر لیجیے - نظمیں مشہور اساتذۂ حال کی ہوں اور سلیس اور آسان طرزِ جدید میں لکھی گئی ہوں تو زیادہ مناسب ہے - پولیٹیکل نظموں کی ضرورت نہیں - ایک کتاب "طالبی" سنا ہے ، بہت اچھی ہے ، مگر ہندوستان میں دستیاب نہیں ہوئی - یہ کتاب یا کوئی اور کتاب اس قسم کی مل جائے ، تو خوب ہے - غرض کہ آپ یہاں کے انٹرنس کے طلبہ کی ضروریات کو بخوبی سمجھتے ہیں - میرا مقصود یہ ہے کہ فارسی کے ذریعہ سے بھی جدید خیالات اور احساسات طلبہ ہند تک پہنچیں - انگریزی کورسوں میں مضامین کا تنوع نہایت دلچسپ ہوتا ہے - انتخاب میں وہ بھی زیرِ نظر رہے -"۲

اس اقتباس سے ، ترتیبِ کتاب کے سلسلے میں علامہ اقبال کی مجوزہ سکیم پر مفصل روشنی پڑتی ہے - یہ تو معلوم نہیں کہ مکتوب الیہ نے اقبال کو کوئی مطلوبہ کتاب مہیا کی یا نہیں ، لیکن اقبال کا مرتبہ نصابی کورس ، ۱۹۲۶ء میں "آئینۂ عجم" کے نام سے شائع ہوا - اس کے متعدد ایڈیشن دستیاب ہیں - ان سب پر ۱۹۲۶ء کے بعد کے سنینِ طباعت

---

۱- تفصیل کے لیے محمد حنیف شاہد کا مضمون "اقبال بحیثیتِ ممتحن" ملاحظہ کیجیے - (نقوش ، اقبال نمبر ، اول : ص ۴۵۴ - ۴۷۷) -

۲- اقبال نامہ ، دوم : ص ۱۶۰ - ۱۶۱ -

درج ہیں - ایک نسخے پر سالِ طباعت درج نہیں ، غالباً یہی پہلا ایڈیشن ہے - پہلے ایڈیشن کے سالِ طباعت (۱۹۲۶ء) کا تعین "شرح آئینۂ عجم" پر قاضی فضل حق کی تقریظ کی تاریخ تحریر (۷ جنوری ۱۹۲۷ء) سے ہوتا ہے[1] -

"آئینۂ عجم" کا ۱۹۳۴ء ایڈیشن ہمارے پیشِ نظر ہے - اس کے سرورق[2] پر عنوانِ کتاب کی توضیحی عبارت : "انتخاباتِ نثر و نظمِ فارسی برائے طلبائے میٹریکولیشن" درج ہے - سرورق کے بعد "حصۂ نثر" کا ایک ورق بطور فلیپ لگایا ہے - دونوں اوراق پر صفحات نمبر درج نہیں ہیں - فہرست مضامین (ص ۱ - ۲) کے بعد پھر صفحہ ۱ سے متن کتاب کا آغاز ہوتا ہے - ۱۹۲۷ء کے ایڈیشن میں حصۂ نثر کا فلیپ ، فہرست کے بعد لگایا گیا ہے اور صحیح صورت یہی ہے - حصۂ نثر ص ۷۸ پر ختم ہوتا ہے - حصۂ نظم (ص ۷۹ - ۱۳۶) کے بعد آخر میں ایک فرہنگ (ص ۱۳۷ - ۱۶۴) بھی شامل ہے - حصۂ نثر ایک طنزیے (ملت و دولتِ ایران از سید محمد علی جمال زادہ) ایک افسانے (ماطلیہ از محمود طرزی) ایک ڈرامے (سرگذشت شاہ قلی میرزا) اور ایک سفر نامے (سیاحت نامہ از ابراہیم بیگ) پر مشتمل ہے - اس طرح مرتب نے ان متنوع نثر پاروں کے ذریعے فارسی کے "جدید خیالات و احساسات"[3] طلبہ تک پہنچانے کی کوشش کی ہے - حصۂ نظم میں رومی ، سعدی ، عبید زاکانی ، حسین دانش ، لوائی ، میرزا نصیر ، میر حسینی ، ناصر خسرو ، دہ خدا ، فرصت شیرازی ، بدایعی

---

۱- سالِ اشاعت (۱۹۲۶ء) کی تصدیق اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ مالی سال ۲۷ - ۱۹۲۶ء میں اقبال نے "آئینۂ عجم" کے ناشر عطرچند کپور اینڈ سنز سے رائلٹی کی کچھ رقم وصول کی (بحوالہ : صحیفہ ، اقبال نمبر اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ء ، ص ۲۴) یقینی طور پر یہ "آئینۂ عجم" ہی کی رائلٹی تھی - عطر چند کپور نے "آئینۂ عجم" کے علاوہ اقبال کی صرف ایک اور کتاب ***Development*** چھاپی تھی ، مگر وہ ۱۹۳۰ء میں شائع ہوئی -

۲- عکسِ سرورق کے لیے ملاحظہ کیجیے :- "انوارِ اقبال" ، بالمقابل ص ۲۵ -

۳- مکتوب اقبال بنام محمد اکبر منیر ، اقبال نامہ ، دوم : ص ۱۶۱ -

بلخی ، جبلی غرجستانی ، جمال الدین اصفہانی ، نظامی ، ظہوری ، عصمت اللہ ، ابن یمین ، انوری ، قاآنی ، ادیب صابر ، عماد فقیہ ، فردوسی ، ہاتفی اور سنائی کے ساتھ اقبال نے اپنی نظمیں بھی شامل کی ہیں ۔ اس طرح قدیم کلاسیکی ادبی نمونوں کے ساتھ ساتھ انھوں نے جدید فارسی شاعری کو بھی نصاب میں نمایندگی دی ہے ۔ ان کی اپنی نظمیں (فصلِ بہار اور نغمۂ ساربان) فارسی میں نئے ہیئتی تجربات کی مثالیں ہیں ۔ بقیہ نظموں میں زیادہ تر حکایتی اور منظری نظمیں ہیں ۔

"آئینۂ عجم" کی خوش نویسی نہایت عمدہ ہے ۔ الفاظ کے درمیان مناسب فصل ہے ۔ خوش نویسی کی اہم خوبی یہ ہے کہ اِعراب کا بدرجۂ اتم اہتمام کیا گیا ہے ۔ اس وجہ سے طالب علم کو صحیح تلفظ کے ساتھ عبارت پڑھنے میں دقت نہیں ہوتی ۔

## تاریخِ ہند

"تاریخ ہند" ۱۹۱۳ء میں شائع ہوئی ۔ سرورق[1] کے بعد ، دو صفحے کا دیباچہ[2] اور بعد ازاں چار صفحات کی فہرست (مباحث و موضوعات) دی گئی ہے ۔ متنِ کتاب کے آغاز سے صفحات کا از سرِ نو شمار کیا گیا ہے ۔

ابواب کی تعداد پانچ ہے ۔ ہر باب ذیلی فصلوں میں منقسم ہے ۔ پہلے باب (ص ۱ - ۶۲) کا عنوان ہے : "ہندوؤں کا زمانہ" ۔ دوسرے ، تیسرے اور چوتھے باب (ص ۶۲ - ۱۸۹) میں ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد اور آن کے دورِ حکمرانی سے بحث کی گئی ہے ۔ پانچویں باب (ص ۱۹۰ - ۳۷۸) کا موضوع : "اہلِ فرنگ کی ابتدائی فتوحات" ہیں ۔ آخری حصے میں ایڈورڈ ہفتم کی تاجپوشی (۱۹۰۳ء) کے ذکر کے بعد انگریزی حکومت کی "برکات" پر لارڈ کرزن کے ایک لیکچر کا خلاصہ دیا گیا ہے ۔ سلسلۂ واقعات کا خاتمہ بمبئی میں لارڈ منٹو کی آمد (۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء) پر ہوتا ہے ۔ آخر میں دو ضمیمے اور دو تتمّے شامل ہیں ۔ پہلے ضمیمے کا موضوع ہے : "قدیم اور حال کی ملکی تقسیم اور مشہور تاریخی واقعات"۔ اس میں

---

۱- عکسِ سرورق کے لیے ملاحظہ کیجیے : انوار اقبال بالمقابل ص ۲۴ -

۲- دیباچہ انوار اقبال (ص ۲۴ - ۲۵) میں منقول ہے -

مختلف ریاستوں اور صوبوں سے متعلق جغرافیائی معلومات اور انتظامی تفصیلات مہیا کی گئی ہیں ۔ ضمیمہ دوم میں "ہند کی حالت ۱۹۰۲ء میں" کے زیرِ عنوان ہندوستان کی مختلف نسلوں ، زبانوں ، مذاہب ، تعلیم ، زراعت ، صنعت و حرفت ، تجارت اور ریلوں کا تفصیلی بیان ہے ۔ تتمہ اول کا عنوان ہے : "سنسکرت کا علم و ادب" اور دوم کا "مسلمانوں کا علم و ادب" —— مباحث و موضوعات کی روشنی میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ یہ کتاب تاریخِ ہند کے متعلقہ مباحث کا جامعیّت کے ساتھ احاطہ کرتی ہے اور محنت و توجہ سے لکھی گئی ہے ۔

فقیر سیّد وحیدالدین کا بیان ہے کہ "اس کتاب کا خلاصہ امرتسر کے ایک پبلشر نے ۱۹۱۴ء میں شائع کیا تھا"[۱] ۔ سرورق کا عکس *Iqbal in Pictures* میں دیا گیا ہے ۔ راقم کو پاکستان کے کسی پبلک کتب خانے میں اس کا سراغ نہیں ملا ۔

"تاریخِ ہند" کے دیباچے سے پتہ نہیں چلتا کہ کتاب کس درجے کے لیے لکھی گئی ، مگر فقیر سیّد وحیدالدین نے لکھا ہے : "یہ کتاب ۱۴ - ۱۹۱۳ء میں مڈل کی جماعتوں میں پڑھائی جاتی تھی ۔"[۲] اگرچہ انھوں نے تائید میں کوئی حوالہ نہیں دیا ، تاہم کتاب کی زبان اور اسلوبِ تحریر سے ان کی بات بعید از قیاس معلوم نہیں ہوتی ۔

سرورق پر بطور مصنفین "ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب" اور "لالہ رام پرشاد ، پروفیسر ہسٹری ، گورنمنٹ کالج لاہور" کے نام درج ہیں ، اس لیے ہم اسے تصانیفِ اقبال کے ضمن میں زیرِ بحث لا رہے ہیں ، ورنہ مندرجاتِ کتاب کے بغور مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ کتاب لالہ رام پرشاد کی تحریر کردہ ہے اور علامہ اقبال کا ، بجز سرورق کے ، کتاب کے مباحث و مندرجات سے کچھ علاقہ نہیں —— یہ بات مصنف کے اسلوبِ تحریر اور واقعات کے بیان میں اس کے نقطۂ نظر سے بخوبی عیاں ہے —— اس کی وضاحت چند مثالوں سے ہوگی :

---

۱- روزگارِ فقیر ، دوم : ص ۶۴ ۔
۲- حوالۂ مذکور ۔

دوسرے باب کے شروع میں بتایا گیا ہے : "عرب میں ایک نیا مذہب پیدا ہوا ۔ اس مذہب کے بانی حضرت محمدؐ صاحب ۵۷۰ھ میں پیدا ہوئے ۔ ۶۳۲ھ میں حضرت محمدؐ صاحب راہی ملک بقا ہوئے"[۱] ——— آنحضورؐ کے بارے یہ انداز بیان بہرحال علامہ اقبال کا نہیں ہو سکتا ، اول انھوں نے آپ کاؐ ذکر کبھی اس سپاٹ انداز میں نہیں کیا ، دوم : وہ ناپسند کرتے تھے کہ آپؐ کا تذکرہ "محمدؐ صاحب" کہہ کر کیا جائے ۔

ایک جگہ اکبر اور اورنگ زیب کا موازنہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ :

> "مصلحت ملکی کے اعتبار سے دونوں بڑے کامل تھے ، مگر اورنگ زیب حکمت یا فریب سے اپنا مطلب نکالتا ، اور ہمیشہ ٹیڑھی تدبیروں کو پسند کرتا تھا ۔ اکبر بڑا عالی حوصلہ اور فراخ دل اور صلح کل تھا ۔ سب کے ساتھ فیاضی سے برتتا اور مغلوب دشمن پر خصوصاً رحم کیا کرتا تھا ، مگر اورنگ زیب بڑا متعصب تھا ۔ غیر مذہب کے لوگوں کو اذیت پہنچاتا تھا ۔ سب کی طرف سے بدظن رہتا ، مغلوبوں پر سختی کرتا اور بری طرح بھی کچھ ہاتھ لگتا ، تو کبھی نہ چوکتا تھا ۔ چونکہ اس کو کسی کا اعتبار نہ تھا ، اس لیے نہ اُس کے دل کو کبھی چین آرام ملا ، اور نہ کسی مہم میں بالکل کامیابی ہوئی"[۲] ۔

یہ بات بعید از قیاس ہے کہ یہ عبارت اورنگ زیب کو "ترکش ما را خدنگ آخریں"[۳] قرار دینے والے شخص کے قلم سے نکلی ہو ۔

---

۱- تاریخ ہند : ص ۶۳ ۔
۲- کتاب مذکور : ص ۱۴۳ ۔
۳- عالمگیر کے بارے میں "رموز بے خودی" کے چند اشعار :

بقیہ حاشیہ آیندہ صفحے پر

ایک اور مثال دیکھیے ۔ سلطان ٹیپو سرنگا پٹم کے آخری معرکے میں انگریزوں سے برسرِ پیکار ہے ۔ اس موقع پر سلطان کی کیا کیفیت تھی ؟ مصنف نے طالب علموں کو بتایا ہے کہ :

"اب ٹیپو کے اوسان خطا ہوئے اور خوف و ہراس دل پر چھایا ۔ چنانچہ کہیں تو فال کھلواتا ، اور پنڈتوں نجومیوں سے پوچھتا پھرتا ، اور کہیں مسجدوں میں دعائیں منگواتا تھا ، اور مندروں میں پوجا کرواتا تھا ، اور وہ دن بھول گیا تھا کہ ہندوؤں کو کیسی کیسی تکلیفیں دی تھیں ، اور ان کے مندروں کو مسمار کرایا تھا ۔ ۔ ۔ اس وقت سارے فنونِ سپاہ گری اور عہد و پیماں کے ڈھنگ بھول گیا تھا ، بلکہ اس میں اوسط درجے

---

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

پایۂ اسلامیاں برتر ازو ... احترامِ شرعِ پیغمبرؐ ازو
درمیانِ کارزارِ کفر و دیں ... ترکشِ ما را خدنگِ آخریں
برقِ تیغش خرمنِ الحاد سوخت ... شمعِ دیں در محفلِ ما بر فروخت
کور ذوقاں داستانہا ساختند ... وسعتِ ادراکِ او نشناختند
شعلۂ توحید را پروانہ بود ... چوں براہیم[۴] اندریں بتخانہ بود

اورنگ زیب عالمگیر پر "مظالم ، تعصب ، غداری اور سیاسی سازشوں" کا بہتان تراشنے والوں کو ، اقبال نے ''Western Interpreters of Indian History'' کے ترجمان" قرار دیا ہے ، اور لکھا ہے کہ :

The charges brought against him are based on a misinterpretation of contemporary facts, and complete misunderstanding of the nature of social and political forces which were then working in the Muslim State.

(*The Muslim Community*)

کی عقل و دانش ، بھی باقی نہیں رہی تھی''[1] ۔

''جاوید نامہ'' میں اس کے برعکس اقبال ''شہیدانِ محبت'' کے اس ''امام'' کے بارے میں بتاتے ہیں کہ وہ :

''یک دمِ شیری بہ از صد سالِ میش''[2]

کا قائل تھا جس نے :

در جہاں نتواں اگر مردانہ زیست
ہمچو مرداں جان سپردن زندگیست[3]

کا مثالی پیکر بن کر اپنی جان ، جانِ آفریں کے سپرد کی ۔[4]

اس طرح یہ امکان خارج از بحث ہے کہ ''تاریخِ ہند'' کی تحریر و تیاری میں کسی طور علامہ اقبال کا اشتراک شامل رہا ہو ۔ اوپر ہم نے ذکر کیا تھا کہ کتاب لالہ رام پرشاد کی تحریر کردہ معلوم ہوتی ہے ؛ چنانچہ بعض تاریخی شخصیات کا تذکرہ اور بعض واقعات کی تفصیل ، ایک خاص زاویۂ نظر سے پیش کی گئی ہے ، مثلاً :

(۱) محمود غزنوی کے متعلق لکھنے والے کے مخالفانہ جذبات عروج پر ہیں ۔ کہتے ہیں : ''محمود کا ہند کی دولت پر تو دانت تھا ہی ، مگر ساتھ ہی یہ بھی آرزو تھی کہ بڑے بڑے بانکے راجپوتوں کو تلوار کے زور سے دینِ اسلام میں داخل کرے''[5] ۔ آگے چل کر ہندوستان پر محمود کے حملوں

---

۱۔ تاریخِ ہند : ص ۲۷۱ - ۲۷۲ ۔
۲۔ جاوید نامہ : ص ۱۸۵ ۔
۳۔ اقبال کی ایک متروک نظم ''پیغامِ شہید'' کا آخری شعر (باقیاتِ اقبال ، طبع سوم : ص ۵۵۵) ۔
۴۔ ''جاوید نامہ'' (ص ۱۷۲) میں اقبال نے رومی کی زبانی ، سلطان ٹیپو کو ان الفاظ میں خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے :

آں شہیدانِ محبت را امام — آبروے ہند و چین و روم و شام
نامش از خورشید و مہ تابندہ تر — خاکِ قبرش از من و تو زندہ تر
عشق رازے بود بر صحرا نہاد — تو ندانی جاں چہ مشتاقانہ داد ؟

۵۔ تاریخِ ہند : ص ۷۰ ۔

کے ضمن میں بتایا ہے کہ اس نے متعدد تیرتھوں کی بے حرمتی کی ، مندروں کو لوٹا ، شہروں کو جلایا ، ہندوؤں کو قیدی بنایا اور بے شمار دولت لے کر غزنی کی طرف مراجعت کی ۔ (ص ۷۱ - ۷۲) مزید یہ کہ وہ راجپوتوں کو بزورِ شمشیر اسلام پر لانا چاہتا تھا" ۔ (ص ۸۳)

(۲) بابر کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہ "اپنے دشمنوں کے ساتھ بڑی بے رحمی سے پیش آتا تھا ۔" (ص ۱۱۰) ۔

(۳) اورنگ زیب عالمگیر کے "مذہبی تعصب" ، اس کے "مظالم" اور ہندوؤں کے خلاف اس کی "سختیوں" کا بہ تکرار ذکر کیا گیا ہے ۔ (ص ۱۴۱ - ۱۴۲) ۔

(۴) سراج الدولہ کو "بڑا ظالم و عیاش" قرار دیتے ہوئے مصنف نے بتایا ہے کہ اس نے ہندوؤں پر "نہایت سخت ظلم" کیے اور دولت مندوں کو "لوٹ لوٹ کر" مفلس بنا دیا ۔ مزید برآں اس نے ڈھاکے کے متمول حاکم راج بلب کی دولت پر "دندانِ طمع تیز کیے ۔" (ص ۲۱۶ - ۲۱۷) آگے چل کر "بلیک ہول" کا قصہ ، ایک حقیقی واقعے کے طور پر پیش کیا گیا ہے ۔

ان مثالوں کو دیکھتے ہوئے دیباچے کی ان سطور سے اتفاق ممکن نہیں کہ : "واقعاتِ تاریخی کی صحت میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے" ۔ مزید برآں مصنف کے مخصوص زاویۂ نظر سے یہ قیاس یقین میں بدل جاتا ہے کہ کتاب کے مصنف لالہ رام پرشاد ہیں ۔

راقم کا خیال ہے کہ علامہ اقبال نے کتاب کے مندرجات کو دیکھے بغیر ، از راہِ وضع داری ، کتاب پر اپنا نام درج کرنے کی اجازت دی ہوگی[۱] ـــــ لیکن یہ ایک افسوس ناک امر ہے کہ "تاریخِ ہند" جیسی کتاب ، علامہ اقبال کے نام سے شائع ہوئی ، جس کے مندرجات ، اقبال کے

---

۱- ممکن ہے انھیں کتاب کا کچھ معاوضہ بھی ملا ہو ، مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا ۔ اس زمانے میں ان کی آمدنی اتنی کم تھی کہ اس پر ٹیکس واجب الادا نہیں تھا ـــــ اس لیے اقبال کی ۱۷-۱۹۱۶ء سے پہلے کی انکم ٹیکس فائل موجود نہیں ہے ۔

افکار سے واضح طور پر متضاد و متناقص ہیں ۔

عین ممکن ہے کہ کتاب چھپ جانے کے بعد ، اقبال کو اس غلطی کا احساس ہوا ہو ، چنانچہ کتاب کا کوئی اور ایڈیشن دستیاب نہیں ۔

سلسلۂ ادبیہ کی چار کتابیں اور ''آئینۂ عجم'' اقبال کے تعلیمی تصورات کے سلسلے میں خاص اہمیت رکھتی ہیں ۔ تعلیم کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ان کتابوں سے اقبال کے اندازِ نظر کی وضاحت ہوتی ہے ، مگر تعجب ہے کہ اقبال کے تعلیمی افکار پر اب تک جو تنقیدی کتابیں[1] لکھی گئی ہیں ، ان میں اقبال کی مرتبہ ، ان نصابی کتابوں کا ذکر تک نہیں ملتا ، ان کے فاضل مؤلفین اِن سے لا علم تھے، یا پھر اقبال کے تعلیمی افکار پر بحث کے ضمن میں انھوں نے اِن کتابوں کو غیر اہم خیال کرتے ہوئے درخورِ اعتنا نہیں سمجھا ۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام اقبالی اداروں اور ملک کے اہم کتب خانوں میں زیرِ بحث نصابی کتابوں کی عکسی نقول سہیا کی جائیں ، تا کہ اقبال پر تحقیق کے سلسلے میں ان سے فائدہ اٹھایا جا سکے ۔

---

۱ - (الف) *Iqbal's Educational Philosophy* از خواجہ غلام السیدین
(ب) اقبال کے تعلیمی نظریات از محمد احمد صدیقی
(ج) اقبال کا فلسفۂ تعلیم از محمد احمد صدیقی
(د) اقبال اور مسئلۂ تعلیم از محمد احمد خاں

# ضمیمے

## ضمیمہ ۱ : کتابیاتی کوائف

تصانیفِ اقبال کے مفصل کتابیاتی کوائف پر مبنی ضمیمہ ۱ بعض تکنیکی وجوہ سے اپنے محل پر نہیں آ سکا۔ اسے کتاب کے آخر میں ملاحظہ کیجیے۔

ضمیمہ : ۲

## علامہ اقبال کی ایک غیر مطبوعہ تحریر

# انگریزی اشارات بسلسلہ دیباچہ پیام مشرق

[ سوا چھ صفحات پر مشتمل یہ انگریزی اشارات وہ ابتدائی نکات ہیں ، جن کی بنیاد پر بعد میں اقبال نے "پیام مشرق" کا دیباچہ قلم بند کیا ۔ اقبال میوزیم لاہور میں محفوظ یہ تحریر علامہ کے اپنے قلم سے ہے ۔ اس میں گوئٹے کے ہجے Geothe درج ہیں ۔ اقبال کے اسلا اور جملوں کی ساخت وغیرہ کو جُوں کا تُوں برقرار رکھا گیا ہے ۔ ترجمے ٹائپ (italics) میں دیے گئے الفاظ اور عبارات جرمن زبان میں ہیں ، ان کا انگریزی ترجمہ حاشیے درج ہے ۔]

Herder. Did not know Persian, but his didactid tendency made him interested in Sa'di. He translated portions of Gulistan in his *Blumen des Paradieses*[1]. But his eastern studies scarcely influenced his original poems. Unlike his contemporary Geothe he received no impulse from the East which would stimulate him to production. His didactic interest (one sided) rendered him in different to Hafiz and caused him to proclaim Sa'di as a model worthy of imitation. It was Hafiz who fired the soul of Geothe and inspisred him to write the Diwan.

*"An Hafiz Gesänges haben wir fast genng ; Sa'adi ist uns lehrricher gewesen"*[۲]

---

۱- ترجمہ : Flowers of the paradise -

۲- ترجمہ : On Hafiz's Odes we have almost enough ; Sa'adi has become instructive for us.

Herder

Geothe : Fired by Hafiz wrote the Diwan; he introduced the spirit Persian poetry into German Lit. and introduced what is called the Oriental movement in Gen. Lit. (Geothe's Faust-Prolongue inspired by Kalidas). To the Orient (i.e. Persia and Arabia-this was Geothe's Orient) he turned at the time of Germany's deepest political degradation ; when she was overrun by foreign invaders (the French). He shrank from the tumult and took refuge in the East. The opening lines of the Diwan clearly show the object of this poetical ہجرت

In the Diwan however he preserves his poetical independence and does not imitate the form of Persian poetry (Except twice when he imitates the form of Ghazal). He remains a citizen of the west though he dwells in the East for a time. He takes only what he finds congenial to his own nature as to his attitude toward mysticism he had no love for it. It was incompatible with his own habit of clear thinking. He says of Rumi, "I doubt if this poet could give a clear account of his own doctrine (but his admiration for Spinoza :). He knew that Hafiz was mystically interpreted in the East but he looked upon Hafiz as a lyric poet only.

Thus Geothe brought in the Spirit of Pesian poetry ; it was reserved for Ruckert and platen to bring in the form also.

The Oriental Movement started by Geothe was carried to perfection by Rukert, Platen, Bodenstedt.

Schiller. He died before the Oriental movement in Germany had begun. On him there is no Oriental influence except that his drama توران دخت goes back to persian source (ہفت پیکر مولینا نظامی افسانہ دختر پادشاہ اقلیم چہارم).

گفت کز جملہٴ ولایت روس      بود شہرے بینکوئی چو عروس

But Schiller does not seem to be aware of the source. The scene is laid in China names are Persirn.

Von Hammers' complete translation of Hafiz appeared in 1812 and Geothe received the impulse to write the Diwan from this. It was not the impulse only it was also the principal force from which the poet drew his inspiration. A single verse of Hafiz often furnished a whole theme, Sometimes his own poem could be a translation, Sometimes free paraphrase. Other poets also furnished material e.g. Sa'di, Attar, Firdausi, Quran, Persian sayings, anecdotes ete ; chosen from various sources.

Persian metaphors and similies copiously used in the Diwan گوہر اشعار ; تیر مژگان ; اسیر زلف گرہگیر ; گل و بلبل ; خاک در یار ; یوسف زلیخا - لیلئے مجنوں Reference to Persian love tales شمع و پروانہ) and a whole part devoted to ساقی (called the book of Saqi). and Geothe does not shrink from alluding to the subject of boy-love.

Platen. (غزلیات) He imitated from the Persinn poetry, also (قافیہ و ردیف) even metrical rules. He studied Persian for this purpose. The books that gave him impulse,

1. Hammer's translation of حافظ
2. Geothe's Diwan
3. Rückerts' Version of a portion of رومی

In 1821 appeared his غزلیات and later تازہ غزلیات آئینہ حافظ etc. These are not translations but origninal poems inspired by the reading of Hafiz. Persian metaphors used ; ابروے ہم چو ہلال ; لالہ عذار ; زلف مشکیں ; در عدن ; عروس گل etc.

Like a Geothe he ignores the mystic side of Hafiz.

The net result of Platen and Ruckerts' efforts—introduction of a new peotic form. Besides غزل Platen wrote رباعی & قصیدہ on Napoleon.

Rückert

He know Persian, Arabic and Sankrit.

He is a devotee to the mystic poetry of Rumi and the joyous strain of Hafiz.

His غزلیات (مشرق پهول imitation of حافظ) are mostly imitation of Rumi Persian metaphors آتش موسیٰ نمود گل ,خرابات ,مرغ روح ;

Rückerts' Sources :-

; مخزن الاسرار نظامی ; امیر خسرو ; ہفت قلزم ; بہارستان جامی ، گلستان سعدی (مناقب العارفین) and عیار دانش ، منطق الطیر عطار وغیرہ ۔ from which he takes several legends about Rumi). Also stories from Pre-Islamic Persia شاہ پور ، یزد جرد ، بہرام چوبیں and Poems about Post Islamic Persian kings السپتگین ، یعقوب ، قابوس ، نظام الملک ، الپ ارسلان ، محمود غزنوی ، حملہ محمود بر سومنات محمد خوارزم شاہ اور اس کا بیٹا جلال الدین و سلطانہ رضیہ (ہندوستان)

Whatever defects his poetry may have Rückerts' work is very important. He brought in new spirit and form.

Heine. His earlier poems show us Persian influence ; but his later poems (*siene Gedichtes*) show it unmistakably.

Called Sa'adi—Persian Geothe Imagined himself a Persian poet in exile among the Germans—says—' O Firdausi, O Jami, O Sa'adi, How miserable is your brother, how I yearn after the roses of Shiraz.

But he held a poor opinion of German work Eastern Peotry (except Geothe's Diwan). He never imitated this poetry. But his *"Der Dichten Firdausi"* (محمود و فردوسی کا قصہ) one of his best poems.

Yet Heine cannot be called a follower of the Oriental movement originated by Geothe & others. He is no sense an orientalising poet.

Bodenstedt. Poems of Mirza شفیع original poems, at first published anonymously supposed to be translation.

Ran 140 editions in Germany Later he published اشعار بازمانده مرزا شفیع ; but this was not much success.

Sources—Gulistan, Boostan, Jami and Firdausis' یوسف زلیخا Ibn Yamin, Sa'adi, Baharistan.

Minor Poets

Löschke, Levitschnig, Wöhl, Steiglitz ; Hermanstahl, Daumer "Hafiz"—a collection of original poems in the manner of Hafiz. Lenthod غزلیات like Platen & Rückert Von Schack (Scholar & poet like Rückert). Influenced by عمر خیام , Story of انصاف محمود غزنوی Story of ہاروت ماروت. But the Hafizian movement did not excite his enthusiasm even for Bodenstedts' poems by Mirza Shafi had no great admiration.

(It is pity that طالب آملی، غالب، خان خانان) فغانی ، عرفی ، نظیری etc never reached these poets).

ضمیمہ : ۳ (بسلسلہ باب ۵)

علامہ اقبال کا ایک نایاب مضمون

# THE MUSLIM COMMUNITY

## A Sociological Study

یہ اس خطبے کا مکمل متن ہے ، جو علامہ اقبال نے ۱۹۱۰ء میں علی گڑھ کے سٹریچی ہال میں دیا تھا ۔ اس کے بعض اقتباسات *Thoughts* اور *Speeches* (شیروانی) میں شامل ہیں ، اردو ترجمہ بھی دستیاب ہے ، مگر اصل انگریزی متن مکمل صورت میں نثرِ اقبال کے کسی مجموعے میں شامل نہیں ہے ۔ راقم الحروف کو یہ غیر مطبوعہ (مکمل صورت میں) اور نایاب خطبہ ، اپنی تحقیق کے دوران میں اقبال میوزیم سے دستیاب ہوا تھا ، پہلی بار اسے ڈاکٹریٹ کے مقالے کے ساتھ پیش کیا گیا ۔ بعد ازاں یہ ، راقم کے تعارفی نوٹ کے ساتھ ''مجلہ تحقیق'' (ج ۳ ، ش ۱ ، اکتوبر ۱۹۸۰ء) میں شائع ہوا ۔

اب تک یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اصل خطبہ معدوم ہو چکا ہے ۔ خود اقبال کے پاس بھی اس کی نقل محفوظ نہ تھی[1] ، بعد میں انھیں کہیں سے ایک نقل مہیا ہو گئی ، چنانچہ انھوں نے مضمون پر نظرثانی کرتے ہوئے ابتدائی مسودے میں بعض ترامیم کیں ، اور آغاز میں ایک وضاحتی شذرہ بھی تحریر کیا ، جو اس مضمون کے پس منظر پر روشنی ڈالتا ہے ۔ یہ شذرہ اقبال کی اپنی تحریر میں ہے ، اسے ذیل میں درج کیا جا رہا ہے (اقبال کا عکسِ تحریر بالمقابل صفحے پر دیکھیے) :

---

۱۔ اقبال : ''I have no copy of the lecture'' (*Speeches* ، شیروانی ص ۱۶۸) ۔

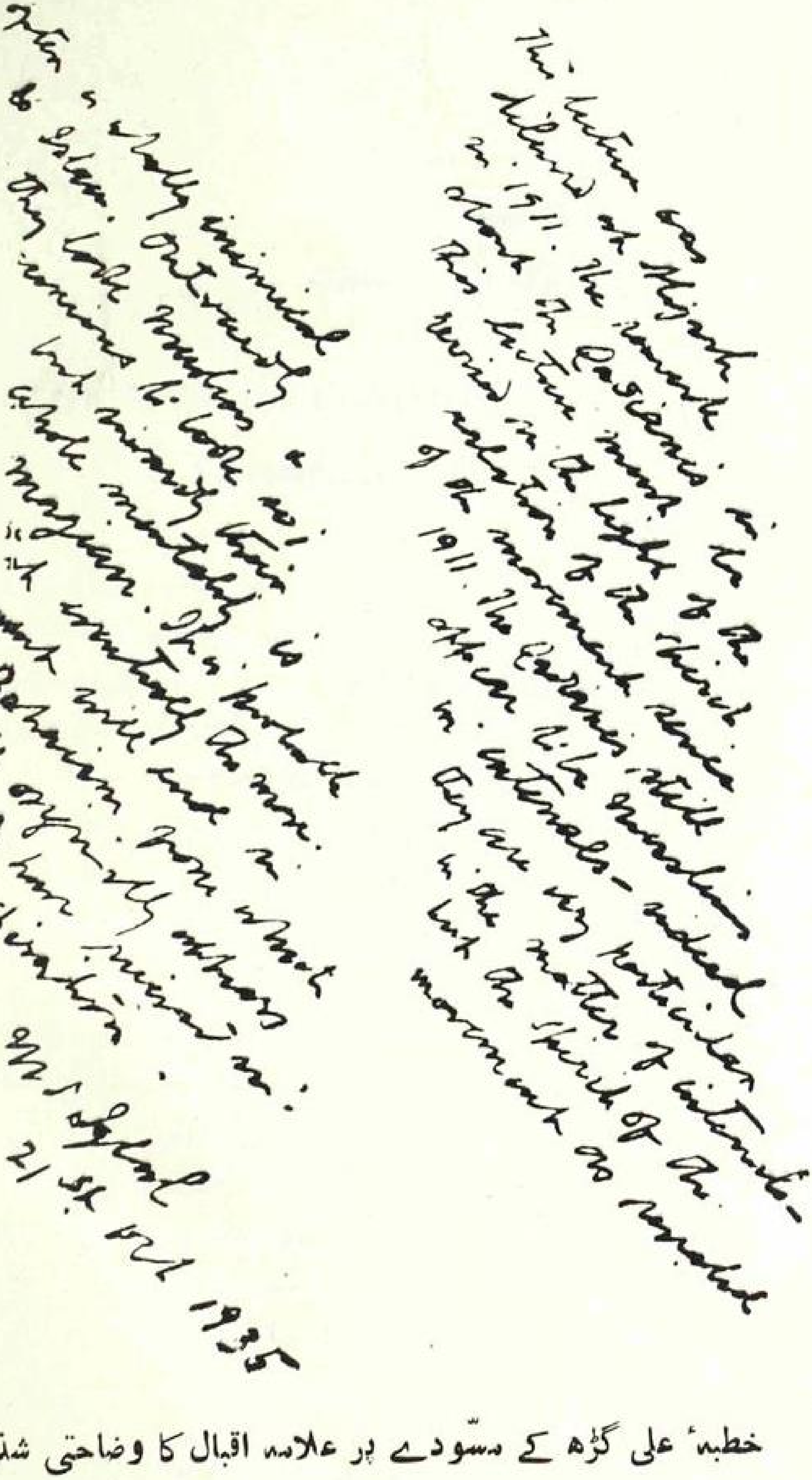

This lecture was delivered at Aligarh in 1911. The remarks about the Qadianis in this lecture must be revised in the light of the evolution of the movement since 1911. The Qadianis still appear like muslims in externals – indeed they are very particular in the matter of externals – but the spirit of the movement as revealed later is wholly inimical to Islam. Outwardly they look muslims & are anxious to look so; but inwardly their whole mentality is magian. It is probable that eventually the movt. will end in Bahaism from which it originally appears to have received its inspiration.

M. Iqbal
21st Oct 1935

خطبۂ علی گڑھ کے مسوّدے پر علامہ اقبال کا وضاحتی شذرہ

This lecture was delivered at Aligarh in 1911. The remark about the Qadianis in this lecture must be revised in the light of the revelation of the spirit of the movement since 1911. The Qadianis still appear to be Muslims in externals. Indeed they are very particular in the matter of externals but the spirit of the movement as revealed often is wholly inimical to Islam. Outwardly they look Muslims and anxious to look so ; but inwardly their whole mentality is Magian. It is probable that eventually the movement will end in Bahaism from which it originally appears to have received inspiration.

Md. Iqbal

21st Oct : 1935

اب اصل مضمون ملاحظہ کیجیے :

In the Epic sweep of human history, there is nothing more awe-inspiring, nothing more destructive of human ambition than the ruins of bygone nations, Empires and civilisations appearing and disappearing, during the painful course of human evolution, like the scenes of a rapidly vanishing dream. The forces of Nature appears to respect neither individuals nor nations ; her inexoroble laws continueto work as if she has far-off purpose of her own, in no sense related to what may be the immediate interest or the ultimate destiny of man. But man is a peculiar creature. Amidst the most discouraging circumstances, his imagination, working under the control of his understanding, give him a more perfect vision of himself and impells him to discover the means which would transform his brilliant dream of an idealised self into a living actually. An animal of inferior physical strength, unequipped with natural weapons of defence lacking the power of nocturnal vision, keen scent or fleetness of foot, man has, in

search of a freer, ampler life, always directed his indefatigable energy to discover the ways of nature, understand their working, and thus gradually to become a determining factor in his own evolution. By the great discovery of the law of Natural Selection he has succeeded in reaching a rational conception of his own history which, before long, appeared to him to be nothing more than an inscruitable series of events dropping out, one by one, from the mysterious womb of time, without any inherent order or purpose. A still deeper insight into the meaning of this law, and the discovery by post-Darwinian thinkers, of other equally important fact of collective life are calculated to work a complete revolution in man's notions of group-life in its social, economic and political aspects. It has been brought to light by recent biological research that the individual as such is a mere abstraction, a convenient expression for facility of social reference, passing moment in the life of the group to which he happens to belong. His thoughts, his aspirations, his ways of life, his entire mental and physical outfit, the very number of days which he lives, are all determined by the needs of the community of whose collective life he is only a partial expression. The interests of society as a whole are fundamentally different and even antagonistic to the interests of the individual whose activity is nothing more than an unconscious performance of a particular function which social economy has allotted to him. Society has a distinct life of its own, irrespective of the life of its component units taken individually. And just as an individual organism, in a state of disorder, sometimes unconsciously sets up within itself forces which tend to its health, so a social organism, under the corroding influence of destructive forces, may sometimes call into being counteracting forces—such as the appearance of an inspiring personality, the birth of a new ideal, or a universal religious reform—which tend to restore its original vitality, and finally save the organism from structural collapse by making the inward communal self to bring into subjection all the insubordinate forces, and to throw off all that is inimical to the health of

its organic unity. Society has or rather tends to have a consciousness, a will, and an intellect of its own, though the stream of its mentality has no other channel through which to flow than individual minds. The expressions "Public Opinion", "National genius", or what the Germans happily phrase of "Zeitgeist" are only vague recognitions of this exceedingly important fact of social Psychology. The crowd, the mass-meeting, the corporation, the sect, and finally the deliberative assembly are the various means by which the body-social organises itself in order to secure the unity of self consciousness. It is not necessary that the social mind should be conscious of all the various ideas that are at a particular moment, working in the individual minds. The individual mind is never completely aware of its own states of Consciousness. In the case of the collective mind too many feelings, states and ideas remain below the threshold of social sensibility, only a portion of the universal mental life crossing the border, and getting into the clear daylight of social consciousness. This economical arrangement saves from unnecessary expenditure, a great quantity of the energy of the central organs which would otherwise be fruitlessly spent on details. It is, therefore, clear that society has a life-stream of its own. The idea that it is merely the sum of its existing individuals is essentially wrong, and consequently all projects of social and political reform which proceed on this assumption must undergo careful re-examination. Society in much more than its existing individuals ; it is in its nature intinite ; it includes within its contents the innumerable unborn generations which, though they ever lie beyond the limits of immediate social vision, must be considered as the most important portion ot a living community. Recent biological research has revealed that in the successful group-life it is the future which must always control the present ; to the species taken as a whole, its unborn members are perhaps more real than its existing members whose immediate interests are subordinated and even sacrificed to the future interests of that

unborn infinity which slowly discloses itself from generation to generation. To this remarkable revelation of biological truth the social and political reformer cannot afford to remain indifferent. Now it is from this standpoint—from the standpoint of the future that I wish to test the worth of our present social activity. There is strictly speaking only one all important problem before a community—call it whatever you like, Social, Economic or Political—and that is the problem of a continuous national life. Extinction is as abhorrent to a race as to an individual. The worth of all the various activities of a community—intellectual or otherwis4—ought always to be determined in reference to this ultimate purpose. We must criticise our values, perhaps transvaluate them ; and, if necessary, create new worths ; since the immorality of a people, as Nietsche has so happily put, depends upon the incessant creation of worths. Things certainly bear the stamp of divine manufacture, but their meaning is through and through human. Before, however, I proceed to this examination I wish to consider a few preliminary points, the consideration of which, to my mind, is essential to arriving at any definite conclusion the Muslim Community. These points are :

(1) The general structure of the Muslim Community.

(2) The uniformity of Muslim Culture.

(3) The type of character essential to a continuous National life of the Muslim Community.

I shall take these points in order.

(1) The essential difference between the Muslim Community and other Communities of the world consists in our peculiar conception of nationality. It is not the unity of language or country or the identity of economic interest that consitutes the basic principle of our nationality. It is because we all believe in a certain view of the universe, and participate in the same historical tradition that we are members of the society founded by the Prophet of Islam. Islam abhors all material limitations, and

bases its nationality on a purely abstract idea, objectified in a potentially expansive group of concrete personalities. It is not dependent for its life-principle on the character and genuins of a particular peeople, in its essence it is non-temporal, non-spatial.

The Arab Race the original creation of Islam, was certainly a great factor in its political expansion, but the enormous wealth of literature and thought—manifestation of the higher life of the spirit—has been the work of chiefly non-Arabian races. It seems as if the birth of Islam was only a momentary flash of divine consciousness in the life-history of the Arab race ; the working of its spiritual potentialities was due to the genius of people other than the Arabs. The essence of Islam, then, being purely ideal, it could not accept any objective principle—such as country—as a principle of nationality. The territorial conception of nationality, which has been so much exaggerated in modern times bears within itself the germs of its own destruction. The idea of modern nationalism has certainly functioned usefully in forming smaller political units, and creating a healthy rivalry among them which has contributed so much to the variety of modern civilisation. But the idea is apt to be exaggerated, it has created a great deal of misunderstanding of international motives ; it has opened up a vast field for diplomatic intrigue, and tends to ignore the board human element in art and literature by emphasising the peculiar traits and characteristics of particular peoples. To my mind the feeling of patriotism which the national idea evokes is a kind of derfication of a material object, diametrically opposed to the essence of Islam which appeared as a protest against all the subtle and coarse forms of idolatory. I do not, however, mean to condemn the feeling of Patriotism. Peoples whose solidarity depends on a territorial basis are perfectly justified in that feelings. But I certainly do mean to attack the conduct of those who while they recognised the great value of patriotic feeling in the formation of a peoples' character, yet condemn our Asabiyyat which they miscall fanaticism. We are as much justified in our Asabiy-

yat as they are in their Patriotism. For what is Asabiyyat? Nothing but the principle of individuation working in a case of a group. All forms of life are more or less fanatical and ought to be so if they care for their individual or collective life And as a matter of fact all nations are fanatical. Criticise a Frenchman's religion ; you do not very much rouse his feelings ; since your criticism does not touch the life—principle of his nationality. But criticise his civilisation, his country, or the corporate behaviour of his nation in any sphere of political activity and you will bring out his inmate fanatacism. The reason is that his nationality does not depend on his religious belief ; it has a geographical basis—his country. His Asabiyyat is then justly roused when you criticise the locality—which he has idealised as the essential principle of his nationality. Our position however, is essentially different. With us nationality is a pure idea ; it has no objective basis. Our only rallying-point as a people, is a kind of purely subjective agreement in a certain view of the world. If then our Asabiyyat is roused when our religion is criticised, I thing we are as much justified in it as a French-man is when his country is denounced. The feeling in each case is the same though associated with different objects. Asabiyyat is Patriotism for religion ; Patriotism Asabiyyat for country. Asabiyyat simply means a strong feeling for one's own nationality and does not necessarily imply and feeling of hatred against other nationalities. During my stay in England I found that whenever I described any peculiarly eastern custom or mode of thought to an English lady or gentlemen, I, almost invariably, invoked the remark—"how funny"—as if an non-English mode of thought was absolutely inconceivable. I have the highest admiration for his attitude ; it does not indicate any want of imagination ; the country of Shakespeare, Shelley, Keats, Tennyson and Swinburne cannot be wholly nuimaginative ; on the other hand it indicates how deeply England's mode of thought and life, her institutions, her manners and customs are rocted in the mind of

her people.

The religious idea, then, without any theological centralisation which would unnecessarily limit the liberty of the individual, determines the ultimate structure of the Muslim Community. In the case of no (?) community the words of Augustus Comte are so completely true as in the case of our own. "Since Religion", says he, "embraces all our existance, its history must be an epitome of the whole history of our development." It may, however, be asked that if mere belief in certain prepositions of a Metaphysical import is the only thing that ultimately determines the structures of the Muslim Community, is it not an extremely unsafe basis especially before the advance of modern knowledge, with its habits of Rationalism and criticism ? This is what the French Orientalist Renan thought ; and entertained a vieled hope that Islam would one day "lose the high intellectual and moral direction of an important part of the universe." Nations, the basic principle of whose collective lif is territorial, neeed not be afraid of Rationalism, to us it is a dangerous foe, since it aims at the very principle which gives us a communal-life, and alone makes our collective existance intelligible. Rationalism is essentially analysis and consequently threatens to disintegrate the communal synthesis achieved by the force of the religious idea. It is undoubtedly true that we can meet Ratianalism on its own ground. But the point which I wish to impress on you is that the dogma i.e. the point of universal agreement on which our communal solidarity depends, has essentially a national rather than intellectual significance for us. To try to convert reiigion into a system of speculative knowledge is, in my opinion, absolutely useless, and even absurd, since the objcet of religion is not thinking about life, its main purpose is to build up a coherent social whole for the gradual elevation of life. Religion is itself a Metaphysics, in so far as it calls up into being a new universe with a view to suggest a new type of character tending to universalise itself in

proportion to the force of the personality in which it originally embodies itself. The point that I have tried to bring out in the above remarks is that Islam has a far deeper significance for us than merely religious, it has a peculiarly national meaning, so that our communal life is unthinkable without a firm grasp of the Islamic Principle. The idea of Islam is, so to speak, our eternal home or country wherein we live, move and have our being. To us it is above everything else, as England is above all to the Englishman and ' Deutschland uber alles'' to the German. The moment our grasy of the Islamic Principle is loosened that solidarity of our community is gone.

(2) Coming now to the second point. The uniformity of Muslim Culture. The unity of religious belief on which our communal life depends, is supplemented by the uniformity of Muslim Culture. Mere belief in the Islamic principle, though exceedingly important, is not sufficient. In order to participate in the life of the communal self the individual mind must undergo a complete transformation, and this transformation is secured, externally by the institutions of Islam, and internally by that uniform culture which the intellectual energy of our forefathers has produced. The more you reflect on the history of the Muslim Community the more wonderful does it appear from the day of its foundation up to the beginning of the 16th Century almost a thousand years this energetic race was busy in the all-absorbing ocsupation of political expansion. Yet in this strom of continuous activity the Muslim world found time to unearth the treasures of ancient science, to make material additions to them, to build a literature of unique character, and above all to develope a comprehensive system of law, probably the most valuable legacy that Muslim civilisation has left us. Just as the Muslim Community does not recognise any ethological differences, and aims as the subsumption of all races under the universal idea of humanity, so our culture is relatively universal, and is not indebted, for its

life and growth to the genuins of one particular people. Persia is perhaps the principal factor in the making of this culture. If you ask me what is the most important event in the history of Islam, I shall immediately answer—the conquest of Persia. The battle of Nehwand gave to the Arabs not only a beautiful country, but also an ancient people who could construct a new civilisation out of the Samitic and the Aryan material. Our Muslim civilisation is a product of the cross-fertilisation of the Samitic and the Aryan ideas. It inherits the softness and refinement of its Aryan mother and the sterling character of its Somitic father. The conquest of Persia gave to the Musalmans what the Conquest of Greece gave to the Romans, but for Persia our culture would have been absolutely onesided. And the people whose cotact transformed the Arabs and the Mughals are not intellectually dead. Persia, whose existence as an independent Political unit is threatened by the aggressive ambition of Russia is still a real centre of Muslim culture, and I can only hope that she still continues to occupy the position that she has always occupied in the Muslim world. To the Royal family of the Persia the loss of the Persia's political independence would mean only a territorial loss, to the Muslim culture such an event would be a blow much more serious than the Tartar invasion of the 10th century. But perhaps I am drifting into politics which it is not my present object to discuss, all that I mean to establish is that in order to become a living member of the Muslim Community the individual besides an unconditional belief in the religious principle, must throughly assimilate the culture of Islam. The object of this assimilation is to create a uniform mental outlook, a peculiar way of looking at the world, a definite standpoint from which to judge the value of things which sharply defines our community, and transforms it into a corporate individual giving it a definite purpose and ideal of its own.

(3) The third point need not detain us long. The above remarks indicate the principal features of an essentially Muslim

type of character. The various types of character, however, that become popular in a community do not appear haphazard Modern. Sociology teaches us that the moral experience of nations obeys certain definite laws. In primitive societies where the struggle for existence is extremely keen and draws more upon man's physical rather than intellectual qualities it is the valiant man who becomes an object of universal admiration and imitation. When, however, the struggle relaxes and the peril is over, the valorous type is displaced, thought not all together, by what Giddings calls the convival type, which takes a due share in all the pleasures of life, and combines in itself the virtues of liberality, generosity and good fellowship. But these two types of character have a tendency to become reckless, and by way of reaction against them appears the third great type which hold up the ideal of self-control, and is dominated by a more serious view of life. In so far as the evolution of the Muslim Community in India is concerned, Temur represented the first type, Babar combined the first and the second, Jahangir embodied pre-eminently the second, while the third type was foreshadowed in Alamgir whose life and activity forms, in my opinion, the starting point in the growth of Muslim Nationality in India. To those whose knowledge of Alamgir is derived from the western interpreters of Indian History, the name of Alamgir is associated with all sorts of cruelty, intolerance, treachery and po litical intrigue. I shall be drifting away from the main point of this lecture if I undertake to show, by a right interpretation of contemporary history, the legitimacy of motive that guided Alamgir's political life. A critical study of his life and times has convinced me that the charges brought against him are based on a misinterpretation of contemporary facts, and a complete misunderstanding of the nature of social and political foreces which were then working in the Muslim State. To me the ideal of character, foreshadowed by Alamgir is essentially the Muslim type of character, and it must be the object of all our education to develop that type. If

it is our aim to secure a continuous life of the community we must produce a type of character which at all costs,holds fast to its own, and while it readily assimilate all that is good in other types, it carefully excludes from its life all that is hostile to its cherished traditions and institutions. A careful observation of the Muslim Community in India reveals the point on which the various lines of moral experience of the community are now tending to converge. In the Punjab the essentially Muslim type of character has found a powerful expression in the so-called Qadiani-sect ; while in the United Provinces, owing to a slightly different intellectual environment, the need of such a type of character is loudly proclaimed by a great poetic voice. In his lighthearted humour Maulana Akbar of Allahabad, aptly called the tongue of the times, conceals a keen perception of the nature of the forces that are at present working in the Muslim Community. Do not be misled by the half-serious tone of his utterances; he keeps his tears vieled in youthful laughter, and will not admit you into his workshop until you come with a keener glance to examine his wares. So deeply related are the currents of thought and emotion in a homogeneous community that if one portion reveals a certain organic craving the material to satisfy that craving is almost simultaneously produced by the other.

Let me now proceed a step further. In the foregoing discussion I have tried to establish three propositions :

1. That the religious idea constitutes the life principle of the Muslim Community. In order to maintain the health and vigour of such a community, the development of all dissenting forces in it must be carefully watched and a rapid influx of foreign elements must be checked or permitted to enter into the social fabric very slowly, so that it may not bring on a collapse by making to great a demand on the assimilation power of the social organism.

2. Secondly : the mental outfit of the individual belonging

to the Muslim Community must be mainly formed out of the material which the intellectual energy of his forefathers has produced, so that he may be made to feel the continuity of the present with the past and the future.

3. Thirdly : that he must possess particular type of character which I have described as the Muslim type.

It is my object now to examine the value of the work that we have done in the various spheres of activity. Now a thoroughgoing criticism of the work of the Muslim world in the sphere of Politics, Religion, Literature and thought, Education, Journalism, Industry, Trade and Commerce will require several volumes. The events which are now happening in the Muslim World are extremely significant and a searching examination of them would be exceedingly instructive, but the task is enormous, and I confess it is beyond my power to undertake it. I shall, therefore, have to confine my observations to the work that we have done in India, and here too I do not pretend to give you any exhaustive treatment of the various problems now confronting us. I shall consider only two points—Education and the improvement of the general condition of the masses.

During the last fifty years or so, the work of Education has absorbed almost all our energies. It is not improper to ask whether we have been following any definite educational ideal, or only working for immediate ends without giving a thought to the future. What kind of men have we turned out ? And is the quality of the output calculated to secure a continuous life of such a peculiary constructed community as our own ? The answer to these questions has been already indicated. The students of Psychology among you know very well that the personal identity of the individual mind depends upon the orderly succession of its mental states. When the continuity of the stream of individual consciousness is disturbed there results Psychical ill-health which may, in course of time, lead on to a final dissoultion

of vital forces. The same is the case with the life of the social mind whose continuity is dependent on the orderly transmission of its collective experience from generation to generation. The objects of education is to secure this orderly transmission and thus to give a unity of self-consciousness of personal identity to the social mind. It is a deliberate effort to bring about a organic relation between the individual and the body-politic to which he belongs. The various portions of the collective tradition so transmitted by education, permeate the entire social mind, and become objects of clear consciousness in the minds of a few individuals only whose life and thought become specialised for the various purposes of the community. The legal, historical and literary traditions of a community, for instances, are definitely present to the consciousness of its lawyers, historians and literary writers, though the community as a whole is only vaguely conscious of them. Now I wish you to look at and judge the value of our educational achievement from this standpoint. In the modern Muslim youngman we have produced a specimen of character whose intellectual life has absolutely no background of Muslim culture without which, in my opinion, he is only half a Muslim or even less than that provided his purely secular education has left his religious belief unshaken. He has been allowed, I am afraid, to assimilate western habits of thought to an alarming extent, a constant study of western literature, to the entire neglect of the collective experience of his own community, has, I must frankly say, thoroughly de-Muslimised his mental life. No community, I say without any fear of contradiction, has produced so very noble types os character as our own : yet our youngman who is deplorably ignorant of the life-history of his own community, has to go to the great personalities of western history for administration and guidance. Intellectually he is a slave to the west, and consequently his soul is lacking in that healthy egoism which comes from a study of ones own history and classics. In our educational enterprise we have hardly realised the truth, which

experience is now forcing upon us, that an undivided devotion to an alien culture is a kind of imperceptible conversion to that culture, a conversion which may involve much more serious consequences that conversion to a new religion. No Muslim writer has expressed this truth more pointedly than the poet Akhbar who, after surveying the present intellectual life of the Muslim youngman, cries out in despair :

شیخ مرحوم کا قول اب مجھے یاد آتا ہے
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

We now see that the fears of the "شیخ مرحوم"—the representative of the essentially Muslim culture, who waged a bitter controversy with the late Sir Syyyed Ahmad Khan on the question of Western Education, were not quite groundless. Need I say that our educational product is a standing testimony to the grain of truth contained in the Shaikh Marhum's contention? Gentlemen, I hope you will excuse me for these straightforward remarks. Having been in close touch with the student-life of to-day for the last ten or twelve years, and teaching a subject closely related to religion, I think I have got some claim to be heard on this point. It has been my painful experience that the Muslim student, ignorace of the social, ethical and political ideals that have dominated the mind of his continuity, is spiritually dead ; and that if the present state of affairs is permitted to continue for another twenty years, the Muslim spirit, which is now kept alive by a few representation of the old Muslim culture, will entirely disappear from the life of our community. Those who laid it down as a fundamental principle that the education of the Muslim child must begin with the study of the Quran—no matter whether he understands it or not—were certainly much more sensible of the nature of our community than we claim to be. Economic considerations alone ought not to determine our activity as a people, the preservation of the unity of the community, the continuous

national life is a far higher ideal than the service of merely immediate ends. To me a Muslim of scanty means who possesses a really Muslim character is a much more valuable national asset than a high-salaried free-thinking graduate to with whem Islam, far from being a working principle of life, is merely a convenient policy in order to secure a greater share in the leave and fishes of the country. These remarks need not lead you to think that I mean to condemn western culture. Every student of Muslim history must not recognise that it was the west which originally shaped the course of our intellectual activity. In the sphere of pure thought we are still perhaps more Greek than Arab or Persian ; Yet nobody can deny that we poseess a unique culture of our own, which no modern Muslim system of education can afford to ignore without running the risk of denationalising those whose good it aims at securing. It is indeed a happy sign that the idea of a Musllm University has dawned upon us. Considering the nature of our community the necessity of such an institution cannot be doubted, provided it is conducted on strictly Islamic lines. No community can afford to break entirely with its past and it is more emphatically true in the case of our community whose collective tradition alone constitute the principle of its vitality. The Muslim, must of course, keep pace with the progress of modern ideas ; but his culture must, in the main, remain Muslim in character and it is clear that such a thing cannot be attained without a teaching university of our own. If you produce youngmen, the groundwork of whose culture is not Muslim, you will not be bringing up a Muslim community, you will be creating a totally new community, which having no strong principle of cohesion may, at any time lose its individuality in the individuality of any of the surrounding communities, that may happen to possess a greater vitality than itself. But there is, perhaps, a still more important reason for the necessity of a Muslim University in India. You know that the ethical training of the masses of our community is principally in the hands of a very inefficient

class of *Moulvies* or public preachers, the range of whose knowledge of Muslim history and Literature is extremely limited. A modern public teacher of morality and religion must be familiar with the great truths of history, economics and sociology besides being thoroughly conversant with the literature and thought of his own community. Such public treachers are the great need of the times. The Nadwa, the Aligarh College, the theological Seminary of Dewband, and other institutions of a similar type, working indepently of one another, cannot meet this pressing demand. All these scattered educational forces should be organised into a central institution of a large purpose which may afford opportunities not only for the development of special abilities, but may also create the necessary type of culture for the modern Indian Muslim. A purely weste·n ideal of education will be dangerous to the life of our community if it is to continue in an essentially Muslim community. It is therefore absolutely necessary to construct a fresh educational ideal in which the elements of Muslim culture must find a prminent place, and past and the present coming in a happy union. The construction of such an ideal is not an easy task ; it requires a large imagination, a keen perception of the tendencies of modern times, and a complete grasp of the meaning of Muslim history and religion.

Before leaving this point, I think, I cught to say a few words on the education of the Muslim woman. This is not a place to discuss the ideal of womanhood in Islam. I must, however, frankly admit that I am not an advocate of absolute equality between man and woman. It appears that Nature has alloted different functions to them, and a right performance of these functions is equally indespensible for the health and prosperity of the human family. The so called "emancipation of the western woman" necessitated by western invidualism, and the peculiar economic situation produced by an unhealthy competition, is an experiment, in my opinion, likely to fail, not without doing in-

calculable harm, and creating extremely intricate social problems. Nor is the higher education of women likely to lead to any desirable consequences in so far, at the birth rate of a community is concerned. Experience has already shown that the economic emancipation of women in the west has not, as was expected materially extended the production of wealth. On the other hand it has a tendency to break up the Psychical life of society. Now I am ready to recognise that the evolution of society by resident forces alone is an impossibility in modern times. The almost total annihilation of space and time has produced a close contact among the various communities of the world, a contact which is likely to affect the natural orbit of some and to prove disastrous to others. What the larger economic, social and political forces that are now working in the world will bring about, nobody can foretell ; but we must remember that while it is advisable, and even necessary for a healthy social change, to assimilate the elements of an alien culture, a hasty injudicious jump to alien institutions may lead to most abrupt structural disturbance in the body-social. There is an element of universality in the culture of a people ; their social and political institutions on the other hand, are more individual. They are determined by their peculiar tradition and life-history, and cannot be easily adopted by a community having a different tradition and life-history. Considering, then the peculiar nature of our community, the teaching of Islam, and the revelation of Physiology and Biology on the subject, it is clear that the Muslim women should continue to occupy the position in society which Islam has alloted to her. And the position which has been alloted to her must determine the nature of her education. I have tried to show above that the solidarity of our community rests on our hold on the religion and culture of Islam. The woman is the principal depositary of the religious idea. In the interests of a continuous national life, therefore, it is extremely necessary to give her, in the first place, a sound religious education. That must, however, be supple-

mented by a general knowledge of Muslim-History, domestic economy, and hygiene. This will enable her to give a degree of intellectual companionship to her husband and successfully to do the duties of motherhood which, in my opinion is the principal function of the woman. All subjects which have a tendency to de-womanise and to de-Muslamise her, must be carefully excluded from her education. But our educationists are still groping in the dark. They have not yet been able to prescribe a definite course of study for our girls; and some of them are, unfortunately too much dazzled by the glamour of western ideals to realise the difference between Islam which constructs nationality out of a purely abstract idea, i.e., religion, and westernism which builds nationality on an objective basis i.e. country.

I shall now proceed to offer a few remarks on the improvement of the general condition of the masses of our community. And in this connection the first point of importance is the economic condition of the average Muslim. I am sure nobody will deny that the economic condition of the average Muslim is extremely deplorable. His small wage, dirty house, and under-fed children are a matter of common observation in the towns where the population is mostly Muslim. Pass through a Muslim street in Lahore ; what do you find ; An old silent gloomy street whose mournful quite is relieved by the shrieks of ill-clad bony children, or by the subdued entreaties of an old woman in Pardah spreading out her skinny hand for alms. This is not all. Inside these unhappy dwellings there are hundreds of men and womeu whose fathers have seen better days, who are now compelled to starve without ever opening their lips for appeals (to) charity. It is really this poverty of the lower strata of our community and not the Pardah system, as our young protagonists of social reform sometimes contend, that is reacting on the general physique of our community. Besides this class there is the absolutely incapable who brings into the world children as incapable as himself, and by surrendering him-

self to laziness and crime spreads the contagion of these vices to others. Have we ever given a thought to three aspects of the social problem ? Have we ever realised that the duty of our Anjumans and Leagues is to work for the elevation of the masses and not to push up the individuals ? The most important problem before the Muslim public worker is how to improve the economic conditions of his community. It is his duty to make a careful study of the general economic situation in India and the causes which have brought it about. How much of this situation is due to the larger economic forces that are working in the modern world, how much to the historical antecedents, customs, prejudices and ethical short comings of the people of this land, how much, if at all, to the policy of the Government; these are the questions which, in preference to other questions, must occupy his brains. The problem will, of course, have to be approached in a broad impartial non-secterian spirit ; since the economic forces affect all communities alike. The ever-increasing land-revenue, the importation of foreign drink into country, or the rise of prices, whether it is due to a wrong currency policy or the establisement of free-trade between an agricultural country and a manufacturing country, or to any other cause—these things affect the economic condition of Hindus, Muslims, Sikhs and and Parsees all alike, and loudly proclaim that the public workers of all the various communities can, at least, meet on the common ground of economic discussion. The Muslim public worker, however has hitherto concentrated almost all his energies on the point of securing our due share in Government Service. The effort is certainly laudable, and he must continue to work until we have achieved our object. But he must remember that Government-service as a field for the production of wealth, is extremely limited. It offers prospects of economic elevation only to a few individuals ; the general health of a community depends largely on its economic independence. There is no doubt thal a few individuals in the the higher branches of Government-service

give a tone of honour and self-respect to the whole community ; but it is equally true that there are other spheres of economic activity which are equally important and more profitable. The process of change and adjustment to an economic ideal is certainly painful to a people whose tradition have been in the main, military, yet in view of the change that is coming over the communities of Asia, principally through the economic energy of western nations, the ordeal must be gone through besides working for the removal of economic disabilities, if any, we must have a system of technical education which is, in my opinion, even more important, than higher education. The former touches the general economic condition of the masses which form the backbone of a community, the latter only a few individuals who happens to possess more than average intellectual energy. The charity of the wealthier classes among us must be so organised as to afford opportunities of a cheap technical education to the children of the community. But industrial and commercial training alone is not sufficient. In economic competition the ethical factor plays an equally important part. The virtues of thrift, mutual trust, honesty, punctuality and co-operation are as much valuable economic assets as Professional skill. How many economic undertakings have failed in India through want of mutual trust and a proper spirit of co-operation. If we want to turn out good working men, good shopkeepers, good artisans and above all good citizens, we must first make them good Muslims.

# کتابیات

## (الف) کُتب[1]


آثار اقبال : مرتبہ غلام دستگیر رشید ، ادارہ اشاعت اردو حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۴ء -

ادبیاتِ فارسی میں ہندوؤں کا حصہ : ڈاکٹر سید عبداللہ ، مجلسِ ترقی ادب لاہور ، ۱۹۶۷ء

اردو املا : رشید حسن خاں ، نیشنل اکادمی دہلی ، ۱۹۷۴ء

اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ ، جلد ۳ : پنجاب یونیورسٹی لاہور ، ۱۹۶۸ء

اردو کیسے لکھیں : رشید حسن خاں ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ، ۱۹۷۵ء

اسلامی تصوف اور اقبال : ڈاکٹر ابوسعید نور الدین ، اقبال اکادمی پاکستان کراچی ، ۱۹۵۹ء

اشاریہ کلام اقبال (اردو) : ڈاکٹر محمد صدیق شبلی ، کتاب مرکز فیصل آباد ، ۱۹۷۷ء

اصلاحاتِ اقبال : مرتبہ محمد بشیر الحق دسنوی ، مکتبہ دین و دانش بانکی پور پٹنہ ، ۱۹۵۰ء

اصول تحقیق و ترتیب متن : ڈاکٹر تنویر احمد علوی ، شعبۂ اردو دلی یونیورسٹی دہلی -

اقبال : (از عطیہ بیگم) ، ترجمہ ضیاء الدین احمد برنی ، اقبال اکادمی کراچی ، ۱۹۵۶ء


---

۱- تصانیفِ اقبال کی جملہ اشاعتوں کی تفصیل ضمیمہ نمبر ۱ میں دی جا رہی ہے ، اس لیے ضمیمے میں مذکور کتابیں زیر نظر فہرست میں شامل نہیں کی گئیں -

اقبال : مولوی احمد دین ، اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ، ۱۹۲۶ء
اقبال اپنوں کی نظر میں : مرتبہ مصباح الحق صدیقی ، فرحان پبلشرز لاہور ، ۱۹۷۷ء
اقبال اور اس کا عہد : جگن ناتھ آزاد . ادارہ انیس اردو الہ آباد ، ۱۹۶۰ء
اقبال اور انجمن حمایت اسلام : محمد حنیف شاہد ، کتب خانہ انجمن حمایت اسلام لاہور ، ۱۹۷۶ء
اقبال اور بھوپال : صہبا لکھنوی ، اقبال اکادمی پاکستان کراچی ، ۱۹۷۳ء
اقبال اور پنجاب کونسل : محمد حنیف شاہد ، مکتبہ زریں لاہور ، ۱۹۷۷ء
اقبال اور عبدالحق : ڈاکٹر ممتاز حسن ، مجلس ترقی ادب لاہور ، ۱۹۷۳ء
اقبال اور فارسی شعرا : ڈاکٹر محمد ریاض ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۷۷ء
اقبال اور مسئلہ تعلیم : محمد احمد خان، اقبال اکادمی پاکستان لاہور، ۱۹۷۷ء
اقبال اور مغربی مفکرین : جگن ناتھ آزاد ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ ، نئی دہلی ، ۱۹۷۵ء
اقبال ایرانیوں کی نظر میں : ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی ، اقبال اکادمی پاکستان کراچی ، ۱۹۵۷ء
اقبال ، چوہدری محمد حسین کی نظر میں : مرتبہ محمد حنیف شاہد ، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور ، ۱۹۷۵ء
اقبال درونِ خانہ : خالد نظیر صوفی ، بزمِ اقبال لاہور ، ۱۹۷۱ء
اقبال ، سب کے لیے : ڈاکٹر فرمان فتح پوری ، اردو اکادمی سندھ کراچی ، ۱۹۷۸ء
اقبال ، سید سلیمان ندوی کی نظر میں : اختر راہی، بزمِ اقبال لاہور، ۱۹۷۸ء
اقبال کا ذہنی ارتقا : ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، مکتبہ خیابانِ ادب لاہور ، ۱۹۷۸ء
اقبال کا فکر و فن : ڈاکٹر تاثیر، مرتبہ افضل حق قرشی ، منیب پبلی کیشنز لاہور ، ۱۹۷۷ء
اقبال کا فلسفۂ تعلیم : محمد احمد صدیقی ، کراچی بک کمپنی کراچی ،س۔ن
اقبال کی اردو نثر : ڈاکٹر عبادت بریلوی ، مجلسِ ترقی ادب لاہور ، ۱۹۷۷ء
اقبال کی تلاش میں : ڈاکٹر ظ۔ انصاری ، میٹرو پرنٹنگ پریس بمبئی ، ۱۹۷۸ء

اقبال کی صحبت میں : ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ، مجلس ترقی ادب لاہور ، ۱۹۷۷ء

اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی جائزہ : ڈاکٹر عبدالشکور احسن ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۷۷ء

اقبال کے آخری دو سال : عاشق حسین بٹالوی ، اقبال اکادمی پاکستان کراچی ، ۱۹۶۱ء

اقبال کے ابتدائی افکار : ڈاکٹر عبدالحق ، پہاڑ پور ، مچھلی شہر، جون پور ، ۱۹۶۹ء

اقبال کے تعلیمی نظریات : محمد احمد صدیقی ، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی ، ۱۹۶۵ء

اقبال کے شعری مآخذ : سید وزیر الحسن عابدی ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۷۷ء

اقبال کے ممدوح علماء : مرتبہ ، قاضی افضل حق قرشی ، مکتبہ محمودیہ لاہور ، ۱۹۷۸ء

اقبال نامہ : مرتبہ ، چراغ حسن حسرت ، تاج کمپنی لمیٹڈ ،لاہور ، س ۔ ن ۔

اقبالیات کا تنقیدی جائزہ : قاضی احمد میاں اختر جوناگڑھی ، اقبال اکادمی پاکستان کراچی ، ۱۹۶۵ء

اکبر اور اقبال : ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، مکتبہ عالیہ لاہور ، ۱۹۷۷ء

انجمن : فقیر سید وحید الدین ، لائن آرٹ پریس کراچی

النظر : خان بہادر مرزا سلطان احمد ، مرغوب ایجنسی لاہور ، ۱۹۱۹ء

اوراقِ گم گشتہ : مرتبہ رحیم بخش شاہین اسلامک پبلی کیشنز ، لاہور ، ۱۹۷۵ء

ایقانِ اقبال : محمد منور ، ایوان ادب کراچی ، ۱۹۷۷ء

باقیاتِ اقبال : مرتبہ سید عبدالواحد معینی ، مجلسِ اقبال کراچی ، ۱۹۵۱ء

باقیاتِ اقبال : مرتبہ سید عبدالواحد معینی ، محمد عبداللہ قریشی ، آئینہ ادب لاہور ، ۱۹۷۸ء

پاکستان کی نظریاتی بنیادیں : ڈاکٹر وحید قریشی ، ایجوکیشنل ایمپوریم لاہور ،

تاریخ اورینٹل کالج : ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار ، جدید اردو ٹائپ پریس لاہور ، ۱۹۶۲ء

چند یادیں چند تأثرات : عاشق حسین بٹالوی ، آئینۂ ادب لاہور ، ۱۹۶۹ء
حافظ اور اقبال : ڈاکٹر یوسف حسین خاں ، غالب اکیڈیمی دہلی ۱۹۷۷ء
حرفِ اقبال : ترجمہ لطیف احمد شیروانی ، ایم ثناء اللہ خاں لاہور ،
حیاتِ اقبال : [چراغ حسن حسرت] تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور ، [۱۹۳۸ء]
حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور : محمد عثمان ، مکتبہ جدید لاہور ، ۱۹۷۵ء
خلافتِ اسلامیہ : ترجمہ چودھری محمد حسین ، ظفر برادرز لاہور ۱۹۲۳ء
خون بہا ، حصہ اول : احمد شجاع پاشا ، تاج کمپنی لاہور ، ۱۹۴۳ء
ذکرِ اقبال : عبدالمجید سالک ، بزم اقبال لاہور ، ۱۹۵۵ء
روایاتِ اقبال : ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ، مجلس ترقی ادب لاہور ، ۱۹۷۷ء
رومیِ عصر : ڈاکٹر عبدالحمید عرفانی ، کانونِ معرفت تہران ، [۱۹۵۳ء]
زندہ رود : [اول] جاوید اقبال ، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ، ۱۹۷۹ء
زندہ رود [دوم] : جاوید اقبال ، شیخ علی اینڈ سنز لاہور ، ۱۹۸۱ء
سرگذشت اقبال : ڈاکٹر عبدالسلام خورشید ، اقبال اکادمی پاکستان
لاہور ، ۱۹۷۷ء
سرودِ رفتہ : مرتبہ غلام رسول مہر ، صادق علی دلاوری ، شیخ غلام علی
اینڈ سنز لاہور ، ۱۹۵۹ء
سفر نامۂ اقبال : حمزہ فاروقی ، مکتبہ معیار کراچی ، ۱۹۷۳ء
سیر افغانستان : سید سلیمان ندوی ، نفیس اکادمی حیدر آباد دکن ، ۱۹۴۷ء
سیرتِ اقبال : محمد طاہر فاروقی ، قومی کتب خانہ لاہور ، ۱۹۳۹ء ، ۱۹۴۴ء ،
۱۹۴۹ء ، ۱۹۷۸ء
شذراتِ فکر اقبال : ترجمہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ، مجلسِ ترقی ادب
لاہور ، ۱۹۷۳ء
شرح آئینۂ عجم : مولوی محمد چراغ ، اسلامیہ سٹیم پریس لاہور ، [۱۹۲۷ء]
شکوہ اقبال اور اس کی صدائے بازگشت : سید قمقام حسین جعفری ، صوفی
عبدالرشید نیو کراچی ، ۱۹۷۳ء
شکوہ : علامہ اقبال ، مرغوب ایجنسی لاہور ، س ـ ن ـ
عذرِ شکوہ : پیر زادہ محمد عبدالعزیز ، حکیم ایم معراج الدین احمد امرتسر ،
۱۹۱۵ء
علامہ اقبال کی فارسی غزل : محمد منور ، ایوانِ اردو کراچی ، ۱۹۷۷ء

فکرِ اقبال : خلیفہ عبدالحکیم ، بزمِ اقبال لاہور ، ۱۹۵۷ء
قرآن اور اقبال : ابو محمد مصلح ، سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور ، ۱۹۶۹ء
قومی زندگی اور ملتِ بیضا پر ایک عمرانی نظر : علامہ اقبال ، آئینہ ادب لاہور ، ۱۹۷۰ء
کتابیاتِ اقبال : مرتبہ رفیع الدین ہاشمی ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۷۵ء
کشف الابیات اقبال : ڈاکٹر صدیق شبلی ، ڈاکٹر محمد ریاض ، انتشاراتِ مرکزِ تحقیقاتِ فارسی ، اسلام آباد ، ۱۹۷۷ء
کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ : ڈاکٹر وحید قریشی ، مکتبہ ادب جدید لاہور ، ۱۹۷۳ء
کلیاتِ اقبال : مرتبہ مولوی محمد عبدالرزاق ، عماد پریس حیدر آباد دکن ، [۱۹۲۴ء]
کلیاتِ اقبال اردو : اقبال ، ایجوکیشنل بک ہاؤس ، علی گڑھ ، ۱۹۷۵ء
کلیاتِ اقبال فارسی : مرتبہ احمد سروش ، کتاب خانہ سنائی تہران ، طبع دوم : ۱۹۷۳ء
کلیدِ اقبال : مرتبہ ، نذیر احمد ، اردو اکادمی بہاول پور ، [۱۹۶۳ء]
لسان الغیب : مولانا حکیم فیروز الدین احمد طغرائی ، منشی مولا بخش کشتہ امرتسر ، س ـ ن ـ
متعلقات خطباتِ اقبال : مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۷۷ء
مثنوی رازِ بے خودی : خان بہادر پیرزادہ مظفر احمد فضلی ، فضل حسین مطبع ہلالی دہلی ، ۱۹۱۸ء
مثنوی سرّ الاسرار : ڈاکٹر معین الدین جمیل ، یوسف ولا کراچی ، ۱۹۶۲ء
مثنوی معروف بہ گل و بلبل (از بو علی قلندر) مرتبہ ڈاکٹر ساجداللہ تفہیمی مقبول اکیڈیمی لاہور ، ۱۹۷۹ء
محمد اقبال : فضل اللہ رضا ، انجمن روابط فرہنگی ایران و پاکستان ، تہران ، ۱۹۷۳ء
مطالب اسرار و رموز : غلام رسول مہر ، شیخ غلام علی اینڈ سنز ، لاہور ۱۹۶۹ء

معاصرین اقبال کی نظر میں : محمد عبداللہ قریشی ، مجلس ترقی ادب لاہور ، ۱۹۷۷ء
منشورات اقبال : بزمِ اقبال لاہور ، س ۔ ن ۔
مہاراجہ سر کشن پرشاد شاد ، حیات اور ادبی خدمات : ڈاکٹر حبیب رضا ، سید فہیم الدین حیدر آباد دکن ، ۱۹۷۸ء
میزانِ اقبال : پروفیسر محمد منور ، یونیورسٹی بک ڈپو لاہور ، ۱۹۷۲ء
مےِ لالہ فام : ڈاکٹر جاوید اقبال ، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ، ۱۹۷۲ء
نذر اقبال : (از شیخ سر عبدالقادر) مرتبہ محمد حنیف شاہد ، بزم اقبال لاہور ، ۱۹۷۲ء
نظم اقبال ، سفر حیدرآباد دکن ۱۹۱۰ء : مرتبہ تصدق حسین تاج ، احمدیہ پریس حیدرآباد دکن ، ۱۹۳۸ء
نظم جدید کی کروٹیں : ڈاکٹر وزیر آغا ، مکتبہ میری لائبریری لاہور ، ۱۹۷۴ء
نظم سپاس جناب امیر اور دوسری نظمیں : مرتبہ تصدق حسین تاج ، انجمن اشاعت اردو حیدرآباد دکن ، ۱۹۳۸ء
نقشِ اقبال : سید عبدالواحد معینی ، آئینہ ادب لاہور ، ۱۹۶۹ء
یارانِ کہن : عبدالمجید سالک ، مکتبہ چٹان لاہور ،
یک چمن گل : مرتبہ غلام حسین صالحی علامی ، بنگاہ مطبوعاتی عطائی تہران ، ۱۹۶۰ء

*A Bibliography of Iqbal* : K.A. Waheed, Iqbal Academy Karachi, 1965.

*Bibliography of Iqbal* : Abdul Ghani and Nur Ilahi, Bazm-i-Iqbal, Lahore, 1954.

*Discourses of Iqbal* : Edited by Shahid Hussain Razzaqi, Sheikh Ghulam Ali and Sons, Lahore 1979.

*Iqbal* : Attiya Begum, Aina-i-Adab, Lahore, 1969.

*Iqbal's Educational Philosophy* : K.G. Sayyedain, Sh. Mohammad Ashraf, Lahore, n.d.

*Iqbal in Pictures* : Fakir Sayed Waheed-ud-Din, Lion Art Press Karachi, 1965.

*Islam as an Ethical and Political Ideal* : Edited by Dr. S. Y. Hashmy, Islamic Book Service Lahore, 1977.

*Mohammedan Theories of Islam :* Nicholas P. Aghnides, Columbia University, New York, 1910.

*My Reminiscences* : M S. Toosy, Karachi, 1976.

*Persian Psalms :* Arthur J. Arbery, Muhammad Ashraf Lahore, 1948.

*Quaid-i-Azam as seen by His Contemporaries* : Compiled by Jamil-ud-Din Ahmad, Publishers United Lahore, 1966.

*The Sword and Sceptre* : Edited by Dr. Riffat Hassan, Iqbal Academy Lahore, 1977.

*Tributes to Iqbal* : Edited by Muhammad Hanif Shahid, Sang-i-Meel Publications, Lahore, 1977.

## (ب) رسائل و اخبارات

آزاد کشمیر مظفر آباد : ۲۲ اپریل ۱۹۵۵ء

آئینہ لاہور : اپریل ۱۹۶۵ء

احساس پشاور : اقبال نمبر ، جلد ۲ ، شمارہ ۱۱ [۱۹۷۸]

اردو کراچی : جولائی اکتوبر ۱۹۶۰ء ، اقبال نمبر طبع سوم ۱۹۷۷ء

اردو ڈائجسٹ لاہور : دسمبر ۱۹۷۷ء

الزبیر بہاولپور : اقبال نمبر ۲

اقبال لاہور : اکتوبر ، ۱۹۵۵ء اکتوبر ۱۹۵۷ء ، جنوری ۱۹۶۸ء ، جولائی ستمبر ۱۹۷۱ء ، جنوری ۱۹۷۴ء

اقبال ریویو ، کراچی لاہور : جولائی ۱۹۶۱ء ، جولائی ۱۹۶۲ء ، جنوری ۱۹۶۴ء ، جنوری ۱۹۷۶ء ، اقبال نمبر جولائی ، اکتوبر ۱۹۷۷ء ، جولائی ۱۹۷۸ء ، جولائی ۱۹۷۹ء

امروز لاہور : ۲۲ اپریل ۱۹۴۹ء

انقلاب لاہور : ۱۹۲۷ء اور ۱۹۳۲ء کے متعدد شمارے

اورینٹل کالج میگزین لاہور : اقبال نمبر ۱۹۷۷ء

برگِ گل کراچی : اقبال نمبر ۱۹۷۷ء

توحید میرٹھ : یکم اگست ۱۹۱۳ء

جنگ راولپنڈی : اقبال ایڈیشن ۱۹۷۲ء ، اپریل ۱۹۷۳ء

جنگ کراچی : اقبال ایڈیشن اپریل ۱۹۷۴ء ، اقبال ایڈیشن نومبر ۱۹۷۷ء

جنگ لندن : ۲۰ جنوری ۱۹۷۷ء ، ۲۰ ستمبر ۱۹۷۷ء ، ۲۲ جون ۱۹۷۸ء

راوی لاہور : اقبال نمبر ۱۹۷۴ء
زمیندار لاہور : ۱۹۲۳ء اور ۱۹۲۷ء کے متعدد شمارے
سویرا لاہور : جنوری تا مارچ ۱۹۷۸ء
شیرازہ سری نگر : اقبال نمبر شمارہ ۳ ، ۴ ، ۵ ، ۶ -
صحیفہ لاہور : اقبال نمبر اول ، اکتوبر ۱۹۷۳ء ، دوم نومبر دسمبر ۱۹۷۷ء ، جنوری فروری ۱۹۷۸ء
ضیاء بار سرگودھا : اقبال نمبر ۱۹۷۳ء
ضیائے حرم لاہور : اپریل ۱۹۷۵ء ، نومبر ۱۹۷۷ء ، اپریل ۱۹۸۰ء
فاران کراچی : اپریل ۱۹۵۳ء
فنون لاہور : اقبال نمبر دسمبر ۱۹۷۷ء
فیض الاسلام راولپنڈی : اقبال نمبر جنوری ۱۹۷۸ء
قومی زبان کراچی : اپریل ۱۹۷۹ء
کردار نو منٹگمری : اپریل مئی ۱۹۶۳ء
ماہِ نو لاہور : اقبال نمبر اپریل ۱۹۷۰ء
مجلۂ تحقیق لاہور : جلد ۱ ، شمارہ ۱ ، ۲ -
مخزن لاہور: ستمبر ۱۹۰۲ء ، اکتوبر ۱۹۰۳ء ، دسمبر ۱۹۰۴ء ، مارچ ۱۹۰۵ء
معارف اعظم گڑھ : اگست ۱۹۳۸ء ، ستمبر ۱۹۳۸ء
نقوش لاہور : ستمبر ۱۹۶۷ء ، خطوط نمبر اول ، اپریل مئی ۱۹۶۸ء ، اقبال نمبر ۱ ستمبر ۱۹۷۷ء ، اقبال نمبر ۲ دسمبر ۱۹۷۷ء
نوید صبح سرگودھا : اقبال نمبر ۱۹۵۲ء
ہم راز لاہور : اقبال نمبر نومبر دسمبر ۱۹۷۷ء

*Islamic Education* , Lahore : Jan. Feb. 1975.
*Journal of Research*, P. U., Lahore : July 1977, Jan. 1978.
*Journal of Research Society of Pakistan*, Lahore : October 1977.

## (ج) مسوّدات اور قلمی بیاضیں

### (مملوکہ علامہ اقبال میوزیم لاہور)

(۱) بیاض نمبر A/M - 1977 - 193 (ضربِ کلیم کی بعض منظومات)
(۲) مسودہ نمبر A/M - 1977 - 118 (بالِ جبریل ، مکمل)
(۳) بیاض نمبر A/M - 1977 - 195 (متفرق اردو اور فارسی کلام)

| | |
|---|---|
| (۴) بیاض نمبر 198 - 1977 - A/M | (ابتدائی مسودہ اسرار خودی) |
| (۵) بیاض نمبر 199 - 1977 - A/M | (مسودہ رموز بے خودی) |
| (۶) مسودہ نمبر 200 - 1977 - A/M | (مسودہ پس چہ باید کرد) |
| (۷) بیاض نمبر 201 - 1977 - A/M | (بانگِ درا ، بالِ جبریل ، زبورِ عجم اور مسافر کی متفرق منظومات ، دیباچہ پیام مشرق سے متعلق انگریزی اشارات) |
| (۸) مسودہ نمبر 203 - 1977 - A/M | (مکمل مسودہ اسرارِ خودی) |
| (۹) بیاض — نمبر درج نہیں | (بانگِ درا اور بال جبریل کا متفرق کلام) |
| (۱۰) بیاض — نمبر درج نہیں | (بانگِ درا کی متفرق منظومات) |
| (۱۱) مسوہ — نمبر درج نہیں | (مکمل مسودہ اسرارِ خودی) |
| (۱۲) مسودہ نمبر 208 - 1977 - A/M | The Muslim Commumity |

## (د) غیر مطبوعہ خطوط اور یادداشتیں

(الف) علامہ اقبال کے متعدد غیر مطبوعہ خطوط

(ب) بشیر احمد ڈار ، شیخ محمد اشرف ، سید نذیر نیازی ، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی ، محمد عبداللہ قریشی اور لطیف احمد شیروانی کے متعدد خطوط ، بنام رفیع الدین ہاشمی ۔

(ج) سید نذیر نیازی ، شیخ محمد اشرف ، ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی اور شیخ نیاز احمد سے ملاقاتوں کی ذاتی یادداشتیں ۔

# اشاریہ


○ اشخاص

○ کتب

○ اخبارات و مجلّات

## (ا) اشخاص

[یہ اشاریہ صرف متنِ کتاب پر محیط ہے۔ "اقبال" کا حوالہ عمداً شامل نہیں کیا گیا -]


### آ

آربری ، پروفیسر : ۳۷ -
آرنلڈ ، پروفیسر : ۱۲ ، ۱۶ ، ۲۳۷ ، ۲۸۹ ، ۳۰۳ ، ۳۰۶ ، ۳۰۸ ، ۴۱۳ -
آزاد : دیکھیے محمد حسین آزاد -
آفتاب احمد خاں ، صاحبزادہ : ۲۳۱ -

### الف

ابراہیم بیگ : ۳۲ -
ابراہیم حنیف ، پیرزادہ : ۳۱۰ -
ابن پرویں رقم : ۳۳ -
ابن خلدون : ۳۱۹ -
ابن رشد : ۳۱۹ -
ابن یمین : ۴۳۳ -
ابوالکلام آزاد : ۳۱۳ -
احسن مارہروی : ۲۰۷ -
احمد دین ، مولوی : ۱۱ ، ۱۲ ، ۲۳ ، ۲۴ -
احمد حسین خاں ، خان : ۱۱ ، ۱۲ -
احمد ، سردار ایم .بی : ۳۲۰ -
احمد سروش : ۱۹۱ -
احمد شجاع پاشا ، حکیم : ۷ ، ۹ ، ۱۲ ، ۱۹ ، ۲۷۰ ، ۴۱۱ ، ۴۲۰ ، ۴۲۷ تا ۴۲۹ -
احمد عاشق ، سید : ۴۲۶ -
احمد میاں اختر جونا گڑھی : ۲۱۹ -
احمد نواز ملک : ۳۷۲ -
اختر راہی : ۱۵۹ -
اختر شیرانی : ۲۳۰ -
اخلاق اثر : ۲۷۰ -
ادیب صابر : ۴۳۳ -
ارشد گورگانی : ۹ ، ۱۰ ، ۱۱ ، ۴۰۳ -
اسد ملتانی : ۶۳ -
اسمٰعیل میرٹھی : ۴۲۸ -
اشرف حسین : ۴۲۶ -
اصغر علی روحی ، مولانا : ۱۱ ، ۳۱۳ -
اظہر عباس : ۲۴۱ ، ۲۴۸ -

اعجاز احمد ، شیخ : ۴ ، ۲۱ ،
۲۰۶ ، ۲۲۱ ، ۲۶۷ ، ۳۰۸ ،
۴۰۹ ، ۴۱۳ -
اعجاز حسین : ۴۲۶ -
اعظم کریوی : ۴۲۸ -
افسر میرٹھی : ۴۲۹ -
افتخار احمد صدیقی، ڈاکٹر : ۳۸۱ -
افتخار الدین ، فقیر سید : ۱۱ -
افضل حسین ، میاں : ۱۱۴ -
افضل حق قرشی ، قاضی : ۳۸۶ -
افلاطون : ۸۳ ، ۹۳ -
اکبر (شہنشاہ) : ۴۲۴ -
اکبر الہ آبادی : ۱۹، ۲۰ ، ۷۷ ،
۸۵ ، ۱۴۵ ، ۲۱۵ ، ۲۵۴ ،
۴۲۶ ، ۴۲۸ -
اکبر حیدری : ۲۴۱ -
اکبر علی خاں ، عرشی زادہ :
۲۰۱ ، ۲۴۶ -
اکرم ، ڈاکٹر ایس ایم : ۲۶۵ -
الاشراقی : ۳۱۲ -
الجیلی : دیکھیے عبدالکریم الجیلی -
الطاف حسین ، سید : ۴۰۱ ،
۴۱۲ -
امتیاز محمد خان : ۴۱۳ -
امجد علی ، سید : ۳۹۲ ، ۴۰۷ -
امیر بخش ، خواجہ : ۱۱ -
امین الدین ، حکیم : ۱۱ -
انشاء اللہ خان ، مولوی : ۱۳۰ ،
۲۵۶ ، ۲۸۳ ، ۳۴۳ -
انور اقبال قریشی ، ۲۹۷ -
انور شاہ ، مولانا : ۲۲۷ -
انوری : ۴۳۳ -
انیس ، میر : ۱۳ ، ۴۲۶ -
اورنگ زیب عالمگیر : ۴۰۸ ،
۴۲۸ ، ۴۳۵ ، ۴۳۶ -
ایڈورڈ ہفتم : ۴۳۳ -
ایم اسلم : ۲۸۵ ، ۳۹۲ ، ۴۱۱ -


## ب


بابا فغانی : ۲۷ -
بابر : ۴۲۸ -
باقر علی داستان گو : ۴۲۶ -
بدایعی بلخی : ۴۳۲ -
برانٹ ، پروفیسر آر : ۳۰۷ -
براؤننگ : ۱۵ -
برٹرینڈ رسل : ۳۲۵ -
برکلے ، جان : ۳۲۵ -
برنی : دیکھیے ، ضیاء الدین برنی -
بریڈلے : ۱۳ -
بشیر احمد ڈار : ۲۱۶ ، ۲۳۹ تا
۲۴۱ ، ۲۴۵ ، ۲۴۷ ، ۲۶۰ ،
۲۶۳ ، ۲۶۵ ، ۲۶۸ ، ۲۷۱ ،
۲۹۱ ، ۳۸۶ -
بشیر احمد ، میاں : ۲۵۹ ، ۳۹۲ ،
۳۹۸ ، ۴۰۳ -
بہادر یار جنگ : دیکھیے نواب
بہادر یار -
بیدل ، عبدالقادر : ۲۷ ، ۴۰۳ -
بیگم آرنلڈ : ۲۶۳ ، ۲۶۹ -

بیگم مولانا گرامی : ۳۴ ، ۲۵۷ ، ۲۷۵ -
بیگم ہمایوں مرزا : ۲۷۴ -
بے نظیر شاہ : ۴۲۶ -

پ

پروین رقم ، عبدالمجید : ۳۶ ، ۴۹ ، ۱۳۲ ، ۱۴۳ تا ۱۴۵ ، ۱۴۷ ، ۱۴۸ ، ۱۵۱ ، ۱۵۲ ، ۱۵۷ ، ۱۶۰ ، ۱۶۴ ، ۲۷۲ -
پریم چند : ۴۲۶ ، ۴۲۸ -

ت

تاثیر ، ڈاکٹر محمد دین : ۶ ، ۲۱۸ ، ۲۱۹ ، ۲۴۴ ، ۳۷۶ ، ۳۹۸ -
تارا چند : ۲۴۶ -
تبسم : دیکھیے صوفی غلام مصطفیٰ تبسم -
تصدق حسین تاج : ۲۳۰ ، ۲۷۴ ، ۳۳۵ ، ۳۴۳ -
تقی شاہ ، سید : ۴ ، ۲۲۶ -
تلوک چند محروم : ۲۴۸ ، ۴۲۵ ، ۴۲۶ ، ۴۲۸ -
تمکین کاظمی : ۲۴۸ -
تھامس ، ایف ڈبلیو : ۳۰۵ -
تیج رام ، لالہ : ۴۲۰ -

ٹ

ٹیپو سلطان : ۲۶۳ ، ۴۰۸ ، ۴۲۵ ، ۴۲۷ -
ٹینی سن : ۱۵ -

ث

ثاقب کانپوری : ۲۴۱ ، ۲۴۸ ، ۲۴۹ -

ج

جاوید اقبال ، ڈاکٹر : ۲۷ ، ۴۱ تا ۴۳ ، ۴۵ ، ۴۶ ، ۴۹ ، ۵۰ ، ۱۲۴ ، ۱۷۱ ، ۱۷۳ ، ۱۹۲ ، ۲۹۳ ، ۳۰۲ تا ۳۰۴ ، ۳۴۰ -
جبلی غرجستانی : ۳۳۴ -
جلیل قدوائی : ۲۲۲ -
جمال الدین اصفہانی : ۳۳۴ -
جمال الدین افغانی : ۳۰۴ -
جلال الدین مرزا : ۳۹۲ ، ۳۹۸ -
جمشید علی راٹھور : ۶۲ -
جوش ملیح آبادی : ۴۲۶ -
جیمز فرگسن : ۴۲۴ -

چ

چراغ حسن حسرت : ۱۶۹ ، ۳۳۶ ، ۳۹۷ -
چکبست : ۴۲۷ -

ح

حافظ شیرازی : ۶۲ ، ۶۹ ، ۷۰ ، ۷۲ ، ۸۳ ، ۸۶ ، ۹۳ -
حالی ، مولانا : ۴۲۵ ، ۴۲۸ -

حامد حسن میرٹھی : ۴۲۸ -
حبیب الرحمٰن شیروانی : دیکھیے، محمد حبیب الرحمٰن -
حبیب الرحمٰن لدھیانوی ، مولانا : ۳۱۳ -
حبیب کنتوری : ۴۳۶ -
حسرت : دیکھیے چراغ حسن -
حسن اختر ، راجہ : ۴۱۲ -
حسن نظامی : ۱۴ ، ۸۰ ، ۲۰۱ ، ۲۴۱ ، ۲۷۴ ، ۳۸۷ ، ۴۲۶ -
حسین احمد مدنی : ۴۰ -
حسین خطیبی ، ڈاکٹر : ۷۵ -
حسین دانش : ۴۳۲ -
حفیظ ہوشیارپوری : ۳۹۲ -
حکیم نابینا : ۲۶۷ -
حمید احمد خاں ، پروفیسر : ۶ ، ۴۲ ، ۴۳ ، ۵۰ ، ۳۹۲ ، ۳۹۸ ، ۴۰۱ ، ۴۰۲ -
حمید عالم چشتی : ۴۲۸ -
حمید اللہ ہاشمی ، ۲۵۲ ، ۲۵۷ -

## خ

خالد نظیر صوفی : ۴۰۰ -
خان افتخار الدین خاں : ۲۳۳ -
خان محمد نیاز الدین خاں : ۸۴ ، ۱۰۱ -
خان نفیس الدین احمد خاں : ۲۳۳ -
خضر تمیمی : ۳۹۸ -
خلیفہ عبدالحکیم : ۴۱۱ -
خلیق انجم : ۳۵۰ -
خوشی محمد ناظر : ۴۲۷ -

## د

داغ دہلوی : ۷ ، ۸ -
دبیر ، مرزا : ۱۳ -
دل محمد ، خواجہ : ۴۰۳ -
دہ خدا : ۴۳۲ -
دین محمد ، شیخ : ۲۶۷ -

## ڈ

ڈار ، بی ۔ اے : دیکھیے بشیر احمد ڈار -
ڈارلنگ : ۳۱۵
ڈورالنیٹ ویرا ، مس : ۲۰۷

## ذ

ذاکر حسین ، ڈاکٹر : ۲۵ -
ذوالفقار علی خاں ، نواب : ۱۴ ، ۲۵۲ -

## ر

راحت حسین ، سید : ۴۲۶
راس مسعود ، سر : ۳۸ ، ۱۶۲ ، ۲۱۸ ، ۲۲۰ تا ۲۲۴ ، ۲۶۵ -
راغب احسن : ۲۲۸ ، ۲۶۹ ، ۲۷۵ -
رام پرشاد ، لالہ : ۴۳۳ ، ۴۳۷ -
رب نواز خان : ۲۴۲ ، ۲۴۸ -
رتن ناتھ سرشار : ۴۲۶ ، ۴۲۸ -
رحمان ، جسٹس ایس اے : ۲۳۳ ، ۲۳۴ -

رحمت اللہ قریشی ، ڈاکٹر : ۴۰۹ -
رحیم بخش ، خواجہ : ۱۱ -
رحیم بخش شاہین : ۲۴۵ ، ۳۷۵ -
رشید احمد صدیقی : ۲۴۸ -
رشید حسن خاں : ۱۹۱ -
رشید قریشی : ۲۱۱ -
رضی : ۳۲۲
رفیع الدین ہاشمی : ۲۹۱ ، ۳۰۸ ، ۳۱۵ ، ۳۶۹ ، ۳۹۶ -
رومی : ۶۳ ، ۶۹ ، ۷۱ ، ۷۲ ، ۸۷ ، ۱۴۶ ، ۳۲۵ ، ۴۰۳ ، ۴۲۲ ، ۴۲۷ -
ریاض الحسن ، ڈاکٹر : ۲۵۶ -

## ز

زور : دیکھیے محی الدین قادری
زین العابدین ، بڈ شاہ : ۳ -

## س

سالک : دیکھیے عبدالمجید سالک
سراج الدولہ : ۴۲۸ -
سراج الدین ، منشی : ۱۳ ، ۶۴ ، ۲۴۸ -
سردار محمد ، شیخ : ۲۵۰ -
سری رام ، لالہ : ۱۰ -
سٹراٹن : ۲۶۸ -
سعدی : ۴۳۲ -
سعید ابن مسیب : ۱۰۵ -
سعید اختر درانی : ۳۰۱ ، ۳۰۲ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ تا ۳۰۸ -
سعید محمد خاں ، میجر : ۲۲۰ ، ۲۶۳ -
سکندر اعظم : ۴۲۴ -
سلاح الدین محمد الیاس برنی : ۲۹۴ -
سلام ، ایم ۔ اے : ۳۰۱ -
سلامت اللہ شاہ ، سید : ۲۳۵ -
سلطان محمود ، قاضی : ۳
سلیمان ندوی ، سید : ۱۸ ، ۶۸ ، ۱۳۲ ، ۱۵۹ ، ۲۱۵ ، ۲۲۰ ، ۲۲۵ ، ۲۷۵ ، ۳۱۳ تا ۳۱۵ ، ۳۷۹ ،
سلیم ہزاروی : ۲۴۱ -
سنائی ، حکیم : ۳۱ ، ۴۳۳ -
سوامی رام تیرتھ : ۱۳ -
سورج نرائن مہر : ۴۲۶ -
سیج وک ، ایچ : ۳۰۲ -
سید احمد دہلوی : ۴۲۷ ، ۴۲۸ -
سیفی سہواروی : ۴۲۸ -
سیفے شال : ۲۶۱ ، ۳۰۴ -
سر سید احمد خاں : ۴۲۷ ، ۴۲۸ -
سروجنی نائیڈو : ۴۰۳ -

## ش

شادان بلگرامی : ۴۲۸ ، ۴۳۰ -
شپینگلر : ۴۰۳ -
شاطر مدراسی : ۶۲ ، ۲۲۶ ، ۲۳۰ -
شاملو : دیکھیے لطیف احمد شیروانی -
شاہد حسین رزاقی : ۳۷۷ -

شاہ قلی : ۴۳۲ -
شبلی نعمانی : ۲۹۳ -
شجاع الدین محمد ، حکیم : ۹ -
شریف ، ایم ایم : ۲۶۹ ، ۳۱۰ ، ۳۱۱ -
شفاعت اللہ خان : ۲۴۸ -
شمل ، ڈاکٹر انماری : ۳۰۸ -
شوق سندیلوی : ۲۴۱ -
شہاب الدین ، سر : ۱۱ -
شہباز دین ، حکیم : ۱۱ -
شیلے : ۱۵ -

## ص

صابر کلوروی : ۲۱۶ -
صادق علی دلاوری : ۴۵ -
صالح محمد ، مولوی : ۲۲۹ -
صدیق جاوید : ۲۳۷ -
صفدر محمود ، ڈاکٹر : ۲۲ -
صلاح الدین احمد : ۴۰۷ -
صوفی غلام مصطفےٰ تبسم : ۴۰۳ -

## ض

ضیاء الدین احمد برنی : ۲۶۰ ، ۲۶۲ ، ۲۶۳ -

## ط

طارق : دیکھیے عبدالرحمٰن طارق
طاہر الدین ، منشی ، ۱۴۷ ، ۲۰۷ ، ۲۸۳ ، ۴۱۴ -
طاہر فاروق : ۲۹۰ -
طلحہ ، سید : ۳۱۳ -

## ظ

ظ انصاری : ۳۱ -
ظفر احمد صدیقی : ۲۴۹ -
ظفر علی خاں ، مولانا : ۳۳۶ ، ۳۴۱ ، ۳۴۲ ، ۳۷۲ ، ۴۲۶ -
ظفر اللہ خاں ، سر : ۳۱۵ -
ظہور الدین مہجور : ۲۲۱ -
ظہوری : ۴۳۳ -

## ع

عابد حسین ، ڈاکٹر سید : ۱۵۴ -
عابد رضا بیدار ، ڈاکٹر : ۲۴۵ -
عابد علی عابد ، سید : ۳۹۸ -
عابدہ سلطانہ ، شہزادی : ۱۶۳ -
عاشق بٹالوی ، ڈاکٹر : ۲۵ ، ۹۶ ،
عبادت بریلوی ، ڈاکٹر : ۲۸۲ ، ۳۳۶ ، ۳۴۱ -
عبدالرب نشتر : ۲۸۴ -
عبدالرحمٰن بجنوری : ۹۶ -
عبدالرحمٰن طارق : ۳۶۷ ، ۳۷۴ ، ۳۷۵ -
عبدالرزاق راشد : دیکھیے محمد عبدالرزاق -
عبدالرشید طارق : ۳۸۶ ، ۳۹۲ ، ۳۹۸ -
عبدالرشید ، میاں : ۲۴۲ -
عبدالسلام خورشید ، ڈاکٹر : ۷۸ ، ۱۳۱ ، ۲۲۵ ، ۲۹۰ ، ۳۱۵ -

عبد السلام ندوی: ۳۱۵، ۴۰۶ -
عبدالشکور احسن، ڈاکٹر: ۳۷ -
عبداللہ چغتائی، دیکھیے محمد عبداللہ چغتائی -
عبد اللہ، ڈاکٹر سید محمد: ۲۵۳، ۲۸۲، ۲۸۳، ۳۴۰ -
عبداللہ قریشی: دیکھیے محمد عبداللہ قریشی -
عبداللہ یوسف علی: ۴۰۳ -
عبدالحق، مولوی: ۲۲۹، ۲۸۴، ۲۸۵ -
عبدالحکیم کلانوری، مولانا: ۱۱، ۱۲ -
عبدالحمید پروفیسر خواجہ: ۳۹۲، ۳۹۵، ۴۰۴، ۴۰۶ -
عبدالعزیز: ۹۷ -
عبدالعزیز کرد، مہر: ۴۱۲ -
عبدالعزیز مالواڈہ: ۶۵، ۶۸، ۲۷۱ -
عبدالغفار شکیل: ۳۴۸، ۳۵۰ -
عبدالغنی: ۲۹۱ -
عبدالغنی، سید ۲۴۷ -
عبدالقادر، شیخ سر: ۷، ۱۱، ۱۶، ۲۴، ۲۵، ۶۱، ۶۳، ۶۵، ۸۰، ۲۰۲، ۲۵۲، ۲۹۲، ۳۱۴، ۳۹۲، ۳۹۸، ۴۲۶، ۴۲۸ -
عبدالقوی فانی: ۲۴۱، ۲۷۰ -
عبدالقیوم، ڈاکٹر: ۴۱۲ -
عبدالکریم الجیلی: ۳۱۲، ۲۳۲ -
عبدالماجد دریا بادی: ۱۸ -
عبدالمجید: ۳۸۵ -
عبدالمجید سالک: ۱۳، ۲۱، ۸۵، ۱۳۱، ۱۳۴، ۳۱۵، ۳۹۲، ۴۱۱ -
عبدالمجید سندھی: ۳۷۰ -
عبدالواحد معینی: ۲۱، ۲۴، ۲۱۹، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۶، ۳۶۷، ۳۶۹ تا ۳۷۱، ۳۷۷، ۳۷۸ -
عبدالوحید، خواجہ: ۴۰، ۲۴۲، ۲۴۴، ۲۴۸، ۲۶۲، ۲۹۱، ۳۹۲، ۳۹۸ -
عبید زاکانی: ۴۳۲ -
عرشی زادہ: دیکھیے، اکبر علی خاں -
عرفی: ۶۲، ۷۲، ۳۲۵ -
عزیز لکھنوی، خواجہ: ۷۹ -
عشرت رحمانی: ۲۲۱، ۲۴۵، ۲۷۴، ۳۷۹ -
عصمت اللہ: ۴۳۳ -
عطاء الرحمٰن، میاں: ۴۱۱ -
عطاء اللہ، شیخ ۳۸، ۲۱۵ تا ۲۱۷، ۲۲۵، ۲۳۲، ۲۳۷، ۲۴۱، ۲۴۹ -
عطا محمد، شیخ: ۴، ۲۴۰، ۳۰۳، ۴۰۸، ۴۱۲ -
عطیہ بیگم فیضی: ۲۲، ۲۵، ۶۵، ۶۶، ۷۷، ۷۸، ۲۲۶، ۲۳۲، ۲۶۱، ۲۶۳، ۲۶۵،

۲۶۹ ، ۲۹۳ ، ۳۰۳ تا ۳۰۵ ،
۳۸۱ -
علمدار حسین ، سیّد : ۴۲۶ -
علی امام : سرسیّد : ۸۵ ، ۱۰۴ -
علی بخش : ۲۰۲ ، ۲۶۷ -
علی بلگرامی : ۲۶۱ -
علی سجاد دہلوی : ۴۲۶ -
عماد فقیہ : ۴۳۳ -
عنایت اللہ : ۱۰۵ -

غ

غالب ، مرزا : ۴۲۴ ۷ -
غلام احمد مہجور : ۲۴۱ ، ۲۴۹ -
غلام بھیک نیرنگ : ۸ ، ۲۰۲ ،
۲۸۶ ، ۳۹۲ -
غلام حسن ، مولوی ، ۴۷ -
غلام حسین ذوالفقار ، ڈاکٹر :
۱۳ ، ۲۰ ، ۱۳۱ ، ۲۰۴ ،
۲۲۰ ، ۲۲۶ ، ۲۲۷ ، ۲۵۱ ،
۲۵۴ ، ۲۷۶ ، ۲۸۲ ، ۲۸۳ ،
۲۹۰ ، ۳۲۶ -
غلام حسین صالحی ، علامی :
۷۴ -
غلام دستگیر رشید : ۲۸۲ ، ۳۲۵ -
غلام رسول : ۲۶۰ ، ۲۶۴ -
غلام رسول مہر : ۱۸ ، ۴۲ ،
۴۴ ، ۴۵ ، ۵۰ ، ۸۵ ، ۸۸ ،
۹۲ ، ۱۰۵ ، ۱۰۷ ، تا ۱۱۲ ،
۱۱۹ ، ۱۲۰ ، ۱۲۵ ، ۱۶۷ ،
۱۶۹ ، ۱۷۲ ، ۱۹۲ ، ۲۰۲ ،
۲۴۲ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۵۲ ،
۲۷۲ ، ۳۹۲ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ ،
۴۱۳
غلام محی الدین : ۱۵۶ -
غلام مرشد ، مولانا : ۲۱۳ -

ف

فارقوہرسن ، مس : ۳۶۶ ، ۳۶۹ -
فاسیٹ : ۲۸۸ -
فان کریمر : ۳۲۵ -
فرانسس ینگ ہزبینڈ : ۳۶۹ -
فردوسی : ۴۳۳ -
فرصت شیرازی : ۴۳۲ -
فروغ احمد ، پروفیسر : ۲۵۷ -
فضل حسین ، سر : ۲۶۵ -
فضل حق ، قاضی : ۴۲۲ -
فقیر سید افتخار الدین : دیکھیے
افتخار الدین -
فقیر سید وحید الدین : دیکھیے
وحید الدین -
فقیر محمد چشتی نظامی : ۸۱ ، ۹۸ -
فیروز الدین احمد طغرائی : ۸۴ -
فیض احمد فیض : ۴۰۶ -
فیضی رحیمن : ۲۶۱ ، ۲۶۲ -

ق

قاآنی : ۴۳۳ -
قائد اعظم : دیکھیے ، محمد علی جناح -

ک

کرزن ، لارڈ : ۴۳۳ -

کرم الٰہی ، مولوی : ۲۴۱ -
کریم بخش ، خواجہ : ۱۱ -
کشن پرشاد شاد ، مہاراجہ :
۷۷ ، ۷۹ ، ۸۱ ، ۱۳۰ ،
۲۱۰ تا ۲۱۵ ، ۲۲۶ ، ۲۷۵ -
کوسٹ : ۳۲۵ -

## گ

گارساں دتاسی : ۴۰۳ -
گرامی ، مولانا : ۱۷ ، ۱۸ ، ۶۴ ،
۶۵ ، ۶۶ ، ۶۸ ، ۷۸ ، ۷۹ ،
۹۷ ، ۱۱۲ ، ۱۴۷ ، ۲۱۵ ،
۲۵۰ ، ۲۵۷ ، ۲۵۸ -
گرے ، تھامس : ۱۵ -
گلاب دین ، شیخ : ۱۱ -
گوئٹے : ۱۳۶ ، ۳۲۵ ، ۳۸۲ -
گوہری ، ایم .بی : ۳۸۷ -

## ل

لانگ فیلو : ۱۵ -
لطیف احمد شیروانی (شاملو) :
۳۳۳ ، ۳۳۷ ، ۳۶۱ ، ۳۶۳ ،
۳۶۸ تا ۳۷۱ ، ۳۷۵ -
لمعہ ، عباس علی خاں : ۲۱۵ ،
۲۱۹ -
لوائی : ۳۲۴ -
لودین ، لارڈ : ۳۲۰ -
لول ِحج ، بابا : ۳ -
لیر ، کنگ : ۴۲۴ -

## م

مارشل : ۳۲۵ -
مالتھس : ۳۲۵ -
مانٹیگو بٹلر ، سر : ۳۱۷ -
مانی : ۳۱۲ -
مایا داس ، راجہ : ۴۲۴ -
مجدد الف ثانی : ۴ ، ۲۶۴ -
مجید ، اے : ۲۶۴ -
مجید ملک : ۲۴۱ ، ۳۶۱ ، ۴۱۱ -
محبوب عالم ، منشی : ۱۳ -
محسن الملک ، نواب : ۴۲۸ -
محمد رسول اللہ : ۲۱۷ ، ۲۱۸ ،
۲۳۲ ، ۲۳۸ ، ۲۵۱ ، ۲۶۶ ،
۳۲۲ ، ۳۳۶ ، ۳۳۸ ، ۳۴۰ ،
۳۴۴ ، ۴۳۵ -
محمد احمد ، حاجی : ۲۴۱ -
محمد ادریس : ۲۴۱ -
محمد اشرف : ۲۲۶ ، ۳۲۳ -
محمد اشرف ، شیخ : ۳۲۳ -
محمد اکبر شاہ خان : ۲۷۳ -
محمد اکبر منیر : ۲۳۲ ، ۴۳۱ ،
۴۳۲ -
محمد امین زبیری : ۲۷۳ -
محمد امین لدھیانوی ، مولانا : ۳۱۳ -
محمد بشیرالحق دسنوی : ۲۴ -
محمد جمیل : ۱۵۵ ، ۲۶۵ ، ۳۱۵ ،
۳۱۶ -
محمد حبیب الرحمٰن خاں شروانی :
۱۸ ، ۶۹ -

محمد حسن جالندھری ، مولوی : ۱۱ ، ۱۲ -
محمد حسن خوش نویس : ۱۲۱ -
محمد حسن قرشی ، حکیم : ۴۰۲ -
محمد حسین آزاد : ۳۸۱ ، ۴۲۶ ، ۴۲۸ -
محمد حسین ، چودھری : ۲۲ ، ۲۷ ، ۲۸ ، ۳۲ ، ۳۷ ، ۳۹ ، ۱۲۶ ، ۱۴۵ ، ۱۴۹ ، ۱۵۰ ، ۱۵۵ ، ۱۵۷ ، ۱۵۸ ، ۱۶۴ ، ۱۶۸ ، ۲۲۴ ، ۲۲۵ ، ۳۸۵ ، ۳۹۲ ، ۴۱۵ -
محمد حسین عرشی : ۳۹۲ ، ۳۹۸ ، ۴۰۳ -
محمد حنیف شاہد : ۳۸۶ ، ۳۸۷ ، ۴۱۹ ، ۴۳۱ -
محمد دین فوق : ۱۱ ، ۱۵ ، ۲۱ ، ۲۱۹ ، ۲۲۱ ، ۲۴۷ ، ۲۴۹ ، ۲۵۶ ، ۲۹۰ ، ۲۹۲ ، ۳۴۳ ، ۳۶۲ -
محمد رفیق افضل : ۳۵۷ -
محمد رمضان : ۲۴۹ -
محمد رمضان ، شیخ : ۳ -
محمد ریاض ، ڈاکٹر : ۷۸ ، ۱۸۳ -
محمد سعید الدین جعفری : ۱۴۷ ، ۲۴۴ ، ۲۴۵ ، ۲۱۴ -
محمد سعید : ۴۲۰ -
محمد سعید ، مرزا : ۲۶۹ ، ۴۲۰ -
محمد شاہ وکیل : ۱۱ -
محمد شریف طوسی : ۲۵۸ -
محمد شفیع ، میاں (م - ش) : ۲۰۷ ، ۳۹۲ ، ۳۹۴ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ -
محمد صدیق : ۱۴۷ ، ۱۴۸ -
محمد صدیق (خوش نویس) : ۱۲۱ -
محمد طفیل : ۲۳۴ ، ۲۷۱ -
محمد عبدالرزاق راشد، مولوی : ۲۴ ، ۳۳۵ -
محمد عبدالسلام سلیم : ۲۴۸ -
محمد عبداللہ ٹونکی ، مفتی : ۱۱ ، ۱۲ -
محمد عبداللہ جغتائی ، ڈاکٹر : ۱۳ ، ۳۱ ، ۴۰ ، ۲۰۲ ، ۲۰۷ ، ۲۰۸ ، ۲۱۴ ، ۲۱۵ ، ۲۲۷ ، ۲۳۱ ، ۳۱۴ ، ۳۱۵ ، ۳۹۲ ،
محمد عبداللہ قریشی : ۹ ، ۱۰ ، ۸۴ ، ۱۳۱ ، ۲۲۱ ، ۲۲۶ ، ۲۴۷ ، ۲۴۹ ، ۲۵۰ ، ۲۵۱ ، ۲۵۸ ، ۳۴۷ ، ۳۷۱ ، ۳۸۶ -
محمد عثمان ، پروفیسر : ۲۸۲ ، ۲۹۶ ، ۳۳۱ -
محمد عثمان مقبول : ۴۲۶ -
محمد علی جمال زادہ : ۴۳۲ -
محمد علی جناح : ۲۲۶ ، ۲۳۱ ، ۲۵۸ ، ۲۵۹ ، ۲۶۰ ، ۲۶۴ ، ۳۷۷ -
محمد قادری ، ملک : ۸۴ -
محمد مجیب : ۱۴۳ -
محمد مسعود شاہ خان : ۲۹۴ -
محمد منور ، پروفیسر : ۲۷ -
محمد منور شاہ خان : ۲۹۴ -

محمد نعمان : ۲۰۶ -
محمد یعقوب : ۳۱۴ ، ۳۱۵ -
محمد یعقوب ، مولوی ۲۶۶ -
محمد یوسف حسن ، حکیم : ۴۱۱ ،
محمد یونس حسرت : ۵۴ -
محمود شیرانی ، پروفیسر : ۲۳۱ ،
محمود طرزی : ۴۲۲ -
محمود غزنوی : ۴۲۷ -
محمود اللہ صدیقی : ۱۲۹ ، ۱۵۴ ، ۱۵۹ ، ۱۶۷ -
محمود نظامی : ۳۹۵ ، ۳۹۸ ، ۴۰۲ -
محی الدین قادری زور ، ڈاکٹر : ۲۱۰ ، ۲۱۲ ، ۲۱۴ -
مختار بیگم : ۷۹ -
مرتضٰے احمد خاں میکش : ۲۳۸ -
مرغوب رقم ، منشی فضل النبی : ۸۱ -
مسولینی : ۴۰۷ -
مشتاق : ۲۱ -
مشفق خواجہ : ۲۱۱ ، ۲۹۵ ، ۳۲۵ -
مصطفٰے المراغی (شیخ ازہر) : ۲۵۲ ، ۲۵۶ ، ۲۶۴ -
مظفر احمد فضلی ، خان بہادر : ۸۴ -
مظہر محمود شیرانی : ۲۷۱ -
معاویہ : ۳۲۲ -
معتمد : ۳۲ -
معرّی : ۳۱ -
الدین جمیل ، ڈاکٹر : ۸۴ -
معینی : دیکھیے عبدالواحد معینی -
مانفورڈ : ۳۲۰ -
ممتاز حسن ، ڈاکٹر : ۲۳۹ ، ۲۵۰ ، ۲۹۷ ، ۲۷۱ ، ۲۷۲ ، ۲۹۱ ، ۲۹۶ ، ۳۰۶ ، ۴۰۹ -
ممنون حسن خاں : ۲۰۷ -
منٹو لارڈ : ۴۲۳ -
منیر شیخ : ۳۰۶ -
منیرہ : ۳۴۰ -
مونش ، ڈاکٹر : ۳۰۶ -
میر اشرف علی خاں : ۲۱۱ -
میر امیر بخش : ۱۰۲ ، ۱۰۳ -
میر حسن الدین : ۲۳۰ ، ۲۴۹ ، ۲۷۴ ، ۳۱۰ ، ۳۳۵ -
میر حسن ، علامہ سید : ۴ ، ۵ ، ۲۶ ، ۲۷ ، ۶۲ ، ۶۵ ، ۷۱ ، ۴۰۸ -
میر حسینی : ۴۳۲ -
میر سردار احمد خاں : ۲۵۵ -
میر قدرت اللہ : ۱۰۲ ، ۱۰۳ -
میر محمد علی خاں میکش ، صاحبزادہ : ۲۱۱ -
میر خورشید احمد : ۲۴۸ -
میر ولی اللہ ایبٹ آبادی : ۲۱۶ -
میکڈونلڈ ، پروفیسر : ۳۲۵ -
میک ٹیگرٹ : ۳۰۲ ، ۳۶۹ -


## ن


نادر کاکوروی : ۱۳ -
ناصر خسرو : ۴۳۲ -

ناصر سرہندی : ۳۲۵ -
ناظم حسین لکھنوی ، میر : ۱۰ -
نجم الغنی رام پوری : ۲۴۱ -
نذیر احمد : ۲۹۱ -
نذیر احمد دہلوی : ۱۳ ، ۱۴ ، ۴۲۶ ، ۴۲۸ -
نذیر نیازی : ۲۹ ، ۳۱ ، ۱۴۴ ، ۱۴۹ ، ۱۵۴ ، ۱۶۰ ، ۱۶۱ ، ۱۶۸ ، ۲۰۵ ، ۲۰۷ ، ۲۲۶ ، ۲۳۵ تا ۳۳۸ ، ۳۱۶ ، ۳۸۶ ، ۳۹۲ ، ۳۹۵ ، ۳۹۵ -
نصیر الدین ہاشمی : ۲۷۳ -
نصیر ، میرزا : ۴۳۲ -
نظام الدین اولیاء : ۴ -
نظام الدین ، خلیفہ : ۱۱ -
نظام الدین ، میاں : ۲۳ ، ۱۳۳ ، ۱۴۷ -
نظام الدین ، میاں : (سب جج راولپنڈی : ۱۴ -
نظامی : ۶۲ ، ۴۳۳ -
نظیر اکبر آبادی : ۴۲۷ ، ۴۲۸ -
نظیری : ۷۲ ، ۸۷ -
نکلسن ، آر - اے ۳۱۷ ، ۳۲۷ ، ۳۳۶ -
نکولاس پی اغنیدز : ۳۱۳ -
نواب بہادر یار جنگ : ۲۴۸ ، ۲۴۹ ، ۳۷۷ -
نواب بھوپال : ۳۸ ، ۲۲۲ تا ۲۲۴ ، ۲۴۴ -
نواب حسن یار جنگ : ۲۶۱ ، ۲۶۲ -
نور الٰہی ، خواجہ : ۲۹۱ -
نور محمد ، شیخ : ۳ ، ۴ ، ۸۴ ، ۱۲۹ ، ۱۳۴ -
نہرو ، پنڈت : ۳۶۷ -
نیاز الدین خاں : دیکھیے ، خان محمد نیاز الدین -
نیرنگ : دیکھیے ، غلام بھیک نیرنگ -


## و


واکر : ۲۸۸ -
والدۂ اقبال : ۹۷ -
وامق ترابی ، ہادی علی بیگ : ۴۳ ، ۵۰ ، ۱۸۳ ، ۱۹۰ ، ۱۹۲ -
وحید احمد : ۷۷ ، ۲۲۱ ، ۲۴۵ ، ۲۴۶ ، ۲۷۴ ، ۳۷۹ -
وحید الدین ، فقیر سید : ۲۳ ، ۱۶۰ ، ۲۹۳ ، ۳۹۵ ، ۴۰۶ ، ۴۳۴ -
وحید قریشی، ڈاکٹر : ۱۰ ، ۲۸۸ تا ۲۹۰ ، ۳۸۵ -
ورڈزورتھ : ۱۵ -
وزیر آغا ، ڈاکٹر : ۱۵ -
وصل بلگرامی ، ۲۴۴ ، ۲۴۸ -
وصی الدین ، خواجہ : ۲۴۱ -
ولیم جیمز : ۳۲۵ -
ولیم کوپر : ۱۵ -

ہ

ویگے ناست : ۲۰۷ ، ۲۷۱ ، ۳۰۴ -
ہاتفی : ۳۳۴ -
ہاشمی ، ڈاکٹر ایس وائی : ۳۷۳ -
ہریش چندر ، راجہ : ۴۲۴ -
ہوبوہم ، ڈاکٹر : ۲۷۱ -
ہوسل ، ڈاکٹر : ۲۷۱ -
ہیرن ، فرا پروفیسر : ۲۶۱ -
ہیگ ، پروفیسر : ۴۱۹ -
ہیگل : ۱۳۶ -

ی

یڈھشٹر : ۴۲۴ -
یلدرم ، سجاد حیدر : ۲۵۶ ، ۴۲۷ -
یوسف بن تاشفین : ۳۲ -
یوسف حسین خاں ، ڈاکٹر : ۶۶ -
یوسف سلیم چشتی : ۴۰۷ ، ۴۱۱ -


## (ب) کتب


آثار اقبال : ۶۷ ، ۳۰۳ ، ۳۵۶ ، ۴۱۱ -
آئینہ عجم : ۴۲۰ ، ۴۳۰ تا ۴۳۳ ، ۴۳۸ -
ادبیات فارسی میں ہندوؤں کا حصہ : ۳ -
اردو املا : ۱۹۱ -
اردو دائرہ معارف اسلامیہ : ۱۴ -
اردو کورس ، آٹھویں جماعت کے لیے : ۴۲۶ ، ۴۲۹ -
اردو کورس ، پانچویں جماعت کے لیے : ۴۲۸ ، ۴۲۹ ، ۴۳۰ -
اردو کورس ، چھٹی جماعت کے لیے : ۴۲۳ ، ۴۲۴ ، ۴۲۹ -
اردو کورس ، ساتویں جماعت کے لیے : ۴۲۵ ، ۴۲۹ -
ارمغان حجاز : ۲۰ ، ۳۷ ، ۴۲ ، ۴۲ تا ۴۴ ، ۴۷ ، ۵۰ ، ۶۱ ، ۱۶۷ تا ۱۰۹ ، ۱۷۱ ، ۱۷۲ ، ۱۷۶ ، ۱۸۲ ، ۱۹۰ ، ۴۰۸ -
اسرار خودی : ۲۲ ، ۶۱ ، ۶۶ تا ۶۹ ، ۷۷ تا ۹۷ ، ۱۰۲ تا ۱۰۵ ، ۱۲۱ ، ۱۳۱ ، ۲۸۳ ، ۳۰۰ ، ۳۳۳ ، ۳۳۷ ، ۳۳۸ ، ۳۴۳ ، ۳۴۴ ، ۳۵۱ ، ۳۵۳ ، ۳۵۴ ، ۳۵۵ ، ۳۶۱ ، ۴۰۸ -
اسرار و رموز : ۸۱ ، ۹۵ ، ۱۰۱ تا ۱۲۰ ، ۱۲۱ ، ۱۲۳ ، ۱۲۴ ،

۱۲۶ ، ۱۲۸ ، ۱۷۰ تا ۱۷۳ ،
۱۷۷ ، ۱۸۳ ، ۱۹۵ -
اصلاحاتِ اقبال : ۴۲ -
اقبال (از عطیہ بیگم) : ۲۶۲ ،
۲۶۳ ، ۳۰۳ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ -
اقبال (از مولوی احمد دین): ۲۳ -
اقبال اپنوں کی نظر میں : ۱۱۴ -
اقبال اور انجمن حمایتِ اسلام : ۱۳ ،
۲۵۶ ، ۳۱۴ -
اقبال اور بھوپال : ۱۶۳ ، ۲۴۴ -
اقبال اور عبدالحق : ۴۰۲ -
اقبال اور فارسی شعرا : ۶۲ ،
۶۹ ، ۷۲ ، ۷۸ -
اقبال اور مسئلہ تعلیم : ۳۹۴ -
اقبال ، جادو گر ہندی نژاد : ۸ -
اقبال ، چودھری محمد حسین کی نظر
میں : ۱۵۵ -
اقبال، خواتین کی نظر میں : ۴۷-
اقبال ، درونِ خانہ : ۴ ، ۴۰۲ ،
۴۰۰ ، ۴۱۱ تا ۴۱۳ -
اقبال ، سب کے لیے ۶۱ ، ۷۲ -
اقبال ، سیّد سلیمان ندوی کی نظر
میں : ۲۱۹ -
اقبال کا ذہنی ارتقاء : ۱۳۱ -
اقبال کا فکر و فن : ۲۱۸ ، ۲۱۹ ،
۳۹۳ -
اقبال کا فلسفۂ تعلیم : ۳۹۴ -
اقبال کامل : ۴۰۶ -
اقبال کی اردو نثر : ۲۸۳ ، ۳۳۶ -
اقبال کی تلاش میں : ۳۱ -
اقبال کی شخصیت اور شاعری : ۶ ،
۱۸ -
اقبال کی صحبت میں : ۲۲ ، ۲۰۳ ،
۲۰۸ ، ۲۲۷ ، ۲۲۸ ، ۲۳۱ ،
۳۱۳ تا ۳۱۶ ، ۴۱۱ -
اقبال کی فارسی شاعری کا تنقیدی
جائزہ : ۲ ، ۷ ، ۳ -
اقبال کے آخری دو سال : ۲۷۳ -
اقبال کے تعلیمی نظریات : ۳۹۴ -
اقبال کے چند جواہر ریزے :
۳۹۵ ، ۴۰۴ ، ۴۰۵ -
اقبال کے حضور : ۱۶۸ ، ۳۹۲ ،
۳۹۳ ، ۳۹۵ تا ۳۹۷ -
اقبال کے شعری مآخذ : ۱۷ -
اقبال کے ممدوح علماء : ۲۲۷ -
اقبال کے نثری افکار : ۳۳۹ ،
۳۴۸ ، ۳۵۴ -
اقبال نامہ [چراغ حسن حسرت] :
۱۶۹ ، ۳۹۷ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ ،
۴۱۴ -
اقبال نامہ ، اول : ۲۲ ، ۶۸ ،
۷۲ ، ۷۹ ، ۸۵ ، ۹۶ ، ۱۲۹ ،
۱۳۰ ، ۱۵۵ ، ۲۰۷ ، ۲۰۹ ،
۲۱۵ تا ۲۲۵ ، ۲۳۱ ، ۲۴۵ ،
۲۴۹ ، ۲۵۶ ، ۲۶۳ ، ۲۷۰ ،
۲۷۳ ، ۲۷۴ ، ۲۷۶ ، ۲۸۵ ،
۲۸۶ ، ۲۹۴ ، ۳۱۳ ، ۳۱۵ ،

۳۱۶ ، ۳۱۹ ، ۳۳۶ ، ۳۵۳ ،
۳۷۹ ، ۴۱۲ –

اقبال نامہ ، دوم : ۳۵ ، ۷۱ ،
۷۷ ، ۸۰ ، ۹۹ ، ۱۰۱ ، ۱۲۹ ،
۱۳۳ ، ۱۵۵ ، ۲۱۶ ، ۲۲۵
تا ۲۳۳ ، ۲۳۵ ، ۲۴۹ ، ۲۶۳ ،
۲۷۰ ، ۲۷۴ ، ۲۸۵ ، ۳۱۵ ،
۳۵۲ ، ۳۶۹ ، ۴۱۹ ، ۴۳۱ تا
۴۳۳ –

اقبال نامے : ۲۲۲ ، ۲۲۳ ، ۲۷۰ –

اکبر اور اقبال : ۲۰ –

امتحان میں پاس ہونے کا گُر :
۳۴۳ –

انجمن : ۸۱ –

انوارِ اقبال : ۳ ، ۲۰ ، ۲۴ ،
۶۷ ، ۷۷ ، ۸۱ ، ۸۴ ، ۸۶ ،
۱۳۰ ، ۲۰۵ ، ۲۰۶ ، ۲۰۷ ،
۲۱۹ ، ۲۳۸ تا ۲۴۹ ، ۲۵۶ ،
۲۶۳ ، ۲۷۴ ، ۲۷۵ ، ۲۹۰ ،
۲۹۲ ، ۳۱۰ ، ۳۵۰ تا ۳۵۳ ،
۳۵۶ ، ۳۶۰ ، ۳۶۲ ، ۳۸۷ ،
۴۱۱ ، ۴۲۱ ، ۴۲۵ ، ۴۲۷ ،
۴۳۲ ، ۴۳۳ –

اوراقِ گم گشتہ : ۲۳ ، ۱۳۳ ،
۱۴۷ ، ۲۲۱ ، ۲۴۵ ، ۲۸۶ ،
۳۱۴ ، ۳۵۲ ، ۳۷۵ ، ۳۷۹ ،
۳۸۶ ، ۴۱۱ ، ۴۱۳ ، ۴۱۴ –

باقیاتِ اقبال : ۲۱ ، ۱۳۵ ،
۱۶۸ ، ۳۷۱ ، ۴۳۷ –

بالِ جبریل : ۲۰ ، ۲۸ تا ۳۵ ،
۴۲ ، ۴۳ ، ۴۶ تا ۴۸ ، ۵۰ ،
۶۱ –

بانگِ درا : ۵ ، ۷ ، ۸ ، ۱۶ ،
۲۰ تا ۲۹ ، ۳۱ ، ۴۱ تا ۴۵ ،
۴۷ ، ۴۸ ، ۵۰ ، ۵۷ ، ۶۱ ،
۶۵ ، ۶۷ ، ۱۰۲ ، ۱۰۳ ،
۲۶۱ –

بوستان : ۶۲ –

بہار عجم : ۶۸ –

پاکستان کی نظریاتی بنیادیں :
۱۶ –

پیامِ مشوق : ۲۹ ، ۶۱ ، ۷۰ ،
۱۰۲ ، ۱۰۳ ، ۱۲۹ تا ۱۴۶ ،
۱۷۰ ، ۱۷۵ ، ۱۸۰ ، ۱۸۵ ،
۲۵۲ ، ۳۳۷ ، ۳۵۲ –

تاریخ اقوام کشمیر : ۳ –

تاریخ اورینٹل کالج : ۲۶۸ –

تاریخ ہند : ۴۳۳ تا ۴۳۵ ، ۴۳۷ ،
۴۳۸ –

جاوید نامہ : ۲۸ ، ۶۱ ، ۷۱ ، ۱۵۴
تا ۱۵۹ ، ۱۷۰ ، ۱۷۲ ، ۱۷۶ ،
۱۸۱ ، ۱۸۸ ، ۲۴۴ ، ۴۰۳ ،
۴۳۷ –

چند یادیں ، چند تاثرات : ۲۵ ،
۹۶ –

حافظ اور اقبال : ۶۶ ، ۶۹ ، ۷۰ ،
۷۲ –

حرفِ اقبال : ۳۵۲ ، ۳۵۳ تا
۳۵۵ –

حریت اسلام : ۴۴۳ -
حیاتِ اقبال کا ایک جذباتی دور :
۲۸۳ ، ۳۳۱ -
خطوطِ اقبال : ۲۳ ، ۳۵ ، ۶۲ ،
۱۲۹ ، ۱۶۳ ، ۲۰۴ ، ۲۱۸ ،
۲۳۰ ، ۲۳۱ ، ۲۵۲ تا ۲۵۷ ،
۲۶۶ ، ۲۶۸ ، ۲۷۰ ، ۲۷۱ ،
۲۷۵ ، ۲۸۳ ، ۳۰۱ ، ۳۳۱ ،
۳۵۲ ، ۳۷۶ -
۱۱۰ ، ۱۱۲ ، ۱۱۴ ، ۱۱۵ ،
۱۱۷ ، ۱۲۱ ، ۱۲۶ ، ۲۸۳ ،
۳۳۳ ، ۳۳۷ ، ۳۴۳ ، ۳۵۱ ،
۳۵۶ ، ۴۰۸ ، ۴۳۵ -
خطوط اقبال بنام بیگم گرامی :
۴۹ ، ۱۳۴ ، ۲۵۲ ، ۲۵۷ -
خلافتِ اسلامیہ : ۱۴۳ -
خون بہا : ۷ ، ۹ ، ۱۲ -
دیوانِ حافظ : ۵ ، ۶۲ -
دیوانِ غالب : ۲۵ ، ۶۱ -
ذکرِ اقبال : ۱۳ ، ۸۱ ، ۸۵ ،
۱۳۱ ، ۱۳۴ ، ۲۹۰ ، ۴۰۸ -
رازِ بے خودی : ۸۴ -
رموزِ بے خودی : ۲۲ ، ۶۱ ،
۹۶ ، ۱۰۴ ، ۱۰۶ ، ۱۰۸ ،
روایاتِ اقبال : ۴ ، ۵ ، ۹ ، ۶۲ ،
۴۱۱ -
روح مکاتیب اقبال : ۲۴۹ ، ۲۷۰ ،
۴۰۲ -
روز گارِ فقیر [اول] : ۴ ، ۲۰ ،
۳۹۵ ، ۴۰۲ ، ۴۰۶ ، ۴۰۷ -
روز گار فقیر جلد دوم : ۲۳ ، ۸۵ ،
۳۵۱ ، ۳۹۵ ، ۴۰۸ -
رومیِ عصر : ۷۵ -
زبورِ عجم : ۱۹ ، ۲۸ ، ۶۱ ،
۷۰ ، ۱۳۶ ، ۱۵۴ تا ۱۷۰ ؛
۱۷۲ ، ۱۷۳ ، ۱۷۵ ، ۱۸۱ ،
۱۸۷ ، ۱۹۵ -
زندہ رود [اول] : ۲۹۳ ، ۳۰۲ تا
۳۰۴ -
سر گذشت اقبال : ۷۸ ، ۱۳۱ ،
۲۹۰ -
سرود رفتہ : ۷ ، ۸۶ ، ۸۸ ، ۹۲ ،
۱۰۵ ، ۱۱۲ ، ۱۳۵ ، ۲۴۸ ،
۴۰۸ ، ۴۱۱ ، ۴۲۶ -
سکندر نامہ نظامی : ۵ ، ۱۶ -
سوانح علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی :
: ۳۴۴
سیرِ افغانستان ۳۱ ، ۱۵۹ -
سیرتِ اقبال : ۲۹۰ -
شاد اقبال : ۹۶ ، ۹۸ ، ۱۰۲ ،
۱۳۰ ، ۲۱۰ ، ۲۱۱ ، ۲۱۳ ،
۲۱۴ ، ۲۲۶ ، ۲۷۵ ، ۲۹۴ ،
۳۰۹ -
شذراتِ فکرِ اقبال : ۳۸۱
شرح آئینہ عجم : ۳۳۲ -
ضربِ کلیم ۲۰ ، ۳۴ تا ۳۷ ، ۴۳ ،
تا ۴۴ ، ۴۶ تا ۴۸ ، ۱۶۹ -
علامہ اقبال کی فارسی غزل : ۶۹ ،
۷۰ ، ۷۲ ، ۷۳ -
علم الاقتصاد : ۲۷۹ ، ۲۸۱ ،

۲۸۳ ، ۲۸۴ ، ۲۸۸ تا ۲۹۶ ،
۳۰۰ ، ۳۰۱ ، ۳۰۹ ، ۳۲۴
تا ۳۲۷ ، ۳۳۱ ، ۳۵۱ ، ۴۰۸ -
فصوص الحکم : ۴۰۹ -
فلسفۂ عجم : ۲۳۰ ، ۳۳۵ -
فکر اقبال : ۷۰ -
قرآن مجید (اور اس کی آیات) :
۱۱۲ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴ ، ۲۲۳ ،
۳۵۹ -
قومی زندگی اور ملتِ بیضا پر ایک
عمرانی نظر : ۳۴۷ -
کتابیاتِ اقبال : ۲۹۱ ، ۴۲۷ -
کتب اقبالیات : ۴۲۷ -
کلاسیکی ادب کا تحقیقی مطالعہ :
۲۸۸ ، ۲۸۹ -
کلیات اقبال [دکن] : ۲۴ ، ۲۵ ،
۳۳۵ ، ۳۵۳ ، ۳۹۷ -
کلیاتِ اقبال ، اردو : ۱۴ تا ۵۸ ،
۱۷۰ ، ۱۷۱ ، ۱۹۱ -
کلیاتِ اقبال، اردو (علی گڑھ) : ۵۰ -
کلیاتِ اقبال ، فارسی : ۸۷ تا ۹۳ ،
۱۰۵ تا ۱۱۱ ، ۱۲۹ ، ۱۳۵ تا
۱۳۹ ، ۱۴۱ ، ۱۵۴ ، ۱۵۹ ،
۱۷۰ تا ۱۹۷ ، ۴۰۸ -
کلیات اقبال ، فارسی (تہران) :
۱۹۱ -
کلیدِ اقبال : ۲۹۱ -
گفتارِ اقبال : ۶۶ ، ۶۷ ، ۲۵۶ ،
۳۱۵ ، ۳۵۷ تا ۳۶۱ ، ۳۶۳ ،
۳۷۰ ، ۳۷۶ -
گلستان : ۶۲ -
لسان الغیب : ۸۴ -
متاعِ درد : ۲۴۹ -
متعلقاتِ خطباتِ اقبال : ۳۲۲ -
مثنوی [معروف بہ گل و بلبل از
بوعلی قلندر] : ۷۷ -
مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام
شرق : ۱۵۹ ، ۱۶۲ تا ۱۶۷ ،
۱۷۲ ، ۱۷۶ ، ۱۸۲ ، ۱۸۹ -
مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام
شرق مع مسافر : ۲۸ ، ۱۶۴
تا ۱۶۶ ، ۱۷۱ -
مثنوی سرالاسرار : ۸۴ -
مثنوی مولانا روم : ۵ ، ۶۱ -
محمد اقبال : ۷۲ -
مسافر : ۲۸ ، ۶۱ ، ۱۵۹ تا ۱۶۷
۱۷۲ ، ۱۷۶ ، ۱۸۲ ، ۱۸۹ -
مضامین اقبال : ۱۶۸ ، ۲۸۳ ،
۳۳۴ تا ۳۳۶ ، ۳۳۹ تا ۳۴۱ ،
۳۴۳ ، ۳۴۴ ، ۳۴۷ تا ۳۵۱ ،
۳۵۴ ، ۳۶۱ ، ۳۶۳ -
مطالب اسرار و رموز : ۱۲۰ ،
۱۲۵ -
مقالاتِ اقبال : ۶۹ ، ۷۰ ، ۸۵ ،
۸۷ ، ۱۰۴ ، ۱۲۰ ، ۲۸۲ ،
۳۳۹ ، ۳۴۰ ، ۳۴۲ تا ۳۵۱ ،
۳۵۶ ، ۳۶۱ ، ۳۶۳ ، ۴۰۸ ،
۴۲۱ ، ۴۲۲ -
مکاتیب بنام نیاز : ۲۲ ، ۲۳ ،
۸۴ ، ۹۷ ، ۱۳۳ ، ۱۴۷ ، ۲۰۱ ،

A Bibliography of Iqbal : 291, 341, 427.

A History of Government College Lahore : 414.

Bibliography of Iqbal : 291, 341.

The Development : 281, 284, 301, 302, 304, 319, 324, 325, 326, 332, 335, 374, 408, 432.

Dictionary of National Biography : 237.

Discourses of Iqbal : 377 :

Iqbal's Educational Philosophy : 439.

Iqbal's Letters to Atiya Begum : 66, 77, 79, 232, 260-262, 265, 267, 269, 293, 294, 304.

Iqbal : 209, 260.

Iqbal in Pictures : 23, 160, 206, 207, 268, 291, 307, 420, 433.

Islam as an Ethical and Political Ideal : 373.

Letters and Writings of Iqbal: 208, 265, 267, 286.

Letters of Iqbal · 22, 65, 155, 160, 206, 216, 220, 221, 230, 264 to 270, 303, 304, 305, 316, 336, 476.

Letters of Iqbal to Jinnah : 258-260, 265.

Mementos of Iqbal : 266, 369, 375, 401, 411.

۲۰۵ ، ۲۲۸ ، ۲۳۳ ، ۲۳۴ ، ۲۴۴ ، ۲۷۵ ، ۲۷۹ ۳۰۹ -

مکاتیب اقبال بنام گرامی : ۱۸ ، ۶۷ ، ۶۸ ، ۷۰ ، ۷۳ ، ۷۸ تا ۸۰ ، ۹۷ ، ۱۰۲ ، ۱۱۲ ، ۱۲۹ تا ۱۳۱ ، ۱۴۷ ، ۱۵۱ ، ۲۰۵ ، ۲۵۰ تا ۲۵۲ ، ۲۵۸ ، ۲۷۵ -

مکتوبات اقبال : ۲۵ ، ۲۸ ، ۳۱ ، ۱۳۳ ، ۱۴۳ ، ۱۴۴ ، ۱۴۹ ، ۱۵۵ ، ۱۶۰ ، ۲۰۵ ، ۲۲۸ ، ۲۳۵ ، ۲۷۵ ، ۳۱۶ ، ۳۱۷ ، ۳۲۰ ، ۳۲۱ ، ۳۸۶ -

ملفوظات : ۲۰۸ ، ۳۹۳ ، ۳۹۵ ، ۳۹۸ ، ۳۹۹ ، ۴۰۱ -

ملفوظات اقبال : ۴۰۲ تا ۴۰۴ -

مہاراجہ سر کشن پرشاد شاد ، حیات اور ادبی خدمات : ۲۱۰ -

بشے لالہ فام : ۳۱۴ -

نذر اقبال : ۳۰۳ -

نظم اقبال ، سفر حیدر آباد دکن میں : ۳۳۵ -

نظم جدید کی کروٹیں : ۱۵ -

نظم سپاس جناب امیر اور دوسری نظمیں : ۳۳۵ -

نقش اقبال : ۲۰ ، ۲۴ ، ۲۱۹ -

نمایش نامہ : ۲۶۶ ، ۲۶۷ -

ہیر وارث شاہ : ۵ -

یاران کہن : ۲۰ -

یک چمن گل : ۴۷ -

Speeches and Statements of Iqbal (Tariq) : 367, 374, 378, 379.
Speeches, Writings and Statements of Iqbal : 301, 333, 336, 33', 340, 361, 367, 368, 370 to 373, 377 to 379, 385.
Stray Reflections : 14, 70, 284, 371, 379, 380, 382, 387.
The Sword and Sceptre : 411.
Thoughts and Reflections of Iqbal : 367, 369 to 371.
Tributes to Iqbal : 96.
Mohammedan Theories of Finance : 313.
My Reminisences : 258.
Persian Psalms : 74.
Political Economy : 228.
Principles of Economics : 325.
Quaid-e-Azam as seen by His Contemporaries : 259.
Reconstruction : 72, 281, 284, 313, 319, 321, 324.
Six Lectures on the Reconstruction : 313, 317.
Speeches and Statements of Iqbal (Shamlo) : 362, 374.

## اخبارات و مجلات

آزاد کشمیر : ۲۴۲ ، ۲۴۸ -
آفاق : ۲۲۶ -
آئینہ : ۳ -
ادبی دنیا : ۱۷ -
احساس : ۳۰۶ -
احسان : ۲۴۸ ، ۳۳۲ ، ۳۴۷ ، ۳۶۵ -
اردو : ۵۲ ، ۲۹۵ ، ۳۲۵ -
اردو ڈائجسٹ : ۱۸۳ ، ۱۹۲ -
الزبیر : ۵ -
افکار : ۲۰۷ ، ۲۷۰ -
اقبال : ۸ ، ۹ ، ۱۱۰ ، ۸۴ ، ۲۰۳ ، ۲۹۱ ، ۳۱۳ -
اقبال ریویو : ۱۲ ، ۱۷ ، ۳۰ ، ۱۵۹ ، ۱۶۷ ، ۲۲۱ ، ۲۴۶ ، ۲۵۷ ، ۲۷۴ ، ۲۹۳ ، ۲۹۶ ، ۲۹۷ ، ۳۸۷ ، ۳۱۱ -
امروز : ۲۲۶ ، ۲۲۷ ، ۲۳۰ ، ۲۳۵ -
انقلاب : ۱۴۷ ، ۲۴۷ ، ۳۵۷ ، ۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۸۷ -
اورینٹل کالج میگزین : ۲۳۷ -
برگ گل : ۵۴ -
برہان : ۲۷۴ -
بمبئی کرانیکل : ۳۶۸ -
توحید : ۷۹ -

جنگ : ۹۴ ، ۲۰۹ ، ۲۱۴ ،
۲۳۵ ، ۲۳۸ ، ۲۳۹ ، ۲۴۸ ،
۲۶۹ ، ۲۷۰ ، ۲۷۶ ، ۳۰۱ :
۳۰۲ ، ۳۰۴ ، ۳۰۵ -
چراغِ راہ : ۲۴۸ -
خدنگِ نظر : ۷ -
راوی : ۱۰ -
زبان : ۷ -
زمانہ : ۳۵۱ -
زمیندار : ۱۴۷ ، ۳۱۴ ، ۳۵۷ ،
۳۵۸ ، ۳۵۹ ، ۳۸۷ -
ستارۂ صبح : ۳۳۶ ، ۳۳۸ ، ۳۴۲ -
سٹیٹسمین : ۳۶۴ -
سیارہ : ۲۲۵ ، ۴۱۱ -
صحیفہ : ۳ ، ۲۰ ، ۷۷ ، ۷۹ ،
۸۲ ، ۹۶ ، ۱۴۳ ، ۲۱۴ ،
۲۲۴ ، ۲۲۶ ، ۲۶۵ ، ۲۶۶ ،
۳۸۶ ، ۴۱۱ ، ۴۱۲ ، ۴۳۲ -
فاران : ۲۱۵ -
فنون : ۲۶۳ ، ۲۶۹ ، ۳۷۲ -
قومی ڈائجسٹ : ۳۸۵ -
قومی زبان : ۲۲۲ -
کردارِ نو : ۲۴۲
کشمیری گزٹ : ۳۴۳ -
کشمیری میگزین : ۲۴۳ ، ۲۴۶ ،
۲۴۹ -
لائٹ : ۳۶۴ ، ۳۷۶ -
ماہِ نو : ۶ ، ۲۴۲ ، ۲۴۴ ،
۲۴۸ -
مجلۂ تحقیق : ۲۰۴ ، ۲۲۰ ، ۲۲۶ ،
۲۵۱ ، ۲۵۴ ، ۲۷۶ -
مخزن : ۱۴ ، ۱۵ ، ۲۱ ، ۲۴۶ ،
۲۸۰ ، ۲۸۱ ، ۲۹۱ ، ۲۹۳ ،
۲۹۶ ، ۳۳۱ ، ۳۳۲ ، ۳۳۷ ،
۳۳۸ ، ۳۴۳ تا ۳۴۴ ، ۳۵۶ ،
۴۲۱ -
مرقع : ۲۴۴ -
معارف : ۲۲۰ ، ۴۰۵ -
میزان : ۳۷۸ -
نقوش : ۹ ، ۱۲ ، ۱۹ ، ۶۵ ،
۶۶ ، ۲۰۵ ، ۲۰۹ ، ۲۳۴ ،
۲۴۶ ، ۲۴۷ ، ۲۵۱ ، ۲۶۴ ،
۲۶۶ ، ۲۶۷ ، ۲۷۱ ، ۲۷۳ ،
۲۷۴ ، ۳۱۳ ، ۳۱۵ ، ۳۳۸ ،
۳۸۶ ، ۳۸۸ ، ۲۹۳ ، ۳۹۵ ،
۴۱۱ ، ۴۱۴ ، ۴۱۹ ، ۴۳۱ -
نقیب : ۲۲۱ ، ۲۴۶ -
نوائے وقت : ۲۲۶ -
نوید صبح : ۲۰۸ -
نیرنگستان : ۲۲۱ -
وطن : ۲۸۳ ، ۳۴۳ -
وکیل : ۳۳۳ -

C. & M. Gazette : 363, 365, 372.

East & West : 96.
The Hindustan Review : 340.
Indian Antiquary : 305, 332.
Indian Art and Literature : 366.

New Era : 336, 342, 380, 381.
Oriental College Magazine : 206.
The Pakistan Times : 265.
Sociological Review : 340.
Islam : 337.
Islamic Education : 227, 375.
Journal of Research, P.U. : 13, 282, 283, 288, 292.
The Muslim Outlook : 341.
The Muslim Revival : 366.

—— :o:——

# اضافے

★ **حرفِ آغاز**

محترم سیّد نفیس رقم کا شکریہ واجب ہے ۔ کتاب کی پیشانی اور عناوینِ ابواب ان کے تحریر کردہ ہیں ۔ جاوید نامہ ، اول کے خوش نویس (پیر عبدالحمید) کی نشان دہی بھی انھوں نے کی ۔ پیر عبدالحمید مرحوم کے ایک ہم عصر بزرگ اور خوش نویس جناب عنایت اللہ وارثی نے اس کی تصدیق کی ہے (بہ وساطت فاروق اختر نجیب صاحب) ۔

★ **متن**

○ ص ۳ ، سطر ۴ ۲ : حاشیہ ۳ میں اضافہ : بہ حوالہ ، زندہ رود [اول] ص ۱۰ ۔

○ ص ۳۰۲ ، حاشیہ ۵ میں اضافہ : نیز ، *Mementos of Iqbal* ص ۳۹ ۔

★ **کتابیات**

اقبال جادوگرِ ہندی نژاد : عتیق صدیقی ، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ نئی دہلی ، ۱۹۸۰ء -

اقبال نامے : ڈاکٹر اخلاق اثر ، طارق پبلی کیشنز بھوپال ، ۱۹۸۱ء

روحِ مکاتیبِ اقبال : محمد عبداللہ قریشی ، اقبال اکادمی پاکستان لاہور ، ۱۹۷۷ء

*A History of Government College Lahore*, 1864-1964 : H.L.O. Garette and Abdul Hamid, Lahore, 1964.

*Dictionary of National Biography* : Vol : 30, Oxford University Press, 1937.

رسالہ "اردو" ، جنوری ۱۹۴۴ء

★ **ضمیمہ : کتابیاتی کوائف**

روزگار فقیر ، جلد دوم : طبع اول ، نومبر ۱۹۶۴ء ، ۲ ہزار ، ۲۲ × ۱۴ س م ، ۱۸ سطر ، کاتب کا نام درج نہیں ، ۱۶۴ صفحات + ۶۸ تصاویر ، جملہ حقوق (مع ترجمہ) بحق مصنف محفوظ ہیں ، لائن آرٹ پریس لمیٹڈ فریر روڈ کراچی ، فقیر سید وحید الدین ، لائن آرٹ پریس لمیٹڈ فریر روڈ کراچی ، دی مال لاہور ، سولہ روپے آرٹ پیپر -

طبع دوم : اگست ۱۹۶۵ء ، ۵ ہزار ، قیمت دس روپے (عام کاغذ) باقی کوائف حسبِ طبع اول -

**وضاحت**

○ کتابیاتی کوائف : ۱۹۸۰ء کی اشاعتوں تک محدود ہیں -

---:o:---

# تصریحات

○ ص ۸۰ : خواجہ حسن نظامی کا دعویٰ ہے کہ "اسرار خودی" کا نام ان کا تجویز کردہ ہے (منادی ، جون ۱۹۵۰ء بہ حوالہ زندہ رود [اول] ، ص ۲۲۳) -

○ ص ۸۱ : علامہ نے آرنلڈ کو "اسرار خودی" (اوّل) کا جو نسخہ پیش کیا ، اس پر اقبال کے دستخطوں کے ساتھ ۱۵ ستمبر

۱۹۱۵ء کی تاریخ درج ہے - یہ نسخہ کیمبرج یونیورسٹی لائبریری (حوالہ نمبر ۱ .S 836. d. 92) میں محفوظ ہے (اطلاع از ڈاکٹر سعید اختر درانی) -

○ ص ۱۳۳ : پروفیسر براؤن کو پیش کردہ نسخے پر ۱۰ مارچ ۱۹۲۴ء کی تاریخ درج ہے (اطلاع از ڈاکٹر درانی) لہٰذا ، اس صفحے پر متن کا آخری جملہ یوں پڑھا جائے : "مارچ کے پہلے عشرے میں منظر عام پر آیا" -

○ ص ۲۹ ، سطر ۱۷ : بیگم صاحبہ بھوپال کو پیش کردہ نسخے پر ۲۸ جنوری ۱۹۳۵ء کی تاریخ درج ہے - (اقبال نامے ، ص ۲۳) -

○ ص ۳۵ : سطر ۲ ، ۳ : بیگم صاحبہ بھوپال کو پیش کردہ نسخے پر اقبال کے دستخطوں کے ساتھ یکم اگست ۱۹۳۶ء کی تاریخ درج ہے (اقبال نامے ، ص ۲۳) -

——:o:——

# ضروری تصحیح

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ل | ۲۷ | اختیا | اختیار |
| ع | ۱۳ | انھبں...رحمث | انھیں...رحمت |
| ۱۷ | ۱۸ | ۱۹۱۰ء | ۱۹۱۱ء |
| ۲۰ | ۸ | روحانی | رجائی |
| ۲۱ | ۱۷ | عبدالوحید | عبدالواحد |
| ۲۶ | ۱۸ | یہ سطر (بہ سلسلہ ص ۵۱) محذوف سمجھی جائے | |
| ۴۴ | ۲۹ | ہیں | میں |
| ۴۵ | ۲۲ (کالم ۳) | نکہت | نگہت |
| ۴۷ | ۲۳ (کالم ٦) | زیباٹی | زیبائی |
| ۱۲۴ | ۵ (کالم ۴) | سر گذنست | سر گذشت |
| ۱۳۱ | ۱۲ | ۱۹۵۸ء | ۱۹۱۸ء |
| ۱۳۱ | ۲۵ | ہے | کے |
| ۱۳۵ | ۱۸ | خوجہ | خواجہ |
| ۱۵۴ | ۱۰ | گوشوارا | گوشوارہ |
| ۱۵٦ | ۳ | غلام محی الدین | پیر عبدالحمید |
| ۱۵٦ | ۳ | فولڈ (پوٹ میں) درج ہے | کتاب پر درج نہیں ہے |
| ۲٦۱ | ۱۷ | شینے شال | سینے شال |
| ۳۰۹ | ۳ | اف | الف |
| ۳۲۲ | ۳۰ | nnmber | number |
| ۳۴٦ | ۱۵ | لاپرواہی | لاپروائی |
| ۳٦۲ | ۱۰ | کتاب | کذّاب |
| ۳٦٦ | ۱۷ (کالم ۳) | دہم | وہم |
| ۴۲۷ | ۲۸ | اقب | اقبال |

## ضمیمہ : ۱ کتابیاتی کوائف

کلام اقبال کے بعض نسخوں پر اندرجات نامکمل ہیں اور بعض کوائف درست نہیں ، ہم نے مختلف ذرائع سے مدد لیتے ہوئے مقدور بھر تصیح و تکمیل کوشش کی ہے ۔

# اردو کلام کے مجموعے

| طبع | اشاعت اول | تعداد | تقطیع (س م) | مسطر | خوش نویس | ضخامت |
|---|---|---|---|---|---|---|
| **بانگِ درا** | | | | | | |
| اول | ستمبر 24ء | 3 ہزار | 13½ × 18½ | | عبدالمجید | 336+16 صفحات |
| دوم | ستمبر 26ء | 5 ہزار | 16 × 20 | | عبدالمجید | |
| سوم | مارچ 30ء | 10 ہزار | 15¼ × 19½ | | عبدالمجید پروین رقم کتابت سر ورق غلام محمد کوچہ دین محمد لاہور | |
| چہارم | جون 39ء | 5 ہزار | 15¼ × 20 | 12 سطر | عبدالمجید پروین رقم لوہاری منڈی لاہور | 336+16 صفحات |
| پنجم | جنوری 42ء | 5 ہزار | 15½ × 20 | | | |
| ششم | جولائی 43ء | 27 سو | 15¼ × 19¼ | | | |
| ہفتم | دسمبر 43ء | 2 ہزار | 15½ × 19¼ | | | |
| ہشتم | جون 44ء | 5 ہزار | 15½ × 19¼ | | | |
| نہم | جون 45ء | 5 ہزار | 15¼ × 20 | | | |
| دہم | فروری 46ء | 5 ہزار | 16 × 20½ | | | |

۱ ، ۲۔بحوالہ انکم ٹیکس فائل علامہ اقبال ، "صحیفہ" اقبال نمبر اول ۱۹۷۳ء ، ص ۲۴

| اعلان، حقوق اشاعت | مطبع | ناشر | ملنے کا پتہ | قیمت |
|---|---|---|---|---|
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ محفوظ | کریمی پریس نزد کوتوالی قدیم لاہور باہتمام قدرت اللہ پرنٹر<br>مقبول عام پریس لاہور زیر اہتمام ایم محمد اقبال منیجر چھپی<br>در مطبع کریمی لاہور باہتمام میر قدرت اللہ طبع شد | درج نہیں | [ممتاز علی اینڈ سنز ریلوے روڈ لاہور]۱<br>[منشی طاہر دین]۲<br>شیخ مبارک علی تاجر کتب، اندرون لوہاری دروازہ لاہور | درج نہیں |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال خلف الصدق ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمۃ محفوظ ہیں | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس ایبٹ روڈ لاہور میں باہتمام لالہ گوراندتا مل کپور منیجر چھپی | جاوید منزل میو روڈ لاہور سے جاوید اقبال نے شائع کی | شیخ مبارک علی تاجر کتب، اندرون لوہاری دروازہ لاہور | مجلد 4½ روپے<br>غیر مجلد 3½ روپے |

4

| | | | |
|---|---|---|---|
| یازدہم | مارچ 47ء | 10 ہزار | 15½ × 20 |
| دوازدہم | اگست 48ء | 5 ہزار | 15½ × 20 |
| سیزدہم | اکتوبر 49ء | 13 ہزار | 15½ × 20 |
| چہاردہم | ستمبر 52ء | 3¼ ہزار | 16½ × 20½ |
| پانزدہم | مارچ 53ء | 5 ہزار | 16½ × 20½ |
| شانزدہم | نومبر 54ء | 5 ہزار | 16½ × 20½ |
| ہفدہم | جولائی 57ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| ہژدہم | ستمبر 58ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| نوزدہم | اکتوبر 59ء | 5 ہزار | 15 × 20 |
| بستم | اکتوبر 60ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و یکم | جنوری 62ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و دوم | ستمبر 63ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و سوم | جون 65ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و چہارم | مئی 66ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و پنجم | فروری 68ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و ششم | مئی 69ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و ہفتم | جولائی 70ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و ہشتم | اگست 71ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| بست و نہم | نومبر 72ء | 5 ہزار | 15 × 20 |

12 سطر

عبدالمجید پرویں رقم لاہور

336 + 16 صفحات

مجلد : پانچ روپے

غیر مجلد : چار روپے

7½
روپے

شیخ مبارک علی تاجر
کتب، اندرون لوہاری
دروازہ لاہور

شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور و کراچی

5

جاوید اقبال، جاوید منزل، میو روڈ لاہور

کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس
ایبٹ روڈ لاہور

پاکستان ٹائمز پریس لاہور

جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال خلف الصدق ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ الرحمۃ محفوظ ہیں

| | | | |
|---|---|---|---|
| سی | دسمبر 73ء | 5 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ |
| سی و یکم | ستمبر 74ء | 5 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ |
| سی و دوم | جون 75ء | 5 ہزار | $15\frac{1}{4} \times 20$ |
| سی و سوم | مئی 76ء | 5 ہزار | $15\frac{1}{4} \times 20$ |
| سی و چہارم | جولائی 77ء | 10 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ |
| سی و پنجم | دسمبر 78ء | 5 ہزار | $15\frac{1}{4} \times 20$ |
| سی و ششم | دسمبر 79ء | 5 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ |

16 سطر

عمود الله صدیقی لاہور

292 صفحات

## بال جبریل

| | | | |
|---|---|---|---|
| اول | جنوری 35ء | 10 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ |
| دوم | مئی 41ء | 2 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ |
| سوم | جون 42ء | 3 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 20$ |
| چہارم | جون 44ء | 5 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ |
| پنجم | ستمبر 45ء | 2 ہزار | $15 \times 20$ |
| ششم | مئی 46ء | 5 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 20$ |
| ہفتم | ستمبر 47ء | 10 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 20$ |

12 سطر

عبدالمجید پروین رقم لاہور

224 صفحات

| | | |
|---|---|---|
| 15 روپے | | 18 روپے |
| شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور - کراچی | تاج کمپنی لمیٹڈ براندرتھ روڈ لاہور | شیخ مبارک علی ، تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ ، لاہور |
| ڈاکٹر جاوید اقبال<br>گارڈین منیب اقبال و ولید اقبال | | جاوید اقبال ، جاوید منزل میو روڈ ، لاہور |
| مطبع غلام علی پبلشرز ، 10 ہسپتال روڈ لاہور<br>طابع شیخ نیاز احمد | | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس ایبٹ روڈ لاہور باہتمام لالہ گوراندتا مل کپور |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق منیب اقبال ولید و اقبال پسران ڈاکٹر جاوید اقبال بحصہ برابر محفوظ ہیں | کاپی رائٹ | جملہ حقوق مع حق ترجمہ وغیرہ بحق جاوید اقبال محفوظ ہیں |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ہشتم | جون 51ء | 5 ہزار | 15 × 20½ | | عبدالمجید | |
| نہم | نومبر 54ء | 5 ہزار | 15 × 20 | | پرویں رقم | |
| دہم | مئی 58ء | 5 ہزار | 15½ × 20 | | | |
| یاز دہم | دسمبر 59ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ | | | |
| دوازدہم | جنوری 62ء | 5 ہزار | 15 × 20 | 12 سطر | ابن پروین رقم | 224 صفحات |
| سیزدہم | اگست 63ء | 5 ہزار | 15 × 20½ | | | |
| چہاردہم | جون 65ء | 5 ہزار | 15 × 20½ | | | |
| پانزدہم | جون 66ء | 5 ہزار | 16 × 20 | | | |
| شانزدہم | اپریل 68ء | 5 ہزار | 16 × 20 | | | |
| ہفتدہم | جولائی 70ء | 5 ہزار | 15¼ × 2¼ | | | |
| ہژدہم | اپریل 72ء | 5 ہزار | 16 × 20 | | | |
| نوازدہم | دسمبر 73ء | 5 ہزار | 15¼ × 20 | | | |
| بستم | جنوری 75ء | 5 ہزار | 16 × 20½ | 16 سطر | محمود اللہ صدیقی لاہور | 170 صفحات |
| بست و یکم | مئی 76ء | 5 ہزار | 15 × 20 | | | |
| بست و دوم | نومبر 77ء | 5 ہزار | 15½ × 20 | | | |
| بست و سوم | دسمبر 78ء | 5 ہزار | 15 × 19½ | | | |

ملک نذیر احمد
پروپرائٹر تاج بک
ڈپو ، لاہور

9

پاکستان پرنٹنگ ورکس
ایبٹ روڈ لاہور

مجلد 4 روپے ، غیر مجلد 3 روپے

مجلد 4½ روپے
غیر مجلد 3½ روپے

12 روپے

شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور - کراچی

| | |
|---|---|
| جاوید اقبال ، جاوید منزل میو روڈ ، لاہور | ڈاکٹر جاوید اقبال گارڈین<br>منیب اقبال و ولید اقبال |
| پاکستان ٹائمز پریس لاہور | شیخ غلام علی پبلشرز<br>نمبر 10 ہسپتال روڈ ، لاہور<br>طابع شیخ نیاز احمد |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ وغیرہ بحق جاوید اقبال محفوظ ہیں ۔ | جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق<br>منیب اقبال و ولید اقبال پسران ڈاکٹر<br>جاوید اقبال بحصہ برابر محفوظ ہیں ۔ |

## ضربِ کلیم

| | | | |
|---|---|---|---|
| اول | جولائی 36ء | 5 ہزار | 15½ × 20 |
| دوم | جنوری 41ء | 2950 | 15 × 20 |
| سوم | جون 44ء | 2 ہزار | 16 × 20½ |
| چہارم | ستمبر 44ء | 2 ہزار | 16 × 20 |
| پنجم | ستمبر 45ء | 2 ہزار | 15½ = 20 |
| ششم | مئی 46ء | 5 ہزار | 15½ × 20 |
| ہفتم | ستمبر 47ء | 10 ہزار | 15½ × 20½ |
| ہشتم | مارچ 54ء | 4 ہزار | 16 × 20 |
| نہم | اگست 55ء | 5 ہزار | 16 × 2½ |
| دہم | دسمبر 59ء | 5 ہزار | 15½ × 20½ |
| یازدہم | اپریل 63ء | 4 ہزار | 16½ × 20 |
| دوازدہم | جولائی 65ء | 4 ہزار | 15¼ × 20 |
| سیزدہم | اگست 66ء | 5 ہزار | 15¾ × 20 |
| چہاردہم | جون 68ء | 5 ہزار | 15⅛ × 10⅓ |
| پانزدہم | ستمبر 70ء | 5 ہزار | 16 × 19 |
| شانزدہم | نومبر 72ء | 5 ہزار | 16 × 19½ |

نام درج نہیں

12 سطر

[عبدالمجید پروین رقم]

182+8 صفحات

| کاپی رائٹ | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس ایبٹ روڈ، لاہور — باہتمام لالہ گوراندتا مل کپور | ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب | کتاب خانہ طلوع اسلام لاہور | 2 روپے |
|---|---|---|---|---|
| جملہ حقوق مع ترجمہ وغیرہ بحق منیرہ بانو بیگم محفوظ ہیں | | کارکن منیرہ بانو بیگم | شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور | |
| — | — | — | | |
| جملہ حقوق مع ترجمہ بحق منیرہ بیگم صلاح الدین سلجوقا محفوظ ہیں | پاکستان ٹائمز پریس لاہور | منیرہ بیگم صلاح الدین - جاوید منزل لاہور | — شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور - کراچی | مجلد 3 روپے ، غیر مجلد 2 روپے |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ہفتدہم | اگست 74ء | 5 ہزار | 15½ × 19½ | 16 سطر | محمود اللہ صدیقی | 180 صفحات |
| ہشتدہم | جنوری 76ء | 5 ہزار | 15½ × 19½ | | | |
| نوازدہم | دسمبر 77ء | 5 ہزار | 15½ × 19½ | | | |
| بستم | جون 79ء | 5 ہزار | 15½ × 19½ | | | |

## (۲) فارسی کلام کے مجموعے

### اسرارِ خودی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 12 ستمبر 15ء | 5 ہزار | 15 × 12 | 6 سطر | مرغوب رقم | 155 + 12 |
| دوم | 18ء | 1 ہزار | 12 × 16 | 8 سطر | نام درج نہیں | 134 |

### رموزِ بے خودی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 10 اپریل 18ء | 14 سو | 10½ × 16 | 8 سطر | عبدالمجید | 139 + 6 + 2 |

### اسرار و رموز (یکجا)

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول [اسرار سوم، رموز دوم] | 23ء | درج نہیں | 13 × 18½ | 12 سطر | عبدالمجید | 199 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق منیرہ بیگم صلاح الدین محفوظ ہیں۔ | درج نہیں | درج نہیں | شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، کراچی | 15 روپے |
| جملہ حقوق محفوظ<br>جملہ حقوق محفوظ | یونین سٹیم پریس لاہور<br>راجپوت سٹیم پریس لاہور سردار کرم سنگھ پرنٹر | حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی | شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری گیٹ لاہور | ؟ |
| جملہ حقوق محفوظ | یونین سٹیم پریس لاہور لالہ دیوان چند پرنٹر | حکیم فقیر محمد صاحب چشتی نظامی | شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور | |
| کاپی رائٹ | مطبع کریمی لاہور باہتمام میر امیر بخش | | شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور | درج نہیں |

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| یکجا دوم [اسرار چہارم رموز سوم] | 28ء | درج نہیں | $14 \times 19$ | | محمد حسن، چوک متی لاہور | 199 |
| یکجا سوم [اسرار پنجم رموز چہارم] | 40ء | " " | $16\frac{1}{2} \times 20$ | | عبدالمجید پرویں رقم | 199 |
| یکجا چہارم [اسرار ششم رموز پنجم ["بار سوئم'' درست نہیں] | 48ء | 5 ہزار | $15 \times 19\frac{3}{4}$ | 12 سطر | | 199 |
| یکجا پنجم [بار چہارم درست نہیں] | 54ء | 2 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 20\frac{1}{2}$ | | نام درج نہیں | 199 صفحات |
| یکجا ششم [بار پنجم درست نہیں ] | 59ء | 2 ہزار | $16 \times 20\frac{1}{2}$ | | | |
| یکجا ہفتم [بار ششم درست نہیں] | 64ء | 2 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 20\frac{1}{2}$ | | | |
| یکجا ہشتم [بار ہفتم" درست نہیں] | 66ء | 2 ہزار | $16 \times 20$ | | | |
| یکجا نہم [بار ہشتم" درست نہیں] | 69ء | 2 ہزار | $15\frac{3}{4} \times 20\frac{1}{4}$ | | | |
| یکجا دہم [بار نہم" درست نہیں] | 71ء | 2 ہزار | $16 \times 20\frac{1}{2}$ | | | |
| یکجا یازدہم [بار دہم" درست نہیں] | 76ء | 2 ہزار | $16 \times 19\frac{1}{4}$ | 16 سطر | محمود اللہ صدیقی | 170 صفحات |
| یکجا دوازدہم [بار یازدہم" درست نہیں] | 79ء | 2 ہزار | $15 \times 19\frac{1}{2}$ | | | |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| کاپی رائٹ | مطبع مقبول عام لاہور باہتمام منشی غلام احمد | | درج نہیں | |
| — کاپی رائٹ | — کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس باہتمام گوراندتا کپور | | — شیخ مبارک علی اندرون لوہاری دروازہ لاہور | |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال محفوظ ہیں | — پاکستان ٹائمز پریس لاہور | جاوید اقبال ، جاوید منزل ، میو روڈ لاہور | — شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ، کراچی | — مجلد 4 روپے<br>غیر مجلد 3 روپے |
| — جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق منیب اقبال و ولید اقبال بحصہ برابر محفوظ ہیں | — غلام علی پبلشرز لاہور | — ڈاکٹر جاوید اقبال گارڈین منیب اقبال و ولید اقبال | | مجلد 5½ روپے<br>غیر مجلد 4½ روپے<br>مجلد 9 روپے<br>غیر مجلد 6 روپے<br>مجلد 15 روپے<br>غیر مجلد 12 روپے |

## پیامِ مشرق

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | [مئی 23ء] | 1 ہزار | 13 × 18 | 12 سطر | عبدالمجید پروین رقم | 200 + 16 |
| دوم | 24ء | 1 ہزار | 13½ × 20 | | | 264 + 14 + 2 صفحات |
| [سوم] | [29ء] | [1 ہزار] | 15½ × 20½ | | | |
| چہارم | 42ء | 2 ہزار | 14½ × 20 | | | |
| پنجم | 44ء | 1 ہزار | 15 × 20 | | | |
| ششم | 46ء | 2 ہزار | 15¼ × 20¼ | | | |
| ہفتم | 48ء | 5 ہزار | 15½ × 20 | | | |
| ہشتم | 54ء | 3 ہزار | 15½ × 20½ | | | |
| نہم | 58ء | 2 ہزار | 15½ × 20 | | | |
| دہم | 63ء | " " | 15 × 20¼ | | | |
| یازدہم | 66ء | " " | 15½ × 21 | | | |
| دوازدہم | 69ء | " " | 15½ × 20½ | | | |
| سیزدہم | 71ء | " " | 15 × 20 | | | |
| چہاردہم | 75ء | " " | 15 × 19½ | 16 سطر | عمود اللہ صادقی | 222 صفحات |
| پانزدہم | 78ء | " " | 15 × 20 | | | |
| شانزدہم | 79ء | " " | 15 × 19½ | | | |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| کاپی رائٹ<br>جملہ حقوق مع حق ترجمہ محفوظ | درج نہیں | جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال محفوظ ہیں | | جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق منیب اقبال و ولید اقبال حصہ برابر محفوظ ہیں |
| مطبع کریمی لاہور<br>باہتمام میر امیر بخش<br>کریمی پریس لاہور<br>باہتمام قدرت اللہ<br>مطبع جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور باہتمام لالہ گورانداتا مل کپور | | پاکستان ٹائمز پریس لاہور | غلام علی<br>پبلشرز لاہور |
| درج نہیں | جاوید اقبال جاوید منزل میو روڈ لاہور | | | جاوید اقبال گارڈن<br>منیب اقبال و ولید اقبال |
| شیخ مبارک علی تاجر کتب لوہاری دروازہ لاہور | شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ، کراچی | | | |
| درج نہیں | مجلد 4½ روپے | غیر مجلد 3½ روپے | | 18 روپے |

## زبورِ عجم

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | 27ء | [2 ہزار] | 16×20 | | محمد صدیق لاہور | |
| | | | | | — | |
| دوم | اپریل 44ء | ایک ہزار چار سو | 16×20½ | 12 سطر | عبدالمجید پروین رقم (بعض نسخوں کے چند صفحات کی کتابت کسی اور خوش نویس کی ہے) | 264 صفحات |
| [سوم] | ستمبر 45ء[1] | 2 ہزار | 15½×20 | | | |
| چہارم | ستمبر 48ء | 5 ہزار | 16×20 | | | |
| پنجم | جون 58ء | 2 ہزار | 15½×20 | | | |
| "طبع ششم" درست نہیں | | | | | | |
| ششم | مئی 59ء | " | 15½×20½ | | | |
| "طبع ہفتم" درست نہیں | | | | | | |
| ہفتم | اگست 66ء | " | 16×20 | | | |
| "طبع ہشتم" درست نہیں | | | | | | |
| ہشتم | ستمبر 70ء | " | 16×19½ | — | — | — |
| "طبع نہم" درست نہیں | | | | | | |
| نہم | اگست 74ء | " | 15½×20 | 16 سطر | عمود اللہ صدیقی | 196 صفحات |
| "طبع دہم" درست نہیں | | | | | | |
| دہم | مئی 78ء | " | 15½×19½ | | | |
| "طبع یازدہم" درست نہیں " " | | | | | | |

---

1- 1944ء درست نہیں (دیکھیے : ص 154)

2- بہ حوالہ انکم ٹیکس فائل علامہ اقبال ، "صحیفہ" ، اقبال نمبر ، اول 1973ء ، ص 28 ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کاپی رائٹ | | | | جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال محفوظ ہیں | | \| | جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق منیب اقبال و ولید اقبال بحصہ برابر محفوظ ہیں | |
| مقبول عام پریس لاہور باہتمام ایم ۔ محمد اقبال | \| | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور باہتمام لالہ گوراندتا مل کپور | | \| | پاکستان ٹائمز لاہور | \| | غلام علی پبلشرز لاہور | |
| درج نہیں | | | | جاوید اقبال ـ لاہور | | | | |
| شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور | | | | \| | | شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ، کراچی | | |
| [3 روپے][۲] | \| | درج نہیں | \| | مجلد $4\frac{1}{2}$ روپے غیر مجلد $3\frac{1}{2}$ روپے | \| | مجلد 5 روپے غیر مجلد 4 روپے | — | مجلد 13 روپے غیر مجلد 9 روپے |

## جاوید نامہ

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | فروری 32ء | درج نہیں | 16 × 20 | | [پیر عبدالحمید] | |
| دوم | [فروری] 47ء | درج نہیں | 16 × 20 | | [پرویں رقم] | |
| سوم | [دسمبر] 54ء | 2 ہزار | 16 × 20½ | 12 سطر | [ان پرویں رقم] | 246 + 8 صفحات |
| چہارم | نومبر 68ء | 2 ہزار | 16 × 20½ | 12 سطر | [ان پرویں رقم] | 246 + 8 صفحات |
| پنجم | جنوری 64ء | 2 ہزار | 16 × 20 | 12 سطر | [ان پرویں رقم] | 246 + 8 صفحات |
| ششم | دسمبر 66ء | 2 ہزار | 16 × 20½ | 12 سطر | [ان پرویں رقم] | 246 + 8 صفحات |
| ہفتم | 70ء | 2 ہزار | 15½ × 19½ | 12 سطر | [ان پرویں رقم] | 246 + 8 صفحات |
| ہشتم | ستمبر 74ء | 2 ہزار | 15½ × 19 | — | — | — |
| نہم[2] | جون 78ء | 2 ہزار | 15½ × 20 | 16 سطر | محمود اللہ صدیقی | 208 صفحات |

## مسافر

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | 34ء | 5 سو | 11½ × 17½ | 12 سطر | عبدالمجید پرویں رقم | 59 |
| دوم | 36ء | 2 ہزار | 16 × 20 | 10 سطر | درج نہیں | 44 |

---

۱- ص ۲۰۱ تا آخر ، پرویں رقم کی کتابت نہیں ہے ۔

۲- "طبع ہفتم" درست نہیں ۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| جملہ حقوق محفوظ | کریمی پریس لاہور باہتمام میر قدرت اللہ | درج نہیں | شیخ طاہر الدین انار کلی لاہور | [3 روپے] |
| — | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور باہتمام لالہ گورانداتا مل کپور | — | شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور | — |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق جاوید اقبال محفوظ ہیں | پاکستان ٹائمز پریس لاہور | جاوید اقبال لاہور | شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور - کراچی | مجلد 5 روپے، غیر مجلد 4 روپے |
| — | | | | — |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق منیب اقبال و ولید اقبال بحصہ برابر محفوظ ہیں | غلام علی پبلشرز لاہور | | | مجلد 13 روپے غیر مجلد 9 روپے |
| کاپی رائٹ | گیلانی الیکٹرک پریس ہسپتال روڈ لاہور باہتمام بابو نظام الدین | سر محمد اقبال میکلوڈ روڈ لاہور | درج نہیں | درج نہیں |
| کاپی رائٹ | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور زیر اہتمام لالہ گورانداتا مل کپور | کتاب خانہ طلوع اسلام لاہور | کتاب خانہ طلوع اسلام لاہور | درج نہیں |

## پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 1936ء | 2 ہزار | 16 × 20 | 10 سطر | درج نہیں | 71 صفحات |

## مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوامِ شرق مع مسافر

[اول] مسافر کے طبع دوم (1936ء) اور ''پس چہ باید کرد ۔ ۔ ۔'' کے طبع اول 1936ء کو یکجا مجلد کر کے ''مثنوی پس چہ باید کرد اے اقوام شرق مع مسافر'' طبع اول قرار دیا گیا ۔ اس کے کوائف وہی ہیں جو دونوں کتابوں کے پہلے ایڈیشنوں کے ضمن میں بیان کیے جا چکے ہیں ۔

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| دوم [مسافر ، سوم : مثنوی ، دوم] | 1944ء | 2 ہزار | 16 × 20 | 10 سطر | [پروین رقم] | 71 + 44 صفحات |
| سوم [مسافر ، چہارم : مثنوی ، سوم] | 1947ء | 5 ہزار | 16 × 20 | | | |
| چہارم [مسافر ، پنجم : مثنوی ، چہارم] | 1958ء | 2 ہزار | $16 \times 19\frac{1}{2}$ | | | |
| پنجم [مسافر ، ششم : مثنوی ، پنجم] | 1964ء | 2 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 19$ | | | 44 + 71 صفحات |
| ششم [مسافر ، ہفتم : مثنوی ، ششم] | 1966ء | 2 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 20$ | | | |
| ہفتم [مسافر ، ہشتم : مثنوی ، ہفتم] | 1972ء | 2 ہزار | 16 × 20 | | | |
| ہشتم [مسافر ، نہم : مثنوی ، ہشتم] | 1977ء | 2 ہزار | 15 × 19 | 16 سطر | محمود اللہ صدیقی | 84 صفحات |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| کاپی رائٹ | | درج نہیں | کتاب خانہ طلوع اسلام لاہور | |
| جملہ حقوق محفوظ بحق منیرہ بانو بیگم مع حق ترجمہ | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور باہتمام لالہ گورانڈتا مل کپور | درج نہیں | | |
| ,, | | منیرہ بانو بیگم | شیخ مبارک علی تاجر کتب لاہور | مجلد 2½ روپے غیر مجلد 1½ روپے |
| — | — | — | — | — |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق منیرہ بیگم صلاح الدین محفوظ ہیں | پاکستان ٹائمز پریس لاہور | منیرہ بیگم صلاح الدین | شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور - کراچی | مجلد 3 روپے غیر مجلد 2 روپے |
| | — | | | — |
| | غلام علی پبلشرز لاہور | | | مجلد 7 روپے غیر مجلد 3 روپے |

## ارمغانِ حجاز

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | نومبر 38ء | 5 ہزار | $15 \times 18\frac{3}{4}$ | | | 280+8 |
| دوم | اگست 44ء | 2 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 20\frac{1}{4}$ | | | |
| [سوم] | [نومبر 46ء] | [2 ہزار] | $15 \times 20\frac{1}{4}$ | | | |
| چہارم | مئی 48ء | 5 ہزار | $15 \times 20$ | 10 سطر | | |
| پنجم | جون 51ء | 2 ہزار | $15 \times 20$ | | [پرویں رقم] | |
| ششم | مئی 55ء | 2 ہزار | $16 \times 20\frac{1}{2}$ | | | 280 صفحات |
| ہفتم | جون 59ء | 4 ہزار | $15 \times 19\frac{3}{4}$ | | | |
| ہشتم | نومبر 64ء | 2 ہزار | $16 \times 19\frac{1}{2}$ | | | |
| نہم | دسمبر 66ء | 2 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 19$ | | | |
| دہم | نومبر 70ء | 2 ہزار | $15\frac{1}{2} \times 19\frac{1}{2}$ | | | |
| | | | | — | — | — |
| یازدہم | ستمبر 75ء | 2 ہزار | $15 \times 20$ | | محمود اللہ صدیقی | 50+146 صفحات |
| دوازدہم | ستمبر 78ء | 2 ہزار | $15 \times 20$ | 16 سطر | | |

درج نہیں
—
مجلد 4½ روپے ، غیر مجلد 3½ روپے
—
مجلد 13 روپے
غیر مجلد 9 روپے

درج نہیں
—
شیخ مبارک علی
تاجر کتب - لاہور
—
شیخ غلام علی اینڈ سنز
پبلشرز لاہور - کراچی

جاوید اقبال - لاہور

کپورآرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور
—
کپور آرٹ پرنٹنگ
ورکس لاہور باہتمام
لالہ گوراندتا مل کپور
—
پاکستان پرنٹنگ ورکس
لاہور
—
پاکستان ٹائمز پریس
لاہور
—
غلام علی پبلشرز
لاہور

جملہ حقوق بحق جاوید اقبال محفوظ ہیں
—
جملہ حقوق مع
ترجمہ بحق منیب
اقبال و ولید
اقبال بحصہ برابر
محفوظ ہیں

# (۳) مکاتیب کے مجموعے

**شاد اقبال** ، مرتبہ : ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | [1942ء] | درج نہیں | $15\frac{1}{2} \times 19\frac{1}{2}$ | 17 سطر | درج نہیں | 175 + 40 |

**اقبال نامہ** ، **اول** ، مرتبہ : شیخ عطاء اللہ ایم اے

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | [1944ء] | درج نہیں | $12 \times 17\frac{1}{2}$ | 15 سطر | درج نہیں | 474 + 32 |

**اقبال نامہ** ، **دوم** ، مرتبہ : شیخ عطاء اللہ ایم اے

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 1951ء | درج نہیں | $12 \times 17\frac{1}{2}$ | 15 سطر | درج نہیں | 398 + 84 |

**مکاتیبِ اقبال** ، بنام خان محمد نیاز الدین خاں مرحوم

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | [1954ء] | درج نہیں | $17 \times 20\frac{1}{2}$ | 38 سطر ٹائپ | — | 55 + 8 |

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| درج نہیں | اعظم اسٹیم پریس حیدر آباد | درج نہیں | سب رس کتاب گھر (حیدر آباد دکن) | 2½ روپے |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ محفوظ ہیں کوئی صاحب جزواً یا کلاً قصد طبع نہ کرے۔ محمد اشرف | مرکنٹائل پریس لاہور | | شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور | 5½ روپے |
| ،، | دین محمدی پریس لاہور کوآپریٹو پرنٹنگ پریس لاہور | | شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور | 5½ روپے |
| جملہ حقوق بحق بزم اقبال محفوظ | کاروان پریس لاہور | کریم احمد خاں ، سیکرٹری بزم اقبال لاہور | بزم اقبال کلب روڈ لاہور | 1¼ روپے |

**مکتوباتِ اقبال**، مرتبہ : سید نذیر نیازی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | ستمبر 57ء | 2 ہزار | 13 × 22 | 19 سطر | درج نہیں | 372 + 16 |
| دوم | اکتوبر 77ء | 2 ہزار | 13 × 22 | 19 سطر | درج نہیں | 372 + 16 |

**انوارِ اقبال**، مرتبہ : بشیر احمد ڈار

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | مارچ 67ء | درج نہیں | 13½ × 21 | 21 سطر | درج نہیں<br>صفحہ 313 تا | 348 صفحات |
| دوم | 77ء | درج نہیں | 13½ × 21 | 21 سطر | آخر ٹائپ | |

**مکاتیبِ اقبال بنام گرامی**، مرتبہ : محمد عبداللہ قریشی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | اپریل 69ء | 1 ہزار | 13½ × 20½ | 27 سطر ٹائپ | — | 249 + 14 |
| دوم | جون 81ء | 1 ہزار | 13½ × 20½ | 27 سطر ٹائپ | — | 257 + 14 |

**خطوطِ اقبال**، مرتبہ : رفیع الدین ہاشمی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 76ء | درج نہیں | 13½ × 21½ | 21 سطر | تمکین شیرازی | 376 |
| [دوم]<br>"بار اول" درست نہیں" | 77ء | درج نہیں | 13½ × 21½ | 21 سطر | تمکین شیرازی | 376 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| درج نہیں | نقوش پریس و سٹینڈرڈ پریس لاہور | اقبال اکادمی پاکستان کراچی | 5½ روپے |
| درج نہیں | فالکن پرنٹنگ پریس لاہور | اقبال اکادمی پاکستان لاہور | 23 روپے |
| جملہ حقوق بحق اقبال اکادمی پاکستان محفوظ | انجمن پریس کراچی | اقبال اکادمی پاکستان ، کراچی | 12 روپے |
| | فالکن پرنٹنگ پریس لاہور | اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور | 35 روپے |
| جملہ حقوق بحق اقبال اکادمی پاکستان محفوظ | زرین آرٹ پریس لاہور | اقبال اکادمی پاکستان کراچی | 12 روپے |
| | " " | اقبال اکادمی پاکستان لاہور | 20 روپے |
| درج نہیں | پیک آرٹ پریس لاہور | مکتبہ خیابانِ ادب ، لاہور | 40 روپے |
| درج نہیں | جے - کے آفسٹ پریس جامع مسجد دہلی | اقبال صدی پبلیکیشنز ، نئی دہلی | 30 روپے |

**خطوطِ اقبال بنام بیگم گرامی** مرتبہ : حمید اللہ شاہ ہاشمی

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | جنوری 1978ء | 500 | $12 \times 17\frac{1}{2}$ | 21 سطر | محمد شریف قادری | 79 |

**LETTERS OF IQBAL TO JINNAH**

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | 1943ء | درج نہیں | $13\frac{1}{2} \times 20\frac{1}{2}$ | 24 سطر ٹائپ | ٹائپ | 32 |
| دوم<br>سوم<br>چہارم<br>پنجم<br>ششم<br>ہفتم | 1944ء<br>1956ء<br>1963ء<br>1968ء<br>1974ء<br>1978ء | درج نہیں | $12 \times 18$ | 25 سطر ٹائپ | ٹائپ | 32 |

**IQBAL'S LETTERS TO ATTIYA BEGUM** مرتبہ : عطیہ بیگم

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | فروری 1947ء | درج نہیں | $14 \times 21\frac{1}{2}$ | 37 سطر | ٹائپ | 88 |

**LETTERS AND WRITINGS OF IQBAL** مرتبہ : بی اے ڈار

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | نومبر 1967ء | درج نہیں | $13\frac{1}{2} \times 21\frac{1}{2}$ | 30 سطر | ٹائپ | 129 + 12 |

31

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| جملہ حقوق بحق پبلشر محفوظ ہیں | اسود آفسیٹ پریس فیصل آباد | شیخ محمد جاوید احمد فیصل آباد | محبوب بکڈپو، امین پور بازار فیصل آباد | 6 روپے |
| درج نہیں | ناردرن آرمی پریس لاہور | شیخ محمد اشرف، تاجر کتب لاہور | | 12 آنے |
| All Rights Reserved | اشرف پریس لاہور | شیخ محمد اشرف، تاجر کتب کشمیری بازار لاہور | | 12 آنے |
| All Rights Reserved | وکٹری پرنٹنگ پریس بمبئی | | حالی پبلشنگ ہاؤس دہلی | 4 روپے |
| کاپی رائٹ بحق اقبال اکادمی کراچی | ماڈرن پرنٹرز کراچی | اقبال اکادمی پاکستان کراچی | | 8 روپے |

**LETTERS OF IQBAL** مرتبہ : بی - اے ڈار

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 78ء | 1100 | 13½ × 21 | 37 سطر | ٹائپ | 270+12 |

# (۴) مستقل نثری تصانیف

## علم الاقتصاد

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | [1904ء] | درج نہیں | 13½ × 20 | 21 سطر | درج نہیں | 216+2 |
| دوم | [61ء] | درج نہیں | 14 × 22 | 26 سطر | ٹائپ | 222+6 |
| سوم | 77ء | 1100 | 13½ × 22 | 19 سطر | درج نہیں | 272 |

## SIX LECTURES
### On The Reconstruction of Religious Thought in Islam

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | [مئی] 30ء | درج نہیں | 12 × 20 | 30 سطر | ٹائپ | 240+8 |
| [۲]دوم | [مئی] 34ء | درج نہیں | 13½ × 21 | 36 سطر | ٹائپ | 192 |
| سوم | مئی 44ء | " | 13½ × 20 | 37 سطر | ٹائپ | 205+8 صفحات |
| چہارم | مارچ 54ء | " | 13 × 21 | | | |
| پنجم | فروری 60ء | " | 13 × 21 | | | |
| ششم | ستمبر 65ء | " | 13½ × 21½ | | | |
| ہفتم | اپریل 68ء | " | 13½ × 21½ | | | |
| ہشتم | مئی 71ء | " | 13 × 20½ | | | |

۱- بحوالہ "مخزن" دسمبر ۱۹۰۴ء

3د

| | | | |
|---|---|---|---|
| All rights reserved | زریں آرٹ پریس لاہور | اقبال اکادمی پاکستان لاہور | 30 روپے |
| درج نہیں | خادم التعلیم سٹیم پریس لاہور | [شیخ محمد اقبال مصنف کتاب ہذا]' | [1 روپیہ] |
| درج نہیں | فیروز سنز لمیٹڈ لاہور | اقبال اکادمی پاکستان کراچی | درج نہیں |
| جملہ حقوق محفوظ | طفیل آرٹ پرنٹرز سرکلر روڈ ، لاہور | اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور | 20 روپے |
| درج نہیں | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس لاہور | | درج نہیں |
| درج نہیں | آکسفورڈ یونیورسٹی پریس سول اینڈ ملٹری گزٹ پریس لاہور | آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن | 7s. 6d. |
| Copy right | اشرف پریس لاہور | جاوید اقبال / شیخ محمد اشرف ، تاجر کتب کشمیری بازار ، لاہور | 10 روپے |

۲- Six Lectures کے الفاظ کتاب کے عنوان سے حذف کر دیے گئے ہیں -

**THE DEVELOPMENT OF METAPHYSICS IN PERSIA**

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 1908ء | درج نہیں | 12½ × 18½ | 25 سطر | ٹائپ | 195 + 16 |
| دوم | [1954ء] | " " | 15½ × 22½ | 38 سطر | " | 8 + 149 + 12 |
| سوم | 1959ء | " " | " | " | " | |
| چہارم | 1964ء | " " | " | " | " | |

## (۵) متفرق نثری مجموعے

**مضامینِ اقبال** ، مرتبہ : تصدق حسین تاج

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | [1943ء] | 1 ہزار | 15½ × 20 | 19 سطر | درج نہیں | 14 + 204 |

**مقالاتِ اقبال** ، مرتبہ : سید عبدالواحد معینی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | مئی 63ء | درج نہیں | 13½ × 21½ | 21 سطر | درج نہیں | 252 |

**اقبال کے نثری افکار** ، مرتبہ : عبدالغفار شکیل

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | مارچ 77ء | درج نہیں | 13½ × 21 | 23 سطر | درج نہیں | 282 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| درج نہیں | ای - جے برل لائیڈن | لوزاک اینڈ کمپنی لندن | |
| درج نہیں | کاروان پریس لاہور | بزم اقبال ، 2 کلب روڈ لاہور | |
| " | دین محمدی پریس لاہور | " | |
| " | " | " | |
| (رجسٹری شدہ) | احمدیہ پریس، چار مینار حیدر آباد دکن | احمدیہ پریس، چار مینار ، حیدر آباد دکن | 5 روپے کلدار |
| درج نہیں | اشرف پریس لاہور | شیخ محمد اشرف تاجر کتب ،کشمیری بازار لاہور | 6 روپے |
| درج نہیں | نعمانی پریس ، دہلی | انجمن ترقیِ اردو (ہند) دہلی | 10 روپے |

**گفتارِ اقبال** ، مرتبہ : محمد رفیق افضل

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | جنوری 69ء | درج نہیں | 15 × 18½ | 27 سطر | ٹائپ | 292 + 20 |

**SPEECHES AND STATEMENTS OF IQBAL** ، مرتبہ : شاملو [لطیف احمد شیروانی]

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | [مارچ 45ء] | درج نہیں | 12 × 18 | 32 سطر | ٹائپ | 220 + 12 |
| دوم | ستمبر 48ء | درج نہیں | 12 × 17½ | 32 سطر | ٹائپ | 240 + 14 |
| سوم* | 1977ء | 1100 | 13½ × 21 | 37 سطر | ٹائپ | 264 + 12 |

**THOUGHTS AND REFLECTIONS OF IQBAL** ، مرتبہ : سید عبدالواحد

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | مئی 64ء | درج نہیں | 13½ × 21 | 32 سطر | ٹائپ | 282 + 16 |
| دوم | 73ء | درج نہیں | 13½ × 20½ | 32 سطر | ٹائپ | 282 + 16 |

**SPEECHES AND STATEMENTS OF IQBAL** ، مرتبہ : اے - آر طارق

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | اپریل 73ء | درج نہیں | 13 × 21½ | 32 سطر | ٹائپ | 247 + 32 |

---

* طبع سوم میں کتاب کا نام بدل کر Speeches, Statements and Writings of Iqbal کر دیا گیا ہے -

37

| | | | |
|---|---|---|---|
| درج نہیں | رہن پرنٹنگ پریس لاہور | ادارہ تحقیقاتِ پاکستان ، دانش گاہ پنجاب لاہور | 12 روپے |
| درج نہیں | رہن پرنٹنگ پریس لاہور | المنار اکیڈمی لاہور | 4½ روپے |
| درج نہیں | پاکستان پرنٹنگ پریس لاہور | المنار اکیڈمی لاہور | 4½ روپے |
| All Rights Reserved | زرین آرٹ پریس لاہور | اقبال اکادمی پاکستان لاہور | 36 روپے |
| کاپی رائٹ | اشرف پریس لاہور | شیخ محمد اشرف ،کشمیری بازار لاہور | |
| کاپی رائٹ | اشرف پریس لاہور | شیخ محمد اشرف ،کشمیری بازار لاہور | 25 روپے |
| کاپی رائٹ | مطبع عالیہ لاہور | شیخ غلام علی اینڈ سنز ، لاہور | 15 روپے |

**DISCOURSES OF IQBAL** ، مرتبہ : شاہد حسین رزاقی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | 79ء | درج نہیں | 12 × 18 | 41 سطر | ٹائپ | 288 + 20 |

**MEMENTOS OF IQBAL** ، مرتبہ : رحیم بخش شاہین

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| [اول] | [75ء] | درج نہیں | 16 × 20½ | 39 سطر | ٹائپ | 130 + 8 |

**STRAY REFLECTIONS** ، مرتبہ : جاوید اقبال

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | جون 61ء | درج نہیں | 10½ × 16 | 24 سطر | ٹائپ | 161 + 40 |

## (٦) ملفوظات کے مجموعے

**اقبال کے حضور**، مرتبہ : سید نذیر نیازی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | جولائی 71ء | 11 سو | 15 × 23¼ | 32 سطر | ٹائپ | 487 + 20 |
| دوم | 81ء | 1 ہزار | " | " | " | 487 + 20 |

**ملفوظات**، مرتبہ : محمود نظامی ، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | درج نہیں | 1 ہزار | 15¼ × 20 | 17 سطر | درج نہیں | 234 |
| دوم[1] | درج نہیں | 1100 | 12 × 18 | 19 سطر | درج نہیں | 340 |
| سوم | 77ء | 1100 | 14 × 21 | 25 سطر | ٹائپ | 662 + 8 |

۱۔ کتاب کا نام بدل کر "ملفوظاتِ اقبال" کر دیا گیا ہے۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| All rights reserved | علمی پرنٹنگ پریس لاہور | | شیخ غلام علی اینڈ سنز ، لاہور | 40 روپے |
| درج نہیں | درج نہیں | | آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانگرس لاہور | 12 روپے |
| کاپی رائٹ | علمی پرنٹنگ پریس لاہور | جاوید اقبال | شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور | 7½ روپے |
| جملہ حقوق محفوظ | شفیق پریس لاہور | | اقبال اکادمی پاکستان ، کراچی | 25 روپے |
| " | فالکن پرنٹنگ پریس ، لاہور | " | " " لاہور | 51 روپے |
| جملہ حقوق بحق مرتب | امرت الیکٹرک پریس لاہور | | لالہ نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور | 4 روپے |
| جملہ حقوق بحق مرتب | دین محمدی الیکٹرک پریس لاہور | | اشاعت منزل ، ہل روڈ لاہور | 4 روپے |
| جملہ حقوق محفوظ ہیں | مطبع عالیہ لاہور | | اقبال اکادمی پاکستان ، لاہور | 70 روپے |

**اقبال** علیہ الرحمۃ **کے چند جواہر ریزے** مرتبہ : پروفیسر خواجہ عبدالحمید

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 47ء | درج نہیں | 12 × 17½ | 17 سطر | درج نہیں | 56 |

**روزگارِ فقیر**، مرتبہ: سید وحیدالدین

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | 50ء | 2 ہزار | 10 × 16 | 11 سطر | یوسف چشتی | 139 + 22 |

(نقشِ ثانی غیر معمولی اضافے کے ساتھ)

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اول | اکتوبر 63ء | 1 ہزار | 23½ × 20½ | 18 سطر | صدیق الماس رقم * | 256 صفحات |
| دوم | نومبر 63ء | " " | " " | " " | | |
| سوم | فروری 64ء | " " | " " | " " | | |
| چہارم | مئی 64ء | 2 ہزار | " " | " " | | |
| پنجم | مارچ 65ء | " " | " " | " " | | |
| ششم | اپریل 66ء | 4 ہزار | " " | " " | | |

## (۷) اقبال کی مرتبہ درسی کتابیں

**اردو کورس** ، پانچویں جماعت کے لیے ، مرتبہ : ڈاکٹر سر محمد اقبال و حکیم احمد شجاع

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ایڈیشن سوم بار ششم | 37ء | — | 12 × 18 | 21 سطر | درج نہیں | 271 |

**اردو کورس**، چھٹی جماعت کے لیے ، مرتبہ: ڈاکٹر سر محمد اقبال و حکیم احمد شجاع

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | 44ء | | 12 × 18 | 21 سطر | درج نہیں | 250 |
| | 29ء | | " " | " " | " " | " " |
| | 30ء | | " " | " " | " " | " " |
| ایڈیشن اول اٹھارویں بار | 45ء | 1 ہزار | " " | " " | " " | " " |

۱ - صرف ان اشاعتوں کے کوائف درج کیے جا رہے ہیں جو دستیاب ہو سکیں ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| درج نہیں | دین محمدی پریس لاہور | اقبال اکیڈیمی لاہور | |
| جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں | پاکستان ٹائمز پریس لاہور | سید برادرز 75 دی مال لاہور | 2 روپے |
| جملہ حقوق مع حق ترجمہ بحق مصنف محفوظ ہیں | لائن آرٹ پریس فرئیر روڈ ، کراچی | | 5 روپے |
| درج نہیں | | | |
| درج نہیں | پنجاب آرٹ پریس لاہور باہتمام بابو پیارے لال بھارگو | گلاب چند کپور اینڈ سنز انارکلی ، لاہور | 8 آنے 9 پائی |
| " " | | گلاب چند کپور اینڈ سنز انارکلی ، لاہور | |
| " " | | | |
| " " | | | 13 آنے 6 پائی |

**اُردو کورس**، ساتویں جماعت کے لیے، مرتبہ : ڈاکٹر سر محمد اقبال و حکیم احمد شجاع

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| ایڈیشن اول | 1924ء | درج نہیں | 12 × 17½ | 21 سطر | درج نہیں | 316 صفحات |
| بار دہم | 1945ء | 1000 | 12 × 17½ | | | |

**اُردو کورس**، آٹھویں جماعت کے لئے، مرتبہ : ڈاکٹر سر محمد اقبال و حکیم احمد شجاع

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| | 1924ء | درج نہیں | 12×18 | 21 سطر | درج نہیں | 353 |
| بار چہارم | 1930ء | | | | | 353 |
| بار ہفتم | 1940ء | [illegible] | | | | 366 |

**آئینۂ عجم**، مرتبہ : ڈاکٹر سر محمد اقبال

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 1927ء | | 12 × 17 | 21 سطر | درج نہیں | 164 صفحات |
| 1933ء | | | | | |
| 1934ء | | | | | |

**تاریخِ ہند**، مرتبہ : ڈاکٹر شیخ محمد اقبال و لالہ رام پرشاد

| | | | |
|---|---|---|---|
| 1913ء | 1000 | 12½ × 16½ | 456+8 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| درج نہیں | مرکنٹائل پریس لاہور<br>پنجاب آرٹ پریس لاہور<br>باہتمام لالہ گلاب چند کپور | گلاب چند کپور اینڈ سنز<br>انارکلی لاہور | 1 روپیہ<br>11 پائی |
| درج نہیں<br>,,<br>,, | پنجاب آرٹ پریس<br>لاہور | گلاب چند کپور اینڈ سنز<br>انارکلی لاہور | 10 آنے<br>11 پائی |
| جملہ حقوق محفوظ<br>ہیں | کپور آرٹ پرنٹنگ ورکس<br>لاہور باہتمام لالہ گوراندتا<br>مل کپور | عطر چند کپور اینڈ سنز<br>انارکلی لاہور | 10 آنے |
| جملہ حقوق محفوظ<br>ہیں | مفید عام پریس لاہور<br>باہتمام رائے بہادر لالہ<br>سوہن لال | رائے صاحب منشی گلاب سنگھ<br>اینڈ سنز لاہور | 8 آنے |